اسلامی علوم وفنون

ہندوستان میں

(الثقافة الاسلامیه فی الهند)

از

مولانا سید عبدالحئی ندوی

ترجمہ

مولانا ابوالعرفان ندوی

دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ

اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں

(الثقافة الاسلامیه فی الهند)

از

مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب مرحوم

سابق ناظم ندوۃ العلما لکھنؤ

ترجمہ

مولانا ابوالعرفان ندوی

استاذ دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ

ناشر: دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

سلسلۂ دارالمصنّفین نمبر: ۱۰۵

نام کتاب	:	اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں
مترجم	:	مولانا ابوالعرفان ندوی
صفحات	:	۵۰۸
جدید معیاری ایڈیشن	:	۲۰۰۹ء
مطبع	:	معارف پریس، اعظم گڑھ
ناشر	:	دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ
قیمت	:	۲۲۰/روپئے

ISBN : 978-93-80104-35-5

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY

P.O. BOX NO : 19

SHIBLI ROAD, AZAMGARH - 276 001 (U.P.)

e-mail : shibli_academy@rediffmail.com

Website : www.shibliacademy.org

باهتمام

عبدالمنان ہلالی

فہرست مضامین

اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں

مضمون	صفحہ



پیش لفظ

ہندوستان صدیوں تک اسلامی تہذیب وثقافت کا مرکز رہ چکا ہے، جس کے آثار اس کے ذرہ ذرہ پر ثبت ہیں اور یہاں کے علما، اصحاب کمال اور علم دوست سلاطین وامرا کے علمی وتہذیبی کارنامے کسی اسلامی ملک کے کارناموں سے کم نہیں، بلکہ ہندوستان کو بعض ایسی خصوصیات حاصل تھیں، جو اسلامی ملکوں کو حاصل نہ تھیں، مثلاً اسلامی ملکوں کے بیش تر علما اپنے ہی ملک کے تھے، اس کے مقابلہ میں ہندوستان کے مسلمان سلاطین وامرا کی فیاضی اور علمی قدردانی سے مختلف اسلامی ملکوں خصوصاً وسط ایشیا کے تمام علمی مرکزوں، عراق وایران سے لے کر ترکستان بلکہ حجاز تک کے علما کا عطر کھینچ کر ہندوستان میں جمع ہو گیا تھا، دوسرے اسلامی ملکوں کے علما نے اسلامی علوم پر زیادہ تر عربی، اس کے بعد فارسی میں کتابیں لکھیں، دوسری زبانوں میں بلند پایہ کتابیں بہت کم لکھی گئیں اور ہندوستان کے علما نے عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ان علوم کی یکساں خدمت کی، بلکہ ہندوستان کی دوسری زبانوں ہندی، سندھی، پنجابی اور بنگلہ میں بھی اچھا خاصہ اسلامی لٹریچر موجود ہے جس کی مثال کسی اسلامی ملک میں نہیں مل سکتی۔

علم وفن کی ہر شاخ، خصوصاً دینی علوم میں ہندوستان میں ایسے ایسے علما پیدا ہوئے، جن کی علمی عظمت اسلامی اور عرب ملکوں میں بھی مسلم تھی اور جن کی تصنیفات ائمہ اسلام کی تصانیف کی ہم پایہ ہیں، ان سے اصحاب علم واقف ہیں اوراس کتاب میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے، اس لیے اس کی مثالیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں، ان علما نے اسلامی علوم کی مختلف شاخوں میں بہت بڑا تصنیفی ذخیرہ یادگار چھوڑا، تنہا اردو میں اتنی کتابیں ہیں، جو عربی اور فارسی کے علاوہ اور کسی زبان میں نہیں مل سکتیں، بلکہ اس زمانہ میں اردو میں جیسی بلند مذہبی پایہ کتابیں لکھی گئی ہیں، فارسی زبان کا نیا ذخیرہ اس سے بالکل خالی ہے، اس سلسلہ میں یہ چیز بھی قابل ذکر ہے کہ اسلامی ہند میں تعلیم وتہذیب کا معیار عربی اور فارسی کی تعلیم تھی، اس لیے نومسلموں بلکہ خالص ہندوؤں میں عربی وفارسی خصوصاً فارسی کے بڑے بڑے ماہر ومصنف پیدا ہوئے، جن کی علمی وادبی تصانیف مسلمان مصنّفین کی تصانیف سے کم درجہ کی نہ تھیں۔

یوں تو ہندوستان کی فارسی تاریخوں اور تذکرہ وتراجم کی کتابوں میں، علما کے ذکر میں، ان کی تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں لیکن فہرست ابن ندیم، مفتاح السعادۃ، طاش کبریٰ زادہ اور کشف الظنون، ملا کاتب چلپی کے طرز کی ہندوستانی علما ومصنّفین کی تصانیف کی کوئی جامع اور مرتب فہرست نہ تھی، جس میں ایک جگہ ساری تصنیفات مل جائیں اور یہ کام وہی شخص انجام دے سکتا تھا جس کی نظر ہندوستانی مسلمانوں کی پوری علمی تاریخ پر ہو، علما میں مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب مرحوم سابق ناظم ندوۃ العلما کی نظر اس پر بڑی وسیع اور گہری تھی، جس پر ان کی عربی تصنیف ''نزہتہ الخواطر'' کی ضخیم جلدیں شاہد ہیں، ان کے ذوق میں عجیب تنوع تھا، ایک طرف انھوں نے نزہتہ الخواطر جیسی بلند پایہ علمی کتاب لکھی، جو تراجم کی قدیم عربی کتابوں کے ٹکر کی ہے، دوسری طرف ''گلِ رعنا'' لکھی، جو اردو شعروادب کی بنیادی کتابوں میں ہے، چنانچہ انھوں نے ''**الثقافة الاسلامیہ فی الهند**'' کے نام سے عربی میں ہندوستانی

علماو مصنّفین کی تصانیف کی ایک فہرست مرتب کی تھی، جو کئی سال ہوئے شام کے مشہور علمی ادارے المجمع العلمی العربی کی جانب سے دمشق سے شائع ہو چکی ہے، یہ تنہا کتابوں کی فہرست نہیں ہے، بلکہ اس کے ضمن میں ہندوستانی مسلمانوں کی پوری علمی تعلیمی اور ذہنی وفکری تاریخ آ گئی ہے، ضرورت تھی کہ عام افادہ کے لیے اس کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے، دارالمصنّفین نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی اور اب اس کو اردو کے لباس میں پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ خدمت عزیز گرامی مولوی ابوالعرفان صاحب ندوی، استاذ دارالعلوم ندوۃ العلما نے جو خود اچھا تاریخی ذوق رکھتے ہیں اور ہندوستان کی تاریخ سے ان کو خصوصی دلچسپی ہے، سلیقہ اور قابلیت کے ساتھ انجام دی، وہ ہمارے سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

معین الدین احمد ندوی

۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

دارالمصنّفین، اعظم گڑھ

مصنف کتاب مولانا حکیم سیّد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

(تعارف وتذکرہ[1])

از

مولانا ابوالحسن علی ندوی فرزند مصنف مرحوم

ولادت مولانا سید عبدالحی ۱۸ ر مضان المبارک ۱۲۸۶ھ (مطابق ۲۲ دسمبر ۱۸۶۹ء) میں دائرہ حضرت شاہ علم اللہ بیرون شہر رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔

خاندان اور ماحول آپ کا خاندان ہندوستان کا مشہور حسنی سادات کا خاندان ہے، اس خاندان میں بڑے بڑے مشائخ وصلحا وعلما اور مجاہد پیدا ہوئے، جن میں سے گیارہویں صدی ہجری کے جلیل القدر عارف وشیخ وقت حضرت شاہ علم اللہ (جو بیک واسطہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ ہیں) اور تیرہویں صدی کے مشہور مجاہد ومصلح حضرت سید احمد شہید خاص طور پر نام ور وممتاز ہیں[2]۔

---

[1] پیش نظر تعارف وتذکرہ کی بنیاد وہ مضمون ہے جو مصنف مرحوم کے فرزند اکبر مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب مرحوم نے مصنف کے حالات میں ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد قلم بند کیا تھا اور "یاد ایام" کے دوسرے ایڈیشن کی ابتدا میں ترجمۃ المصنف کے نام سے شائع ہوا، راقم سطور نے اس کے ضروری حصے لے کر اس میں جا بجا اضافے کیے تا کہ وہ مصنف کی پیش نظر تصنیف کے آغاز میں شائع ہو سکے، اس موقع پر مصنف کی زندگی کے بعض گوشے اور ان کے کمالات کے بعض پہلو قصداً شامل مضمون کیے گئے ہیں تا کہ محفوظ ہو جائیں۔ ع کہ آتی نہیں فصل گل روز روز۔

[2] دونوں شخصیتوں کے تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہو "سید احمد شہید" از مولانا غلام رسول مہر و "سیرت سید احمد شہید" از راقم۔

مولانا کے والد ماجد، مولوی حکیم سید فخر الدین خیالی مرحوم حاذق طبیب، پرفکر شاعر، بڑے مصنف اور فارسی کے ادیب وشار تھے، ان کی تصنیفات میں سے (جن کی خاصی تعداد ہے) ان کی عظیم الشان تصنیف ''مہر جہاں تاب'' (فارسی) خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس کو علوم وفنون، مذہبی وعلمی تاریخ کا انسائیکلوپیڈیا کہہ سکتے ہیں، یہ کتاب بڑی تقطیع کی تین ضخیم جلدوں میں ہے، پہلی جلد فل اسکیپ سائز کے تیرہ سو صفحات میں ختم ہوئی ہے، اردو اور فارسی کا ضخیم مجموعۂ کلام بھی یادگار چھوڑا اور انساب وتاریخ پر تصنیفات کا ایک وسیع ذخیرہ جس کا بڑا حصہ غیر مطبوعہ ہے۔

آپ کے بچپن میں آپ کے دادیہال (رائے بریلی) اور آپ کے نانیہال (ہنسوہ ضلع فتح پور) میں رشد وہدایت کا سلسلہ جاری تھا، رائے بریلی میں مولانا سید ضیاء النبی خلیفہ مولانا سید خواجہ احمد نصیر آبادی اور ہنسوہ میں مولانا سید عبد السلام خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی مسند ارشاد پر متمکن تھے، دوسری طرف علم وادب وشعر وسخن کا چرچا تھا، اس روحانی وعلمی ماحول میں آپ نے نشو ونما حاصل کیا، بچپن ہی سے سنجیدگی، بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے اور لکھنے پڑھنے کا شوق نمایاں تھا اور اس زمانہ کے صلحا واہل باطن آپ سے بہت مانوس اور آپ کی طرف متوجہ تھے۔

تعلیم وسلوک ہنسوہ اور رائے بریلی میں فارسی، عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھ کر آپ الہ آباد تشریف لے گئے اور تقریباً دو سال رہ کر مولانا محمد حسین الہ آبادی (تلمیذ رشید مولانا عبد الحئی لکھنوی وخلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) اور دوسرے علما کی خدمت میں تعلیم حاصل کرتے رہے، ۱۳۰۱ھ میں بھوپال تشریف لے گئے، جو مدار المہام جمال الدین خاں اور نواب سید صدیق حسن خاں کی توجہات سے مرکز علم وعلما ہو رہا تھا، ۱۳۰۲ھ میں آپ لکھنؤ

تشریف لائے اور بڑی محنت، عسرت اور جفاکشی سے، آپ نے مولانا امیر علی صاحب، مولوی الطاف حسین صاحب مولوی فتح محمد صاحب تائب، اخوند صاحب، مولانا فضل اللہ صاحب اور مولانا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی سے کتب درسیہ پڑھیں، مولانا محمد نعیم صاحب سے تلمذ خاص رہا، مولانا کو بھی خصوصی شفقت تھی، آپ کے لکھنؤ کے زمانۂ قیام میں آپ کے جلیل القدر ونام ور ہم نام، مولانا عبدالحیؒ صاحب فرنگی محلی بھی حیات تھے، آپ نے ان کی زیارت کی، ان کی مجالس میں بھی شریک ہوئے لیکن ابتدائی کتابیں ہونے کی وجہ سے ان سے پڑھنے کی نوبت نہیں آئی، مولانا کے جنازہ اور تدفین کے موقع پر بھی آپ موجود تھے، اس زمانہ میں آپ کا بیش تر قیام مسجد نوازی واقع بازار جھاؤلال کے حجرہ میں رہا، جہاں آپ نے بڑی خوداری وعزتِ نفس کے ساتھ طالب علمی کے دن پورے کیے، پھر اسی محلہ میں بڑے احترام ووقار کے ساتھ بقیہ زندگی گزاری۔

لکھنؤ سے فراغت کے بعد دوبارہ بھوپال گئے اور مولانا قاضی عبدالحق سے باقی کتب درسیہ، مولانا سید احمد دہلوی (سابق استاد اعلا دارالعلوم دیوبند) سے ریاضی، مولانا شیخ محمد عرب سے ادب اور مولانا شیخ حسین بن محسن الیمانی سے جن کا تبحر علم حدیث، علو اسناد اور فاضلانہ درس علما وطلبا کے لیے جاذب توجہ بن رہا تھا، بڑے انہماک وتوجہ کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی، شیخ کو آپ کی طرف خصوصی توجہ تھی اور آپ کے لیے بعض مستقل رسائل تصنیف فرمائے، اسی زمانہ میں آپ نے لکھنؤ کے نام ور طبیب افسر الاطبا حکیم عبدالعلی سے طب کی کتابیں پڑھیں، ۱۳۱۱ھ میں لکھنؤ میں آپ نے حکیم عبدالعزیز سے ''قانون'' پڑھا اور حکیم عبدالعلی صاحب کے یہاں مطب شروع کیا۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد ۱۳۱۲ھ (مطابق ۱۸۹۴ء) میں جب آپ کی عمر ۲۶ برس کی تھی، آپ نے ہندوستان کے مشہور دینی وعلمی مرکزوں کا سفر کیا، جو زیادہ تر اطراف دہلی اور شمالی مغربی علاقہ میں واقع تھے، یہ سفر رجب ۱۳۱۲ھ میں فتح پور (ہنسوہ) سے شروع ہوا،

آپ اس سفر میں دہلی، پانی پت، سرہند، کیمپ انبالہ، دیوبند، پیران کلیر، سہارن پور گنگوہ، نگینہ اور اس کے متعدد قصبات میں گئے اور مشاہیر علما و مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے درس میں شرکت کی، حدیث کی اجازت حاصل کی اور علمی و باطنی استفادہ کیا۔

ان علما و مشائخ میں مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا عبدالعلی صاحب صدر مدرس مدرسہ عبدالرب، مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی، سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی، مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی (والد مولانا محمود حسن شیخ الہندؒ) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، میاں محمد حسین صاحب رفیق و خادم حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولانا سید احمد حسن صاحب امروہیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس سفر میں ان کا معمول تھا کہ روزانہ سفر کی یادداشت مرتب کر لیتے تھے اور علما و بزرگوں سے سنی ہوئی باتیں ان ہی کے لفظوں میں لکھنے کی کوشش کرتے تھے، اس روزنامچہ اور سفر نامہ سے ان کے ذہنی بلوغ ونبوغ، مراتب رجال اور علمی و دینی سلاسل سے ان کی غیر معمولی واقفیت اور تحریری وادبی صلاحیت کا نمایاں اظہار ہوتا ہے اور کہیں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کا لکھنے والا کوئی جواں سال اور نوعمر فارغ التحصیل ہے، یہ روزنامچہ ارمغانِ احباب کے نام سے ان کے مسودات میں محفوظ تھا، اتفاقاً حضرۃ الاستاذ مولانا سید سلیمان ندوی کی اس پر نظر پڑی، انھوں نے اس کو معارف میں بالاقساط[1] شائع فرمایا، ذیلی عنوانات قائم کیے اور جا بجا اپنے قلم سے حواشی اور تشریحی نوٹ اضافہ فرمائے، ۱۹۵۸ء میں یہ رسالہ دہلی اور اس کے اطراف کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوگیا، اس سفر سے ان کی معلومات اور شخصیات کے مطالعہ میں گرانقدر اضافہ ہوا، جس سے انھوں نے ''نزہۃ الخواطر'' کی آٹھویں جلد میں، جو معاصرین کے تذکروں پر مشتمل ہے پورا فائدہ اٹھایا۔

آپ زمانۂ طالب علمی ہی میں قطب عصر حضرت مولانا فضل رحمان گنج مرادآبادیؒ

---

[1] معارف جنوری ۱۹۳۹ء تا جون ۱۹۳۹ء۔

کی خدمت میں کئی بار حاضر ہوئے اور مولانا نے بلا درخواست آپ کو بیعت فرمالیا تھا اور خصوصی توجہ وشفقت فرمائی تھی[۱] لیکن مولانا کی وفات یا بعد مکانی کے سبب سے آپ نے سلوک کے منازل حضرت سید احمد شہیدؒ کے سلسلہ میں اپنے خسر مولانا شاہ ضیاء النبیؒ اور اپنے والد ماجد مولوی حکیم سید فخر الدین صاحبؒ (خلیفہ حضرت مولانا سید خواجہ احمد نصیر آبادیؒ) اور اپنے ماموں حضرت شاہ عبد السلام صاحب ہنسوی کے خلفا کی خدمت میں طے کیے اور ان حضرات سے اجازت وخلافت عطا ہوئی، بیعت عثمانی کے ذریعہ سے حضرت شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ سے بھی بیعت اور توجہات کا شرف حاصل کیا۔

دینی خدمات آپ کا قلب بڑا دردمند اور حساس تھا، آپ نے جس زمانہ میں ہوش سنبھالا، وہ مسلمانان ہند کی تاریخ میں ایک دور انتقال اور دو تہذیبوں اور دو عہدوں (مسلمانوں کے عہد ماضی اور انگریزی سلطنت وتہذیب کے عہد اقتدار) کی کشمکش کا دور تھا، آپ کے ضمیر ومزاج میں اصلاح اور جدوجہد کا جذبہ تھا، آپ ابھی طب کی تعلیم سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ندوۃ العلما کا قیام عمل میں آیا، اس کے مقاصد وعزائم آپ کی افتادِ طبع اور مذاق وذہن سے خاص مناسبت رکھتے تھے، آپ اپنے آخری دور طالب علمی ہی میں اس کے ابتدائی جلسوں میں شرکت فرماتے رہے، بالآخر ۱۳۱۳ھ میں آپ نے ناظم ندوۃ العلما مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی ماتحتی میں کام شروع کیا، ۱۳۲۳ھ تک آپ مددگار ناظم کی حیثیت سے کام کرتے رہے، ندوۃ العلما کے جتنے ناظم ہوتے رہے، ان کو آپ کے خلوص، استقلال ومعاملہ فہمی پر اتنا اعتماد تھا کہ تقریباً نظامت کا کل کام درحقیقت آپ ہی کرتے تھے، ۱۳/اپریل ۱۹۱۵ء میں آپ بالاتفاق

[۱] آپ کی حاضری گنج مرادآباد تین مرتبہ ہوئی، حضرت مولانا کا معمول تھا کہ آنے والوں کو جلد رخصت فرمادیا کرتے تھے لیکن آپ نے جب اجازت طلب کی تو رفیق سفر کو رخصت فرما دیا اور ان کو روک لیا اور ان کی خاطر سے بجائے ایک یا دو مرتبہ کے حدیث کا تین مرتبہ درس دیا، اس سفر کے دل آویز تاثرات وواقعات آپ نے ایک مستقل رسالہ میں جو "استفادہ" کے نام سے چھپا، درج کیے ہیں، اب وہ راقم السطور کی کتاب "تذکرہ مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی" کا جز بنادیا گیا ہے بہ عنوان "جذب دل"۔

بالاتفاق ناظم منتخب ہوئے اوراپنی زندگی کے آخری لمحہ تک آپ اس منصب پر سرفراز رہے۔

اس زمانہ میں آپ کی ذمہ داریاں اور مصروفیتیں گوناگوں تھیں، ندوہ کی نظامت، اس کے سلسلہ کی خط وکتابت، اس کے دور دراز جلسوں کی تیاریاں اور ان میں شرکت، تصنیف وتالیف (جس کا سلسلہ تعلیم کے آخری دور سے شروع ہوکر زندگی کے آخری دن تک جاری رہا) مطب کی مصروفیت، ان تمام ذمہ داریوں اور مصروفیتوں کو آپ نے پورے استقلال، خاموشی اورانہماک کے ساتھ نباہا۔

اس عرصہ میں ندوۃ العلما کے دائرہ کے اندراور نہ صرف اس محدود دائرہ میں، بلکہ ہندوستان کے وسیع رقبہ میں بھی بڑے بڑے سیاسی طوفان آئے، بڑے بڑے انقلابات اور آزمائشوں سے اس تحریک وادارہ اور پورے ملک کوگزرنا پڑا لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش اورآپ کے استقلال طبیعت میں فرق نہ آیا، آپ کی وفات پر سید صاحبؒ نے فروری ۱۹۲۳ء کے ''معارف'' میں اس حقیقت کا اظہار اس طرح فرمایا ہے:

''مولانا سید محمد علی صاحب ناظم تھے، ان کی نگاہ انتخاب فوراً اس جوہر قابل پر پڑی، وہ دن ہے اوران کی وفات کا دن ہے کہ ندوۃ ان کی خدمات سے کبھی محروم نہ رہا، ندوہ پر کیا کیا انقلابات آئے، کتنے ارکان بدلے، کتنے منتظمین آئے اور کتنے گئے، کتنے معتمدو ناظم عزل ونصب ہوئے، کتنے فتنے اور حوادث پیدا ہوئے، مگران تمام حالات وحوادث کے طوفان میں ثبات واستقلال کی صرف ایک چٹان تھی، جواپنی جگہ پر تھی اوروہ مولانا سید عبدالحی صاحب مرحوم کی ذات تھی''۔

مزاج وخصوصیات طبیعت میں خلوت پسندی، وقار، کم گوئی، حیااور سلامت طبع تھی نہایت خودداراور کم آمیز تھے لیکن اس کے ساتھ نہایت خلیق، خندہ پیشانی اور شگفتہ طبیعت تھے، مل کرکام کرنے (**تعاون علی البر والتقوی**) کی قابلیت جو عرصہ سے مسلمانوں میں مفقود ہے آپ میں ایسی پائی جاتی تھی کہ ندوہ کے ارکان ومعتمدین سب آپ پر اعتماد رکھتے تھے اور کسی

کو کوئی شکایت آپ سے نہ تھی، تعاون کی حالت میں دو زریں اصولوں پر ہمیشہ آپ کا عمل رہا۔

(۱) دوسروں کے جذبات کالحاظ رکھنا اور ان کے اختیارات میں دخل نہ دینا۔

(۲) اپنے اختیارات کے حدود میں بھی دوسرے معتمدین یا ارکان سے مشورہ لے لینا۔

نہایت کم سخن تھے بے ضرورت بات کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے، اس کم سخنی اور اخفائے حال کا نتیجہ تھا کہ قریبی تعلق رکھنے والوں کو اور بعض ایسے دوستوں اور بزرگوں کو، جن کے ساتھ برسوں اٹھنے بیٹھنے اور کام کرنے کا موقع ملا، آپ کے بعض ضروری حالات اور نمایاں کمالات کا بھی علم نہ ہوسکا، حد یہ ہے کہ مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری ؒ ناظم ندوۃ العلما کو، جن کی رہنمائی میں آپ نے سالہا سال دفتر نظامت کے کام انجام دیے اور جو حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی ؒ کے خلیفۂ خاص تھے، پوری مدت نظامت میں اس کا علم نہیں ہوسکا کہ مولانا مرحوم کا بھی حضرت مولانا سے بیعت وارادت کا تعلق ہے، مولانا مونگیری ؒ ایک مکتوب میں، جو ندوہ کی نظامت سے مستعفی ہونے کے بعد لکھا گیا ہے، تحریر فرماتے ہیں:

"ان ہی کاغذات سے معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت مولانا ومرشدنا علیہ الرحمہ سے بیعت ہے اس سے اخوت اسلامی کے علاوہ دوسری خاص اخوت ثابت ہوئی اس بنا پر کہتا ہوں کہ اس ہیچ کارہ کے اگر عیب پر آپ کو اطلاع ہو تو براہ خدا شائستہ عنوان سے مطلع کیجیے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں خاص کشش اور محبوبیت رکھی تھی اور خاص وجاہت عطا فرمائی تھی، جس مجلس میں ہوتے ممتاز ونمایاں معلوم ہوتے، معاش حاصل کرنے میں آپ کو انہماک نہ تھا، آپ کی سیرت توکل کا پورا مظہر تھی، دن بھر کی آمدنی شام تک خرچ کر دینا آپ ضروری سمجھتے تھے اور رات کو روپیہ باقی رکھنا آپ برا جانتے تھے[۱]، زکوٰۃ کبھی آپ پر

---

[۱] اس کا نتیجہ تھا کہ آپ نے ترکہ میں صرف ایک روپیہ چھوڑا تھا، یہ شاید اب بھی محفوظ ہے، یا چند فیسیں جو ایک رئیس مریض کے ذمہ باقی رہ گئی تھیں اور بعد میں وصول ہوئیں۔

فرض نہیں ہوئی، دنیا سے آپ کو جو کچھ تعلق تھا، وہ کتب بینی اور تصنیف وتالیف تھا، اس سے زیادہ آپ نے دنیا سے کوئی تعلق نہیں رکھا، ہمیشہ تنہا ایک کمرہ میں رہتے تھے اور بے ضرورت کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے تھے، دستر خوان وسیع تھا اور اکثر مستقل مہمان مقیم رہتے تھے۔

ادب، حدیث، قرآن اور طب کا درس دیتے تھے، ایک زمانہ میں فلسفہ کی انتہائی کتابیں بھی پڑھائی تھیں، ادب کا درس برسوں سے، طب کا درس چند سال سے چھوٹ گیا تھا، مگر قرآن وحدیث کا درس وفات کے دن تک جاری رہا، زندگی کی بڑی آرزو یہ تھی کہ اسی شغل میں زندگی بسر ہو جائے، آخر میں سب چھوڑ چھاڑ رائے بریلی قیام کرنے اور حدیث کے درس میں مشغول ہونے کی تمنا تھی۔

دین ودنیا کے ہر کام میں اتباع سنت کا لحاظ رکھتے تھے اور اسی کو ذریعۂ نجات سمجھتے تھے، ذاتِ نبوی ﷺ سے وہ وابستگی وشیفتگی رکھتے تھے، جس کو عشق سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، اکثر یہ شعر وردِ زبان رہتے اور آپ نے بہت سے مضامین کا ان کو سرنامہ وعنوان بنایا۔

داغ غلامیت کرد رتبۂ خسرو بلند　　　میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید

محمدؐ عربی کا بروئے ہر دوسرا است　　　کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او

بزرگوں اور دینی شخصیتوں میں سے آپ کو حضرت سید احمد شہیدؒ اور اس عصر کے علماو مشائخ میں اپنے پیرومرشد حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ سے خاص عقیدت ونسبت تھی، حضرت سید صاحب ؒ کا ذکر جہاں کہیں کرتے ہیں، بڑی والہانہ عقیدت اور شیفتگی سے کرتے ہیں، بالعموم حضرت سید احمد شہید سعیدؒ اور کہیں حضرت سیدنا کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں، حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحبؒ کے متعلق ''نزہۃ الخواطر'' میں لکھتے ہیں:

''اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو کر میں قسم کھاؤں کہ میں نے دنیا میں ان سے بڑھ کر کریم، درہم ودینار سے بے تعلق کتاب وسنت کا پیرو نہیں دیکھا تو میں حانث نہیں ہوں گا اسی کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا ان سے بڑا عالم نہیں پایا۔''

اعزاواحباب کے ساتھ سلوک وصلۂ رحمی کا بڑا اہتمام تھااور پوشیدہ طریقہ پران کی مدد کرنے کا بڑا ذوق رکھتے تھے، برادری کے حقوق ادا کرنے کا بڑا خیال رہتا تھا، کسی کا دل دکھانا آپ کے مذہب میں ناجائز تھا، مال حرام یا مشتبہ سے ہمیشہ محفوظ رہے۔

نمودونمائش سے آپ کوسخت نفرت تھی، آپ نے جو کچھ تصنیفی یا علمی کام کیا نہایت خاموشی وگمنامی میں کیا بہت سے قریبی احباب کوآپ کے انتقال کے بعد آپ کے بعض علمی کارناموں کا علم ہوااور بہت سے واقفوں کو''گل رعنا'' کی اشاعت سے پہلے یہ بھی علم نہیں ہوسکا کہ آپ کوشعروشاعری کا بھی ذوق ہے اور اللہ تعالے نے نقدسخن کا اعلا ملکہ عطا فرمایا ہے اور اردوزبان وادب کی تاریخ پرایسی وسیع اور گہری نظر ہے، اس کتاب میں پہلی مرتبہ ''آب حیات'' پرتنقید کی گئی ہے اوراس کی بعض ان روایات کوتاریخی حیثیت سے بے بنیاد ثابت کیا گیا ہے، جن کوآزاد کے سحر نگار قلم اور ''آب حیات'' کی غیر معمولی مقبولیت کی وجہ سے مسلمہ حقیقت سمجھ لیا گیا تھا، نیز اردوزبان وشاعری کے آغاز کے سلسلہ میں اس میں بعض نئے معلومات اورنظریات پیش کیے گئے ہیں، یہ کتاب عرصہ ہوا دارالمصنفین کی طرف سے شائع ہوچکی اوراس کے چارا ڈیشن نکل چکے ہیں متعدد یونیورسٹیوں نے اس کواپنے نصاب میں بھی داخل کیا۔

حافظہ کم زور تھالیکن نہایت ذہین تھے، دوراندیشی اور معاملہ فہمی میں اپنی آپ نظیر تھے، مردم شناسی کا خاص ملکہ تھا، طبیعت ایسی سلیم تھی کہ ہر چیز کی اہمیت اسی تناسب سے سمجھتے، جس تناسب کوفطرت نے قائم کردیا ہے، بے اعتدالی، بے جا عصبیت اورغلو ومبالغہ سے آپ کی طبیعت کوکوئی مناسبت نہ تھی[1] طبیعت میں جامعیت اور توسط واعتدال تھا، مزاج میں

---

[1] اس کا اندازہ خصوصیت کے ساتھ ''نزہۃ الخواطر'' کی آٹھویں جلداوران معاصرین کے تذکروں کے مطالعہ سے ہوتا ہے، جن میں سے بعض سے آپ کومسلک یا ذوق کا اختلاف تھا، بعض سے زندگی میں اختلافات رہ چکے تھے اور بعض شخصیتوں سے آپ کوارادت مندی وعقیدت تھی لیکن نہ کہیں محاسن وکمالات کے اعتراف میں بخل وحق تلفی کا شائبہ معلوم ہوتا ہے نہ کہیں عقیدت مندی کا غلو ومدح سرائی میں افراط و بے اعتدالی۔

نفاست ولطافت تھی، زندگی سادہ، مگر مزاج نفاست پسند تھا، خوراک بہت قلیل، پوشاک ہمیشہ لطیف ونظیف استعمال کرتے۔

علمی کمالات وخدمات اردو فارسی اور عربی ادب میں پایۂ بلند رکھتے تھے، ہندوستان میں ایسی سلیس عربی لکھنے والے مشکل سے گزرے ہوں گے، عربی زبان کے ایک نقاد ومبصر ڈاکٹر تقی الدین الہلالی المراکشی آپ کی عربیت کے بڑے قائل ہیں، اردو تحریر میں متانت وحلاوت کی لطیف آمیزش اور علمی سنجیدگی کے ساتھ زبان کی چاشنی وبے ساختگی ہے، خصوصاً تاریخی مضامین میں بڑی لطافت اور ادبی حلاوت ہے، جس کا نمونہ ان کی تصنیف ''یادایام'' (تاریخ گجرات) اور ''گل رعنا'' کے حواشی ہیں۔

ہندوستان کے اسلامی عہد کی تاریخ کے ہر شعبہ (تاریخ ملوک، تاریخ تہذیب وتمدن، تاریخ علوم وفنون اور تاریخ سلاسلِ تصوف اور خاندان وانساب) پر عمیق اور وسیع نظر رکھتے تھے اور اس موضوع پر ان کے زمانے میں ان کا کوئی ہم سر نہ تھا، ہندوستان کی اسلامی تاریخ کو مختلف پہلوؤں سے وہ اپنی زندگی میں مرتب کر گئے اور تنہا اتنا کام کیا، جو مغربی ممالک میں پورے ادارے اور سوسائٹیاں انجام دیتی ہیں اور یہ سب اس خاموشی اور گمنامی کے ساتھ کیا کہ نہایت محدود حلقۂ احباب کے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں ہوئی اور اب بھی اس کام کی وسعت اور عظمت کا اندازہ بہت کم لوگوں کو ہے، درحقیقت انھوں نے وہ قرض یا فرض ادا کردیا، جو ہندوستان کے اہل علم واہل قلم پر صدیوں سے چلا آرہا تھا۔

حضرۃ الاستاذ مولانا سید سلیمان ندویؒ ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

> ''باوجود مستقل مطب وفرائض ندوہ اور مذہبی رجوع عام کے وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھا کرتے تھے، اسلامی ہندوستان کے پورے ہزار سالہ عہد میں شعرا ومشائخ وسلاطین کے سیکڑوں تذکرے اور تاریخیں لکھی گئیں لیکن آزاد بلگرامی کی تصنیفات کو چھوڑ کر کوئی مختصر رسالہ بھی مستقل یہاں کے علما وفضلا کے حالات میں نہیں لکھا گیا، مولانا مرحوم نے اس نقص کو

محسوس کیا اور پورے بیس برس اس کام پر انھوں نے صرف کیے، اس عرصہ میں ہندوستان کی اس سرحد سے اس سرحد تک کوئی کتب خانہ نہیں چھوڑا، جہاں ان کو ذوق طلب کھینچ کر نہ لے گیا ہو اور بالآخر آٹھ جلدوں میں علمائے ہند کی پوری سوانح عمریاں[1] جمع کیں، اس کا مقدمہ لکھا، جس میں ہندوستان کے اسلامی علوم وفنون کی تاریخ مرتب کی[2]، عربی میں ہندوستان کی اسلامی تاریخ کا ایک صفحہ بھی نہیں، جو کچھ معلوم ہے، وہ انگریزی کی زبانی، مرحوم نے ہندوستان کی اسلامی تاریخ، سلاطین اسلام، یہاں کے اسلامی تمدن، مساجد، مدارس، عمارات شفاخانے اور دیگر خصوصیات پر ایک پوری کتاب تیار کی[3]۔"

ان کی مایۂ نازو شہرۂ آفاق تصنیف "نزہۃ الخواطر" ہے، جس کی آٹھ جلدیں ہیں، اس کتاب میں ساڑھے چار ہزار سے زیادہ اعیان ہندوستان کا تذکرہ ہے۔

تمام اسلامی ممالک میں، جو اسلامی حکومت یا اسلامی تہذیب وعلوم کے قلم رو میں شامل تھے، تنہا ہندوستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے پورے اسلامی دور کی تاریخ تسلسل و ترتیب کے ساتھ مرتب ہوگئی ہے اور اس میں کوئی خلا پایا نہیں جاتا، بڑے بڑے نام ور اسلامی ملکوں کے باکمال فرزندوں کے جو تذکرے لکھے گئے ہیں، ان میں صدیوں کا خلا پایا جاتا ہے، کسی صدی کے کئی کئی تذکرے ہیں اور کئی کئی صدیاں کسی مستند تذکرہ سے خالی ہیں لیکن "نزہۃ الخواطر" کا ایک طرف زمانی رقبہ، پہلی صدی ہجری سے چودھویں صدی ہجری تک محیط ہے، دوسری طرف اس کا مکانی وجغرافیائی رقبہ درۂ خیبر سے خلیج بنگال تک وسیع ہے اور اس میں نہ کسی دور کے اعیان ومشاہیر کو نظر انداز کیا گیا ہے، نہ کسی قریہ وقصبہ کی کسی معروف شخصیت یا اس کے علمی کارنامہ سے تغافل برتا گیا ہے، کتاب سوانح نگاری کا ایک جیتا جاگتا مرقع ہے، جس میں اصحابِ سوانح کے حقیقی خط وخال نمایاں کرنے کی امکانی کوشش کی گئی ہے،

۱؎ اس سے مراد مصنف کی کتاب "نزہۃ الخواطر" ہے۔ ۲؎ اس سے مراد "معارف العوارف" ہے، جس کا تذکرہ آئندہ سطور میں آئے گا۔ ۳؎ "جنۃ المشرق" کی طرف اشارہ ہے، جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ (معارف ۱۹۲۳ء)

وہ تمام ضروری معلومات جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جو کہیں سے بھی دستیاب ہو سکیں اور جہاں ضرورت سمجھی گئی، تنقید و اظہار حقیقت میں تامل نہیں کیا گیا، یہ کتاب مشرق و مغرب کے علمی حلقوں میں یکساں طور پر اس موضوع پر سب سے بڑے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، اس کی سات جلدیں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد کی طرف سے شائع ہوکر دور دراز ملکوں میں پہونچ چکی ہیں[1]، پہلی جلد ماخذ و معلومات کی کمی کی وجہ سے پہلی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک کے اعیان کے تذکرہ پر مشتمل ہے، پھر ہر جلد مستقل ایک ایک صدی سے تعلق رکھتی ہے، آٹھویں جلد کے (جو چودھویں صدی کے اعیان کے تذکرہ پر مشتمل ہے) مسودہ میں جا بہ جا بیاض تھے اور متعدد تراجم نامکمل رہ گئے تھے، یہ حصہ بھی اب تکمیل کے بعد دائرہ کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔

''معارف العوارف'' ہندوستان میں علم و تعلیم کی تاریخ اور ہزار سالہ اسلامی عہد کے مصنفین اور تصنیفات کی ڈائرکٹری ہے، وہ اس سلسلہ میں ہندوستان کے متعلق مستند معلومات کا سب سے بہتر ماخذ اور ذخیرہ ہے، یہ محض تصنیفات کی کوئی خشک فہرست نہیں ہے، جس میں صرف کتابوں کے نام پر اکتفا کیا گیا ہو، پہلے ہر علم کی تعریف اور تاریخ بیان کی گئی ہے اور اس علم کی مستند و مشہور اور معیاری کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے، پھر اس موضوع پر علمائے ہند کی تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے، شروع میں قدیم نصاب تعلیم کا مکمل نقشہ پیش کیا گیا ہے اور اس کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور ان کے محرکات و اسباب کی نشان دہی کی گئی ہے، تنہا یہی ایک مستقل علمی کارنامہ ہے، شرق اوسط اور عالم اسلام میں ہندوستان کو اس حیثیت سے

---

[1] حکومت پاکستان کے محکمہ اوقاف کی طرف سے اس کے اردو ترجمہ کا کام شروع ہوا ہے اور اس کی متعدد جلدیں نکل چکی ہیں لیکن افسوس ہے کہ اس کام کی تکمیل کے سلسلے میں جس اہتمام و ذمہ داری کے احساس کی توقع کی جاتی ہے، وہ مفقود ہے، پہلی جلد جو راقم السطور کی نظر سے گزری، ترجمہ کے اغلاط سے پر ہے، محکمہ نے مصنف کتاب کے ورثا یا ناشر سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔

متعارف اور مسلمانوں کی علمی اور دینی خدمات سے واقف کرنے کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں، "معارف العوارف" کو دمشق کی مشہور سرکاری اکاڈمی **المجمع العلمی العربی**[1] نے ۱۹۵۸ء میں "**الثقافة الاسلامیة فی الهند**" کے نام سے بڑے آب وتاب کے ساتھ شائع کیا اور وہ جلد دنیا کے حلقوں میں مقبول ہوئی، اسی کا ترجمہ "اسلامی علوم وفنون ہندوستان میں" کے نام سے دارالمصنّفین اعظم گڈھ سے شائع ہو رہا ہے اور قارئین کے پیش نظر ہے۔

"جنة المشرق" ہزاروں صفحات کا نچوڑ اور مصنف کے عمر بھر کے مطالعہ کا خلاصہ ہے، یہ اسلامی عہد کا ایک چھوٹا سا دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہے، جس سے اس ملک کے اسلامی عہد کی پوری تصویر ابھر کر سامنے آجاتی ہے اور مسلمان سلاطین، اہل کمال اور ماہرین فن کے تمدنی، تعمیری اور انتظامی کارنامے بیک نظر سامنے آجاتے ہیں، ملک کا جغرافیہ، اس کی پیداوار وحاصلات، موسم، سکّے، تقریبات ورسوم، مسلمان سلاطین کے زمانہ کا نظم ونسق، آئین وقانون، ان کے رفاہِ عام کے کام اور اس ملک کی آراستگی وشائستگی میں ان کا حصہ سامنے آجاتا ہے، یہ ان تاریخوں کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، جو مختلف ملکوں میں "خطط" کے نام سے لکھی گئیں، جن میں سے مقریزی کی "خطط مصر" اور کرد علی کی "خطط الشام" مشہور ہے اس طرح بجا طور پر اس کتاب کا نام "خطط الہند" ہوسکتا ہے، افسوس ہے یہ کتاب ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔

"یادایام" وہ رسالہ ہے، جو آپ نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرس کے ۱۹۱۸ء میں ہونے والے اجلاس سورت کے لیے، اپنے محترم وفاضل دوست نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی کی فرمائش پر، وہاں پڑھنے کے لیے لکھا تھا اور چوں کہ یہ اجلاس سورت میں ہو رہا تھا، اس لیے آپ نے صوبۂ گجرات کی قدیم اسلامی عہد کی تاریخ کا ایک

---

[1] اب وہ "**مجمع اللغة العربیه**" کے نام سے موسوم ہے، یہ مشرق وسطیٰ کی سب سے پرانی اور سب سے زیادہ کارگزار اکاڈیمی ہے۔

مرقع اس میں پیش کیا، یہ ہزاروں صفحات اور بیسیوں کتابوں کا عطر ہے، جو اس مختصر سے رسالہ میں آگیا ہے، اردو میں صحیح تاریخ نویسی کا یہ ایک قابل تقلید نمونہ ہے، جس میں صرف ''سرکاردربار'' کی روداد نہیں سنائی گئی، بلکہ اس دور کی پوری تمدنی، علمی اور دینی تصویر مکمل طریقہ پر آگئی، شاہان گجرات کے خصائص حکم رانی، اصلاحاتِ ملکی، زراعت وصنعت و حرفت کی ترقی، علوم وفنون کی اشاعت وفروغ، مدارس کا قیام، ماہرین فنون کا تعارف، گجرات کے وزرائے باکمال اور علمائے نامدار کا تذکرہ، ان کے کارنامے اور سلاسل طریقت سبھی ضروری مضامین اختصار سے آگئے ہیں۔

بیان میں اتنی دل آویزی اور تحریر میں اتنی حلاوت ہے کہ کتاب نہ صرف صحیح تاریخ نویسی کا، بلکہ ادب وانشا کا بھی ایک دل کش نمونہ بن گئی ہے، نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی مرحوم نے اس رسالے پر اپنے تاثرات کا اظہار مصنف کے نام اپنے ایک خط میں کیا ہے، جس کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

''رب کریم عم نوالہ کی ایک نعمت عظیم تھی جو کل آپ کے رسالہ کے پیرایہ میں ظاہر ہوئی، میں نے رات ہی اس کو کل تقریباً پڑھ لیا، میرے سرور ومباہات کی عجیب کیفیت تھی، پڑھتا تھا اور فخر وخوشی کی موجیں دل میں اٹھتی تھیں، بار بار رسالہ کو آنکھوں سے لگاتا تھا اور چومتا تھا، اگر آپ سامنے ہوتے تو یقین یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ چومتا، قدم چومتا، اللہ اکبر! یہ سعادت میرے مقدر میں تھی کہ میں مسلمانوں کی علمی مجلس کو اس خطۂ ملک میں لے گیا جہاں سب سے پہلے اہل توحید کے قدم آئے اور جہاں سب سے پہلے اسلام کے مصنف مدفون ہیں، **فالحمدللہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً طیباً**، اس کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ یہ نایاب رسالہ ہاتھ آیا، میری معلومات میں کس قدر اضافہ ہوا۔

آپ نے ماشاء اللہ خوب رسالہ لکھا ہے، بیان صاف ودل کش، مطالب محققانہ، مآخذ نادر و صحیح، کمال یہ ہے کہ ایک مختصر رسالہ میں گوناگوں تاریخ سنادی، ملکی، علمی، روحانی، صنعتی، حرفتی، زراعتی، میں نے سورت سے واپس آکر تاریخ فرشتہ میں گجرات کی تاریخ لفظ بہ لفظ

پڑھی، حاشا میرے دماغ میں ان حالات کا ایک شائبہ بھی نہیں آیا، بزم ورزم کا فانوس خیال آنکھوں کے سامنے پھر گیا[1]۔"

ان اہم تصنیفات کے علاوہ اردو، عربی میں حدیث، فقہ وطب پر متعدد کتابیں اور اصلاحی رسالے ہیں، جن کا تذکرہ ترجمۃ المصنف میں آچکا ہے اوران کا ذکر موجب تطویل ہے۔

وفات اوراولاد ۱۵/جمادی الآخرۃ ۱۳۴۱ھ، ۲/فروری ۱۹۲۳ء کو جمعہ اور شنبہ کی درمیانی شب میں، چند گھنٹوں کی ناسازی طبع کے بعد انتقال کیا، جنازہ رائے بریلی لے جایا گیا، جہاں اپنے اجداد کرام کے پہلو اور حضرت شاہ علم اللہ نقش بندیؒ اور حضرت سید محمد عدلؒ کے جوار میں مدفون ہوئے۔ **رحمه الله تعالیٰ ورفع درجاته۔**

اولاد میں دو فرزند ڈاکٹر حکیم مولانا سید عبدالعلی صاحب مرحوم (سابق ناظم ندوۃ العلما) اور ابوالحسن علی اور دو دختر یادگار چھوڑیں۔

مصنف مرحوم نے اپنی آخری تصنیف "تذکرہ گل رعنا" کے لیے جو پیش لفظ لکھا تھا، اس کو ان دو شعروں پر ختم کیا تھا[2]، اس تعارفی مضمون کا "حسن خاتمہ" بھی ان ہی دو الہامی شعروں پر کیا جاتا ہے۔

غرض نقشے است کز ما یاد ماند | کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزے ز رحمت | کند بر حال ایں مسکیں دعائے

---

[1] مکتوب مورخہ ۷/جمادی الاولی، ۱۳۳۷ھ۔ [2] اس پر ۶/ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ کی تاریخ پڑی ہوئی ہے۔

مقدمہ

از: مصنف کتاب

وبہ نستعین، لاحول ولاقوۃ الاباللہ العظیم، الحمدللہ ربّ العالمین، والعاقبۃ للمتقین والصّلوٰۃ والسّلام علی سیّد المرسلین، سیّدنا ومولانا محمد الہادی الامین وعلیٰ اٰلہ الطیّبین واصحابہ الطّاہرین، صلاۃ وسلاما دائمین متلازمین الیٰ یوم الدّین

''نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر'' کی تالیف سے فراغت کے بعد، جو آٹھ جلدوں میں ہے اور جس میں ہم نے ہر زمانے کے مؤرخین، سوانح نگاروں اور علما وفقہا کے حالات لکھے ہیں اور ان کے علاوہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور جماعتوں کے اہل رائے اور اہل مذہب کا تذکرہ کیا ہے، جو ہندوستان میں پیدا ہوئے اور یا ان کا ہندوستان میں انتقال ہوا ہے، میں نے ایک دوسری کتاب ''جنۃ المشرق ومطلع النور المشرق'' کے نام سے لکھی ہے، جو تین فن پر مشتمل ہے، پہلا فن جغرافیہ میں، دوسرا تاریخ میں اور تیسرا آثار وعمارات میں، جب میں ان دونوں کتابوں کی تصنیف سے فارغ ہو چکا، تو مناسب سمجھا کہ ایک مختصر کتاب ''معارف العوارف فی انواع العلوم والمعارف'' کے عنوان سے لکھوں اور اس کتاب میں نظام ونصاب درس کی عہد بہ عہد تاریخ بیان کروں، فنون ادبیہ مثلاً نحو، صرف، اشتقاق، لغت وبلاغت، عروض وقافیہ، انشا وشعر اور تاریخ وجغرافیہ کی تاریخ لکھوں اور پھر علوم شرعیہ دینیہ میں سے فقہ، اصول فقہ، حدیث وتفسیر اور تصوف وکلام کی تاریخ بیان کروں اور

پھر فنون نظریہ میں سے علم المناظرہ، علم المنطق اور طبیعیات والٰہیات اور حکمت عملی اور فن ریاضی اور فن طب کی تاریخ بیان کروں، پھر شعر و شعرا کے حالات لکھوں اور ان چیزوں کا تذکرہ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے، لکھوں اور ان علوم میں ہندوستان میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کا بھی تذکرہ کروں۔

سہو ونسیان بشری خصوصیات میں سے ہیں، اس لیے اگر ہماری اس کتاب میں کچھ چیز سہواً رہ گئی ہو تو اس کے لیے معذرت خواہ ہوں اور ہم اپنے وعدے کے مطابق شروع کر رہے ہیں اور اللہ سے ہم مدد و توفیق کے طالب ہیں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائے، **لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔**

ہندوستان کا نصاب درس[1]

اور

اس کے تغیّرات

افسوس ہے کہ ہندوستان کی علمی تاریخ نہایت تاریکی میں ہے، ہم صحیح طور پر اس بات کا اندازہ نہیں کرسکتے کہ وقتاً فوقتاً نصاب درس میں کیا کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں، تاریخ سے اسی قدر سراغ ملتا ہے کہ اس سرزمین میں فاتحانِ ہند کے ساتھ ساتھ علم آیا تھا اور جو جو تبدیلیاں عراق وماوراء النہر میں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھیں، اس کا اثر یہاں کے نصاب پر بھی پڑتا تھا۔

سب سے پہلے سندھ اور ملتان کے ریگستانوں میں علم کے ذرّے چمکے اور ان کی جگمگاہٹ اتنی بڑھتی گئی کہ رفتہ رفتہ سارے ہندوستان میں ان کی روشنی پھیل گئی اور جب

[1] یہ مصنف مرحوم کا اردو میں ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے، اس رسالہ کا موضوع، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، ہندوستان کے نصاب درس اور اس کی عہد بہ عہد تبدیلیوں کی تاریخ ہے، اس رسالہ کا تعلق اصل کتاب سے بہت گہرا ہے اور اپنے موضوع پر بہت ہی فاضلانہ اور مورخانہ بحث ہے، یہاں تک کہ اردو اور انگریزی کی بعض مستند تاریخی کتابوں میں اس رسالہ کو ماخذ اور بنیاد بنایا گیا ہے، اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ اصل کتاب کے ساتھ مصنف مرحوم کا یہ رسالہ بھی بعینہٖ شامل کردیا جائے۔

ملوک غزنویہ نے لاہور کو ہندوستان کا دار السلطنت قرار دیا، تو اس شہر نے سب سے پہلے اس روشنی سے فائدہ اٹھایا۔

جب دہلی فتح ہوئی تو بادشاہوں کی قدردانی سے علمائے باکمال ہر طرف سے سمٹ سمٹ کر دہلی آنے لگے اور ایسے جلیل القدر علما دہلی میں مجتمع ہو گئے، جن کا شہرہ سن کر دور دور سے لوگ آتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔

غیاث الدین بلبن کے زمانے میں شمس الدین خوارزمی، شمس الدین قوشجی، برہان الدین بلخی، برہان الدین بزاز، نجم الدین دمشقی، کمال الدین زاہد، وغیرہ جیسے بیسیوں صاحب کمال تھے، جن کے علم وفضل سے دہلی کا کوچہ کوچہ قرطبہ اور بغداد کا نمونہ بن رہا تھا۔

علاء الدین خلجی کے زمانہ میں ظہیر الدین بھکری، فرید الدین شافعی، حمید الدین مخلص، شمس الدین یحیی، محی الدین کاشانی، فخر الدین ہانسوی، وجیہ الدین رازی، تاج الدین مقدم، وغیرہ چھیالیس علما ایسے پایہ کے تھے، جن کی نسبت ضیاء الدین برنی جیسے مشہور مؤرخ کا خیال یہ ہے کہ دنیا میں ان کا جواب نہیں تھا۔

محمد شاہ تغلق کے زمانے میں معین الدین عمرانی، قاضی عبد المقتدر، مولانا خواجگی، شیخ احمد تھانیسری جیسے باکمال علما تھے، جن کے دامن تربیت میں پرورش پاکر شہاب الدین دولت آبادی ملک العلما بن کر نکلے اور ایک دنیا کی نگاہیں ان کی طرف اٹھنے لگیں۔

فیروز شاہ کے عہد میں جلال الدین رومی تشریف لائے اور شاہی مدرسہ میں پرنسپل کی خدمات ان کو سپرد کی گئیں، نجم الدین سمرقندی بھی اسی زمانے میں دہلی آئے اور اپنے فضل وکمال سے لوگوں کو مالا مال کرتے رہے۔

سکندر لودی کے زمانے میں شیخ عبد اللہ اور شیخ عزیز اللہ دو نامور عالم ملتان سے آئے اور انھوں نے منطق وحکمت کا معیار بڑھا کر نصاب میں نمایاں زور پیدا کر دیا۔

اکبر کے زمانے میں شاہ فتح اللہ شیرازی نے آکر عضد الملک کے خطاب سے

عزت پائی اور تمام ملک میں ان کی دھوم مچ گئی، اسی زمانے میں حکیم شمس الدین اوران کے بھانجے حکیم علی گیلانی کی وجہ سے طب کو فروغ ہوااور شیخ عبدالحق نے حدیث کورواج دیا۔

شاہ جہاں اور عالم گیر کے عہد حکومت میں میر زاہد کا ستارہ اقبال چمکا اوران کی موشگافیوں نے تاج فضیلت میں چار چاند لگادیے، گویا درس نظامیہ کی بنیاد ان ہی کے پرزور ہاتھوں کی ڈالی ہوئی ہے، ان ہی کے سلسلۂ تلمذ میں قاضی مبارک اور شاہ ولی اللہ صاحب کا مشہور خاندان تھا، جس میں جناب شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، مولوی عبدالحیٔ، شاہ محمد اسمٰعیل، مولوی محمد اسحاق، مولوی رشید الدین خان، مفتی صدرالدین خان، مولوی مملوک العلی وغیرہ جیسے نام ورعلما اور مدرسین پیدا ہوئے۔

لاہور میں علم کا نشو ونما دہلی سے پہلے ہوا تھا، مگر دہلی کی ترقی نے اس کو چندروز کے لیے دبا دیا تھا آخر آخر پھراس نے سنبھالا لیا اور جمال الدین تلہ، کمال الدین کشمیری، مفتی عبدالسلام، ملا عبدالحکیم سیال کوٹی وغیرہ مشاہیر کی وجہ سے ایک مدّت تک علم کا چرچا رہا اوران سے ہزاروں طلبا فیض یاب ہوئے۔

جون پور میں سلاطین شرقیہ کی قدردانی سے شیخ ابوالفتح شہاب الدین دولت آبادی، مولانا الہداد، محمد افضل استاذ الملک، ملا محمود صاحب شمس بازغہ، دیوان عبد الرشید، مفتی عبدالباقی، ملا نورالدین جیسے باکمال علما وقتاً فوقتاً ہوتے رہے اور ان کا سلسلۂ تلمذ تمام ہندوستان میں پھیل گیا۔

گجرات میں شیخ محمد طاہر فتنی صاحب مجمع البحار، شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی، ملانور الدین وغیرہ نے علم کی آب یاری کی، اسی زمانے میں قاضی ضیاء الدین باشندۂ نیوتنی نے گجرات جاکر شیخ وجیہ الدین کے دامن تربیت میں پرورش پائی اوراپنے اہل وطن کے لیے یہ تحفہ لائے، ان سے شیخ جمال نے فائدہ اٹھایا، ان سے ملا لطف اللہ نے علم حاصل کیا، ان کے شاگردوں میں ملا جیون صاحب نورالانوار، ملا علی اصغر، ملا محمد امان، قاضی علیم اللہ بہت زیادہ

نام ور ہوئے اور ہر ایک صاحب سلسلہ اور صاحب درس ہوگیا۔

الہ آباد میں شیخ محبّ اللہ، قاضی محمد آصف، شیخ محمد افضل، شاہ خوب اللہ، شیخ محمد طاہر، حاجی محمد فاخر زائر، مولوی برکت، مولوی جار اللہ اور دیگر باکمال علما نے ایک مدت تک سلسلۂ درس وتدریس کو گرم رکھا اور تقریباً ایک سو برس تک خوب چہل پہل رہی۔

لکھنؤ میں سب سے پہلے شیخ اعظم اس تحفہ کو جون پور سے لائے، اس کے بعد شاہ پیر محمد نے بزم افادہ گرم کی اور ان کے شاگرد ملا غلام نقشبند نے اس کو خوب رونق دی، اسی زمانے میں شیخ قطب الدین سہالوی کا بھی چرچا پھیلا ہوا تھا، جو عبد السلام دیوی اور محبّ اللہ الہ آبادی کے سلسلہ میں ایک نام ور عالم تھے، شیخ قطب الدین کی شہادت کے بعد ان کے نام ور فرزند ملا نظام الدین نے علم کے دریا بہادیے اور لکھنؤ کو علم کا مرکز بنا دیا اور جو نصاب مقرر کیا، اس کو ہندوستان کے ہر ایک درس گاہ میں بسر وچشم قبول کیا گیا، اسی خاندان میں ملا حسن، بحر العلوم، ملا مبین، مفتی ظہور اللہ، مولوی ولی اللہ، مفتی محمد اصغر، مفتی محمد یوسف، مولوی نعیم اللہ، مولوی نور اللہ، مولوی عبد الحکیم، مولوی عبد الحلیم، مولوی عبد الحی، وغیرہ ایسے ایسے باکمال مدرسین پیدا ہوئے، جن کا جواب کسی خاندان میں نہیں مل سکتا۔

اس خاندان کے تلامذہ نے بھی ہندوستان کے ہر ایک گوشہ میں پھیل کر علم کے پھیلانے میں کوتاہی نہیں کی، قطب الدین شمس آبادی، قطب الدین گوپامئوی، محبّ اللہ بہاری، امان اللہ بنارسی، ملا کمال الدین، مولوی برکت، مولوی حمد اللہ، مولوی یاد اللہ، مولوی فضل امام، مولوی فضل حق اور ان کے چشم وچراغ، مولوی عبد الحق وغیرہ سب اسی خرمن کمال کے خوشہ چیں تھے۔

اودھ کے ایک ایک قریہ میں علم کا چرچا پھیلا ہوا تھا اور مشکل سے کوئی بدنصیب مقام ایسا ہوگا، جس میں علم کی شعاعیں نہیں پہونچیں، سب سے زیادہ مشہور اور نام ور مقامات یہ تھے، جائس، امیٹھی، ہرگام، نیوتنی، گوپامئو، بلگرام، سندیلہ، کاکوری، وغیرہ،

ان مقامات سے اس قدر کثرت کے ساتھ علما پیدا ہوئے، جن کی نظیر دوسرے ملکوں میں بمشکل مل سکتی ہے، مگراب ہرطرف سناٹا ہے:

اک زمانہ تھا کہ تھا ہم سے موافق روزگار — اہل علم وفضل ودانش کا نہ تھا ہم میں شمار
ایسے حاصل خیز دنیا میں نہ ہوں گے کشت زار — جیسے مردم خیز تھے اسلام کے شہرودیار

ہوتا تھا کامل تو کامل تر نظر آتا تھا یاں
سورج آتا تھا نظر گر چاند چھپ جاتا تھایاں

یا یہ اب پہنچی ہے ہم میں نوبت قحط الرجال — ایک اٹھ جاتا ہے دنیا سے اگر صاحب کمال
دوسرا ملتا نہیں دنیا میں پھراس کے مثال — شامت اعمال سے ہم پر یہ سارا ہے وبال

ظاہراً اب وقت آخر ہے ہماری قوم کا
مرثیہ ہے ایک کا اور نوحہ ساری قوم کا

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سہولت کے لحاظ سے نصاب درس کے چار دور قائم کریں اور جو جو کتابیں ہر دور میں مروج تھیں، ان کی تفصیل جہاں تک تاریخ سے سیر سے مشائخ کے طبقات سے شعرا کے تذکروں سے اور مکتوبات وملفوظات سے مل سکتی ہے، یکجا کردیں، دیکھنے کوتو یہ ایک ذرا سا کام ہوگا، مگر مختلف کتابوں کے ہزارہا صفحے الٹنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں، جو ناظرین کے سامنے آج پیش کرتے ہیں۔

دوراوّل اس کا آغاز ساتویں صدی ہجری سے سمجھنا چاہیے اورانجام دسویں صدی پراس وقت ہوا جب کہ دوسرا دور شروع ہو گیا تھا، کم وبیش دوسو برس تک مندرجہ ذیل فنون کی تحصیل معیار فضیلت سمجھی جاتی تھی، صرف، نحو، بلاغت، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام، تصوف، تفسیر، حدیث، نحو مصباح، کافیہ، لب الالباب مصنفہ قاضی ناصرالدین بیضاوی (اور چند دنوں کے بعد ارشاد مصنفہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی)

فقہ میں، ہدایہ۔

اصول فقہ میں منار اوراس کے شروح اور اصول بزدوی۔

رمیں، مدارک، بیضاوی، اور کشاف۔

تصوف میں، عوارف اور فصوص (اور ایک زمانے کے بعد نقد النصوص ولمعات بھی ان مدارس میں رائج ہوگیں جو خانقاہوں سے متعلق تھے۔)

حدیث میں مشارق الانوار، اور مصابیح السنۃ (یعنی مشکوٰۃ المصابیح کا متن)

ادب میں، مقامات حریری، زبانی یاد کی جاتی تھی، حضرت نظام الدین اولیاؒ کے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے استاد شمس الدین خوارزمی سے (جو بعد کو شمس الملک ہوگئے) مقامات حریری پڑھی تھی اور اس کے چالیس مقامے زبانی یاد کیے تھے۔

منطق میں، شرح شمسیہ۔

فن کلام میں، شرح صحائف اور بعض بعض مقامات پر تمہید ابوشکور سالمی۔

اس طبقہ کے علمائے کرام کے حالات تلاش کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ہمارے زمانے میں منطق وفلسفہ معیار فضیلت ہے، ویسا ہی اس زمانے میں فقہ اور اصول فقہ، معیار فضیلت تھا، حدیث میں صرف مشارق الانوار کا پڑھ لینا کافی سمجھا جاتا تھا اور جس خوش نصیب کو مصابیح ہاتھ آجاتی تھی، وہ امام الدنیا فی الحدیث کے لقب کا مستحق ہوجاتا تھا۔

حدیث کے ساتھ جو بے اعتنائی اس زمانے میں تھی، اس کا کسی قدر اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار غیاث الدین تغلق کے عہد حکومت میں مسئلہ سماع کی تحقیق کے لیے مجلس مناظرہ منعقد ہوئی، ایک طرف شیخ نظام الدین اولیاؒ تھے دوسری جانب کل علمائے دہلی تھے، شیخ فرماتے ہیں کہ میں جب کوئی حدیث پیش کرتا تھا تو وہ لوگ بڑی جرأت اور بیباکی سے کہتے تھے کہ اس شہر میں حدیث پر فقہی روایت مقدم سمجھی جاتی ہے، کبھی کہتے تھے کہ یہ حدیث شافعی کی متمسک ہے اور وہ ہمارے علما کا دشمن تھا، ہم ایسی حدیثیں سننا نہیں چاہتے، شیخ فرماتے ہیں کہ جس شہر کے علما میں اتنا مکابرہ اور عناد ہو، وہ کیوں کر آباد رہ سکتا ہے، وہ تو اس قابل ہے کہ بالکل تباہ وبرباد ہوجائے۔

علاء الدین خلجی کے عہد حکومت میں مولانا شمس الدین ترک ایک مصری محدث ملتان تک آکر واپس گئے، مگر ایک رسالہ لکھ کر بادشاہ کو بھیج دیا، اس میں اس بات پر بادشاہ کو غیرت دلائی تھی کہ ہندوستان میں حدیث کی طرف مولویوں کو کچھ اعتنا نہیں ہے، دنیادار مولویوں نے یہ رسالہ بھی بادشاہ تک نہیں پہنچنے دیا، اس قصہ کو قاضی ضیاء الدین برنی نے تاریخ فیروز شاہی میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

دور دوم نویں صدی ہجری کے آخر میں شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ ملتان سے آئے شیخ عبداللہ دہلی میں اور شیخ عزیز اللہ سنبھل میں فروکش ہوئے، سکندر لودی نے نہایت کشادہ دلی سے ان کا خیر مقدم کیا، یہاں تک کہ خود بادشاہ ان کے حلقۂ درس میں آکر شریک ہوتا تھا اور اس خیال سے کہ اس کے آنے سے سلسلۂ درس برہم نہ ہو جائے، مسجد کے کسی گوشہ میں بیٹھ کر ان کی تقریر سے محظوظ ہوتا رہتا تھا اور بعد فراغت کے شیخ عبداللہ کی خدمت میں جاکر ملاقات کرتا تھا۔

کچھ ان دونوں کے فضل وکمال اور کچھ بادشاہ کی قدردانی سے بہت جلد ان کی علمی شہرت تمام ہندوستان میں پھیل گئی، انھوں نے معیار فضیلت کو کسی قدر بلند کرنے کے لیے قاضی عضد کی تصانیف مطالع ومواقف اور سکاکی کی مفتاح العلوم سلسلۂ درس میں داخل کیں اور بہت جلد یہ کتابیں متداول ہوگئیں۔

ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ میں لکھتے ہیں "واز جملہ علمائے کبار در زمان سلطان سکندر شیخ عبداللہ طلبنی در دہلی وشیخ عزیز اللہ طلبنی در سنبھل بودند وایں ہر دو عزیز ہنگام خرابی ملتان بہ ہندوستان آمدہ علم معقول رادراں دیار رواج دادند وقبل ازیں بغیر از شرح شمسیہ وشرح صحائف از علم منطق وکلام در ہند شائع نبود۔"

اسی دور میں میر سید شریف کے تلامذہ نے شرح مطالع اور شرح مواقف کو رواج دیا اور تفتازانی کے شاگردوں نے مطول ومختصر کی بنیاد ڈالی اور تلویح وشرح عقائد نسفی کو رواج دیا۔

اسی زمانے میں شرح وقایہ اور شرح ملا جامی بھی رفتہ رفتہ داخل نصاب ہو گئیں۔

اس دور کے سب سے آخر مگر سب سے زیادہ نام ور عالم شیخ عبدالحق محدث ہندوستان سے عرب تشریف لے گئے اور تین برس رہ کر علمائے حرمین محترمین سے حدیث کی تکمیل کی اور اس تحفہ کو اپنے ساتھ لائے اور انھوں نے اور ان کی نام ور اولاد نے ہمیشہ اس کی اشاعت کی کوشش کی، مگر افسوس ہے کہ اس کو قبولیت عام حاصل نہیں ہوئی، یہ شرف زمانۂ مابعد میں جناب شاہ ولی اللہ کے واسطے رکھا گیا تھا، جو ان کو حاصل ہو گیا۔

اس طبقہ کے علمائے کرام کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ہمارے زمانے میں صدرا اور شمس بازغہ منتہائیہ کتابیں سمجھی جاتی ہیں، اسی طرح اس زمانے میں مفتاح العلوم سکاکی اور قاضی عضد کے مطالع ومواقف منتہائیہ کتابیں سمجھی جاتی تھیں، شیخ عبدالقادر نے منتخب التواریخ میں جابجا اس کا اشارہ کیا ہے، مفتی جمال خاں کے حال میں لکھا ہے ''برشرحین مفتاح محاکمہ کردہ وعضدی را کہ کتاب منتہیائیہ است میگویند کہ چہل مرتبہ از اول تا آخر درس گفتہ'' (جلد سوم منتخب التواریخ) شیخ حاتم کے حال میں لکھا ہے ''می گفتند کہ قریب بچہل مرتبہ شرح مفتاح ومطول را از باء بسم اللہ تا تاء تمت درس گفتہ وبریں قیاس سائر کتب منتہائیہ۔''

دور سوم نصاب درس میں جو تغیر دور دوم میں ہوا تھا، اس سے لوگوں کی امنگیں بڑھ گئی تھیں اور وہ معیار فضیلت کو اس سے بھی زیادہ بلند کرنے کے متمنی ہو گئے تھے، اسی وجہ سے شاہ فتح اللہ شیرازی کے آتے ہی درس گاہوں میں نئی قسم کی چہل پہل نظر آنے لگی، دربار اکبری نے ان کو عضد الملک کا خطاب دے کر اپنی قدردانی کا ثبوت دیا اور علمانے نصاب درس کے اس اضافہ کو فوراً منظور کر لیا، جس کو شاہ فتح اللہ شیرازی نے پیش کیا تھا۔

مآثر الکرام میں میر غلام علی آزاد نے مندرجہ ذیل عبارت میں اس کا اعتراف کیا ہے:

''تصانیف علماے متاخرین ولایت مثل محقق دوانی ومیر صدر الدین، ومیر غیاث الدین منصور، ومرزا جان میر بہندوستان آورد ودر حلقۂ درس انداخت وجم غفیراز حاشیۂ محفل استفادہ کردندوازاں عہد معقولات راروا جی دیگر پیدا شد''

مگر یہ نہایت بے انصافی ہوگی، اگر ہم شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی کو اس موقعہ پر بھول جائیں، یہ بزرگ محقق دوانی کے بیک واسطہ شاگرد تھے اور سب سے پہلے متاخرین کی تصنیفات کو انھوں نے رواج دیا اور اس چشمۂ فیض سے صرف گجرات ہی سیراب نہیں ہوا بلکہ اس کی چھینٹیں وسط ہند تک پہونچیں، قاضی ضیاء الدین نیوتنی کے باشندہ تھے، وہ گجرات سے یہ تحفہ لے کر آئے اور شیخ جمال نے ان سے حاصل کر کے دور دور تک پھیلایا، ملا لطف اللہ شیخ جمال کے ممتاز شاگرد تھے، ان سے ملا جیون صاحب نور الانوار، ملا علی اصغر، قاضی علیم اللہ، ملا محمد زمان وغیرہ نے حاصل کیا، جن میں کا ہر ایک صاحب سلسلہ اور صاحب درس تھا ، یہ تو ہوا مگر اس درس کو قبولیت عام اس وقت حاصل ہوئی، جب شاہ فتح اللہ شیرازی نے اس کو رواج دیا اور ان کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد ہندوستان بھر میں پھیل گئے، اس لحاظ سے میر آزاد کا لکھنا بھی صحیح ہے۔

مفتی عبد السلام شاہ فتح اللہ کے جلیل القدر شاگرد تھے، انھوں نے چالیس سال تک لاہور میں بیٹھ کر درس دیا اور ہزاروں کو فائدہ پہنچایا، مگر ہزاروں میں ایک ہی دو ایسے ہوتے ہیں، جن کو نام وری اور بقائے دوام کے دربار سے سند ملتی ہے، دیوہ کے مفتی عبد السلام اور الہ آباد کے شیخ محب اللہ ان ہی خوش نصیبوں میں تھے، جو لاہور سے پڑھ کر آئے اور اپنے لیے مسند فضیلت علاحدہ قائم کردی، شیخ قطب الدین سہالوی ان ہی دونوں کے بیک واسطہ شاگرد ہیں ، جو ملا نظام الدین بانی درس نظامیہ کے پدر بزرگوار تھے۔

شاہ ولی اللہ المتوفی ۱۱۷۶ ہجری نے (جو اس دور کے سب سے آخر مگر سب سے زیادہ نام ور عالم تھے) الجزء اللطیف میں اپنی خواندگی یوں ظاہر فرمائی ہے۔

نحو میں، کافیہ، شرح جامی، منطق میں، شرح شمسیہ، شرح مطالع، فلسفہ میں، شرح ہدایۃ الحکمۃ کلام میں، شرح عقائد نسفی، مع حاشیۂ خیالی، شرح مواقف، فقہ میں شرح وقایہ، ہدایہ، (کامل) اصول فقہ میں، حسامی اور کسی قدر توضیح تلویح بلاغت میں مختصر، مطول، ہیئت و حساب میں، بعض رسائل مختصرہ، طب میں، موجز القانون، حدیث میں، مشکوٰۃ المصابیح کل، شمائل ترمذی کل، کسی قدر صحیح بخاری، تفسیر میں مدارک، بیضاوی، تصوف وسلوک میں عوارف ورسائل نقشبندیہ، شرح رباعیات جامی، مقدمہ شرح لمعات، مقدمۂ نقد النصوص۔

اس قدر پڑھنے کے بعد شاہ صاحب عرب گئے اور وہاں کئی برس رہ کر شیخ ابوطاہر مدنی سے فن حدیث کی تکمیل فرمائی اور ہندوستان کو یہ تحفہ لے کر آئے اور ایسی سرگرمی سے اس کی اشاعت فرمائی کہ باوجود کساد بازاری کے اب تک اس کا اثر باقی ہے، درحقیقت صحاح ستہ کے درس وتدریس کا ہندوستان میں رواج اسی وقت سے ہوا ہے، جب کہ شاہ صاحب اور ان کے نام ورا خلاف نے اس کو رواج دیا اور اپنی اپنی عمر عزیز کا بیش بہا حصہ اس کی اشاعت میں صرف کردیا۔

شاہ صاحب نے اپنی طرز کا ایک جدید نصاب بنایا تھا، مگرچوں کہ اس زمانے میں علم کا مرکز ثقل دہلی سے لکھنؤ کو منتقل ہو چکا تھا اور تمام درس گاہوں میں منطق وحکمت کی چاشنی سے لوگوں کے کام وزبان آشنا ہو رہے تھے، اس نصاب کو قبولیت حاصل نہیں ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے نام ور بیٹوں نے زمانے کی روش سے مجبور ہو کر اس کو رواج دینے کی کوشش بھی نہیں کی۔

دور چہارم چوتھا دور بارہویں صدی ہجری میں قائم ہوا اور ملا نظام الدین ؒ نے ایسے پر زور ہاتھوں سے اس کی بنیاد رکھی کہ اب تک باوجود امتداد زمانہ کے، اس میں کا ایک شوشہ بھی کم نہیں کیا گیا، ملا نظام الدین جناب شاہ ولی اللہؒ کے معاصر تھے، لہٰذا ان کے زمانے میں وہی کتابیں رائج تھیں، جو شاہ صاحب کے نصاب درس میں تھیں ان پر ملا صاحب نے

حسب ذیل ترمیم فرمائی۔

منطق میں بجائے شرح مطالع کے، سلم العلوم، میر زاہد رسالہ، میر زاہد، ملا جلال، فلسفہ میں شمس بازغہ، بڑھایا، کلام میں، میر زاہد، شرح مواقف، اصول فقہ میں بجائے حسامی کے نورالانوار، مسلم الثبوت (مبادی کلامیہ) تفسیر میں بجائے مدارک کے جلالین، اس نصاب کی ترمیم واضافہ کے بعد مندرجہ ذیل شکل قائم ہوئی۔

صرف میں، میزان، منشعب، صرف میر، پنج گنج، زبدہ، فصول اکبری، شافیہ، نحو میں نحو میر، شرح مائۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی، منطق میں، صغریٰ، کبریٰ، ایسا غوجی، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی، میر قطبی، سلم العلوم، حکمت میں، میبذی، صدرا، شمس بازغہ، ریاضی میں، خلاصۃ الحساب تحریر اقلیدس، مقالہ اولیٰ تشریح الافلاک، رسالہ قوشجیہ، شرح چغمنی باب اول، بلاغت میں، مختصر معانی، مطول تا ما انا قلت، فقہ میں، شرح وقایہ اولین، ہدایہ اخیرین، اصول فقہ میں، نورالانوار، توضیح تلویح، مسلم الثبوت (مبادی کلامیہ) کلام میں، شرح عقائد نسفی، شرح عقائد جلالی، میر زاہد، شرح مواقف، تفسیر میں، جلالین، بیضاوی، حدیث میں، مشکوٰۃ المصابیح۔

اس نصاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں امعان نظر اور قوت مطالعہ کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ طلبا میں (بشرطیکہ تحقیق کے ساتھ پڑھا ہو) قوت مطالعہ، دقت نظر، احتمال آفرینی اور قوت قریبہ پیدا ہو جاتی ہے، کسی فن میں طالب العلم کو بالفعل کمال حاصل نہیں ہوتا مگر وہ اپنے شوق اور جاں فشانی سے جس علم میں چاہے کمال پیدا کر سکتا ہے۔

میں نے تحقیق کے ساتھ پڑھنے کی قید اس واسطے لگائی ہے کہ اب طریقۂ تعلیم بگڑ گیا ہے، ملا نظام الدین ؒ کا طریقۂ درس یہ تھا کہ وہ کتابی خصوصیتوں کا چنداں لحاظ نہیں کرتے تھے، بلکہ کتاب کو ایک ذریعہ قرار دے کر اصل فن کی تعلیم دیتے تھے، اسی طرز تعلیم

نے ملا کمال الدین، بحر العلوم، حمد اللہ، جیسے اہل کمال پیدا کیے تھے۔

اب نصاب تعلیم کیا ہے اس زمانے میں جو نصاب رائج ہے وہ درس نظامیہ کی بگڑی ہوئی صورت ہے، کیوں کہ درس نظامیہ میں منطق میں مندرجہ ذیل کتابوں کا اضافہ بغیر فکر وغور کے خود بہ خود ہو گیا ہے، غلام یحییٰ، ملا حسن، حمد اللہ، قاضی مبارک اور بعض مقامات پر شرح سلم عبد العلی بحر العلوم اور حاشیۂ عبد العلی بر میر زاہد رسالہ اور کہیں کہیں شرح سلم ملا مبین بھی۔

اس اضافہ کی تاریخ بہت دل چسپ ہے، مولوی محمد فاروق صاحب چریا کوٹی اپنے استاد مفتی محمد یوسف ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے بچپن میں شرح سلم علی العموم رائج نہیں تھی، بلکہ قاضی مبارک کے شاگرد مولوی مدن وغیرہ اپنے شاگردوں کو سلم کے ساتھ شرح سلم قاضی مبارک بھی پڑھاتے تھے اور ملا حسن کے شاگرد شرح سلم ملا حسن پڑھاتے تھے اور بحر العلوم کے خاندان میں شرح سلم بحر العلوم رائج تھی اور حمد اللہ کے تلامذہ اپنے استاد کی شرح پڑھاتے تھے، پڑھانے میں ایک دوسرے پر نوک جھوک بھی ہوتی جاتی تھی، اس لیے ایک کو دوسرے کی کتاب کا دیکھنا ضروری تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ یہ سب کتابیں درس میں داخل ہو گئیں، جن کو ہم اگر کہنا چاہیں تو صحیح طور پر ناخواندہ مہمان یا سبزۂ خودرو سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

اس نصاب کے حسن وقبح پر بارہا مفصل اور بسیط تقریریں ندوۃ العلما کے جلسوں میں کی گئی ہیں اور بڑے بڑے مضامین لکھے گئے ہیں لہٰذا مجھ کو اس کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ میں استیعاب کے ساتھ ان تقریروں کا اعادہ کروں، ضرورت مقام کے لحاظ سے صرف ان نقائص کو بدفعات ذیل میں بیان کرتا ہوں، جو وقتاً فوقتاً ظاہر کیے گئے ہیں۔

۱۔ اس نصاب میں قوت مطالعہ کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے اور تحصیل فن کی طرف توجہ کم کی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ طلبا میں ضرورت سے زیادہ احتمال آفرینی پیدا ہو جاتی ہے لیکن کسی فن میں کمال حاصل نہیں ہوتا۔

۲۔ منطق کی کتابیں ضرورت سے بہت زیادہ ہو گئی ہیں، شروع سے لیجیے تو

۱۵ کتابیں صرف منطق کی اس نصاب میں ہیں، صغریٰ، کبریٰ، ایسا غوجی، قال اقول، میزان منطق، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی، میر قطبی، ملا حسن، حمد اللہ میر زاہد رسالہ، غلام یحیی، میر زاہد ملا جلال، قاضی مبارک۔

۳-منطق کی پندرہ کتابیں نصاب درس میں ہیں اور تفسیر کی صرف دو کتابیں بیضاوی اور جلالین، بیضاوی کے صرف ڈھائی پارے پڑھائے جاتے ہیں، جلالین پوری پڑھائی جاتی ہے لیکن اس کے اختصار کا حال یہ ہے کہ اس کے الفاظ وحروف قرآن مجید کے الفاظ وحروف کے برابر ہیں۔

۴-حدیث وتفسیر کو ادب وعربیت سے مدد حاصل ہوتی ہے، اس کا حصہ بہت کم ہے، بلاغت میں صرف دو کتابیں درس میں ہیں، مختصر ومطول مختصر پوری پڑھائی جاتی ہے اور مطول ما انا قلت تک یعنی سے بھی کم۔

۵-منطق کی کتابیں جو درس میں داخل ہیں، ان میں خلط مبحث بہت ہے، ملا حسن، حمد اللہ، قاضی ہیں تو منطق لیکن ان میں منطق کے جس قدر مسائل ہیں، اس سے کہیں زیادہ امور عامہ اور فلسفہ کے مسائل ہیں، جعل بسیط اور جعل مرکب، علم باری، کلی طبعی کا وجود فی الخارج وغیرہ وغیرہ ایسے اہم مسائل ہیں، جن میں مصروف ہو کر طالب العلم کو منطق کے خاص مسائل کی طرف بہت کم توجہ ہو سکتی ہے۔

۶-اس نصاب میں تاریخ، جغرافیہ، علم اعجاز القرآن اور ضروری علوم بالکل نہیں۔

نصاب درس جو بالفعل مروّج ہے صرف، میزان، منشعب، پنج گنج، زبدہ، دستور المبتدی، صرف میر فصول اکبری، شافیہ، نحو، نحو میر، شرح مایۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ شرح ملا تا منصوبات، (اور بعض درس گاہوں میں تا بحث فعل) بلاغت، مختصر معانی تمام، مطول تا ما انا قلت، ادب، نفحۃ الیمن، سبعہ معلقہ، دیوان متنبی، مقامات حریری، دیوان حماسہ، فقہ، شرح وقایہ اولین، ہدایہ اخیرین، اصول فقہ، نور الانوار، توضیح وتلویح، مسلم الثبوت، مسلم الثبوت اصول

فقہ میں ہے مگر جس قدر حصہ اس کا زیر درس ہے، وہ درحقیقت فن کلام کا ایک ٹکڑا ہے لہٰذا اس کو فن کلام میں داخل کرنا چاہیے، جیسا کہ ہم نے کیا ہے، منطق، صغریٰ، کبریٰ، ایسا غوجی، قال اقول، میزان منطق، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی، میرقطبی، ملاحسن، حمداللہ قاضی مبارک، میر زاہد رسالہ، حاشیہ غلام یحییٰ بر میر زاہد رسالہ، میر زاہد ملا جلال، حکمت، میبذی، صدرا، شمس بازغہ کلام، شرح عقائد نسفی، خیالی، میر زاہد امور عامہ ریاضی تحریر اقلیدس مقالہ اولیٰ، خلاصۃ الحساب، تصریح شرح تشریح، شرح چغمنی، فرائض، شریفیہ، مناظرہ، رشیدیہ، تفسیر، جلالین، بیضاوی تا سورہ بقرہ اصول حدیث، شرح نخبۃ الفکر، حدیث، بخاری، مسلم، موطا، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ۔

یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس نصاب میں منطق کی جس قدر کتابیں بڑھ گئی ہیں، وہ ہر درس گاہ میں علی العموم رائج ہیں اور ادب وحدیث کی جو کتابیں درج کی گئی ہیں، وہ سب جگہ رائج نہیں ہیں، بلکہ جس کو ادب کا شوق ہوتا ہے وہ کتب درسیہ کے ساتھ ادب کی ان کتابوں کو بھی پڑھ لیتا ہے، بشرطیکہ اس کو پڑھانے والا بھی مل جائے، میرے خیال میں ایک فی صدی اس کے پڑھنے والے ہوں گے۔

جس کو حدیث پڑھنے کا شوق ہوتا ہے وہ کتب درسیہ کے پڑھنے کے بعد ایسے مقامات پر سفر کر کے جاتا ہے، جہاں حدیث کے پڑھانے والے اس کو مل سکیں۔

لہٰذا میرے خیال میں وہ نصاب درس جو آج کل بلا استثنا ہر مدرسہ میں جاری ہے اس سے ادب وحدیث کی کتابوں کو خارج سمجھنا چاہیے[1]۔

---

[1] سید عبدالحئی۔

مقدمہ

ہندوستان کے نظام ونصاب تعلیم کی عہد بہ عہد تاریخ

مصنّفین اور مؤرخین نے ہندوستان کے بادشاہوں، امرا اور صوفیائے کرام وشعرا کے حالات میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں اور اس سلسلہ سے انھوں نے بہت محنت بھی کی ہے لیکن افسوس ہندوستان کے علما کی تاریخ اور یہاں کے نظام ونصاب درس اور اس کی عہد بہ عہد تبدیلیوں پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی، اسی وجہ سے علمائے ہند کی تاریخ پردۂ خفا میں ہے اور عام طور پر ان کے حالات کتابوں میں نہیں ملتے۔

''عین العلم'' ایک مشہور کتاب ہے، جس کے مصنف ایک ہندوستانی ہیں لیکن لوگ یہ نہیں جانتے کہ مصنف کون ہے اور وہ کہاں کے باشندہ ہیں، اسی طرح سے فتاوی تاتارخانیہ، فتاوی حمادیہ اور فتاوی ہندیہ مطالب المومنین دستور الحقائق اور بہت سی دوسری کتابوں کے مصنّفین کا حال ہے۔

چنانچہ میں نے سلاطین وشعرا کی تاریخ اور مشائخ کے حالات اور ان کے مکتوبات و ملفوظات پر مشتمل بہت سی کتابوں کی ورق گردانی اور ہر جگہ سے کچھ کچھ جمع کرنے کے بعد اس موضوع پر اتنی معلومات حاصل کرلی ہیں کہ اس سے پہلے کسی نے اتنی معلومات نہیں جمع کیں، اللہ تعالیٰ کے اس عاجز پر جو بے شمار احسانات ہیں ان میں سے ایک احسان یہ بھی ہے، وللہ الحمد۔

ہندوستان میں علوم عربیہ کی آمد

منظّم اور وسیع پیمانہ پر ہندوستان میں اسلام کا داخلہ خراسان اور ماوراء النہر، کے راستہ سے ہوا ہے، اسی لیے علوم عربیہ بھی ان ہی راستوں سے ہندوستان میں آئے خراسان اور ماوراء النہر میں بہت پرانے زمانہ سے یونانی فلسفہ وحکمت کا رواج تھا اور علم نحو علم فقہ اور علم کلام سے بھی ان لوگوں کو اشتغال تھا مگر ان کی حیثیت ان علوم میں مقلد کی تھی محقق ومجتہد کی نہیں تھی۔

ہندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد سب سے پہلا علمی مرکز ملتان ہوا ہے اور وہاں سے علما کی ایک بڑی تعداد نکلی، پھر جب غزنوی عہد سلطنت میں لاہور دار السلطنت ہوا، تو علمی مرکز ملتان سے لاہور منتقل ہوگیا، پھر جب غوریوں نے دہلی کو فتح کیا اور اس کو دار السلطنت بنایا ہے، تب دہلی علما کا مرجع بن گئی اور اصحاب فضل وکمال تمام علاقوں سے کھینچ کر دہلی میں جمع ہوگئے اور وہاں انھوں نے درس وافادہ کی مسند بچھا دی، دہلی کو یہ علمی مرکزیت مغل حکومت کے آخری عہد تک حاصل رہی۔

گجرات کا علاقہ زمانۂ قدیم سے علما کا گہوارہ رہا ہے، شیراز ویمن سے علما وہاں پہونچے اور درس وافادہ کی مسند بچھائی اور ان کے مسند درس سے بڑے بڑے اہل کمال وفضل کام یاب ہوکر نکلے اور اس طرح سے گجرات کے چپہ چپہ میں اور دکن اور مالوہ میں علم کی شعاعیں روشن ہوئیں، شیراز ویمن سے گجرات آنے والے علما میں بدر الدما مینی خطیب کاذرونی اور عماد طارمی وغیرہ تھے۔

دہلی کی مرکزی سلطنت کی کم زوری اور تیموری فتنہ کی وجہ سے جب علما کا ایک گروہ جون پور وارد ہوا، مثلاً شیخ ابوالفتح بن عبدالحیٔ بن عبدالمقتدر دہلوی، شیخ احمد بن محمد تھانیسری اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی وغیرہ تو جون پور بھی مدینۃ العلم بن گیا، ان علما نے یہاں علم وافادہ کی مسند بچھائی اور پھر جون پور سے بڑے بڑے باکمال علما پیدا ہو کر نکلے اور اس طرح پورب کے جملہ اطراف ودیار میں علم کی شعاعیں پھیل گئی۔

لکھنؤ نے ابتدأ جون پور سے کسب فیض کیا اور یہاں بھی بڑے بڑے علما پیدا ہوئے، آخر عہد میں ملا نظام الدین سہالوی فرنگی محلی کا نام نامی آتا ہے۔

مدارس عربیہ میں جو عام طور سے نظام درس رائج ہے، وہ انھیں ملا نظام الدین کا ترتیب دیا ہوا ہے اور اس نصاب درس کو عام طور پر علما وفضلا کے گروہ نے قبول ورائج کیا، ملا نظام الدینؒ کے خاندان میں بہت سے باکمال علما پیدا ہوئے، کسی زمانہ میں اودھ کا علاقہ پورے ہندوستان میں سب سے زیادہ علمی حیثیت سے ممتاز اور مشہور علاقہ تھا اور اس کے قصبات اور بستیوں سے بڑے بڑے باکمال علما پیدا ہوئے، علمی حیثیت سے اودھ کے جو قصبات ممتاز اور مشہور تھے، ان میں بلگرام، ہرگام، جائس، نیوتنی گوپا مئو، امیٹھی، سندیلہ، کاکوری اور خیر آباد ہیں، افسوس کہ یہ قصبات، جو پہلے علما کا مسکن تھے، آج علما کا مدفن ہیں۔

نصاب تعلیم

سہولت وآسانی کے لیے ہم نصاب درس کو عہد بہ عہد تغیرات کے لحاظ سے چار ادوار پر تقسیم کرتے ہیں اس باب میں ہم جو کچھ بیان کریں گے وہ بڑی محنت شاقہ اور بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد حاصل ہوا ہے اور اس کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو خود اس موضوع پر محنت صرف کر چکے ہیں۔

پہلا دور

یہ زمانہ ساتویں صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک ہے، دوسو سال کی اس مدت میں جو نصاب تعلیم رائج تھا، اس میں نحو بلاغت، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام، تصوف اور تفسیر کے مضامین معیار فضیلت وکمال تھے، فن نحو میں کتب ذیل پڑھائی جاتی تھیں۔

مصباح، کافیہ، لب الالباب، مصنفہ قاضی ناصرالدین بیضاوی، ارشاد، مصنفہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور کافیہ کے بعض حواشی جو قاضی شہاب الدین اوران کے تلامذہ کی تصنیف تھی۔

فقہ میں کتب ذیل شامل درس تھیں:

الحنفق: مجمع البحرین، قدوری اور ہدایہ۔

اصول فقہ: حسامی، المناراوراس کی شرحیں اوراصول البز دوی۔

تفسیر: مدارک، بیضاوی اور کشاف۔

تصوف: العوارف والتعر ف والفصوص، نقدالنصوص اورعراقی کی لمعات۔

حدیث شریف: امام صغانی کی مشارق الانواراورامام بغوی کی مصابیح السنہ۔

فن ادب: مقامات حریری یہ کتاب زبانی یاد کی جاتی تھی جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاؒ کے متعلق روایت ہے کہ انھوں نے شیخ شمس الدین خوارزمی سے مقامات پڑھی اور چالیس مقامے زبانی یاد کیے۔

منطق: شرح شمسیہ۔

فن کلام: شرح صحائف اور بعض لوگ عقیدہ نسفیہ بھی پڑھتے تھے اور قصیدہ لامیہ اورابوشکور سالمی کی کتاب التمہید۔

ہر عہد اور ہر زمانہ میں مختلف علوم وفنون فضیلت و کمال کا معیار رہے ہیں اور اسی فن میں مہارت اور رسوخ کی بنیاد پر لیاقت کا فیصلہ کیا جاتا تھا، اس پہلے دور میں فقہ اور اصول فقہ معیار فضیلت وکمال تھے، جس طرح کہ آج کل فلسفہ وحکمت کو اہمیت وتقدم حاصل ہے، پہلے دور میں فقہ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل تھی، اسی وجہ سے اس زمانہ میں فتاوے اور فقہی روایات کی بڑی اشاعت تھی۔

مسائل فقہیہ اور ائمہ مجتہدین کے اجتہادات کو کتاب وسنت سے جانچنے کا دستور نہیں تھا، فن حدیث میں ان کی زیادہ سے زیادہ پہنچ صغانی کی مشارق الانوار تک تھی اور اگر کوئی شخص زیادہ ترقی کرتا تھا تو امام بغوی کی مصابیح السنہ بھی پڑھ لیتا تھا اور وہ اپنے وقت کا محدث شمار کیا جاتا تھا، یہ بات محض اس لیے تھی کہ وہ لوگ فن حدیث اور اس کی اہمیت سے ناواقف تھے، اس سلسلہ سے ایک تاریخی واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاؒ سماع کے قائل تھے اور اس عہد کے علما اس کے مخالف تھے، جب اس صورت حال کی اطلاع غیاث الدین تغلق کو ہوئی، تو اس نے شیخ نظام الدین اولیاؒ اور فقہا وقضاۃ کو بلا کر اپنے دربار میں اس مسئلہ میں مناظرہ کے لیے کہا، حضرت نظام الدین اولیاؒ نے سماع کے جائز ہونے پر جو احادیث ہیں، ان کو پڑھا لیکن فقہا وقضاۃ نے یہ کہہ کر ان احادیث کی تردید کر دی کہ ہمارے یہاں فقہی روایات احادیث پر مقدم ہیں اور بعضوں نے یہاں تک کہا، چوں کہ ان احادیث کو امام شافعی اپنے مسلک ومذہب کی تائید میں استعمال کرتے اور وہ ہمارے دشمن ہیں، اس لیے ہم ان احادیث کو سننا بھی نہیں پسند کرتے۔

فقہا وقضاۃ کے ان نامناسب اقوال پر غور فرمائیے، ان کی یہ ساری جرأت وبیبا کی محض اس لیے ہے کہ وہ فن حدیث شریف کی منزلت عظمت اور اس کی اہمیت سے واقف نہیں تھے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھے، اس سلسلہ کا ایک دوسرا قصہ بھی ہے، جس کو ضیاء الدین برنی نے اپنی کتاب تاریخ فیروز شاہی میں بیان کیا ہے، کہ علاء الدین خلجی

کے زمانہ میں مشہور مصری محدث شیخ شمس الدین ہندوستان آئے جب وہ ملتان پہنچے اور وہاں کے علما وفقہا سے ملاقات ہوئی اور ان سے علمی گفتگو ہوئی تو وہ یہ کہہ کر ہندوستان سے واپس چلے گئے کہ اس ملک میں علما وفقہا کے نزدیک احادیث رسول ﷺ کی کوئی اہمیت نہیں ہے شیخ شمس الدین نے اس مضمون کا ایک خط بھی علاء الدین خلجی کو لکھا تھا لیکن علما فقہا نے اس خط کو علاء الدین خلجی تک نہیں پہنچنے دیا۔

دوسرا دور

نویں صدی ہجری کے اخیر میں ملتان کی علمی رونق ختم ہوگئی، وہاں کے علما ملتان کی سکونت چھوڑ کر کچھ لاہور چلے آئے اور کچھ دوسری جگہوں پر چلے گئے، ان ہی میں شیخ عبداللہ بن الہ داد عثمانی تلنبی اور ان کے بھائی شیخ عزیز اللہ تلنبی ہیں مقدم الذکر دہلی آئے اور ثانی الذکر نے سنبھل میں اقامت اختیار کی اس وقت کے شہنشاہ دہلی سلطان سکندر لودی نے ان دونوں بھائیوں کی آؤ بھگت کی اور ان کو بڑا اعزاز بخشا، شیخ عبداللہ کے متعلق مشہور ہے کہ جب یہ دہلی میں درس دیتے تھے، تو سکندر لودھی خود آکر درس میں شریک ہوتا تھا اور اس خیال سے کہ اس کے آنے سے درس میں انتشار واختلال نہ ہو، بہت خاموشی سے اور چھپ کر ایک کنارہ بیٹھ جایا کرتا تھا اور ان کے درس سے مستفید ومحظوظ ہوتا، شیخ عبداللہ شرح تہذیب کے مصنف عبداللہ یزدی کے شاگرد ہیں اور اس لیے انھوں نے اس وقت ہندوستان کے نصاب درس میں عضد الدین ایجی کی مطالع ومواقف اور سکاکی کی مفتاح العلوم کا اضافہ کیا یہ کتابیں اپنے زمانہ میں مقبول ومتداول رہیں۔

ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تصنیف منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ دہلی میں شیخ عبداللہ تلنبی اور سنبھل میں شیخ عزیز اللہ سلطان سکندر لودھی کے زمانہ میں اپنے وقت کے کبار

علما میں تھے، ملتان اجڑنے کے بعد ان دونوں نے دہلی اور سنبھل میں اقامت اختیار کی اور نصاب درس میں علوم عقلیہ کی کتابوں کا اضافہ کیا، اس سے پہلے علم کلام میں شرح صحائف اور منطق میں شرح شمسیہ سے زائد کا رواج نہیں تھا۔

اس دوسرے دور میں نصاب درس میں جن نئی کتابوں کا اضافہ ہوا ہے وہ یہ ہیں:

میر سید شریف کی شرح مطالع اور شرح مواقف اور علامہ تفتازانی کی تلویح مطول، مختصر اور شرح عقائد اور صدر الشریعہ کی شرح وقایہ اور نحو میں لب الالباب اور ارشاد کے بجائے ملا جامی کی شرح کافیہ نصاب درس میں ان نئی کتابوں کے اضافہ کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو علما خراسان اور ماوراء النہر سے ہندوستان آئے، وہ زیادہ تر میر سید شریف جرجانی، علامہ تفتازانی اور بعض ملا جامی کے شاگرد تھے، اس لیے ان علما نے اپنے اساتذہ کی کتابوں کو نصاب درس میں داخل کیا۔

تیسرا دور

اس عہد میں منطق و فلسفہ سے شغف وانہماک بہت زیادہ بڑھ گیا، ہندوستان کے تمام علمی مراکز میں منطق و فلسفہ کی کتابیں درس میں بکثرت داخل ہونے لگیں، خطیب ابوالفضل گاذرونی اور عمادالدین محمد طارمی جب گجرات اور امیر فتح اللہ شیرازی بیجاپور پہنچے اور اپنے ساتھ یہ علما محقق دوانی صدرالدین شیرازی اور فاضل مرزا جان کی کتابیں ساتھ لائے تو لوگوں نے ان کتابوں کو بڑے شوق سے قبول کیا۔

شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی ان میں بڑے مشہور عالم گزرے ہیں، انھوں نے نصاب درس میں فلسفہ وحکمت رائج کیا، وہ بہت طویل مدت تک درس وافادہ کی مسند پر متمکن رہے اور ان کے بہت سے شاگرد فاضل وعالم بن کر نکلے، جن میں قاضی ضیاء الدین نیوتنی بھی

ہیں، ان کے شاگرد شیخ جمال کوڑوی اور ان کے شاگرد لطف اللہ کوڑوی ہیں شیخ لطف اللہ کوڑوی کے شاگردوں میں شیخ احمد بن سعید امیٹھوی شیخ علی اصغر قنوجی قاضی علیم اللہ گجندوی اور شیخ محمد زماں کاکوروی ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سے شاگرد تھے اور ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ پر درس وافادہ کی مسند بچھائی۔

امیر فتح اللہ شیرازی نے اپنی اخیر عمر میں بیجاپور چھوڑ کر آگرہ دربار اکبری میں آکر قیام کیا اور وہاں انھوں نے بڑی محنت وتوجہ سے درس وافادہ کا سلسلہ شروع کیا، ان کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، ان میں سے ایک مفتی عبدالسلام لاہوری ہیں، جن کے شاگردوں میں مفتی عبدالسلام دیوی بہت مشہور ہیں۔

مفتی عبدالسلام دیوی اپنے وقت کے مشہور اور باکمال اساتذہ میں تھے اور علما کی ایک بڑی تعداد ان کی شاگرد ہے۔

شیخ محمد افضل رودولوی ثم جون پوری اور شیخ محبّ اللہ صدر پوری ثم الہ آبادی اور قاضی عبدالقادر لکھنوی طلب علم کے لیے لاہور تشریف لے گئے، وہاں سے کامیاب ہوکر شیخ محمد افضل نے جون پور میں طرح اقامت ڈالی اور استاذ الملک کہلائے اور شیخ محبّ اللہ نے الہ آباد کو اور قاضی عبدالقادر نے لکھنؤ کو اپنے قیام کا مرکز بنایا، ان باکمال اساتذہ کے علمی فیضان نے پورے دیار مشرق کو اپنے آغوش میں لے لیا اور ان ہی کے شاگردوں میں سے شیخ قطب الدین بن عبدالحلیم انصاری سہالوی بھی ہیں، یہ اپنے وقت میں جملہ علوم وفنون کے تحصیل کا مرکز تھے، میر غلام علی بلگرامی بن نوح حسینی نے اپنی کتاب مآثر الکرام میں لکھا ہے کہ ایران کے متاخرین علما مثلاً محقق دوانی محقق شیرازی اور منصور ومرزاجان کی کتابوں کو ہندوستان میں رواج دینے والے امیر فتح اللہ شیرازی ہیں، انھوں نے ان متاخرین مصنّفین کی کتابوں کو درس میں داخل کیا اور اس طرح ہندوستان میں منطق وفلسفہ کا عام رواج ہوگیا۔

اس زمانہ میں ہندوستان کے بعض علما حج وزیارت کے لیے حجاز تشریف لے گئے

اور وہاں کے مشہور محدثین کی خدمت میں رہ کر علم حدیث حاصل کیا اور ان کے ذریعہ ہندوستان میں علم حدیث پہنچا، مثلاً صاحب مجمع البحار شیخ محمد بن طاہر علی فتنی اور شیخ یعقوب بن حسن کشمیری اور شیخ عبدالنبی گنگوہی وغیرہ ہیں اور بعض علما نے گجرات جا کر درس وافادہ کی مسند بچھائی، مثلاً شیخ عبدالمعطی اور شیخ عبداللہ اور رحمت اللہ وغیرہ۔

اس طرح حدیث کا علم گجرات کے اطراف میں رواج پذیر ہوا، بعض علما دہلی و آگرہ بھی آئے، مثلاً سید رفیع الدین شیرازی، شیخ بہلول بدخشی اور حاجی اخری اور میر کلاں ان لوگوں نے بھی دہلی وآگرہ میں فن حدیث کو رواج دیا لیکن مجموعی طور پر اس فن شریف کا رواج زیادہ نہیں ہوا اور لوگوں کا انہماک وشغف فلسفہ ومنطق سے بدستور قائم رہا، اللہ تعالےٰ کا یہ خصوصی فضل ہوا کہ بعد میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین نے فن حدیث شریف کے درس کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور ان کی ساری کوششیں اس علم شریف کی اشاعت میں صرف ہوئیں، اس طرح ان کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے بہت سے بندوں کو نفع پہونچا اور فن حدیث کا رواج ہوا۔

چوتھا دور

یہ دور درحقیقت دوسرے اور تیسرے دور کا تکملہ ہے، فلسفہ ومنطق کا رواج ہندوستان میں بہت زیادہ ہو گیا تھا اور ہر زمانہ اور ہر عہد میں ان دونوں علوم کی کتابوں کا نصاب میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ نظام الدین سہالوی فرنگی محلی نے ہندوستان کے نصاب درس کو ایک نئی شکل دی اور اس کو باقاعدہ منظّم ومرتب فرمایا، جس کو آج کل لوگ پڑھ پڑھا رہے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس نصاب درس کی تفصیل فن وار کتابوں کے ساتھ درج ذیل ہے:

علم الصرف: میزان، منشعب، پنج گنج، زبدة، صرف میر، فصول اکبری اور شافیہ ابن حاجب

نحو: نحو میر، شرح ماۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح ملا جامی تا بحث حال۔

بلاغت: مختصر المعانی، مطول، تا بحث ما انا قلت۔

منطق: صغریٰ، کبریٰ، ایساغوجی، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی، میر قطبی، سلم العلوم، میر زاہد رسالہ، میر زاہد ملا جلال۔

فلسفہ: میبذی کی شرح ہدایۃ الحکمہ اور ملا صدرا شیرازی کی شرح ہدایۃ الحکمہ، معروف بہ صدرا تا بحث مکان اور شمس بازغہ مصنفہ ملا محمود جون پوری۔

ریاضی: خلاصۃ الحساب باب التصحیح تحریر اقلیدس کا مقالہ اول، تشریح الافلاک، قوشجیہ اور شرح چغمنی کا باب اول۔

فقہ: شرح وقایہ کا نصف اول اور ہدایہ کا نصف ثانی۔

اصول فقہ: نور الانوار، تلویح، مقدمات اربع تک اور مسلم الثبوت، مبادی کلامیہ تک۔

علم کلام: تفتازانی کی شرح عقائد تا بحث سمعیات محقق دوانی کی شرح عقائد کا جز اول اور میر زاہد شرح مواقف تا بحث امور عامہ۔

تفسیر: جلالین شریف، بیضاوی تا سورہ بقرہ، مناظرہ، رشیدیہ۔

حدیث: مشکوٰۃ المصابیح تا کتاب الجمعہ۔

اس نصاب درس کی خصوصیت دقت نظر اور قوت مطالعہ کی بہم رسانی ہے، اس نصاب کو پڑھنے کے بعد طالب علم میں قوت مطالعہ اور ادق سے ادق مضامین کو کتاب سے سمجھ لینے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ اگر چہ بالفعل صاحب فضل وکمال نہیں ہوتا ہے لیکن تھوڑی سی محنت ومطالعہ کے بعد وہ ایک اچھا صاحب علم ہو جاتا ہے۔

اس عہد میں حضرت شاہ ولی اللہ ﷺ اور ان کی اولاد واحفاد کی ذات ملت اسلامیہ ہندیہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت تھی، اس خاندان نے علم حدیث کی نشر واشاعت میں کوئی دقیقہ اٹھانہیں رکھا اور ان سے بے شمار حضرات نے علمی استفادہ کیا۔

موجودہ عہد ہمارے زمانہ میں جو نظام درس اور کتب درسیہ رائج ہیں، ان کا معاملہ عجیب ہے، مذکورہ بالا درس نظامیہ میں بہت سی کتابوں کا اضافہ بغیر غور وفکر اتفاقیہ طور پر ہو گیا ہے اور عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کتابیں ابتدا ہی سے درس نظامیہ میں موجود ہیں، ملا نظام الدین کے بعد منطق میں میر زاہد رسالہ کا حاشیہ، غلام یحیی قاضی مبارک کی شرح سلم بحث تصورات، ملا حمد اللہ کی شرح سلم بحث تصدیقات، ملا حسن کی شرح سلم بحث تصورات کا اضافہ ہوا اور بعض مدارس میں بحر العلوم کی شرح سلم، بعض مدارس میں ملا مبین کی شرح سلم، میر زاہد رسالہ کا حاشیہ بحر العلوم میر زاہد رسالہ کا حاشیہ ملا مبین کا بھی اضافہ ہوا۔

مولانا فاروق چریا کوٹی بن اکبر علی نے مجھے اس سلسلہ سے عجیب بات یہ بتلائی کہ ان سے مفتی یوسف لکھنوی بن شیخ اصغر نے بیان کیا کہ قاضی مبارک کے شاگرد اپنے استاذ کی شرح سلم قاضی مبارک پڑھا کرتے تھے اور ملا حمد اللہ کے شاگرد اپنے استاذ کی شرح سلم حمد اللہ پڑھا کرتے تھے اور علامہ بحر العلوم کے شاگرد اپنے شاگردوں کو شرح سلم بحر العلوم پڑھایا کرتے تھے اور جب ایک دوسرے کے شاگرد آپس میں ملاقات کرتے تھے تو ہر ایک اپنے استاذ کی تصنیف کا تذکرہ کرتا تھا اور دوسرے کی تصنیف پر نقد وجرح کیا کرتے تھے، اس طرح سلم العلوم کی تمام شرحیں علمی گفتگو اور بحث کا موضوع بن گئیں اور طلبہ وعلما مجبور ہوئے کہ ان تمام شرحوں سے ربط واشتغال قائم رکھیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فن منطق میں درجہ مہارت وکمال کے لیے ضروری ہو گیا کہ ان جملہ شروح وحواشی کو پڑھا اور پڑھایا جائے۔

پہلا باب

اس میں نو فصلیں ہیں جن کی تفصیل وترتیب درج ذیل ہے:

۱۔علم نحو

۲۔علم صرف

۳۔علم اشتقاق

۴۔علم لغت

۵۔علم بلاغت

۶۔علم عروض وقافیہ

۷۔علم ادب، انشاء وشعر

۸۔علم تاریخ وسیرت وطبقات

۹۔علم جغرافیہ

پہلی فصل علم نحو میں

اسلام سے پہلے عربی زبان وادب کا کوئی مرتب قاعدہ نہیں تھا، اہل عرب کی یہ مادری زبان تھی اور قدرتی طور پر وہ اس زبان کو بغیر قاعدہ جانے ہوئے صحیح استعمال کیا کرتے تھے ظہور اسلام کے بعد جب مختلف غیر عرب قومیں داخل اسلام ہوئیں تو قواعد نحو یہ مرتب نہ ہونے کی وجہ سے زبان میں غلطیاں بہت بڑھ گئیں اور اس کا خطرہ پیدا ہو گیا کہ صحیح زبان مفقود ہو جائے اس خطرہ کو دیکھ کر امیر المومنین حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود الدؤلی کو حکم دیا کہ وہ قواعد نحو یہ مرتب کریں اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود ہی قواعد نحو یہ مرتب فرما کر ابوالاسود کو دیے اور فرمایا اس نہج پر لکھو، اس مناسبت پر اس علم کا نام نحو رکھا گیا ابو الاسود دؤلی نے ابتداءً صفت، عطف، تعجب اور استفہام کے ابواب مرتب کیے اور ابوالاسود کے بعد ان کے شاگردوں نے مباحث نحو یہ کی ترتیب و تکمیل کی، فن نحو میں سب سے زیادہ مشہور غبسة جن کو غبسۃ الفیل کہا جاتا ہے اور یحییٰ بن یعمر عدوانی، عطاء بن اسود، ابوالحارث، عیسیٰ بن عمر ثقفی، ابوعمرو بن علاء خلیل بن احمد فراہیدی ہیں، جو شخص اپنے تمام پیش رووں سے فائق ہوا، وہ ابوعمرو بن عثمان بن قنبر شیرازی بصری کی شخصیت ہے جن کی شہرت سیبویہ کے نام سے ہے اور جو ہارون رشید کے عہد میں تھے، انہوں نے جملہ مسائل نحو یہ اور مباحث نحو یہ کو ایک جگہ مرتب کر دیا اور اپنی اس کتاب کا نام الکتاب رکھا سیبویہ کے بعد ابوعلی الفارسی اور ابوالقاسم زجاج نے سیبویہ کی الکتاب کی ترتیب و تصنیف کے مطابق فن نحو میں طالب علموں کے لیے مختصر کتابیں لکھیں پھر تو یہ فن بہت ہی پھیل گیا اور باقاعدہ ایک

مرتب فن ہو گیا، کوفہ وبصرہ فن نحو کے بڑے مرکز تھے۔

اوران دونوں شہروں کے علما کے درمیان مسائل نحو یہ اور قواعد نحو یہ میں بڑا اختلاف رہا متاخرین نحاۃ نے مذاہب نحو یہ اور مسائل نحو یہ کو مختصر طور پر بیان کیا جیسا کہ ابن مالک نے تسہیل میں کیا ہے یا طلبہ کی تعلیم کے لیے نحو کے بنیادی مسائل بیان کیے جیسا کہ امام زمخشری نے مفصل میں اور ابن حاجب نے اپنی کتاب کافیہ میں کیا ہے اور بہت سے لوگوں نے مسائل نحو یہ کو نظم میں بیان کیا مثلاً الفیہ بن مالک اور ابن معطی کا ارجوزہ قدیمہ علامہ ابن حاجب کی کافیہ کی بہت سی شرحیں کی گئیں اور یہ کتاب نصاب ونظام درس میں بہت متداول اور مقبول ہے کافیہ کی شرحوں میں سب سے مشہور اور جامع کتاب علامہ رضی الدین محمد بن حسن الاستر آبادی کی شرح کافیہ ہے یہ شرح مسائل نحو یہ کی جامع ہے اور اس میں شواہد و براہان بھی ہیں، کافیہ کی شرحوں میں شرح ہندی جس کا ذکر عنقریب آئے گا اور شرح ملا جامی بھی مشہور کتابیں ہیں، علم نحو میں جو مختصر کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں قاضی ناصر الدین بیضاوی کی لب الباب خاص طور سے قابل ذکر ہے یہ کتاب ہندوستان کے نصاب درس میں داخل تھی اس کتاب کی بھی بہت سی شرحیں ہیں جس میں سب سے بہتر جمال الدین نقرہ کار کی شرح ہے، مختصرات علم نحو میں شیخ تاج الدین اسفرائینی کی لباب الاعراب امام مطرزی کی مصباح اور ان کی شرح ضوء المصباح اور امام بلخی کی وافی اور علامہ بن ہشام کی اوضح المسالک اور مغنی اللبیب ہیں۔

فن نحو میں ہندوستانی مصنفین کی کتابیں درج ذیل ہیں:

شرح لب الالباب مصنفہ شیخ یوسف بن الجمال الملتانی متوفی ۷۹۰ھ، الارشاد، مصنفہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جون پوری ارشاد کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں جن میں سے خطیب گاذرونی کی شرح بہت مشہور ہے۔

ابن حاجب کی کافیہ کی شرح مصنفہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت

آبادی، جون پوری، یہ ایک عمدہ شرح ہے اس شرح پر طوقانی، گاذرونی، غیاث الدین منصور شیرازی، مولانا عبدالملک جون پوری ان کے بھائی علاء الدین جون پوری اور ملا الہ داد جون پوری نے حواشی لکھے ہیں قاضی شہاب الدین کی اس شرح کافیہ کا نام شرح ہندی ہے ارنیقی نے اپنی کتاب مدینۃ العلوم میں غلطی سے شرح ہندی کو سراج الدین ہندی کی تصنیف بتایا ہے غایۃ التحقیق شرح کافیہ مصنفہ شیخ صفی الدین ردولوی نواسہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔

شرح کافیہ، مصنفہ شیخ الہ داد جون پوری۔

شرح کافیہ، مصنفہ شیخ سعدالدین خیر آبادی۔

شرح کافیہ، مصنفہ شاہی بیگ والئ سندھ۔

جامع الغموض منبع الفیوض شرح کافیہ مصنفہ قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول احمد نگری۔

حاشیہ شرح جامی مصنفہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

حاشیہ شرح جامی از مبحث حال تا مبحث مجرورات مصنفہ شیخ عبدالنبی بن عبداللہ شطاری گجراتی۔

حاشیہ شرح جامی مصنفہ شیخ نورالدین محمد صالح گجراتی۔

حاشیہ شرح جامی مصنفہ شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی برہان پوری۔

حاشیہ شرح جامی مصنفہ شیخ عصمت اللہ بن اعظم سہارن پوری۔

حاشیہ شرح جامی مصنفہ مولوی شوکت علی بن مسند علی سندیلوی۔

حاشیہ شرح جامی مصنفہ مولوی محمد سعید بن واعظ علی عظیم آبادی۔

حاشیہ شرح جامی مصنفہ شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی متوفی ۱۱۲۴ھ۔

حاشیہ شرح جامی مصنفہ مفتی جمال الدین بن نصیر الدین دہلوی متوفی ۹۸۳ھ۔

ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جون پوری کی الارشاد کی شرح مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

شرح ارشاد مصنفہ ابوالخیر بن مبارک ناگوری۔

شرح ارشاد مصنفہ شیخ منور بن عبدالمجید لاہوری۔

شرح مصباح مصنفہ شیخ سعدالدین خیرآبادی۔

شرح مصباح مسمی بالدھن مصنفہ شیخ کبیرالدین ناگوری متوفی ۸۵۸ھ۔

حاشیہ منہل صافی مصنفہ شیخ نورالدین بن محمد صالح گجراتی۔

حاشیہ منہل صافی مصنفہ شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی۔

شرح وافی مصنفہ ابوالبرکات بن مبارک ناگوری۔

المعارف بزبان عربی مصنفہ شیخ حسین بن محمد یوسف دہلوی، مدفون گلبرگہ۔

التکمیل مصنفہ شیخ ابوالفتح کالپوی۔

الاشرفیہ مصنفہ سید اشرف بن ابراہیم سمنانی کچھوچھوی۔

کتاب المقصد مصنفہ شیخ تاج الدین محمود بن محمد دہلوی متوفی ۸۹۱ھ چلپی نے کشف الظنون میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔

ہدایۃ النحو مصنفہ شیخ سراج الدین بن عثمان اودھی، تعدادالعلوم علی حسب الفہوم کے مصنف نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے یہ کتاب بہت مقبول اور متداول ہے اور تقریباً تمام مدارس عربیہ میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔

خلاصۃ النحو ایک عمدہ رسالہ مصنفہ شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ عثمانی جون پوری۔

الکافی مصنفہ شیخ محمد حسین بن خلیل بیجاپوری یہ کافیہ کا خلاصہ ہے، خلاصۂ کافیہ مصنفہ شیخ محمد محسن بن عبدالرحمٰن قرشی احمد آبادی، فن نحو میں یہ ایک عمدہ رسالہ ہے نادرالبیان مصنفہ سید احمد بن مسعود حسینی ہرگامی متوفی ۱۱۷۵ھ مصنف نے اپنی اس کتاب کی شرح بھی باہر البرہان کے نام سے ۱۱۵۰ھ میں تصنیف کی ہے۔

شرح مأۃ منظوم بزبان فارسی مصنفہ شیخ عبدالرسول سہارن پوری، الکافی کا نصف آخر اور اس کی شرح الشافی دونوں محمد غوث شافعی مدراسی کی تصنیف ہیں۔

المسالک البہمیہ بزبان فارسی ایک جامع کتاب ہے مصنفہ شیخ عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری۔

وسیط النحو مصنفہ شیخ تراب علی بن نصر اللہ خیر آبادی۔

شرح ہدایۃ النحو مصنفہ شیخ علی جعفر حسینی الہ آبادی۔

تشریح النحو مصنفہ سید عبداللہ بن آل احمد بلگرامی، توضیح المرام فی تحقیق الجملہ والکلام مصنفہ شیخ الٰہی بخش فیض آبادی۔

خلاصۃ المسائل بزبان عربی مصنفہ حکیم سید حفاظت حسین۔

کتاب النحو بزبان اردو ایک جامع کتاب مصنفہ حافظ عبدالرحمٰن امرتسری زبدۃ النحو مصنفہ مولوی محمد حسین مچھلی شہری۔

تسہیل الکافیہ یہ کتاب میر سید شریف جرجانی کی شرح کافیہ بزبان فارسی کا عربی ترجمہ ہے اس کے مترجم شیخ عبدالحق بن فضل حق خیر آبادی ہیں۔

عین الافادہ فی کشف الاضافہ مصنفہ سید عبداللہ بن آل احمد بلگرامی۔

منتخب النحو بزبان فارسی مصنفہ سید امیر حیدر حسینی بلگرامی۔

رسالہ دربیان اضافت بزبان فارسی مصنفہ شیخ عبدالصمد بن افضل محمد تمیمی اکبرآبادی۔

تتمیم شرح مائۃ عامل مصنفہ شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی برہان پوری۔

رسالہ منظوم دربیان عوامل نحویہ مصنفہ شیخ عبدالقادر بن خیر الدین جون پوری۔

شرح ملاجامی کی بحث حاصل ومحصول پر ایک رسالہ مصنفہ مولوی خادم احمد لکھنوی، شمس النحو مصنفہ مولوی شمس الدین بن امیر الدین حیدرآبادی متوفی ۱۲۸۳ھ۔

عین الہدیٰ شرح قطر الندیٰ مصنفہ شیخ علیم الدین بن فصیح الدین قنوجی، حاشیہ شرح قطر الندیٰ مصنفہ شیخ محمد غوث بن ناصر الدین مدراسی، العواب فی النحو مصنفہ سید محمد تقی بن حسین بن دلدار علی شیعی لکھنوی۔

الباکورۃ الشہیہ شرح الفیہ مصنفہ مولوی ظفر الدین بن امام الدین لاہوری۔

رقیہ النحاۃ، حل الکافیہ، الایجاد فی الارشاد، یہ تینوں کتابیں مولوی علی عباس بن امام علی چریا کوٹی کی تصنیف ہیں۔

ارشاد اللبیب شرح تہذیب النحو مصنفہ مولوی علی محمد بن سید محمد شیعی لکھنوی۔

رسالہ درنحو مصنفہ قاضی عبید اللہ بن صبغۃ اللہ مدراسی۔

شرح مأۃ عامل پر ایک جامع حاشیہ مصنفہ مولوی الٰہی بخش فیض آبادی۔

تلخیص النحو مصنفہ مولوی ابراہیم بن عبد العلی آروی۔

رسالہ درفن نحو مصنفہ حکیم اجمل خاں دہلوی۔

المقرّب فی النحو مصنفہ شیخ محمد بن یوسف سورتی۔

الزیادۃ العراقیہ علی الکافیۃ الشافیہ، الانصاف فیما جری فی منع نحوابی ہریرۃ من الخلاف، یہ دونوں کتابیں شیخ محمد بن یوسف سورتی کی تصنیف ہیں۔

تقویم النحو بزبان عربی ایک ہندوستانی مصنف کی تصنیف ہے، کاشف الظلام مصنفہ مفتی سعد اللہ مرادآبادی، ازالۃ الجمد من اعراب اکمل الحمد، خیر الکلام فی تصحیح کلام الملوک ملوک الکلام یہ دونوں کتابیں مولوی عبد الحیٔ فرنگی محلی کی تصنیف ہیں۔

شرح تہذیب النحو مصنفہ نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی۔

اصل الاصول بزبان فارسی مصنفہ مولوی محمد حسن بن ابوالحسن بریلوی۔

مشکٰوۃ التصاریف بزبان عربی مصنفہ شیخ سعدی بہاری۔

تقریب النحو مصنفہ مولوی محمد سعید، تدریب الطلاب، مصنفہ مولوی عبید اللہ میدنی پوری، تسہیل الحمایہ بزبان فارسی شرح الہدایہ فی النحو، مصنفہ مولوی خلیل الرحمٰن بن عبد العزیز حسینی اسلام آبادی۔

دوسری فصل علم صرف میں

علم صرف وہ علم ہے جس میں مفردات الفاظ کی وضع نوعی اوران کی اصل ہیئت و شکل اوراس کے تغیرات سے بحث کی جائے اوراس بات سے بحث کی جائے کہ یہ الفاظ مفردہ اپنی اصل ہیئت سے دوسری نئی ہیئت میں کس اصول وقیاس کی بنیاد پرآئے ہیں اس علم کا موضوع وہ صیغے ہیں جن میں تغیرات ہوتے ہیں ابتدامیں یہ علم، علم نحو کے ساتھ ساتھ مدون تھالیکن بعد میں ابوعثمان مازنی نے اس کوایک الگ فن کی شکل دی اوریہی صورت حال اب تک قائم ہے کہ فن نحوکوفن صرف سے الگ سمجھا جاتا ہے اگرچہ امتیاز وتقسیم کے اعتبار سے یہ بات مناسب وبہتر ہے لیکن اصولی طور سے ان دونوں فنون کا مقصد ایک ہی ہے اوروہ مقصد یہ ہے کہ متکلم کلمات کی بناوٹ وترکیب میں غلطی سے محفوظ رہے، اس لیے یہ سمجھنا کہ فن نحو کا تعلق صرف معرب ومبنی کلمات کے جاننے سے ہے صحیح نہیں، فن صرف میں سب سے پہلے معاذ لھراء نے کتاب تصنیف کی ہے۔

اس فن کی اہم تصنیفات یہ ہیں، ابن مالک کی التعریف فی التصریف ابن حاجب کی الشافیہ، ابن جنی کی التصریف، ابن عصفور کی الممتع، عزالدین عبدالوہاب کی المختصر الریحانی اور احمد بن علی مسعود کی مراح الارواح اورالمیدانی کی مختصر وغیرہ۔

فن صرف میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں درج ذیل ہیں:

میزان الصرف، سراج المیز ان کے مصنف نے اس کتاب کو وجیہ الدین عثمان بن حسین کی تصنیف بتایا ہے اور تعداد العلوم علی حسب الفہوم کے مصنف نے اس کتاب کو سراج الدین عثمان اودھی کی تصنیف بتایا ہے یہ کتاب عرصۂ دراز سے ہندوستان کے نظام ونصاب درس میں داخل ہے اور پڑھی پڑھائی جاتی ہے ہندوستانی علمانے اس کتاب کی بہت سی شرحیں لکھی ہیں، مثلاً:

تبیان شرح میزان، مصنفہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی۔

شرح میزان، مرتبہ مولوی وارث علی دہلوی۔

شرح میزان، مصنفہ شیخ محمد علیم بن موسیٰ الہ آبادی۔

ہدایۃ الصبیان شرح میزان، مصنفہ شیخ رحمت اللہ بن نوراللہ لکھنوی۔

ایذان شرح میزان، مصنفہ مولوی احمد اللہ بن اسد اللہ قرشی کولی (علی گڈھ) سن تصنیف ۱۱۵۵ھ فن صرف کی کتابوں میں منشعب ہے صرف کبیر میں، اس کے مصنف شیخ حمزہ بدایونی ہیں یہ کتاب بھی عرصۂ دراز سے ہندوستان میں پڑھی پڑھائی جاتی ہے اور بہت مقبول ہے اس کتاب کی بھی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔

شرح منشعب مصنفہ شیخ محمد علیم الہ آبادی، شرح منشعب مصنفہ شیخ رحمت اللہ بن نور اللہ۔

فن صرف کی کتابوں میں ایک کتاب پنج گنج بزبان فارسی ہے اس کتاب کی بھی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔

شرح پنج گنج، مصنفہ رحمت اللہ بن نوراللہ لکھنوی۔

شرح پنج گنج، مصنفہ مولوی محمد معین۔

فن صرف کی مزید کتابیں درج ذیل ہیں:

دستور المبتدی رسالہ بزبان فارسی مصنفہ شیخ صفی الدین ردولوی نواسہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی

حاشیہ دستور المبتدی، مصنفہ قاضی عبدالنبی احمد نگری

حاشیہ دستور المبتدی، مصنفہ شیخ یحییٰ بن امین عباسی الہ آبادی

کتاب در علم صرف مصنفہ شیخ حسین بن محمد یوسف حسینی دہلوی مدفون گلبرگہ، اصول اکبری بزبان عربی فن صرف پر ایک جامع اور مستند کتاب ہے، فصول اکبری بزبان فارسی یہ دونوں کتابیں شیخ علی اکبر بن علی الہ آبادی کی تصنیف ہیں۔

شرح اصول اکبری، یہ ایک جامع شرح ہے اس کے مصنف بھی شیخ علی اکبر بن علی اللہ آبادی ہیں، جو اصل کتاب کے بھی مصنف ہیں، فصول اکبری کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں، مثلاً ،نوادر الاصول شرح فصول اکبری، مصنفہ مفتی سعد اللہ مراد آبادی، رکاز الاصول شرح فصول اکبری مصنفہ شیخ حمایت علی بن کاظم علوی کاکوروی

شرح فصول اکبری بزبان فارسی مصنفہ شیخ علاء الدین بن انوار الحق لکھنوی، شرح فصول اکبری مصنفہ مولوی امین اللہ بن محمد اکبر لکھنوی، شرح فصول اکبری مصنفہ مولوی احمد علی بن سلطان بن محمد فتح آبادی۔

اساس العلوم کتاب در فن صرف مصنفہ شیخ یعقوب ابو یوسف بیانی، مصباح الصرف بزبان فارسی، مصنفہ شیخ عبدالوہاب راجگیر ی، غایۃ البیان فی علم اللسان بزبان فارسی فن صرف میں ایک جامع کتاب مصنفہ شیخ عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری، نقود الصرف مصنفہ مفتی ولی اللہ بن احمد علی حسینی فرخ آبادی، ہدایۃ الصرف مصنفہ ملا عبدالعلی بحر العلوم بن ملا نظام الدین فرنگی محلی لکھنوی، الفصول الرضویہ مصنفہ شیخ علی جعفر بن علی رضا حسینی الہ آبادی، فصول احمد یہ مصنفہ مولوی حافظ عبداللہ غازیپوری، فیض الصرف فن صرف پر ایک

رسالہ ہے، مصنفہ شیخ عبداللہ بن آل احمد حسینی بلگرامی، ابن حاجب کی شافیہ کی شرح شفاء الشافیہ یہ ایک بہترین شرح ہے مصنفہ شیخ عبدالباسط بن رستم علی قنوجی، مفید الطلاب فی خاصیات الابواب مصنفہ مفتی سعداللہ مرادآبادی، خاصیت ابواب پر ایک عمدہ منظوم رسالہ بزبان فارسی مصنفہ مولوی ہادی علی لکھنوی، شرح صرف میر مصنفہ شیخ نور محمد بن محمد فیروز بن فتح اللہ لاہوری، شرح زبدۃ الصرف مصنفہ شیخ نعمت حسین جون پوری، شرح زبدۃ الصرف مصنفہ شیخ جمال الدین گجراتی متوفی ۱۱۲۴ھ، الصافیہ شرح شافیہ مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی، الصافیہ شرح شافیہ، مصنفہ شیخ محمد علیم بن موسیٰ الہ آبادی، کفایۃ المفرطین شرح شافیہ بزبان عربی مصنفہ شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی، شرح شافیہ مصنفہ مولوی ظہوراللہ بن نوراللہ لکھنوی، شرح شافیہ بزبان فارسی مصنفہ ملا محمد ہادی بن محمد صالح مازندرانی مصنف نے یہ کتاب نواب حسن علی خاں کے ایما سے دہلی میں تصنیف کی ہے، مالابدمنہ مصنفہ ڈپٹی حافظ نذیر احمد دہلوی، فیض الصرف بزبان عربی مصنفہ حکیم سید حفاظت حسین، التحفۃ الصادقیہ، مصنفہ ابوالبشیر عبدالعلی مصنف نے یہ کتاب نواب صادق محمد خاں والئی بھاولپور کے لیے لکھی ہے۔

کتاب الصرف فن صرف میں ایک جامع کتاب مصنفہ حافظ عبدالرحمٰن امرتسری، شرح سلالۃ الصرف مصنفہ مولوی احمد علی چریا کوٹی، منتخب الصرف مصنفہ سید امیر حیدر بلگرامی، عثمانیہ رسالہ در علم صرف مصنفہ شیخ فخر الدین زرادی متوفی ۷۴۸ھ مصنف نے یہ کتاب شیخ سراج الدین عثمان اودھی کے لیے لکھی ہے فن صرف پر عربی زبان میں ایک منظوم رسالہ مصنفہ شیخ بدرالدین اسحاق دہلوی متوفی ۶۹۰ھ شمس التصریف مصنفہ مولوی شمس الدین بن امیر الدین حیدرآبادی، تمرین المتعلم مشکل صیغوں کے بیان میں، مصنفہ شیخ حسین علی بن عبدالباسط قنوجی متوفی ۱۲۲۳ھ منشعب منظوم مصنفہ شیخ حمید الدین بن غازی الدین کاکوروی متوفی ۱۲۱۵ھ علم الصیغہ بزبان فارسی فن صرف میں ایک مفید کتاب مصنفہ مفتی عنایت احمد کاکوروی، دستور المنتہی مصنفہ ملا عیاض رام پوری مصنف نے اس کتاب میں لفظ

سوال و جواب کے بجائے شک وفک کی اصطلاح قائم کی ہے، قسطاس الصرف مصنفہ شیخ محمد اشرف بن نعمت اللہ لکھنوی۔

شرح زبدۃ الصرف مصنفہ شیخ محمد علیم الہ آبادی، حل التصاریف المشکلۃ واجب الحفظ، یہ دونوں کتابیں مولوی عبد العلی آسی مدراسی کی تصنیف ہیں، میزان الکافی مصنفہ مولوی عنایت رسول بن علی اکبر چریاکوٹی ہدایۃ الصرف، ایک کتاب عبرانی لغت کی صرف میں یہ دونوں کتابیں مولوی عنایت رسول بن علی اکبر چریاکوٹی کی تصنیف ہیں، خلاصۃ الصرف، ابحاث الصرف یہ دونوں کتابیں مولوی علی عباس بن امام علی چریاکوٹی کی تصنیف ہیں، تلخیص الصرف مصنفہ مولوی ابراہیم بن عبد العلی آروی، معیار الصرف مصنفہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری مقدمہ درعلم صرف مصنفہ شیخ محمد بن یوسف سورتی، چارگل مصنفہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی اس کتاب میں منشعب کے چار تعلیل والے بابوں کی صرف کبیر بیان کی گئی ہے، مرتقی الصبیان فی مخارج المیز ان مصنفہ سید محمد سعید بن نثار حسین رضوی حیدر آبادی اوراق الصرف مصنفہ شیخ محمد سعید اسلمی مدراسی، بناء الصرف مصنفہ مولوی عباس علی خاں، تشحیذ الاذہان فی معرفۃ الابواب والاوزان مصنفہ سید محمد سعید بن نثار حسین حیدر آبادی، دروس الموازین مصنفہ سید عباس حسین بن جعفر علی شیعی جارچوی، شرح المنظومہ مصنفہ قاضی شریعۃ اللہ خاں حیدر آبادی، شرح سلالۃ الصرف مصنفہ مولوی ابوالجلال محمد عباسی ونغزک والسعد یہ مصنفہ شیخ محمد مسعود بن یعقوب ملتانی، ابتداء الصرف مصنفہ سید اولاد احمد سہسوانی امداد الادب مصنفہ سید امداد العلی اکبر آبادی، فیض الصرف مصنفہ حکیم حفاظت حسین بہاری، تصریف الریاح بزبان فارسی ترجمہ مراح الارواح مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی خلاصۃ الصرف مصنفہ حکیم اصغر حسین فرخ آبادی مفتاح الادب مصنفہ مولوی عبید اللہ میدنی پوری۔

تیسری فصل علم اشتقاق میں

علم اشتقاق وہ علم ہے جس میں کسی لفظ کے دوسرے لفظ سے نکلنے کی کیفیت بیان کی جائے اور ضروری ہے کہ نکلنے والا لفظ اور جس لفظ سے وہ نکلا ہے دونوں میں اپنی اصل کے اعتبار سے کوئی مناسبت ہو علم صرف اور علم اشتقاق میں یہ فرق ہے کہ علم صرف میں دونوں لفظوں میں مناسبت اصلی اور جوہری نہیں ہوتی ہے بلکہ شکل وہیئت میں دونوں لفظ ایک دوسرے سے مناسب اور قریب ہوتے ہیں لیکن علم اشتقاق میں مخرج اور خارج الفاظ کے درمیان اصلی وجوہری مناسبت ہوتی ہے اور یہی بنیادی فرق ہے علم الصرف اور علم اشتقاق کے درمیان، علم اشتقاق کا موضوع بحث وہ مفردالفاظ ہیں جو کسی لفظ سے نکلیں یا ان سے کوئی لفظ نکلے اور اس علم کے بنیادی اصول میں سے مخارج حروف کے قواعد ہیں اور اس علم میں ان قواعد سے بحث کی جاتی ہے جن کے ذریعہ یہ جانا جائے کہ مفردات کے درمیان اصلیت وفرعیت کے پہچاننے کا کیا طریقہ ہے۔

اس فن میں مفردات الفاظ اور ان کے استعمال کا طریقہ معلوم کیا جاتا ہے اور اس علم کی غرض ایک ایسی صلاحیت ومہارت کا پیدا ہونا ہے جن سے کسی لفظ کی نسبت دوسرے لفظ کی طرف ٹھیک کی جاسکے اور اس علم کی غرض وغایت اس خلل سے بچنا ہے جو غلط نسبت کی وجہ سے پیدا ہوجاتے ہیں ارنیقی کی مدینۃ العلوم میں علم اشتقاق کے بارہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اتنا ہی ہے چوں کہ یہ علم، علم صرف کے ساتھ لایا جاتا ہے اس لیے ہم بھی اس کو علم صرف کے بعد بیان کرتے ہیں، حاصل اس فن میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں

سے ایک قاضی محمد علی بن شوکانی کی نزہۃ الاحداق فی علم الاشتقاق اور نواب سید صدیق حسن بن اولاد حسن حسینی قنوجی کی العلم الخفاق فی علم الاشتقاق ہے اس فن پر سب سے بہترین کتاب عربی زبان میں مولوی کرامت حسین کنتوری کی فقہ اللسان ہے یہ کتاب تین جلدوں میں ہے علمائے ہند میں مصنف کو اس فن میں درجۂ امتیاز حاصل ہے۔

چوتھی فصل علم لغت میں

علم لغت وہ فن ہے جس میں مفردات الفاظ کے حقیقی معنی بیان کیے جائیں، اس علم کا موضوع الفاظ مفردہ ہیں اور اس علم کی غرض وغایت یہ ہے کہ الفاظ کے حقیقی اور مجازی اور منقول معانی کے درمیان تمیز میں غلطی سے بچا جائے اور اس علم کا نفع ان معلومات کا جاننا اور سلیس ورواں شاندار عبارت کی قدرت ہے اور اس علم کی وجہ سے کلام میں تفنن اور تنوع کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور بلیغ وفصیح کلمات کے ذریعہ معانی کو بیان کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

علم لغت میں دو طریقے رائج ہیں پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ لفظ کے معنی بیان کیے جائیں یعنی سننے والے نے ایک لفظ سنا لیکن اس کے معنی وہ نہیں جانتا ہے وہ شخص علم لغت کی کتاب سے اس لفظ کے معنی معلوم کرتا ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ معانی کے لیے الفاظ تلاش کیے جائیں یعنی کسی معنی یا کسی چیز کے لیے اس لفظ کی تلاش ہو جو اس زبان میں اس معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

کتب لغت کے مصنّفین نے دونوں طریقوں سے کتابیں لکھی ہیں کیوں کہ لفظ کے لیے معنی کی تلاش اور معنی کے لیے لفظ کی تلاش ان دونوں طریقوں میں سے کسی ایک پر لکھی ہوئی کتاب دوسرے طریقہ کے لیے مفید نہیں ہے، کتب لغت جو الفاظ کے معانی بتلاتی ہیں ان کی ترتیب کا طریقہ یہ ہے، حروف تہجی کے اعتبار سے ان کو مرتب کیا جاتا ہے اور لفظ کے آخر حرف اصلی کو باب کی فہرست میں اور پہلے حرف اصلی کو فصل کی فہرست میں

بیان کیا جاتا ہے یہ ترتیب علامہ جوہری نے اپنی کتاب صحاح اور علامہ فیروز آبادی نے اپنی کتاب قاموس میں قائم کی ہے مثلاً لفظ ضرب باب الباء وفصل الضاد میں بیان کیا جائے گا لیکن بعض دوسرے مدون لغت ابن فارس نے مجمل میں اور مطرزی نے المغرب میں بالعکس ترتیب قائم کی ہے یعنی پہلے حرف اصلی کو باب کی فہرست میں اور آخری حرف اصلی کو فصل کی فہرست میں رکھا ہے اور اب اس بنیاد پر ان لوگوں کے یہاں لفظ ضرب باب الضاد وفصل الالباء میں بیان کیا جائے گا، تدوین لغت کے دوسرے طریقے (معانی کے لیے الفاظ کی تلاش) میں پہلے معانی ومفاہیم کو الگ الگ قسموں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر جنس کے لیے ایک الگ باب قائم کرتے ہیں، جیسا کہ علامہ زمخشری نے مقدمۃ الادب کی قسم الاسما میں کیا ہے۔

مختلف حوصلہ والوں نے علم لغت کے لیے اور دوسری نئی راہیں بھی تلاش وایجاد کی ہیں بعض لوگوں نے مفردات قرآن پر لغت لکھی ہے اور بعض حضرات نے حدیث شریف کے الفاظ غریبہ کی لغت مرتب کیا ہے اور بعضوں نے علم الفقہ میں مستعمل الفاظ کی لغات مرتب کی ہیں اور بعضوں نے عربی اشعار وقصائد وغیرہ میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کی لغت مرتب کی ہے اور ان سب حضرات کا مقصد ان تصنیفات سے یہ ہے کہ مختلف ضرورتوں کے وقت صحیح رہنمائی ہو سکے۔

وضع الفاظ کے سلسلہ سے عربوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ کسی عام معنی کے لیے کوئی لفظ وضع کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ اس عام معنی کی بعض مخصوص صورتوں کے لیے بعض دوسرے مخصوص الفاظ وضع کرتے ہیں اس لیے عربی زبان میں الفاظ کی وضع اصلی اور ان کے استعمال میں بڑا فرق ہو گیا ہے اور اس بنیاد پر فن لغت کے اندر ایک دوسرا ضمنی فن فقہ اللغۃ وضع ہوا ہے، مثلاً لفظ الابیض اپنی عام وضع کے اعتبار سے ہر سفید چیز کو کہا جائے گا لیکن خاص طور پر گھوڑے کی سفیدی کے لیے اشہب اور انسان کی سفیدی کے لیے ازہر اور بکری

اور بھیڑ کی سفیدی کے لیے املح استعمال کیا جاتا ہے اور ان مواقع کے لیے لفظ ابیض کا استعمال غلطی اور عربی زبان سے ناواقفیت کی دلیل ہوگی۔

فقہ لغت پر صرف ثعالبی نے فقہ اللغۃ کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

بعض متاخرین نے الفاظ مشترکہ کے بیان میں بھی کتابیں لکھی ہیں اگرچہ یہ کتابیں زیادہ جامع نہیں ہیں، سب سے پہلا شخص جس نے فن لغت پر کتاب لکھی ہے وہ خلیل بن احمد فراہیدی ہے اس کی کتاب کا نام کتاب العین ہے۔

اس فن میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں صاحب کشف الظنون نے حروف تہجی کی ترتیب سے جملہ کتب لغت کو بیان کردیا ہے۔

نواب سید صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب البلغۃ فی اصول اللغۃ میں لغت کی ان تمام کتابوں کو جو ان کے زمانہ تک لکھی گئی ہیں اپنی کوشش اور مقدور بھر جمع کردیا ہے ارنیقی نے اپنی کتاب مدینۃ العلوم میں اس فن کی بہت سی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے اور ہر کتاب کے مصنف کے تفصیلی حالات بھی بیان کردیے ہیں۔

اس فن پر جو کتابیں بطور اختصار لکھی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

خلیل بن احمد کی کتاب العین اور علی بن حسن معروف بہ کراع النمل کی المنتخب والمجرد اور انھیں مصنف کی المصنف فی اللغۃ المجردہ بھی ہے۔

ابن السکیت کی الالفاظ ثعلب کی الفصیح، میدانی کی السامی فی الاسامی اور الدستور، مرقاۃ الادب اور المغرب وغیرہ ہیں۔

فن لغت کی متوسط کتابوں میں ابن فارس کی المجمل اور فارابی کی دیوان الادب ہے اس فن کی بڑی اور جامع کتابوں میں ابن ابان لغوی کی المعلم اور الازہری کی التہذیب والجامع اور امام صغانی کی العباب الزاخر ابن سیدہ کی المحکم جوہری کی الصحاح، فیروزآبادی کی

القاموس المحیط اور اللامع المعلم العجاب الجامع بین المحکم والعباب ہیں۔

فن لغت کی مبسوط اور جامع کتابوں میں ایک لسان العرب بھی ہے، جس میں تہذیب، محکم، صحاح حواشی صحاح الجمہرۃ اور النہایہ کو جمع کر دیا گیا ہے اس کے مصنف شیخ محمد بن مکرم بن علی ہیں اور بعضوں نے رضوان بن احمد بن ابوالقاسم کو اس کتاب کا مصنف بتایا ہے[1]۔

یہ بات کہی گئی ہے کہ جس شخص نے فن لغت میں صرف صحیح کا التزام کیا ہے وہ ابونصر اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۳ھ ہیں، صحاح کے بعد لغت میں سب سے بڑی کتابیں کتاب المحکم والمحیط الاعظم مصنفہ ابوالحسن علی بن سیدہ اندلسی متوفی ۴۵۸ھ پھر العباب الذاخر مصنفہ ابوالفضائل رضی الدین حسن بن محمد بن حسن بن حیدر بن علی ادوی فاروقی صغانی متوفی ۶۵۰ھ پھر لسان العرب مصنفہ شیخ محمد بن مکرم بن علی اور بعضوں نے اس کا مصنف رضوان

---

[1] ابوعبداللہ محمد سورتی نے کہا ہے کہ لسان العرب کے مصنف قاضی محمد بن مکرم معروف بہ ابن منظور افریقی ہیں اور لسان العرب فن لغت پر بہت ہی عمدہ اسلوب میں لکھی گئی ہے، مصنف نے اس میں جوہری کی صحاح، الازہری کی تہذیب، ابن سیدہ کی کتاب المحکم، ابن درید کی کتاب الجمہرہ اور ابن بری کی حواشی صحاح سب کو جمع کر دیا ہے، اس لیے یہ کتاب پر از معلومات اور علمائے لغت کے اقوال وآرا کی جامع ہے، اس میں شواہد ودلائل، حدیث شریف کے مشکل الفاظ کی شرح اور کلام پاک کے مشکل الفاظ کے معنی بیان کیے ہیں۔

علامہ ابن اثیر کی کتاب النہایہ، جو حدیث شریف کے مشکل اور غیر مانوس الفاظ کے وضاحت وبیان میں ہے، لسان العرب میں اس کو بھی جمع کر دیا گیا ہے، ہم نے اپنے استاد علامہ محمد طیب مکی سے یہ بات سنی ہے کہ علامہ سبکی نے ابن منظور سے فن لغت حاصل کیا اور با قاعدہ ان سے سند واجازت لی ہے، سبکی قاموس کے مصنف مجدالدین فیروز آبادی کے استاد ہیں، ہمارے استاد علامہ طیب صاحب مکی نے متعدد بار بیان فرمایا کہ صاحب قاموس نے اپنی کتاب میں صرف لسان العرب کو نقل کر دیا ہے، میں ابوعبداللہ محمد سورتی کہتا ہوں کہ یہ بات وضاحت طلب ہے لیکن لسان اور قاموس دونوں کتابوں کا گہرا مطالعہ کرنے پر یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ درحقیقت قاموس، لسان کا خلاصہ ہے، مصنف قاموس مجدالدین فیروز آبادی نے یہ لکھا ہے کہ انہوں نے فن لغت میں ایک کتاب ساٹھ جلدوں میں لکھی ہے، غالباً یہ کتاب لسان کی شرح ہوگی، واللہ اعلم۔

بن احمد بن ابوالقاسم بن حبقہ بن منظور انصاری افریقی جمال الدین ابوالفضل متوفی ۷۱۱ھ کو بتایا ہے پھر القاموس المحیط اور القابوس الوسیط الجامع لیما ذہب من لغۃ العرب شماطیط[1] مصنفہ امام مجدالدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی ہیں۔

ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں عربی فارسی ترکی ہندی لغات میں بے شمار ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

---

[1] القاموس کے معنی بڑے سمندر کے ہیں اور القابوس خوب صورت، خوب شکل اور خوش رنگ انسان کو کہتے ہیں، رجل وسیط اس شخص کو کہا جاتا ہے، جو لوگوں میں نسبی حیثیت سے متوسط اور منزلت میں بلند ہو۔

شماطیط متفرق اور منتشر کو کہتے ہیں، قوم شماطیط ای قوم متفرقۃ، اسی طرح جاءت الخیل شماطیط، یعنی سوار متفرق و منتشر آئے۔ (مدینۃ العلوم)

عربی لغات

عربی لغت پر سب سے پہلے ہندوستانی مصنف جہاں تک میری معلومات ہیں شیخ رضی الدین حسن بن حیدر صغانی ہیں اس فن پر ان کی بہت سی تصنیفات ہیں مثلاً اسماء الفاء اسماء الذئب اسماء الاسدوالنوادر مجمع البحرین بارہ جلدوں میں العباب الزاخر بیس جلدوں میں اس ''بکم'' تک پہنچے تھے، شیخ محمد طاہر بن علی پٹنی گجراتی کی کتاب مجمع البحار فی غرائب التنزیل و لطائف الاخبار چار جلدوں میں مصنف نے اپنی اس کتاب کا ذیل اور تکملہ بھی لکھا ہے جس کو ابن اثیر کی نہایہ کے طریقہ پر مرتب کیا ہے۔

ان کی ایک کتاب مشکوٰۃ المصابیح کے الفاظ غریبہ کی تشریح وتوضیح میں بھی ہے شیخ عبدالرشید حسینی مدنی کی کتاب منتخب اللغات اس میں عربی الفاظ کے فارسی ترجمے بیان کیے گئے ہیں یہ کتاب قاموس، صحاح اور صراح سے ماخوذ ہے۔

القابوس ترجمہ القاموس بزبان فارسی مصنفہ شیخ حبیب اللہ قنوجی مصنف نے یہ کتاب مغل بادشاہ محمد شاہ کے زمانہ میں تصنیف کی ہے اور ۱۱۴۷ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے ہیں منتہی الادب فی لغات العرب چار ضخیم جلدوں میں یہ کتاب بہت ہی مقبول اور متداول ہے فن لغت میں اس کتاب کے بعد دوسری بڑی کتابوں سے بے نیازی ہو جاتی ہے اس کتاب کا ماخذ قاموس، صحاح، نہایہ، مجمع البحار دیوان الادب مہذب، المزہر، المغرب شمس العلوم، تاج المصادر، تاج الاسامی وغیرہ کتب ہیں، اس کتاب کے مصنفہ شیخ عبدالرحیم

بن عبدالکریم صفی پوری ہیں، یہ کتاب کلکتہ اور بعض دوسری جگہوں سے چھپ چکی ہے۔

تاج اللغات تین ضخیم جلدوں میں شاہِ اودھ نصیر الدین حیدر کے لیے مفتی اسماعیل بن وجیہ الدین لکھنوی نے تصنیف کی ہے۔

القول المانوس فی صفات القاموس، نورالصباح فی اغلاط الصراح یہ دونوں کتابیں مفتی سعداللہ بن نظام الدین مرادآبادی کی تصنیف ہیں۔

المتبکر مذکر اور مونث الفاظ کے بیان میں مصنفہ سید ذوالفقار احمد مالوی، گوہر منظوم عربی الفاظ کو فارسی نظم میں جمع کیا ہے یہ ایک عمدہ کتاب ہے اس کے مصنف شیخ محمد علی مؤی ہیں۔

لف القماط بزبان عربی مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی اس کتاب میں عام طور پر جو غلط الفاظ لوگ استعمال کرتے ہیں ان کی تصحیح کی گئی ہے۔

البلغہ فی اصول اللغہ بزبان عربی مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی موارد المصادر و الافعال مصنفہ مولوی عبدالغنی بن محمد میر فرخ آبادی نیل الارب فی مصادر العرب مصنفہ شیخ ظفر الدین بن امام الدین لاہوری تاج العروس شرح قاموس یہ کتاب لاجواب ہے دس ضخیم جلدوں میں قاہرہ سے چھپی ہے، اس کے مصنف سید مرتضیٰ بن محمد حسینی واسطی بلگرامی ہیں معارف العلوم بزبان عربی علوم وفنون کی تعریف وتعارف میں مصنفہ قاضی ابراہیم بن فتح اللہ ملتانی۔

کشاف اصطلاحات الفنون مصنفہ شیخ محمد اعلیٰ تھانوی تلخیص الصراح مصنفہ سید محمد حکم بن محمد بن علم اللہ رائے بریلوی دستور العلما چار جلدوں میں اصطلاحات علمیہ کی وضاحت وبیان میں مصنفہ قاضی عبدالنبی احمد نگری۔

لغات جدیدہ، جدید عربی الفاظ کی توضیح وتشریح میں مصنفہ سید سلیمان ندوی بن ابوالحسن دسنوی بہاری، الفرقیہ مصنفہ سید غنی نقی زید پوری مصنف نے اس کتاب میں ان الفاظ کا ذکر کیا ہے جو ایک دوسرے سے قریب المعنی ہیں، جوار العرب مصنفہ مولوی عبدالغنی فرخ آبادی۔

انوار اللغۃ چند ضخیم جلدوں میں مصنفہ مولوی وحید الزماں بن مسیح الزماں لکھنوی۔

فارسی لغات

فارسی لغت میں بھی ہندوستانی مصنفین کی بے شمار کتابیں ہیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

آداب الفضلا مصنفہ قاضی خان محمود دہلوی مصنف نے یہ کتاب ۸۲۳ھ میں تصنیف کی ہے کتاب میں دو باب ہیں پہلے میں فارسی الفاظ کا عربی میں ترجمہ ہے اور دوسرے باب میں شعراء کی اصطلاحات کی وضاحت ہے کشف اللغات والاصطلاحات مصنفہ شیخ عبدالرحیم بن احمد بہاری مشہور بہ لقب سور مصنف کے لڑکے شہاب جب تقریباً ۱۰۶۰ھ میں دیوان قاسم الانوار پڑھ رہے تھے تب مصنف نے ان کے لیے یہ کتاب لکھی تھی مصنف نے اس کتاب میں مفرد الفاظ کے معانی اور اصطلاحات علمیہ وفنیہ کی وضاحت کی ہے۔

فرہنگ رشیدی مصنفہ شیخ عبدالرشید بن عبدالغفور سندھی، فرہنگ جہاں گیری مصنفہ عضدالدولہ جمال الدین حسین شیرازی اس کتاب میں فارسی ہندی اور پہلوی الفاظ کے معانی فارسی شعراء کے اشعار کے شواہد کے ساتھ درج کیے ہیں مصنف نے اس کتاب کی تصنیف ۱۰۰۹ھ میں شروع کی اور ۱۰۱۴ھ میں اس سے فارغ ہوئے۔

برہان قاطع مصنفہ محمد حسین تبریزی کتاب میں نو قواعد اور انتیس مقالے ہیں کتاب میں الفاظ تلاش کرنے کا طریقہ پہلے دوسرے تیسرے اور چوتھے حروف کی ترتیب کے ساتھ ہے۔

برہان قاطع، مصنفہ مرزا اسداللہ خاں غالب دہلوی مصنف نے اس کتاب میں برہان قاطع کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے ساطع برہان مصنفہ شیخ رحیم یہ کتاب قاطع برہان کی تردید میں ہے۔

دافع ہذیان مصنفہ قاضی نجف علی جھجھری یہ کتاب ساطع برہان کی تردید میں ہے۔

پنج آہنگ مصنفہ مرزا اسداللہ خاں غالب دہلوی کتاب میں چار زمزمے ہیں چوتھا زمزمہ فارسی لغت میں ہے۔

دری کشاء مصنفہ قاضی نجف علی جھجھری۔

نونوا، مصنفہ شیخ اسحاق بن خیرالدین مالوی اس کتاب کا سن تصنیف ۱۲۸۴ھ ہے۔

سراج اللغۃ چراغ ہدایت اس کتاب میں فارسی شعراء کی جدید اصطلاحات کی وضاحت ہے دونوں کتابیں شیخ سراج الدین خاں اکبرآبادی کی تصنیف ہیں۔

النامہ، مصنفہ شیخ عبدالمومن بن ولی محمد دہلوی یہ کتاب ظرافت کے انداز میں لکھی گئی ہے۔

آصف اللغات مصنفہ احمد عبدالعزیز حیدرآبادی ملقب بہ عزیز جنگ یہ کتاب اگر مکمل ہوتی تو بیس جلدوں میں ہوتی۔

شرح الدساتیر، مصنفہ قاضی نجف علی بن عظیم الدین جھجھری۔

گلزار عجم مصنفہ شیخ مہدی بن عارف مدراسی۔

دلیل الشعرا، مصنفہ شیخ مہدی بن عارف مدراسی، کتاب میں فارسی زبان کے محاورات کا ذکر ہے۔

بحرالعجم، بحرالمصادر، دونوں کتابیں شیخ محمد حسین بن نجم الدین مدراسی کی تصنیف ہیں۔

موارد المصادر ایک ضخیم جلد میں مصنفہ نواب سید علی حسن بن نواب صدیق حسن بھوپالی۔

ناصر الدین شاہ قاچار کے سفرنامہ کے شرح مصنفہ مولوی ابوالحمید فرخی رام پوری۔
ضرور المبتدی رسالہ درفن لغت مصنفہ سیف اللہ بن قاسم اللہ عظیم آبادی سلہٹی،
مظہر العجائب اصطلاحات کے بیان میں مصنفہ مرزا احسن قتیل لکھنوی۔

اردو لغات

نفائس اللغات، مصنفہ شیخ اوحد الدین بلگرامی اس میں اردو الفاظ کا عربی، فارسی اور ترکی میں ترجمہ کیا ہے اور اشعار بطور شواہد بیان کیے ہیں یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت مفید اور لاجواب ہے اس کتاب کی بہت سی تلخیصات کی گئی ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور منتخب النفائس ہے۔

فرہنگ آصفیہ چار جلدوں میں مصنف سید احمد بن عبد الرحمٰن دہلوی۔

امیر اللغات، مصنفہ منشی امیر احمد مینائی، نوادر اللغات، مصنفہ شیخ سراج الدین علی خاں اکبرآبادی۔

الدلیل الساطع مصنفہ شیخ مہدی بن عارف مدراسی۔

غرائب اللغات ایک ہندی فاضل کی تصنیف ہے، سراج الدین خاں نے اپنی کتاب نوادر اللغات میں اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔

اشرف اللغات، مصطلحات اردو، رسالہ در بیان تذکیر و تانیث تینوں کتابیں منشی اشرف علی لکھنوی کی تصنیف ہیں۔

نور اللغات یہ کتاب اگر مکمل ہوتی تو چند جلدوں[1] میں ہوتی، مصنفہ مولوی نور الحسن بن محسن علوی کاکوروی۔

---

[1] کتاب مکمل ہوگئی اور چار جلدوں میں ہے۔

کار آمد شعرا، مفید الشعراء دونوں کتابیں مؤنث اور مذکر الفاظ کے بیان میں ہیں دونوں کے مصنف سید ضامن علی جلال لکھنوی ہیں۔

بہار ہند، چار جلدوں میں ایک جامع کتاب مصنفہ محمد مرتضیٰ لکھنوی۔

ازاحۃ الاغلاط فی تحقیق الالفاظ، سرمۂ تحقیق ایک مفید رسالہ دونوں کے مصنف مولوی ظہیر احسن شوق نیموی ہیں۔

مخلوط لغات

لغت کی جن کتابوں میں عربی فارسی اور دوسری زبانوں کے مفرد الفاظ کی وضاحت وتشریح ہے وہ درج ذیل ہیں:

غیاث اللغات، مصنفہ شیخ غیاث الدین رام پوری سن تصنیف ۱۲۴۲ھ، ہفت قلزم اس کا نام فرہنگ رفعت بھی ہے، مصنفہ قبول احمد مصنف نے یہ کتاب شاہ اودھ غازی الدین حیدر کے لیے ۱۲۳۰ھ میں لکھی ہے یہ کتاب اگر چہ بہت ضخیم اور موٹی ہے لیکن بہت کم مفید ہے، لغات شاہ جہانی، چند ضخیم جلدوں میں یہ کتاب والیہ بھوپال شاہ جہاں بیگم کے لیے لکھی گئی ہے۔

اشہر اللغات، فارسی، عربی اور ترکی الفاظ کے بیان میں مصنفہ شیخ غلام اللہ ہانسوی۔

مؤید الفضلاء مصنفہ شیخ محمد لاد دہلوی۔

مدار الافاضل، عربی فارسی اور ترکی الفاظ کے بیان میں مصنفہ شیخ الہ داد سرہندی کتاب کا سن تصنیف ۱۰۰۱ھ ہے۔

لطائف اللغات مصنفہ شیخ عبد اللطیف کتاب میں مولانا روم کی مثنوی کے دقیق وغریب الفاظ کی شرح ووضاحت ہے۔

جامع اللغات مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔

زبدۃ اللغات مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔

کریم اللغات مصنفہ مولوی کریم الدین۔

لغات کشوری مصنفہ سید تصدق حسین، مصنف نے یہ کتاب مشہور مطبع نول کشور پریس کے مالک منشی نول کشور کے ایما پر لکھی ہے۔

دافع الاغلاط فی اوہام الناس مصنفہ مولوی امان اللہ سن تصنیف ۱۱۲۰ھ۔

خزائن الدرر عربی فارسی اور ترکی الفاظ کی وضاحت وتشریح میں مصنفہ شیخ علی محمد بن شیخ عبدالحق بن سیف الدین بخاری دہلوی۔

اربعہ عناصر، ایک عمدہ رسالہ مصنفہ مولوی ناصر علی بن حیدر علی غیاث پوری آروی۔

پانچویں فصل بلاغت میں

علم ادب دس علوم کے مجموعے کا نام ہے۔

علم لغت، علم صرف، علم نحو، علم معانی وبیان، علم بدیع اور علم عروض وعلم قافیہ، علم کتابت، علم قرأت، اس وقت ہم علم بلاغت کا ذکر کررہے ہیں جس کے تین اجزا ہیں، علم معانی، علم بیان، علم بدیع۔

علم معانی: اس فن کا نام ہے جس کے ذریعہ کلام عربی کے ان حالات کو جانا جائے جس کی وجہ سے کلام مقتضائے حال کے مطابق ہو۔

علم بیان: اس علم کا نام ہے جس کے ذریعہ ایک مفہوم کو مختلف ترکیبوں سے ادا کرنے کا طریقہ سیکھا جائے اور یہ معلوم ہو کہ معنی مقصود پر دلالت کرنے میں کون ترکیب دوسرے سے زیادہ واضح ہے۔

علم بدیع: وہ علم ہے جس کے ذریعہ کلام کی تزئین وآرائش کے طریقے معلوم ہوں لیکن اس علم میں ضروری ہے کہ کلام علم معانی وعلم بیان کے اصولوں پر پورا اترتا ہو، اگر کوئی کلام علم معانی وعلم بیان کے اصولوں کے مطابق نہیں ہے تو اس میں تزئین کے اصولوں کی کیسی ہی رعایت کیوں نہ کی گئی ہو وہ فن بدیع میں نہیں داخل ہوگا۔

متقدمین اور متاخرین نے علم بلاغت پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں، فن بلاغت میں سب سے مشہور اور عمدہ کتابیں درج ذیل ہیں:

دلائل الاعجاز واسرار البلاغہ امام عبد القاہر جرجانی۔

مفتاح العلوم کا تیسرا حصہ امام سکاکی۔

حسن التوسل فی صناعۃ الترسل۔

علم بلاغت کی ان کتابوں کی تلخیص بھی کی گئی ہیں، ان میں سے دلائل الاعجاز کی تلخیص امام رازی نے نہایۃ الایجاز کے نام سے کی ہے مفتاح العلوم کے تیسرے حصہ کی تلخیص قاضی عضد الدین ایجی نے فوائد غیاثیہ کے نام سے کی ہے، اسی طرح سے خطیب قزوینی نے مفتاح العلوم کے تیسرے حصہ کی تلخیص کی ہے جس کا نام تلخیص المفتاح ہے اور انھیں خطیب قزوینی کی ایضاح بھی ہے یہ کتاب بہت جامع اور وسیع ہے اور یہ ایک طرح سے تلخیص المفتاح کی شرح ہے۔

امام قزوینی کے تلخیص المفتاح کی بہت سے لوگوں نے شرحیں کی ہیں جن میں سے زیادہ مشہور علامہ تفتازانی سعد الدین عمر کی دو کتابیں ہیں، مختصر اور مطول۔

علم بدیع کے بانی اور مؤسس عبد اللہ بن معتز عباسی ہیں انھوں نے اس فن پر ایک کتاب لکھی اور اس میں فن بدیع کے سترہ اصول بیان کیے انھیں کے معاصر قدامہ بن جعفر کاتب بھی ہیں جنھوں نے فن بدیع کے بیس اصول بیان کیے ہیں جس میں سے سات اصول دونوں کے درمیان مشترک ہیں اور ۱۳ اصول میں یہ منفرد رہے تو اس طرح سے دونوں مصنفین کے مجموعی اصول تیس ہو جاتے ہیں ان دونوں کے بعد لوگوں نے اور بہت سے اصول وضع کیے ابو ہلال عسکری نے سات کا مزید اضافہ کر کے ۳۷ اصول مرتب کیے اور اس طرح علامہ ابن رشیق قیروانی نے بھی علم بدیع کے اصول بیان کیے ابو ہلال عسکری اور قیروانی کے بعد شرف الدین تیفاشی نے مزید اضافہ کر کے علم بدیع کے ستر اصول بیان کیے پھر اس کے بعد ذکی الدین بن ابوالاصبع نے بیس کا اضافہ کیا، اس طرح نوے ۹۰ اصول ہو گئے اور اسی طرح بعد کے آنے والے لوگوں نے اضافہ کیا یہاں تک کہ فن بدیع کے اصول ایک سو پچاس تک پہنچ گئے ہیں۔

ہندوستان میں فن بدیع

ہندوستان میں اسلام و مسلمان کی آمد سے پہلے اہل ہند نے اپنی زبان میں علم بدیع کے اصول جمع کیے تھے ان میں کچھ ایسے اصول ہیں جو عربی فن بدیع اور ہندی فن بدیع میں مشترک ہیں مثلاً توریہ، حسن تعلیل، تجاہل عارف، مراجعہ استعارہ، تشبیہ جناس، سجع وغیرہ اور کچھ اصول ایسے ہیں جو عربی فن بدیع کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً استخدام مضمر، حسن تخلص اور ابجد کے قاعدہ پر تاریخ اور کچھ اصول ایسے بھی ہیں جو صرف ہندی فن بدیع کے ساتھ خاص ہیں، مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے ہندی فن بدیع کے اصولوں میں سے کچھ ایسے اصولوں کو جو ہندی زبان کے ساتھ خاص نہیں ہیں بیان کیے ہیں اور عربی زبان میں ان کے مناسب نام بھی تجویز کر دیے ہیں، علامہ بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں ان کی تعداد ۲۳ بتلائی ہے یہ درج ذیل ہیں:

التنزية ،تشبيه الشئى بنفسه،تشبيه البرهان،الانتزاع،تشبيه السلب ،تشبيه النفى،تشبيه التقوية،تشبيه الاستغناء،تشبيه التمنى،التفضيل على التفضيل،تفضيل التعبير،براعة الجواب،جمع الخزانة وتفريقها،قلب الماهية، الاستبداد، الطفيان،التسليط،الاعتاف،موالاة العرو،المخالطة،التاويل،اضاء مارالنهى،التنوع۔

غلام علی نے جب ۲۳ قسموں کو ہندی سے عربی زبان میں منتقل کیا اور ہر قسم کی مثالیں عربی دواوین سے تلاش کرنا شروع کیں تو ان کو کچھ اور نئی قسمیں معلوم ہوئیں اور

ان کی تعداد ۳۷ ہے جو درج ذیل ہیں:

تفائول ،النزر، الوفاق، التثبت،الغضب،التوصية،كلام الروح،جبر الشقيل، التزيل،التحول،الخارق،الافحام،التشبيك المعارضه،المزاح، الاقتسام، التوية، حسن النصيحة، الغبطة،حسن ء الاعتزار،تشبيه الاحتراز،تشبيه الاستفاده،تشبيه الاستدلال، تشبيه الاجهتاد، تشبيه الترقى،المفاضا،التفضيل المشروط،تفضيل الشى على نفسه، تفضيل الاستخدام،التشقيق، التصوير المعنوى، الدعاء،عكس الانتزاع،عكس المخالفه، تشبيه الالستخدام،تشبيه الاثر،تشبيه الانتقال.

فن بدیع کی ایک قسم امیر خسرو بن سیف الدین دہلوی نے بتائی ہے اور اس کا نام ابوقلمون ہے۔

اہل ہند کی تصنیفات

علم معانی و بلاغت میں اہل ہندوستان کی تصنیفات بے شمار ہیں تفصیل درج ذیل ہے: سکاکی، کی مفتاح العلوم کی قسم ثالث پر ایک جامع شرح مصنفہ شیخ حسین بن خالد ناگوری، حاشیہ مفتاح العلوم مرتبہ شیخ معین الدین عمرانی، فرائد محمودیہ شرح فوائد غیاثیہ مصنفہ ملا محمود جون پوری فن بلاغت پر یہ بہت عمدہ کتاب ہے، حدائق البیان مصنفہ شیخ منور بن عبد المجید لاہوری، حدائق البلاغۃ مصنفہ شیخ شمس الدین عباسی دہلوی، سبحۃ المرجان مصنفہ میر سید غلام علی آزاد بلگرامی، نقد البلاغۃ، شرح نقد البلاغہ، دونوں کتابیں شیخ خیر الدین محمد الہ آبادی کی ہیں، میزان البلاغہ مصنفہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شرح میزان البلاغہ مصنفہ قاضی ارتضا علی خاں گوپاموی، شرح میزان البلاغہ مصنفہ قاضی عبد القادر بن محمد اکرم رام پوری، غصن البان بحسنات البیان مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی، حاشیہ مطول مصنفہ شیخ وجیہ الدین علوی

گجراتی حاشیہ مطول مصنفہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، حاشیہ مطول مصنفہ سید محمد بن محمد قنوجی متوفی ۱۰۱۱ھ المعول حاشیہ مطول مصنفہ شیخ نورالدین بن محمد صالح گجراتی، حاشیہ مطول مصنفہ شیخ نورالدین کشمیری، حاشیہ مطول مصنفہ قاضی نجف علی بن عظیم الدین جھجھری، حاشیہ مطول مصنفہ قاضی عبدالنبی احمد نگری، حاشیہ مطول مصنفہ شیخ فریدالدین احمد آبادی، حاشیہ مطول مصنفہ شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی متوفی ۱۱۲۴ھ حاشیہ مطول مصنفہ حکیم معزالدین خالص پوری، حاشیہ مختصر المعانی مصنفہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی، حاشیہ مختصر المعانی مصنفہ شیخ جمال الدین گجراتی مطول کے حاشیہ خطائی پر حاشیہ مصنفہ شیخ محمد فرید بن محمد شریف صدیقی گجراتی، رسالہ در بحث تشبیہ واستعارہ مصنفہ مفتی سعداللہ مرادآبادی الموہبۃ العظمیٰ بزبان فارسی فن معانی میں، العطیۃ الکبریٰ فن بیان میں دونوں رسالے شیخ سراج الدین علی خاں اکبر آبادی کی تصنیف ہیں۔

خلاصۃ البدیع، رسالہ بزبان فارسی مصنفہ شیخ شمس الدین عباسی، مجمع الصنائع بزبان فارسی فن بدیع میں مصنفہ شیخ نظام الدین بن محمد صالح سن تصنیف ۱۰۶۰ھ ہے، تذکرۃ البلاغہ بزبان اردو فن معانی، بیان اور بدیع میں مصنفہ شیخ ذوالفقار علی دیوبندی، ملخص البلاغۃ مصنفہ سید محمد حکم بن محمد بن شاہ علم اللہ رائے بریلوی، رسالہ درفن بلاغت مصنفہ شیخ واسع ہانسوی، ایک کتاب فن بلاغت میں مصنفہ شیخ شمس الدین حیدرآبادی متوفی ۱۲۸۳ھ۔

تحفۃ الفقیر فن بدیع میں مصنفہ قاضی رضی الدین مرتضیٰ بیجاپوری مصنف نے یہ کتاب ابراہیم عادل شاہ سلطان بیجاپور کے عہد میں تصنیف کی ہے، مفتاح الصنائع بزبان فارسی مصنفہ مفتی نظام الدین مصنف سرہند کے علاقہ شاہ آباد میں مفتی تھے کتاب کا سن تصنیف ۱۱۷۴ھ ہے، رسالہ درفن بدیع بزبان فارسی مصنفہ مولانا مغیث الدین ہانسوی فن بدیع پر ایک جامع کتاب مصنفہ شیخ حبیب اللہ اکبرآبادی، اعجاز خسروی بزبان فارسی چند ضخیم جلدوں میں مصنفہ امیر خسرو بن سیف الدین دہلوی، رشحات الاعجاز فی تحقیق الحقیقۃ والمجاز بزبان فارسی

مصنفہ شیخ محمد غوث بن ناصر الدین شافعی مدراسی حل ابحاث فرائض مصنفہ شیخ محمد شکور بن امانت علی جعفری مچھلی شہری فن بلاغت میں ایک منظوم رسالہ مصنفہ مولوی عبدالکریم حنفی ٹونکی، المقال الطریف مصنفہ مولوی عبدالغنی بن محمد میر فرخ آبادی، معیار البلاغۃ مصنفہ مولوی سکندر علی خاں خالص پوری، نہر الفصاحت، شجرۃ الامانی فارسی زبان میں فن بلاغت پر دو رسالے ہیں دونوں کے مصنف مرزا (محمد حسن) قتیل لکھنوی۔

چھٹی فصل
علم عُروض وقافیہ میں

علم عروض وہ فن ہے، جس میں ان حالتوں سے بحث کی جاتی ہے جو عربی اشعار کے اوزان کو پیش آتی ہیں اس فن کے موجد خلیل بن احمد ہیں انھوں نے اشعار عرب کے تتبع کے بعد جملہ اشعار کے لیے پندرہ اوزان مقرر فرمائے اور وزن کا نام بحر رکھا اور خلیل بن احمد کے بعد اخفش نے ایک نئی بحر متدارک کا اضافہ کیا فن عروض وقافیہ میں اصل فیصلہ کن چیز ذوق سلیم اور طبع مستقیم ہے اگر کسی شخص کا ذوق صحیح ہے تو پھر وہ بہت آسانی سے اشعار کے اوزان وقوافی کو حاصل کر سکتا ہے لیکن اگر کسی شخص میں اس کی استعداد اور فطری ذوق نہیں ہے تو اس فن کے حاصل کرنے میں اس کو ایک طویل مدت تک جدوجہد کرنی پڑے گی۔

قافیہ وہ علم ہے جس میں شعر کے آخری کلمہ کے صحیح وغلط ہونے سے بحث کی جائے علما کے نزدیک اس بات میں اختلاف ہے کہ قافیہ کس کو کہتے ہیں خلیل کے نزدیک قافیہ نام ہے شعر کے آخری حرف اور اس سے پہلے جو ساکن حرف ہو اور اس سے پہلے جو متحرک حرف ہو ان کے مجموعہ کا نام قافیہ ہے اور اخفش کے نزدیک شعر کا آخری کلمہ قافیہ ہے اور قطرب رومی کے نزدیک شعر کے آخری حرف کا نام قافیہ ہے مثلاً امرء القیس کے مشہور شعر :

قفانبك من ذكرى حبيب ومنزل　　بسقط اللوى بين الدخول فحومل

میں خلیل کے نزدیک لام اور اس سے پہلے جو ساکن یعنی واو اور واو ساکن سے پہلے جو متحرک ہے ان حروف کا مجموعہ جو حول ہوتا ہے یہ قافیہ ہے اسی طرح اخفش کے نزدیک بھی حول قافیہ ہوگا اور قطرب رومی کے نزدیک لام قافیہ ہوگا۔

اس فن پر مختصر کتابیں درج ذیل ہیں ابن حاجب کی عروض خطیب تبریزی کی عروض ابن القطاع شرح خزاجیہ سے پہلے ایک موٹی سرخی عنوان والی بنام ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں عروض، ابوالجیش اندلسی کی عروض خزرجی کی عروض، کتاب الایکی، کتاب الکافی فی الودص والقوفی، الشافی، کتاب الکافی کی ایک مبسوط شرح قصیدہ خزرجیہ مصنفہ شیخ غلام نقشبند بن عطاء اللہ لکھنوی متوفی ۱۱۲۶ھ رسالہ مختصر درفن عروض مصنفہ شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ دہلوی، محقق طوسی کی معیار الاشعار کی شرح میزان الافکار مصنفہ مفتی سعد اللہ بن نظام الدین مرادآبادی محصل العروض، شرح محصل العروض مصنفہ نقی سعد اللہ نظام الدین مرادآبادی، التوجیہ الوافی فی مصطلحات العروض والقوافی مصنفہ شیخ یوسف علی لکھنوی، الدراسۃ الوافیہ فی علم العروض والقافیہ مصنفہ شیخ محمد بن احمد ٹونکی المورد الصافی فی العروض والقوافی مصنفہ شیخ محمد بن حسین یمانی مالوی۔

میزان الوافی فی علمی العروض والقوافی مصنفہ شیخ محمد سلیم بن محمد عطا جون پوری، رسالہ مختصر درفن عروض وقافیہ مصنفہ شیخ عبدالقادر بن محمد اکرم رام پوری، رسالہ مختصر در عروض وقافیہ مصنفہ حکیم غیاث الدین رام پوری، رسالہ مختصر در عروض وقافیہ مصنفہ سید کرامت علی کجگانوی جون پوری رسالہ مختصر در عروض وقافیہ مصنفہ سید نعمت حسین جون پوری الوافیہ فی العروض والقافیہ مصنفہ شیخ شمس الدین فقیر عباسی دہلوی، رسالہ مرأۃ العروض مصنفہ شیخ نوازش علی حیدرآبادی ،قواعد العروض بزبان اردو ایک جامع کتاب مصنفہ غلام حسین بلگرامی، مجمع البحرین مصنفہ مفتی تاج الدین بن غیاث الدین مدراسی رسالہ منظوم در علم عروض مصنفہ شیخ عبد القادر بن خیر الدین جون پوری، مفتاح العروض مصنفہ مولوی عباس علی خاں زبدۃ العروض مصنفہ سید محمد مومن بن عبد المہیمن بن عبد الغفار رضوی موہانی۔

افادات بزبان اردو مصنفہ سید محمد اصطفا بن مرتضیٰ بن محمد لکھنوی۔

شجرۃ العروض بزبان فارسی، روضۃ القوافی بزبان فارسی یہ دونوں رسالے مشہور شاعر مظفر علی اسیر لکھنوی کے ہیں۔

ساتویں فصل

علم ادب، انشا وشعر میں

علم ادب نام ہے نظم ونثر پر قدرت اس طرح پر ہو جیسے خالص عرب اور متقدمین ادباء کو قدرت حاصل تھی اس لیے ضروری ہے کہ کلام عرب کا معتد بہ حصہ آدمی کو حفظ ہو، اچھے اشعار اور اعلیٰ نثری نمونہ اور اسی طرح نحو ولغت کے ضروری مسائل یاد ہوں اور یہ بھی ضروری ہے کہ اہل عرب کے اہم تاریخی واقعات اور ان کی اہم جگہوں کے حالات محفوظ ہوں اور مشہور خاندانوں کے نسب اور عام تاریخی واقعات جاننا بھی ضروری ہے، کا مقصد یہ ہے کہ اہل عرب کا کلام اور ان کے اسالیب اور ان کے فصاحت وبلاغت کا معیار نظر سے پوشیدہ نہ رہے اس لیے ضروری ہے کہ یہ سارے علوم وفنون جن پر عربی زبان وادب کا جاننا موقوف ہے ادیب کو معلوم ہوں مختصر طور پر جب فن ادب کی تعریف کی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ فن ادب نام ہے اشعار عرب، اخبار عرب کا حفظ اور ان تمام ضروری علوم سے فی الجملہ واقفیت کا جن کا تعلق زبان عربی اور علوم سے ہے علوم شریعت سے مراد صرف ان کے متون قرآن وحدیث ہیں کیونکہ علم لغت اور فن قرآن وحدیث کے علاوہ کسی دوسرے فن کو فن ادب وانشاء میں کوئی دخل نہیں البتہ متاخرین نے جب فن بدیع میں سے توریہ اور اصطلاحات علمیہ کے استعمال کی کثرت کی ہے تو اب ادیب کے لیے ان کا جاننا بھی ضروری ہو گیا ہے۔

سچی بات تو یہ ہے عربی زبان وادب کا علم خالص عرب فصحا کا حق ہے کیوں کہ وہی اس کی بلندیوں تک پہونچنے والے ہیں اورانھیں کی کوششوں سے باغ فصاحت سبز وشاداب ہے لیکن جب اسلام نے مختلف قوموں اور امتوں کے درمیان اتحاد ویگانگت پیدا کی اور اہل عرب واہل عجم کا باہمی میل جول ہوااور مرکز خلافت بغداد میں عرب وعجم ملکون کے لوگ جمع ہوئے تو اہل عجم نے بھی عربی زبان سیکھی اور وہ بھی فصاحت وبلاغت کے اس معیار پر پہونچ گئے جو اہل عرب کا طرۂ امتیاز تھا جو لوگ مرکز خلافت سے زیادہ قریب تھے وہ خاص طور پر عربی زبان وادب کے ماہرین میں ہوئے جیسا کہ ثعالبی کی یتیمۃ الدہر اور باخرزی کی دمیۃ القصر اور شیرازی کی سلافۃ العصر اور خفاجی کی ریحانۃ الالباء اور اہل عجم کی دوسری تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابیں عربی زبان میں فصاحت وبلاغت کے کس بلند معیار پر ہیں حالاں کہ ان کے مصنّفین ومؤلفین غیر عرب ہیں اہل ہند کو عربی زبان وادب کے اعلا معیار سے بہت کم حصہ ملا ہے اور اس کی وہی وجہ ہے جو ہم نے پہلے بیان کی کہ ہندوستان میں اسلام خراسان اور ماوراء النہر کے راستہ سے آیا اور ان ملکوں میں فلسفہ کا زیادہ غلبہ تھا نحو ولغت وفقہ کا رواج ہندوستان میں اس طرح پر ہوا جو علمائے ماوراء النہر میں رائج تھا اور چوں کہ خراسان وماوراء النہر سے ہندوستان آنے والوں کی تعداد اہل عجم وترک پر مشتمل تھی اس لیے ان کی مادری زبان فارسی اور ان کی تصنیفات فارسی زبان میں تھیں، اسی وجہ سے ہندوستان میں عربی زبان وادب کا وہ معیار نہیں قائم ہوسکا جو عرب فصحاء کی خصوصیت تھی۔

ہندوستانی ادبا

ہندوستانی ادبا میں جو سب سے پہلے عربی زبان وادب میں مشہور ہوئے وہ شیخ سعد بن مسعود بن سلمان لاہوری ہیں، انھوں نے عربی زبان میں اشعار بھی کہے ہیں اور ان

کا ایک دیوان بھی تھا لیکن اب وہ دیوان ناپید ہے ان کا ایک شعر ہے:

ثق بالحام فاء نه میمون　　　واركب وقل للنصر كن فيكون

امیر خسرو بن سیف الدین دہلوی فارسی زبان میں ان کی لیاقت ومہارت کی شہرت ہے یہ عربی زبان کے ماہر ادیب تھے اور علوم عربیہ کے جملہ فنون پر ان کی نظر تھی مثلاً نحو، معانی، بیان، عروض، وقافیہ وغیرہ انھوں نے فن بدیع میں ایک نئی نوع کا اضافہ بھی کیا ہے عربی زبان میں ان کے بڑے لطیف اشعار ہیں ان کے اشعار کا نمونہ یہ ہے:

یاعاذل العشاق دعنی باکیا　　　ان السكون على المحب محرم

من بات مثلی فهو يدرى حالتى　　　طول الليالى كيف بات متّيم

قاضی عبدالمقتدر بن رکن الدین دہلوی متوفی ۷۹۱ھ عربی زبان کے بڑے قادر الکلام شعرا میں تھے ان کا قصیدہ لامیہ بہت مشہور ہے اس قصیدہ کے اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

یاسائق الظعن فی الا سحارو الا صل　　　سلم على دار سلمى وابك ثم سل

ياطالب الجاه فى الدنيا يكون غداً　　　على شفا حفرة النيران والشعل

یاطالب العزفى العقبى بلاعمل　　　هل تنفعنك فيها كثرة الامل

يامن تطاول فى النيان معتمدًا　　　على القصور وخفض العيش والطول

لانت فى غفلة والموت فى اثر　　　يغذ وفى يده مستحكم الطول

اقنع من العيش بالأ دنى وكن مِلِكا　　　ان القناعة كنز منك لم يزل

شیخ احمد بن محمد تھانیسری، یہ اپنے زمانہ کے مشہور ادباء میں تھے ان کا ایک قصیدہ دالیہ ہے جس کا مطلع ہے:

اطار لبى حنين الطائر الغرد　　　وهاج لوعة قلبى التائه الكمد

شیخ ابوالفتح بن عبدالحئ بن عبدالمقتدر دہلوی ثم جون پوری، عربی زبان وادب کے

ماہرین میں تھے ان کی تصنیفات میں سے کسی تصنیف کا پتہ نہیں چلتا شیخ ابو الفیض فیضی بن مبارک ناگوری، عربی زبان میں ان کی دو کتابیں **سواطع الالهام** اور **موارد الكلم** ہیں ان دونوں کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ عربی زبان وادب پر ان کو بڑی قدرت تھی عربی زبان میں ان کے بہت سے عمدہ اشعار ہیں۔

علامہ محمود بن محمد جون پوری، قاضی عضد الدین ایجی کی الفوائد الغیاثیہ پر ان کی شرح الفرائد کے نام سے مشہور ہے کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو علوم عربیہ وفنون ادبیہ میں مہارت تامہ حاصل تھی:

شیخ غلام نقش بند بن عطاء اللہ لکھنوی، علم عروض وقافیہ میں ان کی کتاب شرح الخزرجیہ ہے اور عربی زبان میں ان کے بہت سے شان دار قصیدے ہیں ان کا ایک قصیدہ اپنے شیخ میر محمد شفیع کے مدح میں ہے جس کا مطلع ہے:

خليلى هل ها تان دارة جلجل وداره سلمى فى قفاف عقنقل

سید عبد الجلیل بن میر احمد حسینی بلگرامی، ہندوستان کے مشہور ادباء میں سے ہیں، علم لغت علم انساب، علم ایام العرب اور علم شعر ان کے نوک زبان تھے عربی زبان میں ان کے اشعار بہت ہی عمدہ ہیں ان کا ایک شعر ہے:

هو القطب الا انه البدر طالعاً سوى انه المريخ لكنه السعد

یہ شعر فن بدیع کے اصول پر تاکید المدح بمایشبہ الذم ہے۔

سید غلام علی بلگرامی یہ سید عبد الجلیل کے نواسے ہیں، عربی زبان میں ان کے سات دواوین ہیں جس کا نام سبع سیارہ ہے عربی زبان میں ان کا ایک مشہور قصیدہ ہے جس کا نام مرأة الجمال ہے، اس میں مصنف نے محبوب کے تمام اعضاء کا سراپا کھینچا ہے سر سے قدم تک، بحر خفیف میں ان کی ایک مثنوی بھی ہے اس کا نام مظہر البرکات ہے جو سات دفاتر میں ہے، عربی زبان میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں ان کے جملہ اشعار کی تعداد گیارہ ہزار

ہے ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

شان المحب عجیب فی صبابته | الهجر یقتله والوصل یحییه
لولاه ماشاقه عرف الصباسحرا | ولم یکن بارق الظلماء یشجیه
یاجارة هیجت بالنصح لوعته | بحق مقلته العبراء خلیه
الیك یارشأالوعساء معذرة | أأنت عن رشأ البطحاء تسلیه
لوائمی قطعت اکباد هن متیٰ | رأینه فی کمال الحسن والتیه
ایا صواحب اکباد مقطعة | فذلکن الذی لمتننی فیه

ہندوستانی ادبا میں شیخ جلیل حضرت شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی کا نام نامی بھی ہے اللہ تعالے نے ان کو فصاحت و بلاغت سے نوازا تھا، آپ اگر ان کا بلیغ و فصیح کلام سنیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ کسی ایسے شخص کا کلام ہے جس کی تربیت و پرداخت علیائے ہوازن کے بادیہ...... میں یا سفلی نبوتمیم کی کسی خاتون کی آغوش میں...... ہوئی ہے ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

کأن نجوماً او مضت فی الغیاهب | عیون الافاعی أورؤس العقارب
اذاکان قلب المرأفی الامرخأرأ | فاضیق من تسعین رجب السباسب
وتشغلنی عنی وعن کل راحتی | مصائب تقفو مثلها فی المصائب
اذا ماالتتنی أزمة مدلهمة | تحیط بنفسی من جمیع جوانب
تطلبت هل من ناصرأومساعد | ألوذبه من خوف سوء العواقب
فلستادی الاالحبیب محمدًا | رسول اله الخلق جم المناقب
ومعتصم المکروب فی کل غمرة | ومنتجع الغفران من کل هائب
ملاذعباد الله ملجأخوفهم | اذاجاء یوم فیه شیب الذوائب

عربی زبان کے ادبا میں شاہ عبدالعزیز بن ولی اللہ دہلوی بھی ہیں، مدح رسول

میں ان کے بڑے شاندار قصائد ہیں اور اپنے باپ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ بائیہ اور قصیدہ ہمزیہ پر ان کا خمسہ بھی ہے ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

یاسائراًنحو بان الحی والاسل — سلم علی سادۃ الاوطان ثم قل
مازلت فی بعد کم کالنار فی شعل — والارض فی کسل والماء فی ملل
اریدلمحۃ وصل استضئی بھا — فی ظلمۃ الھجر ضاقت دونھا حیلی
انی صلیت علی انس وتذکرۃ — لأھل ودی وخلق المرألم یحل
فلاازال بابکادی اسائر کم — وان خدمت کرام الخیل والا بل
ماالعیش الاخیالات اوجھھا — ای ذراکم لدی الاسحاروالأصل
اعلل النفس بالامال ارقبھا — ماأضیق العیش لولافسحۃ الأمل
لعل الماکم بالد ارثانیۃ — یدب منہ نسیم البرأفی العلل
ارجو اللقاء بمیعاد وعدت بہ — والخلف فی الوعد منکم غیر محتمل
اردت تفصیل آمالی فعار ضنی — خوف السآمۃ فی الا کثار والملل

شاہ رفیع الدین بن ولی اللہ دہلوی ان کے قصائد بھی بہت مشہور ہیں اور انھوں نے بھی اپنے والد محترم کے بعض قصائد پر تخمیس کی ہے، علوم عربیت میں ان کی بعض تصنیفات ہیں ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

یااحمد المختار یازین الوریٰ — یاخاتماًللرسل مااعلاکا
یاکاشف الضراء من مستنجد — یامنجیا فی الحشر من والاکا
ھل کان غیرك فی الانام استویٰ من ا شوی — فوق البراق وجاوز الأفلاکا
جعلت لك الاقداروالأنوار — والجنات والنیران مرأکا
اعطاك تخفیفا وتیسیراًالی — دین قدیم محکم لقواکا
وسواك من نعم جسام مالھا — عدوحد ینتھی أولاکا

عربی زبان وادب کے ہندوستانی ادباء میں شیخ باقر بن مرتضیٰ مدراسی بھی ہیں ان کا ایک دیوان العشرۃ الکاملۃ کے نام سے ہے اس میں المعلقات السبع کے نہج پر دس قصائد ہیں غزل ونسیب میں بھی ان کا ایک دیوان ہے اور مقامات حریری کے اسلوب پر کچھ مقامات نثری نمونہ کے ہیں اور کچھ رقعات وخطوط کے نمونہ بھی ہیں، ان کے مجموعہ کا نام شمائم الشمائل فی نظام الرسائل ہے ان کے اشعار کا نمونہ یہ ہے:

قدصيرنى الهوى جذاذاً　　　يـاليتنى مت قبل هذا

مفتی اسماعیل بن وجیہ لکھنوی: ان کے اور قصائد ہیں ان کے کلام کا نمونہ درج ذیل ہے:

لحى الله دهرًا قدرمانى بغربة　　　وطول صدودلاح لى بعد قربة

الى الله أشكو من زمانٍ يجورنى　　　هو الله مولانا اليه لشكوتى

اذاسرنا يوما اساء نباغدا　　　والقى علينا شدة بعد شدة

حسن علی بن حاجی شاہ لکھنوی ان کے چند رسائل ہیں جن میں مقامات حریری اور مقامات بدیع الزماں ہمدانی کے نمونہ پر کلام ہے۔

شیخ رشید الدین دہلوی ان کے خطوط کا ایک مجموعہ ہے جن کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے۔

عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری عربی زبان کے مشہور ادباء میں ہیں، فن ادب پر ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔

علامہ فضل حق خیر آبادی، ان کے بہت سے قصائد واشعار ہیں جن میں بڑے لطیف الفاظ اور بدیع معانی ہیں اگر ان کے کلام میں تجنیس واشتقاق کی کثرت نہ ہوتی تو بڑا اچھا رہتا ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

فؤادى هائم والدمع هامى　　　وسهدى دائم والجفنى دامى

وقلب مافتی بجوی ولوع ولوع فی اضطراب واضطرام

مفتی صدر الدین دہلوی، جو ایک مشہور فاضل ہیں علوم ادبیہ میں ان کو بڑی مہارت تھی ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہیں:

وکنا کغضع بانة قدتأنقا علی دوحة حتی استطالاوأینعا

یغنیهما صدح الحمام مرجعا ویسقیهما کاس السحائب مترعا

سلیمین من خطب الزمان اذاسطا خلیین من قول الحسوداذاسعا

ففارقنی عن غیرذنب جنیته والقی بقلبی حرقة وتوجعا

عفی الله عنه ماخباه فاننی حفظت له العهد القدیم وضیعا

شیخ اوحد الدین بلگرامی، ان کے بڑے عمدہ قصائد ہیں ان میں سے ایک قصیدہ جس کا آخری حرف قاف ہے اس کا مطلع یہ ہے:

بدافعادت نجوم اللیل فی الافق وماس فاختطف الاغصان فی الورق؟

مولانا علی عباس چریاکوٹی، ان کا ایک عربی دیوان ہے اور مکاتیب کا مجموعہ اور کچھ تصاویر ہیں ان کے شعر کا نمونہ یہ ہے:

من حیدرآباد اهر بن ولاتقم فیها فواداولی المکارم یصدء

مفتی عباس تستری لکھنوی، ان کا ایک عربی دیوان رطب العرب کے نام سے ہے اور مجموعہ رسائل ہے جس کا نام ظل ممدود ہے اور صنعت جناس میں ایک مثنوی ہے جس کا نام اجناس الجناس ہے اور اس کے علاوہ بھی ان کے عربی زبان میں کچھ نمونے ہیں اجناس الجناس سے ان کے بعض اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

لطفت لنا وانزلت الکتابا وتغفر ان یکن ذوالشرک تابا

هوالمولی ونحن له عباد ومن سلکو اخلاف الشرح یا دوا

یکرم بالعطایا من اتاه ومن یجحد بنعمته فتاهوا

مولانا احمد حسن بن اولاد حسن قنوجی، ان کے بڑے عمدہ قصیدے ہیں اور ان کے بعض قصائد بڑے اور مشہور شعراء کے کلام سے بھی فائق ہیں ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

وماالمرأ الا نهب يوم وليلة　　تلم به شهب الفناء ودهمه
يعلله برد الحياة يمسه　　ويغتره روح النسيم يشمه
الاان خيرالزادما سد فاقة　　وخيربلادى الذى لااجمه
وان الطوى بالعزاحسن يافتى　　اذاكان من كسب المذلة طعمه

مولانا فیض الحسن سہارن پوری، عربی زبان وادب کے کامیاب شعراء میں تھے فنون ادبیہ میں ان کے مثل کوئی نہیں تھا حماسہ ومعلقات اور بعض دوسری کتابوں پر ان کی شرحیں ہیں ایام عرب پر بھی ایک کتاب ہے اور ایک عربی دیوان ہے ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

مالى بذى الار ض من وال ولاواق　　ولاطبيب ولاآس ولاراق
ولاحميم ولاجارولاسكن　　ولانديم ولاكاس ولاساق
ايكى على بكاءٍ غيرمنقطع　　فلينظر الناس اجفانى واماقى
عمى دار سلمى،فاسلمى ثمةاسلمى　　وان لم تحر منى وان لم تكلمى
سقاك غمام مابقيت هواطل　　وآخرد عوانا انعمى ثمة انعمى
هل اتى ان يتوب قلب طروب　　عن ملاه يهتز فيها قلوب
عن حسان نواعم وقيان　　عازفاتِ وكل مافيه حوب
كل مافيه مطمع لشباب　　اشربوا فى قلوبهم مايطيب

قاضی طلاء محمد پشاوری مشہور ادبا میں ہیں، ان کے شان دار قصائد ہیں اور بہت عمدہ اشعار ہیں اشعار کے نمونے درج ذیل ہیں:

قاسی بمحمل سلمی وار تقی شجنی واسقم الهجر فی اشواقها بدنی

اضنی الهوی بنیتی فی العشق یاأسفا لولاعلی من الاثواب لم ترنی

فمالجفنی لم تنظر الی احد ومالقلبی لم یرغب الی سکنی

فقد زاد همی وعیل الصبر اجمعه اذاطافنی طیفها وافتر عن وسنی

شیخ احمد بن عبدالقادر شافعی کوکنی جوچتیکر کے لقب سے مشہور ہیں، مشہور ادبا میں ہیں بڑے شان دار قصائد ہیں ان کے اشعار کانمونہ درج ذیل ہے:

یالائمی وشراب الحب اسکرنی لوذقت لذة کاس الحب لم تلم

الست تعلم ان العذل فی منهج العشاق لفعل فعل الزیت فی الضرم

محدث سید عرفان بن یوسف ٹونکی، ان کے اشعار بہت لطیف اور سلیس ہوتے ہیں اپنے چچازاد بھائی احمد سعید کا مرثیہ کہاہے جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

وکان ضحوك السن اطیب،لینا ولم یك بالفلاظ الفلیظ ولایلی؟

تراه جبال الحلم عند سکوته وان یتکلم کان سحبان وائل

وکان رزینازینةالقوم والندی لمشهده النادی کروض البلابل

سید صدیق حسن بن اولاد حسن حسنی قنوجی، بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں، عربی زبان میں ان کے بڑے شان دار قصائد ہیں ان کے اشعار کانمونہ درج ذیل ہے:

اخترت بین اماکن الغبراء دارالکرامة بقعه الزوراء

هل لی مکان فیه اطلب راحتی من دونها فی البروالدأماء

کیف الوصول الیٰ منازل طیبة فیها لمفتقر حصول رجاء

نفسی الفداء لتربه قدسیة فیها بنی سیدالبطحاء

شیخ ذوالفقارعلی دیوبندی دیوان حماسہ، دیوان متنبیؔ، سبع معلقات وغیرہ کے شارح ہیں بہت لطیف اوراچھے اشعار کہتے تھے، اشعار کانمونہ درج ذیل ہے:

یاقاس القلب یامن لج فی عذلی	الیك عنی فاء نی عنك فی شغل
وکیف تعرف حال المستهام ایا	من لم تصبه سهام الاعین النجل
نام الخلیون فی خفض و فی دعة	وقد ارقت بدمع سائل همل

شیخ عبدالحمید بن احمد اللہ عظیم آبادی، علم کے سمندر تھے اور اذکیاء عالم میں تھے آپ کے قصائد بڑے شاندار ہیں، ارتجالاً اور فی البدیہہ اشعار کہا کرتے تھے آپ کے اشعار کے نمونے درج ذیل ہیں:

فواسفاونحن بنوکرام	توارث فیهم علم وجود
ذوی الاعلام والاقلام طرا	یزینهم المکارم والجنود
وقد کانواملاذالناس طرا	لکل وصیة خصواونودوا
وتخضع عند رؤیتهم رقاب	وتر تعد الهزابر والفهودا
فصرنانحن فی وهن وهون	یرق لنا المعاند والحسود

شیخ عبدالمنعم چاٹگامی دیوان متنبی کے شارح ہیں آپ کا ایک عربی دیوان بھی ہے آپ کے اشعار بہت عمدہ ہوتے ہیں اشعار کے نمونے درج ذیل ہیں:

إلیك رسول الله اهدی ثنائیا	والبغی به قرباوان کنت نائیا
اقرب نفسی من جنایك سیدی	عی ان اری روحاعلی ابعددانیا
عسیٰ تکشف البلوی وکم بك فرجت	غوائل اذنوایت ردرك غیاثیا
انیتك ارجومن نوالك رشحة	وماخاب مستنسق اتی البحر صادیا

شیخ عبدالاول جون پوری ان کی بہت سی کتابیں ہیں، ایک عربی دیوان بھی ہے جس میں جملہ اصناف شعری جمع کیے ہیں کلام کا نمونہ درج ذیل ہے:

لعمرك ماالدنیا بذات تودد	فلا تبع فیهاعشیة قم ومهدّ
الم تراسلافامضو السبیلهم	وما اخر واعن حالهم مثل جلمد

و بانوا عن الدنیا و عن دورهم ناوا　　　و انت تلاقیهم فاعرض عن الدد

ولاتفخرن بالجاه تلقی الاسی به　　　الافاعبد اوفازهد تنه تعد

شیخ محمد بن احمد ٹونکی دیوان متنبی کے شارح ہیں اور یہ شرح بہت عمدہ ہے اس شرح کے علاوہ بھی فن ادب پر ان کی بعض تصانیف ہیں اور عمدہ اشعار کا ایک مجموعہ بھی ہے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

هواکم لقلبی والجوی فی تمدد　　　وشوقی للقیاکم مقیمی ومقعدی

ابی القلب ان یسلو الا حبة صابراً　　　وان یرتفی نوما بجفن مسهد

انا جی نجو ماطول لیلی من الکوی　　　اطارت کری عینی لیلة ارمد

سید محمد بن ہادی حسینی ترمذی کالپوی، خوش گوشعراء میں ہیں عمدہ قصائد کہے ہیں اشعار کے نمونے درج ذیل ہیں:

ما ذا علی بدمع خالط العلقا　　　ام ارتدی علقا او أبسی الشفقا

هیجت طوفان نوح اذاسحت له　　　اجفان عینی والاماق والحدقا

اخترت حباولم ادرله عواقبه　　　یارب سهل ویسر کیف ماتفقا

قصدی لقاع سلیمی قصد مقتد　　　عندی النوی وغراب البین قدنعقا

سید مہدی بن نوروز شیعی مصطفیٰ آبادی ثم لکھنوی، مصنف الکواکب الدریۃ، عربی زبان میں بڑے عمدہ قصائد کہے ہیں نمونہ کلام درج ذیل ہے:

طارالکری من بینکم عن ماتی　　　فتر فقابا لهائم المشتاق

یاحبذ ایوم تحملتم به　　　نحو الغری علی متون عتاق

ودعتمونی مستهامابعدما　　　احرزت خطاوافرابتلاق

غاورتم الصب العمید وسرتم　　　أومارضیتم عنه باسترقاق

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، بلند پایہ ادباء میں ہیں، عربی زبان میں آپ کے قصائد ہیں

نمونہ کلام درج ذیل ہے:

تمنیت ان القلب کان لسانی — یبوح بسر یحتویه جانی
فانی اذا مارمت اظهار شکرکم — تقصر عنه منطقی وبیانی
ولم ارقلبی قط من نال غایة — تخلف عنهااهل کل زمان
یلاطفه بحرالزی وعبابه — ویکرمه غیث الوغی وطعان

سید ناصر حسین لکھنوی شیعی مجتہد ومتکلم، ان کی تصانیف مشہور ہیں انشاء اور عربی اشعار میں ان کی کتاب ''اثمار شہیہ'' ہے نمونہ کلام درج ذیل ہے:

مالی اری لیلة حفت بأنوار — کانها بضیائهاذات أقمار
اتلك لیلة لیلی اذرأت قمرا — فصیرته بدوراًعند انظار
خودحصان مصان شخصهاابدا — وضوء غزتهاتبریق أبصار

شیخ ابوعبداللہ بن یوسف سورتی گجراتی، علوم ادبیہ پر آپ کی بہت سی تصانیف ہیں اوران کے عربی میں بڑے اچھے اشعار ہیں۔

علوم ادبیہ میں ہندستانی مصنفہ کی کتابیں

مقامات ہندیہ، مصنفہ سید ابوبکر بن محسن باعبود علوی سورتی سن تصنیف ۱۱۲۸ھ ہے، شرح مقامات ہندیہ، مصنفہ شیخ محمد شکور مچھلی شہری جون پوری، الشمامۃ الکافوریہ فی وصف المعاہد الایلوریہ، الخطفہ العقابیہ للفارۃ المسکینہ، المقامۃ الترشنافلیہ، المقامۃ الارکاٹیہ، المقامۃ الحیدرآبادیہ، العشرۃ الکاملہ، دیوان الشعر، شائم الشمائل فی نظام الرسائل یہ جملہ کتب شیخ باقر بن مرتضی شافعی مدراسی کی ہیں، الظل الممدود، اجناس الجناس، رطب العرب، یہ تینوں کتابیں مفتی عباس تستری لکھنوی کی تصنیف ہیں، سبحۃ المرجان، تسلیۃ الفوائد، السبعۃ

السیارۃ، مظہر البرکات، یہ جملہ کتب میر سید غلام علی حسینی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہیں، دیوان الشعر العربی، مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مجموعہ قصائد عربیہ، مرتبہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وشاہ رفیع الدین محدث دہلوی اولاد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مختصر المستطرف، مصنفہ سید محمد بن عبدالجلیل بلگرامی، دیوان الشعر مصنفہ شیخ فضل حق بن فضل امام خیر آبادی، دیوان الشعر، مصنفہ شیخ عبدالقادر بن ابومحمد اجینی، مفتاح اللسان فی المحاورات العربیہ مصنفہ شیخ اوحدالدین بلگرامی، تذکرہ شعراء العرب مصنفہ شیخ اوحد الدین بلگرامی، النجم الثاقب لمن یکاتب، الدرالنظیم، بہجۃ المجالس یہ تینوں کتابیں شیخ پناہ عطا بن کریم عطا فاروقی سلونی کی تصنیف ہیں، ہفوات الالحاد، مصنفہ شیخ محمد سلیم بن محمد عطا جون پوری، الخطب المنبریہ، نشوۃ اسکران من صہباء تزکار الغزلان، مراتع الغزلان فی ذکر ادباء الزمان، سرّ من رای، دو جلدوں میں یہ جملہ کتب نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی کی تصنیف ہیں، دیوان الشعر، مصنفہ احمد حسن برادر نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی، الاثمار الشہیہ فی انشاء العربیہ، دیوان الشعر، دیوان الخطب، یہ جملہ کتب سید ناصر حسین بن حامد حسین کنتوری کی تصنیف ہیں الکواکب الدریہ، دیوان الشعر، دونوں کتابیں سید مہدی بن نوروز علی مصطفےٰ آبادی کی تصنیف ہیں، عرائس الابکار فی مفاخرۃ اللیل والنہار، التلید للشاعر المجید، الطریف للادیب الظریف، المعطوق فی معرفۃ الفروق یہ جملہ کتب مولانا عبدالاول بن کرامت علی جون پوری کی تصنیف ہیں، سفینۃ البلاغۃ مصنفہ شیخ محمد زماں شاہ جہاں پوری، علم الادب فی محاورۃ العرب مصنفہ سید ناصر حسین جون پوری ابن ہشام کی السیرۃ النبویۃ کے اشعار مرتبہ مولانا حسین عطاء اللہ مدراسی مرتب نے ان اشعار کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا ہے اور کتاب کے بعض قصائد کو مکمل ذکر کردیا ہے۔

شرح خطبۂ قاموس مصنفہ قاضی عیسیٰ بن عبدالرحیم گجراتی، شرح خطبۂ قاموس مصنفہ قاضی عبدالحق بن محمد اعظم کابلی مالوی، شرح خطبۂ شقشقیہ، مصنفہ راجہ امداد علی خاں کنتوری، شنفرہ کے لامیۃ العرب کا حاشیہ مصنفہ شیخ محمد بن احمد ٹونکی، دیوان حسان ؓ بن ثابت

کی ایک جامع شرح مصنفہ شیخ محمد بن یوسف سورتی گجراتی۔

الیاقوت الرمانی شرح مقامات بدیع الزماں ہمدانی مصنفہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری الدر النفید شرح قصیدۂ فرزدق مصنفہ شیخ جمیل احمد سہسوانی، شرح دیوان سیدنا علی مصنفہ نواب علاء الدین نواب لوہارون تصنیف ۱۲۹۳ھ ہے، کلیلۃ و دمنہ منظوم ایک بوہرہ عالم کی تصنیف ہے المنتخبات العربیۃ مصنفہ مولوی محمد حسن کشمیری حیدر آبادی، الجواہر الفردہ فی تخمیس البردہ مصنفہ سید علی تستری حیدر آبادی، نفحہ الہند و ریحانۃ الرند، دو جلدوں میں مصنفہ شیخ رضا حسن بن امیر حسن علوی کاکوروی، درایۃ الادب مصنفہ مولوی عبداللہ میدنی پوری، نشاۃ الطرب فی اسواق العرب مصنفہ قاضی طلا محمد بن محمد حسن بن اکبر شاہ بن خان العلوم افغانی پشاوری اس مجموعہ میں مصنف کے بہت عمدہ عربی قصیدے ہیں۔

فن ادب کی بعض مشہور کتابوں کی شرحیں جو ہندوستانی مصنفین نے لکھی ہیں:

مقامات حریری

شرح مقامات حریری بزبان فارسی مصنفہ شیخ فضل اللہ سرہندی، شرح مقامات حریری مصنفہ مولوی اوحد الدین عثمانی بلگرامی، شرح مصنفہ مولوی روشن علی جون پوری، شرح بزبان فارسی مصنفہ مفتی اسماعیل بن وجیہ الدین مراد آبادی لکھنوی، شرح مصنفہ راجہ امداد علی خاں کنتوری، شرح بے نقطہ بزبان عربی مصنفہ قاضی نجف علی بن عظیم الدین جھجھری اور اس کا ترجمہ بزبان فارسی مصنفہ مولوی محمد حسین بن نجم الدین مدراسی۔

دیوان متنبّی

المجی شرح دیوان متنبّی مصنفہ شیخ ابراہیم بن مدین اللہ نگرنہوی، شرح مصنفہ شیخ اوحد الدین بلگرامی، شرح مصنفہ مولوی معشوق علی بن غلام حسین جون پوری، شرح مصنفہ قاضی نجف علی بن عظیم الدین جھجھری، تصویب البیان شرح دیوان متنبّی مصنفہ مولوی عبدالمنعم چاٹگامی، شرح بزبان اردو مصنفہ مولوی ذوالفقارعلی دیوبندی، شرح مصنفہ محمد بن احمد ٹونکی، یہ ایک عمدہ شرح ہے۔

دیوان حماسہ

الرصافۃ القادریہ شرح دیوان حماسہ مصنفہ مولوی عبدالقادر کوکنی، شرح مصنفہ قاضی نجف علی بن عظیم الدین جھجھری، شرح مصنفہ مولوی ذوالفقارعلی دیوبندی، شرح مصنفہ شیخ فیض الحسن سہارن پوری حماسہ کی یہ سب سے بہتر شرح ہے مصنف نے اس میں تبریزی کی شرح حماسہ کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔

سبع معلقات

شرح سبعہ معلقہ مصنفہ شیخ عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری یہ شرح سبع معلقہ کی شرح زوزنی سے ماخوذ ہے، شرح مصنفہ شیخ رشیدالنبی بن حبیب النبی رام پوری مصنف نے یہ کتاب ۱۲۶۴ھ میں کلکتہ میں تصنیف کی ہے، حل المعلقات شرح سبع معلقات مصنفہ سید ابوالحسن بن نقی شاہ کشمیری سبع معلقہ کے بعض قصائد کی شرح مصنفہ شیخ عبدالاول بن

کرامت علی جون پوری، سبع معلقہ کے تین قصیدوں کی شرح مصنفہ مرتب کتاب ہذا سبع معلقہ کی سب سے عمدہ اور مفید شرح مولانا فیض الحسن سہارن پوری کی شرح سبع معلقہ ہے۔

قصیدۂ بانت سعاد

مصدق الفضل شرح قصیدہ بانت سعاد مصنفہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی اس شرح میں فنون ادبیہ کی بہت سی قسموں کے مسائل ومباحث کا تذکرہ ہے مثلاً علم عروض علم معنی بدیع النجم الوقاد شرح قصیدہ بانت سعاد مصنفہ شیخ محمد غوث بن ناصر الدین مدراسی، شرح قصیدہ بانت سعاد مصنفہ شیخ اوحد الدین بلگرامی، شرح مصنفہ قاضی نجف علی بن عظیم الدین جھجھری، شرح قصیدہ بانت سعاد مصنفہ قاضی محمد عابد لاہوری۔

بصیری کا قصیدہ بردہ

شرح قصیدۂ بردہ مصنفہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔

شرح قصیدۂ بردہ مصنفہ شیخ نظام الدین لاہوری سن تصنیف ۱۰۹۴ھ ہے۔

شرح قصیدۂ بردہ مصنفہ شیخ محمد شاکر بن عصمت اللہ لکھنوی۔

شرح قصیدۂ بردہ مصنفہ مولوی جان محمد لاہوری۔

شرح قصیدۂ بردہ مصنفہ شیخ منور بن عبد المجید لاہوری۔

شرح قصیدۂ بردہ بزبان فارسی مصنفہ عیسیٰ بن قاسم سندھی برہان پوری۔

شرح قصیدۂ بردہ مصنفہ قاضی ارتضا علی خاں گوپاموی۔

شرح قصیدۂ بردہ مصنفہ قاضی نجف علی بن عظیم الدین جھجھری۔

جواہر فریدہ شرح قصیدہ بردہ مصنفہ مولوی یوسف علی بن یعقوب علی گوپا موی۔

شرح قصیدۂ بردہ بزبان فارسی مصنفہ سید غضنفر بن جعفر حسینی نہروالی گجراتی۔

متفرق عربی اشعار کی شرحیں

منہل اور جامی میں مذکور اشعار کی شرح مصنفہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

مطول میں مذکور اشعار کی شرح مصنفہ قاضی بشیر الدین قنوجی۔

ازالۃ العضل عن اشعار المطول مصنفہ مولوی تراب علی لکھنوی۔

نحو وصرف کی کتب درسیہ میں مذکور اشعار کی شرح مصنفہ مولوی انور علی حسینی لکھنوی۔

آٹھویں فصل

تاریخ وسیر وطبقات میں

علم تاریخ نام ہے ملکوں اور قوموں کے احوال وحالات ان کی رسوم وعادات اور ان کے کاروبار اور پیشے اور ان کے انساب ووفیات کے جاننے کا۔

اس علم کا موضوع وہ اسلاف ہیں جو زمانہ ماضی میں اپنے اپنے زمانوں میں اہمیت وعظمت کے مالک تھے مثلاً ،انبیائے کرام، اولیائے عظام، علما، حکما، سلاطین، شعرا وغیرہ وغیرہ، اس علم کی غرض گزرے ہوئے حالات وواقعات کی معرفت ہے اور اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ انسان ان گزرے ہوئے حالات وواقعات سے عبرت ونصیحت حاصل کرے اور انقلاباتِ زمانہ سے انسان کو تجربات حاصل ہوں تا کہ گزشتہ زمانہ میں جو حالات وواقعات انسان کے لیے ضرر رساں رہے ہوں ان سے بچیں اور جو واقعات انسان کے لیے نافع ثابت ہوں ان کو حاصل کریں یہ علم جیسا کہ کہا جاتا ہے انسان اس کے ذریعہ سے مکان میں بیٹھ کر وہ تجربات اور وہ نافع واقعات وحالات معلوم کر لیتا ہے جو دوسروں کو سفر ومشقت کے بعد حاصل ہوتے ہیں، مسلمانوں نے اس فن پر جو اہم کتابیں لکھی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

تاریخ الرسل والملوک، مصنفہ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ کی یہ سب سے زیادہ مستند کتاب ہے۔

البدایہ والنہایہ مصنفہ ابن کثیر حافظ عماد الدین۔

الکامل مصنفہ ابن اثیر جزری، یہ تاریخ کی سب سے زیادہ جامع اور نافع کتاب ہے۔
المنتظم فی تاریخ الامم مصنفہ محدث ابن جوزی، مرأۃ الزمان مصنفہ سبط ابن جوزی،
وفیات الاعیان مصنفہ ابن خلکان شافعی برمکی، کتاب العبر ودیوان المبتدأ والخبر مصنفہ قاضی عبدالرحمٰن ابن خلدون تاریخ کبیر، تاریخ اوسط، تاریخ صغیر، یہ تینوں علامہ ذھبی محدث کی ہیں، تاریخ یافعی مروج الذہب، مصنفہ مورخ مسعودی، الدرر الکامنہ، مصنفہ ابن حجر، الفسو، اللامع مصنفہ سخاوی معجم الادباء مصنفہ یاقوت حموی، طبقات الاطباء، مصنفہ ابن ابی أصیبعہ، الطبقات الکبری، مصنفہ السبکی، تذکرۃ الحفاظ مصنفہ امام ذھبی، خلاصۃ الاثر، مصنفہ محبی، سلک الدرر، مصنفہ مرادی، البدر الطالع، مصنفہ امام شوکانی۔

علم تاریخ میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

ہندوستانی مسلمانوں کو فن تاریخ اور طبقات وسیر سے بڑی دلچسپی رہی ہے اور ان فنون میں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں زیادہ تر سلاطین اور مشائخ وصوفیاء وشعراء کی تاریخ پر کتابیں لکھی گئی ہیں۔

ہندوستانی مصنّفین نے اپنے شوق ودلچسپی سے ملوک وسلاطین کے حالات اور ان کے جنگی کارناموں اور مشائخ کے حالات اور ان کے کشف وکرامات کے حالات وواقعات اور شعرا کے حالات اور ان کے دواوین کے منتخب اشعار کے نمونہ پر کتابیں لکھی ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ان کتابوں میں عبارت آرائی اور مسجع ومقفع الفاظ، بہت کثرت سے استعمال کیے گئے ہیں، دوسری قابل افسوس بات یہ ہے کہ، علما وصلحا کے حالات ان کی ولادت ووفات کا کوئی تذکرہ نہیں حالاں کہ اس کی سخت ضرورت تھی، خراسان اور ماوراء النہر کے مورخین نے بھی علما و

حکماء کی تاریخ کے حالات سے دلچسپی نہیں لی ہے اور یہ نقص ہندوستان میں بھی خراسان اور ماوراءالنہر کے علما کے ذریعہ آیا، ہندوستانی مصنّفین نے مذکورہ بالا نقص کے باوجود فن تاریخ سے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور فارسی و ہندی زبانوں میں انھوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور بعضوں نے عربی زبان میں کتابیں لکھی ہیں، یہ کتابیں اس قدر کثیر تعداد میں ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔

اہل ہند کی کتابیں سلاطین ہند کے حالات پر

ان میں ایک بڑی تعداد ان کتابوں کی ہے جن میں سلاطین ہند کے حالات اور ان کے جنگی کارناموں کا تذکرہ ہے مثلاً:

تاریخ سندھ اس کا نام تاریخ قاسمی بھی ہے مصنفہ شیخ علی بن حامد کوفی سندھی،
تاج المآثر مصنفہ شیخ صدرالدین محمد بن حسن نظامی نیشاپوری، یہ کتاب ۵۸۷ھ سے ۶۱۴ھ تک کے سلاطین ہند کے حالات میں ہے اور اس کتاب کے بعض نسخوں میں ۶۲۶ھ تک کے حالات درج ہیں۔

طبقات ناصری مصنفہ قاضی منہاج الدین جوزجانی مصنف نے یہ کتاب ۶۵۸ھ میں تصنیف کی۔

تاریخ فیروزشاہی مصنفہ قاضی ضیاءالدین برنی، مصنف نے یہ کتاب ۷۵۸ھ میں تصنیف کی۔

فتوحات فیروزشاہی، مصنفہ سراج عفیف۔
ملحقات، مصنفہ شیخ عین الدین بیجاپوری۔
تاریخ کبیر، مصنفہ شیخ کبیرالدین عراقی یہ کتاب سلطان علاءالدین خلجی کے حالات

میں ہے۔

شاہنامہ، مصنفہ بدر الدین شاشی، کتاب میں تیس ہزار اشعار ہیں کتاب سلطان محمد تغلق کے عہد کے حالات میں ہے۔

مثنوی قران السعدین، مصنفہ امیر خسرو بن سیف الدین دہلوی اس مثنوی کا موضوع معز الدین کیقباد سلطان دہلی اور اس کے والد بغرا خاں حاکم بنگالہ کی ملاقات کے احوال ہیں۔

تاج الفتوحات، سلطان جلال الدین خلجی کے جنگی کارناموں میں، خزائن الفتوح سلطان علاء الدین خلجی کے جنگی کارناموں کے بیان میں، تغلق نامہ، غیاث الدین تغلق کے حالات میں یہ تینوں کتابیں امیر خسرو دہلوی کی تصنیف ہیں۔

تغلق نامہ، مصنفہ محمد صدر علاء، ملقب بہ تاج (غالباً مصنف کا نام تاج الدین محمد بن صدر الدین بن علاء الدین ہے) یہ کتاب بہت مختصر اور چھوٹی سی ہے لیکن بہت عمدہ اور فصیح وبلیغ عبارت میں لکھی گئی ہے، چلپی نے کشف الظنون میں اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔

تاریخ مبارک شاہی مصنفہ شیخ یحییٰ بن احمد دہلوی مصنف نے یہ کتاب سلطان مبارک شاہ کے عہد میں لکھی ہے۔

واقعات مشتاقی، مصنفہ شیخ رزق اللہ بن سعد اللہ بخاری دہلوی، داؤد شاہی بزبان فارسی سلطان بہلول لودھی کے عہد سے محمد شاہ عدلی سوری تک کے حالات وواقعات ہیں۔

تاریخ گجرات

مظفر شاہی، مظفر شاہ اول کے عہد میں گجرات کے حالات پر، احمد شاہی، منظوم کتاب ہے اس کے مصنف حلوی شیرازی ہیں احمد شاہ گجراتی کے عہد کے حالات ہیں۔

محمود شاہی اور اس کو مآثر محمود یہ بھی کہتے ہیں، محمود شاہ بیگڑا سلطان گجرات کے زمانہ

کے حالات وواقعات ہیں، اس کے مصنف شیخ شمس الدین محمود شیرازی مشہور بہ زیرک ہیں۔

طبقات محمود شاہی، مصنفہ شیخ عبدالکریم بن عطاء اللہ شیرازی، مصنف نے یہ کتاب محمود شاہ بیگڑا سلطان گجرات کے زمانہ میں تصنیف کی ہے اس کتاب میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ۹۱۵ھ تک کے حالات وواقعات درج ہیں، مظفر شاہی گجرات کی تاریخ مظفر شاہ بن محمود کے زمانہ تک کے حالات درج ہیں اس کے مصنف ہلالی ہیں۔

بہادر شاہی، تاریخ سلاطین گجرات مصنفہ مورخ حسام خاں مصنف نے یہ کتاب بہادر شاہ بن مظفر کے عہد میں لکھی ہے۔

مرأۃ سکندری، تاریخ سلاطین گجرات، مصنفہ اسکندر بن محمد گجراتی سن تصنیف ۱۰۲۰ھ ہے۔

مرأۃ احمدی، تاریخ گجرات مصنفہ مرزا علی محمد گجراتی۔

تاریخ صغیر، تاریخ گجرات مصنفہ ابوتراب بن کمال الدین حسینی گجراتی۔

تاریخ گجرات بزبان عربی مصنفہ شیخ عبداللہ محمد بن عمر مشہور حاجی دبیر آصفی الوغ خانی مکی، یہ ایک جامع کتاب ہے اور لندن سے چھپی ہے۔

تحفۃ السادات بزبان فارسی مصنفہ آرام کشمیری مصنف نے یہ کتاب سید مبارک حسینی بخاری گجراتی کے لیے تصنیف کی ہے۔

یادِ ایّام، تاریخ گجرات پر ایک عمدہ رسالہ بزبان اردو مصنفہ خاکسار مؤلف کتاب ہذا۔

دکن کے بہمنی سلاطین کی تاریخ

بہمن نامہ، مصنفہ شیخ آدری اسفرائینی، بہمنی سلاطین کے حالات میں۔

سراج التواریخ، بہمنی سلاطین کے حالات میں مصنفہ ملا محمد بیدری۔

تحفۃ السلاطین، دکن کے بہمنی سلاطین کے حالات میں مصنفہ ملا داؤد بیدری متوفی ۸۱۷ھ۔

محبوب الوطن، بزبان اردو دکن کے بہمنی سلاطین کے حالات میں مصنفہ مولوی عبدالجبار آصفی براری حیدرآبادی۔

المحمودیہ، یہ کتاب عام تاریخ پر ہے مشہور وزیر عمادالدین محمود گانواں گیلانی کے لیے شیخ عبدالکریم ہمدانی نے اسے تصنیف کیا ہے۔

سلاطین مالوہ کی تاریخ

محمود شاہی، حکیم شہاب الدین جون پوری نے محمود شاہ اول کے زمانہ میں لکھی، محمود شاہی نام کی ایک دوسری کتاب بھی ہے جو محمود شاہ دوم کے زمانہ میں لکھی گئی ہے۔

تاریخ اسدی، بیجاپور کے حالات میں نواب اسد خاں لاری نے لکھی ہے۔

تذکرۃ الملوک، اور اس کو تحفۃ الملوک بھی کہتے ہیں سید رفیع الدین شیرازی نے ۱۰۱۷ھ میں سلاطین کی تاریخ پر بالخصوص سلاطین بیجاپور کی تاریخ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ تک کی لکھی ہے۔

نواس نامہ، اس کا دوسرا نام گلزار ابراہیمی بھی ہے، شیخ محمد قاسم بن غلام استرآبادی بیجاپوری نے ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ میں ۱۰۱۷ھ میں تصنیف کیا ہے، یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت وسیع ہے اور ابتدائے اسلام سے مصنف کے زمانہ تک ہندوستان کے جملہ شاہوں کے حالات پر ہے، اس [illegible] وسلطنتوں کے حالا[illegible]

ہے، یہ کتاب [illegible] کے نام سے مشہور ہے۔

محمد نامہ، اس کتاب میں محمود عادل شاہ کے زمانہ تک کے سلاطین بیجاپور کے

حالات ہیں اور شیخ ظہور بن ظہوری قائنی اس کے مصنف ہیں۔

انشا عادل شاہی، سلاطین بیجاپور کے حالات میں سید نوراں بن علی محمد بیجاپوری نے اس کتاب کو علی عادل شاہ ثانی کے زمانہ میں تصنیف کیا ہے۔

شاہنامہ، اردو زبان میں یہ ایک مثنوی ہے جس کو نصرتی ہندوستانی شاعر نے بیجاپور کے حالات میں علی عادل شاہ کے زمانہ میں تصنیف کیا ہے بیجاپور کے حالات میں ایک اور جامع کتاب ہے جس کے مصنف شیخ ابوالحسن بن قاضی عبدالعزیز بیجاپوری ہیں۔

بساتین السلاطین، یہ کتاب سابق کتاب سے زیادہ جامع اور وسیع ہے اس کے مصنف مرزا ابراہیم زبیری ہیں۔

تاریخ بیجاپور، اردو میں ایک ضخیم کتاب ہے اس کے مصنف مولوی بشیر الدین ولد ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ہیں۔

سلاطین دکن کے حالات میں

ماثر برہانی، سید علی بن عبدالعزیز بن عزیز اللہ طباطبائی مازندرانی نے یہ کتاب ۱۰۰۹ھ میں برہان نظام شاہ اول کے زمانہ میں تصنیف کی اس کتاب میں سلاطین دکن اور بالخصوص احمد نگر کے حالات میں۔

تاریخ شہابی، اس کے مصنف شہاب الدین احمد نگری ہیں احمد نظام شاہ بحری کے زمانہ میں مصنف نے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔

گول کنڈہ کے سلاطین کے حالات میں

قطب شاہی، سلاطین کے حالات پر یہ بڑی وسیع اور جامع کتاب ہے، کتاب

کے آخری حصہ میں بہمنی اور قطب شاہی کے سلاطین کا تذکرہ ہے اس کتاب کے مصنف خورشاہ فارسی ہیں۔

تاریخ نظامی، یہ ایک مختصر اور عمدہ کتاب ہے اس کے مصنف سید نظام الدین احمد عبداللہ قطب شاہی کے داماد ہیں۔

حدیقۃ العالم، سلاطین دکن کے حالات میں وزیر ابوالقاسم بن رضی تستری کی کتاب ہے۔

تاریخ قادری، قطب شاہی سلاطین کے حالات میں منشی قادر خاں بیدری کی کتاب ہے۔

تیموری سلاطین کے حالات میں

واقعات بابری، جس کا نام تزک بابری ہے، بابر نے ترکی زبان میں یہ کتاب لکھی ہے جس کا ترجمہ فارسی زبان میں خانخاناں عبدالرحیم ولد بیرم خاں نے کیا ہے۔

واقعات ہمایونی، جواہر آفتاب جی کی تصنیف ہے۔

ہمایوں نامہ، گلبدن بیگم بنت بابر کا ہمایوں نامہ۔

مرزا نظام الدین بن محمد مقیم اکبر آبادی کی طبقات اکبری، اکبر نامہ وآئین اکبری، یہ دونوں کتابیں فارسی زبان میں شیخ ابوالفضل بن مبارک ناگوری نے تصنیف کی ہیں۔

منتخب التواریخ، ملا عبدالقادر بدایونی بن ملوک شاہ صدیقی کی تصنیف ہے۔

ہفت گلشن، اس کے مصنف مرزا محمد ہادی کاموَرخاں متوفی ۱۱۲۴ھ میں مصنف نے اس کتاب کو سات ابواب میں تقسیم کیا ہے پہلے باب میں تین فصلیں ہیں پہلی فصل دہلی اور غزنی کے سلاطین کے حالات میں ہے دوسری فصل مشرقی سلاطین کے حالات میں ہے اور تیسری فصل

سلاطین مالوہ کے حالات میں ہے۔

کتاب کے دوسرے باب میں دو فصلیں ہیں پہلی فصل سلاطین گجرات کے حالات اور دوسری فصل سلاطین خاندیش کے حالات میں ہے، کتاب کے تیسرے باب میں سلاطین بنگال کے حالات کا ذکر ہے۔

کتاب کے چوتھے باب میں چھ فصلیں ہیں، پہلی فصل سلاطین بہمنی اور دوسری فصل سلاطین عادل شاہی تیسری فصل سلاطین نظام شاہی اور چوتھی فصل سلاطین قطب شاہی پانچویں فصل سلاطین عماد شاہی چھٹی فصل سلاطین برید شاہی کے حالات میں ہے۔

کتاب کے پانچویں باب میں دو فصلیں ہیں پہلی فصل سلاطین سندھ اور دوسری فصل میں سلاطین ملتان کے حالات ہیں، کتاب کا چھٹا باب سلاطین کشمیر کے حالات میں ہے اور کتاب کا ساتواں باب ہندوستان کے مشائخ وصوفیاء کے حالات میں ہے۔

اخبار الملوک، اس کے مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری ہیں۔

تزک جہاں گیری، شہنشاہ جہاں گیر ولد شہنشاہ اکبر تیموری کی تصنیف ہے۔

اقبال نامہ، اس کے مصنف معتمد خاں محمد شریف بن دوست محمد ایرانی ہیں۔

مأثر جہاں گیری، مصنفہ مرزا کام گار۔

بادشاہ نامہ، اس کے مصنف شیخ عبدالحمید لاہوری متوفی ۱۰۶۵ھ، مصنف نے یہ کتاب شاہ جہاں ولد جہاں گیر کے حالات میں چار جلدوں میں لکھی ہے۔

بادشاہ نامہ، مصنفہ شیخ محمد وارث اکبرآبادی۔

بادشاہ نامہ، مصنفہ مرزا محمد امین قزوینی بن ابوالحسن۔

شاہ جہاں نامہ، مصنفہ مرزا علاء الدین علاء الملک التوفی۔

شاہ جہاں نامہ، مصنفہ مرزا محمد طاہر ترہتی بن احسن اللہ۔

شاہ نامہ، مصنفہ ملک الشعراء مرزا ابو طالب کلیم ہمدانی، یہ کتاب فارسی نظم میں ہے۔

عمل صالح، مصنفہ شیخ محمد صالح کنبوہ اکبر آبادی۔

زبدۃ التواریخ، مصنفہ مفتی نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔

تاریخ خاندان تیموری، فارسی زبان میں یہ کتاب تیمور لنگ کے زمانہ سے مغل شہنشاہ اکبر کے بائیس سال تک کے عہد حکومت کے حالات میں ہے۔

عالم گیر نامہ، مصنفہ مرزا محمد کاظم قزوینی بن محمد امین، اس کتاب میں عہد عالم گیری کے ابتدائی دس سال ۱۰۶۶ھ بغایت ۱۰۶۸ھ تک کے حالات ہیں۔

مأثر عالم گیری، مصنفہ محمد ساقی مستعد خاں، مصنف نے یہ کتاب ۱۱۲۲ھ میں وزیر عنایت اللہ کشمیری کے حکم سے لکھی ہے اس کتاب میں عہد عالم گیری کے ابتدائی دس سال چھوڑ کر ماقبی چالیس سال کے حالات درج ہیں گویا یہ کتاب مرزا محمد کاظم کے عالم گیر نامہ کا تکملہ ہے۔

ظفر نامہ عالم گیر، مصنفہ میرن صاحب کابل۔

آشوب ہندوستان، مصنفہ بہشتی شیرازی، یہ کتاب فارسی نظم میں مغل شہنشاہ شاہ جہاں کے لڑکوں کی جنگ جانشینی اور اورنگ زیب کے فتوحات کے حالات میں ہے۔

فتوحات عالم گیر، مصنفہ محمد معصوم۔

اورنگ نامہ، مصنفہ میر محمد عسکری بن محمد قاسم خوافی مشہور بہ عاقل خاں رازی۔

مرأۃ العالم، مصنفہ بختاور خاں عالم گیری۔

مرأۃ جہاں نما، مصنفہ محمد بقاء سہارن پوری ومحمد رضا برادر محمد بقا۔

فتح الشام، مصنفہ شہاب الدین طالش خاں۔

وقائع، مصنفہ نعمت خاں عالی شیرازی۔

دستور السیاق، یہ کتاب عہد عالم گیری میں سلطنت کی مالی آمدنی اور محصولات کی

تفصیل میں ہے۔

جنگ نامہ، شاہ عالم نامہ، یہ تینوں کتابیں نعمت خاں عالی کی تصنیف ہیں۔

جنگ نامہ، مصنفہ شیخ عطاء اللہ۔

منتخب اللباب، مصنفہ خافی خاں محمد ہاشم بن خواجہ میر خوافی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے۔

احوال الخلواقین، مصنفہ شیخ محمد قاسم مصنف نے یہ کتاب ۱۱۴۰ھ میں ہندوستان کے حالات اور خاص طور پر عالم گیر کے لڑکوں کے درمیان جنگ جانشینی کے حالات پر لکھی ہے۔

فرخ شاہیہ، مصنفہ اخلاص خاں کلانوری۔

محمد شاہیہ، شیخ غلام حسین بن ہدایت علی خاں نے یہ کتاب مغل بادشاہ محمد شاہ کے زمانہ میں تصنیف کی ہے۔

تذکرہ سلاطین چغتا مصنفہ محمد ہادی کامورخان، اس کتاب میں چنگیز خاں کے زمانہ سے محمد شاہ سلطان دہلی کے زمانہ تک کے حالات درج ہیں۔

مرأۃ آفتاب نما، مصنفہ سید عبدالرحمٰن دہلوی، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۲۳۴ھ ہے۔

مرأۃ الصنا، میر محمد علی بن محمد صادق برہان پوری نے یہ کتاب ۱۱۷۰ھ میں جنرل شاہ نواز خاں صفوی کے حکم سے لکھی ہے۔

سیر المتاخرین، مصنفہ سید غلام حسین طباطبائی، کتاب دو جلدوں میں ہے۔

ملخص التواریخ، بزبان فارسی مصنفہ سید فرزند علی حسینی مونگیری، کتاب میں ۲۷۷ھ سے ۱۱۹۵ھ تک کے حالات درج ہیں۔

زبدۃ التواریخ، مصنفہ شیخ عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری۔

تاریخ الہند، مصنفہ عبدالرحیم بن مصاحب علی گورکھ پوری، مصنف دہریہ مشہور تھے۔

مجمع السلاطین، مصنفہ نواب جاوراء غوث محمد بن عبدالغفور۔

دربار اکبری، مصنفہ شمس العلما مولانا محمد حسین آزاد دہلوی۔

تذکرۃ الملوک، مصنفہ شیخ رفیع الدین مرادآبادی محدث، کتاب فارسی زبان میں ہے۔

کتاب دراخبار ملوک، مصنفہ شیخ عبدالقادر بن محمد اکرم رام پوری، اس کتاب میں ہندوستان کے ہندو سلاطین کے عہد سے مسلم سلاطین کے آخری عہد تک کے حالات ہیں۔

حدیقۃ الاقالیم، مصنفہ الہ یار خان بلگرامی۔

تاریخ ہند، مصنفہ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ دہلوی، یہ کتاب اردو زبان میں چودہ جلدوں میں ہے اور اس میں مسلمانوں کی ہندوستان میں آمد سے پہلے زمانہ کی تاریخ سے لے کر مصنف کے زمانہ تک کے حالات درج ہیں۔

تاریخ ہند، مصنفہ مولوی مسیح الدین کاکوروی۔

تاریخ کشمیر، یہ کتاب نظم میں سعادت شاعر نے ۱۰۹۴ھ میں تصنیف کی۔

ترک تازان ہند، مصنفہ مرزا نصر اللہ خاں اصفہانی ثم حیدرآبادی، کتاب فارسی زبان میں چار جلدوں میں لکھی گئی ہے۔

تاریخ مخدرات تیموریہ، مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی، کتاب دو جلدوں میں ہے۔

اطراف ہند میں پھیلی ہوئی چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے سلاطین اور ان کے علاقوں کے حالات پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

کشمیر

تاریخ کشمیر، اصل کتاب ہندی زبان میں ہے شیخ شاہ محمد شاہ آبادی نے سلطان کشمیر زین العابدین کے حکم سے ہندی سے فارسی میں اس کا ترجمہ کیا پھر شہنشاہ اکبر کے حکم

سے ملا عبدالقادر بدایونی نے اس کتاب کو اپنے زمانہ کی رائج فارسی زبان میں منتقل کیا۔

تاریخ کشمیر، مصنفہ محمد اسلم منعمی۔

تاریخ اعظمی، مصنفہ محمد اعظم بن خیرالدین کشمیری، اس کتاب میں کشمیر کے سلاطین صوفیہ ومشائخ علما اور شعراء کے حالات درج ہیں۔

تاریخ کشمیر، مصنفہ محمد الدین لاہوری، یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔

سندھ وافغانستان

تاریخ سندھ، مصنفہ میر معصوم بن الصفائی بھکری، یہ کتاب فارسی زبان میں ایک مختصر رسالہ ہے جس کو مصنف نے اپنے لڑکے میر بزرگ کے لیے ۱۰۰۹ھ میں لکھا ہے۔

تاریخ طاہری، مصنفہ مرزا طاہر محمد بن سید حسن ٹھٹھوی سندھی مصنف نے یہ کتاب ۱۰۳۰ھ میں عہد جہاں گیری میں لکھی ہے، اس کتاب میں سندھ کی تاریخ ابتدائے اسلام سے لے کر عہد جہاں گیر تک کے حالات ہیں۔

مأثر قاسمی، اس کتاب کو بھکر نامہ بھی کہتے ہیں، اس میں ۹۷۲ھ سے ۱۰۱۷ھ تک کے حالات درج ہیں، کتاب قاسم بیگ سندھی کے کسی درباری نے ۱۰۲۷ھ میں لکھی ہے۔

ارغون نامہ، اس کو ترخان نامہ بھی کہتے ہیں اس کے مصنف سید جمال الدین بن جلال الدین حسینی شیرازی ہیں، مصنف نے یہ کتاب ۱۰۶۵ھ میں مرزا محمد صالح ترخان کے لیے لکھی ہے۔

تحفۃ الکرام، مصنفہ علی شیر قانع کتاب کا سن تصنیف ۱۱۸۱ھ ہے۔

تاریخ سندھ وافغانستان، مصنفہ سید عبدالفتاح گلشن آبادی۔

ظفر نامہ کابل، مصنفہ خواجہ قاسم دہلوی، کتاب کا سن تصنیف ۱۲۶۰ھ ہے۔

محاربہ کابل وقندھار، منشی عبدالکریم لکھنوی نے یہ کتاب ۱۲۶۷ھ میں لکھی ہے۔

حسین شاہی، مصنفہ سید امام الدین لکھنوی، مصنف نے یہ کتاب فارسی زبان میں احمد شاہ درّانی (ابدالی) کے حالات پر لکھی ہے۔

لطائف الاخبار روزنامہ قندھار، ۱۰۶۲ ہجری۔

تاریخ سندھ، مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی، یہ کتاب دو جلدوں میں اردو زبان میں ہے۔

وہ کتابیں جو پنجاب اور راج پوتانہ کی سلطنتوں کے حالات میں لکھی گئی ہیں:

تاریخ راجگان پنجاب، مصنفہ خلیفہ محمد حسین پٹیالوی۔

تاریخ پٹیالہ، مصنفہ خلیفہ محمد حسن پٹیالوی وزیر۔

اجمیر و مارواڑھ کی تاریخ پر ایک کتاب مصنفہ قاضی عبدالقادر رام پوری بن محمد اکرم۔

تاریخ دھول پور، مصنفہ سید نجف علی بن درشن علی شیعی سندیلوی۔

تاریخ بھرت پور، یہ کتاب فارسی زبان میں ۱۲۴۰ھ میں درشن سنگھ کے زمانہ میں کسی صاحب نے لکھی ہے۔

انگریزی زبان میں تاریخ پنجاب، مصنفہ سید محمد لطیف۔

تاریخ پنجاب، مصنفہ منشی عبدالکریم۔

تاریخ راجوری، مصنفہ مرزا ظفر اللہ خاں وزیر آبادی، یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔

جون پور

جون پور نامہ، مصنفہ مولوی خیر الدین محمد الہ آبادی۔

جون پور نامہ، مصنفہ مولوی محمد سلیم جون پوری بن محمد عطاء۔

ریاض جون پور، مصنفہ مولوی مہدی جون پوری بن غلام شاہ یہ کتاب اردو زبان

میں ہے۔

تجلّیِ نور، مصنفہ سید احمد زیدی ظفر آبادی، اس کتاب میں جون پور اور ظفر آباد کی تاریخ ہے۔

تاریخ مکرم، مصنفہ مولوی احمد مکرم عباسی چریا کوٹی، یہ کتاب چریا کوٹ ضلع اعظم گڑھ کی تاریخ پر اردو زبان میں ہے۔

اودھ وروہیل کھنڈ

عمادالسعادات، مصنفہ حکیم غلام علی رائے بریلوی بن محمد اکمل خان، یہ کتاب سلاطین اودھ کے حالات میں ہے۔

قیصرالتواریخ، سید کمال الدین حیدر طباطبائی، یہ کتاب دو جلدوں میں اردو زبان میں ہے۔

تاریخ اودھ، مصنفہ حکیم نجم الغنی خاں رام پوری، یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔

امیر نامہ، بیرنگ نامہ، وزیر نامہ، یہ تینوں کتابیں سلاطین اودھ کے حالات میں فارسی زبان میں سید امیر علی بارجوی بہاری، جو وزیر سلطان کے لقب سے مشہور ہیں، کی تصنیف ہیں۔

سبیکۃ الذہب ومعیار الادب، مصنفہ حکیم علی اکبر کشمیری بن مختار بن محمد باقر حسینی اودھ کی تاریخ پر ایک مختصر کتاب عربی زبان میں ہے۔

تاریخ روہیل کھنڈ، مصنفہ حکیم نجم الغنی خاں رام پوری۔

گلستان رحمت، مصنفہ نواب مستجاب خاں بن حافظ رحمت خاں شہید کتاب روہیل کھنڈ کے افغان سلاطین کی تاریخ میں ہے۔

بنگال و بہار

ریاض السلاطین، بنگال کے حالات میں مولوی غلام حسین زید پوری متوفی ۱۲۳۳ھ نے یہ کتاب انگریز جارج خورد کے حکم سے لکھی ہے۔

خلاصۃ التواریخ، بنگال کے حالات میں سید الٰہی بخش حسینی کی تصنیف ہے۔

خلاصۃ التواریخ، مصنفہ مولوی عبد الرؤف وحیدی۔

تاریخ مظفری، ۱۱۳۱ھ سے ۱۱۸۷ھ تک کے حالات بنگال پر یہ کتاب ہے۔

راحۃ الارواح، عہد جاہلی سے ۱۲۰۷ھ تک کے حالات پر شیخ محمد راحت نے یہ کتاب لکھی ہے۔

تاریخ جہاں گیر نگر، مصنفہ سید علی خاں۔

اذکار السلاطین، مصنفہ فقیر محمد راجہ پوری بن قاضی محمد رضا۔

احادیث الخوانین، چاٹگام کے حالات پر مولوی حمید الدین چاٹگامی کی کتاب ہے۔

تاریخ مملکت بہار، اپنے زمانہ کے مشہور شاعر سید علی محمد شاد عظیم آبادی کی تصنیف ہے۔

آثار شرف، قاضی نور الحسن بہاری نے فارسی زبان میں تاریخ بہار پر یہ کتاب لکھی ہے۔

حیدر آباد

فتحیہ، یوسف محمد خاں حیدر آبادی نے ۱۱۲۲ھ میں نظام الملک آصف جاہ اول کی جنگی فتوحات پر یہ کتاب لکھی ہے۔

تزک آصفیہ، شیخ تجلی علی حیدر آبادی نے آصف شاہ ثانی کے زمانہ میں یہ کتاب

لکھی، آصف شاہ ثانی نے اس کتاب کی تصنیف پر مصنف کو پچاس ہزار روپے دیے اور اپنے امراء سے بھی پچاس ہزار دلوائے۔

امتیاز نامہ، مصنفہ سید محمد اکبر رضوی مشہدی، مصنف نے یہ کتاب صلابت جنگ کے زمانہ میں حیدر آباد میں لکھی ہے۔

قادر خوانی، مصنفہ غلام حسین حیدر آبادی سن تصنیف ۱۲۲۰ھ ہے۔

تاریخ امجدی، مصنفہ مولوی امجد حسین خطیب الجپوری۔

مختصر ارجمند، مستعد خان شاعر براری کی تصنیف ہے۔

انوار قندھار، شیخ رفیع الدین محدث قندھاری دکنی کی تصنیف ہے۔

تاریخ مرہٹہ، مصنفہ میر سید غلام علی آزاد بلگرامی۔

نوادر الاقوام، مصنفہ منشی قادر خاں بیدری سن تصنیف ۱۲۵۵ھ ہے۔

گوشوارۂ دکن، دکن کی مالی آمدنی اور محصولات اور اس کے قلعوں اور عمارات کے بیان میں۔

سوغات دکن، حکیم نور الدین محمد مشہور محمد یوسف حیدر آبادی نے کیپٹن ولیم کیمبل انگریز کے حکم سے ۱۲۰۳ھ میں تصنیف کیا ہے۔

نگارستان آصفی، مولوی التفات حسین بنارسی نے ۱۲۲۸ھ میں فارسی زبان میں یہ کتاب تصنیف کی ہے۔

گلزار آصفیہ، مصنفہ حکیم غلام حسین حیدر آبادی بن حکیم محمد باقر یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔

خورشید جاہی، اردو زبان میں حکیم غلام امام حیدر آبادی کی تصنیف ہے۔

رشید الدین خوانی، اردو زبان میں حکیم غلام امام کی تصنیف ہے۔

نصر اللہ خوانی، مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کی تصنیف فارسی زبان میں ہے۔

مختارالابرار، بزبان فارسی۔

محبوب السیر، مولوی احمد عبدالعزیز (جوعزیز جنگ کے لقب سے مشہور ہیں) کی کتاب ہے سن تصنیف ۱۳۲۳ھ ہے۔

تزک محبوبیہ، شیخ غلام صمدانی حیدرآبادی بن محمد گوہر نے ۱۳۲۱ھ میں یہ کتاب تصنیف کی ہے یہ کتاب دوجلدوں میں ہے۔

دبدبۂ نظام، مصنفہ مولوی عبدالرؤف جعفری حیدرآبادی بن عبدالکریم یہ کتاب بہت ضخیم ہے اوراس کا سن تصنیف ۱۳۲۳ھ ہے۔

چارچمن، دکن کی تاریخ پر مولوی عباس بن احمد شیروانی مالوی کی تصنیف ہے۔

البیاض، مصنفہ عبدالرزاق خوانی جن کی شہرت صمصام الملک شاہ نواز خان صفوی کے لقب سے ہے۔

سوانح دکن، مصنفہ منعم خاں اورنگ آبادی۔

تاریخ بیر، مولوی قطب اللہ دکنی کی تصنیف ہے (بیراورنگ آباد دکن کاایک ضلع ہے)

تاریخ قندھار، مصنفہ شیخ محمد امیر حمزہ قندھاری یہ قندھار دکن کاایک شہر ہے۔

سلسلہ آصفیہ، اردوزبان میں دکن کی تاریخ پر کئی جلدوں میں یہ کتاب ہے۔

عزیز دکن، مصنفہ مولوی عبدالعزیز مدراسی ابن مہدی۔

کرناٹک

اساس کرناٹک، مصنفہ مولوی خیرالدین مدراسی۔

تاریخ احمدی، مصنفہ مولوی احمد بن صبغۃ اللہ شافعی مدراسی۔

کارنامہ حیدری، مصنفہ مولوی عبدالرحیم گورکھ پوری بن مصاحب علی مصنف۔ یہ کتاب ٹیپو سلطان کے والد حیدر علی کے حالات میں ۱۸۴۸ء میں لکھی ہے۔

نشان حیدری، ٹیپو سلطان کے حالات میں مصنفہ میر حسین علی حسینی کرمانی بن عبد القادر۔

تاریخ النوائط، مصنفہ عزیز جنگ احمد عبد العزیز مدراسی ثم حیدر آبادی۔

بعض متفرق کتابیں

تاریخ فرخ آباد، فارسی زبان میں مفتی ولی اللہ حسینی فرخ آبادی بن احمد علی کی تصنیف ہے۔

تاریخ فرخ آباد اردو زبان میں منور علی خاں اور سید بہادر علی خاں کی مشترکہ تصنیف ہے۔

تاج الاقبال، نواب شاہ جہاں بیگم والی بھوپال کی فارسی زبان میں بھوپال کی تاریخ پر یہ کتاب ہے اور اسی نام کی ان کی دوسری کتاب اردو زبان میں بھی ہے۔

تاریخ بھوپال، اردو زبان میں نواب سلطان جہاں بیگم والی بھوپال کی یہ کتاب ہے۔

اختر اقبال، بھوپال کی تاریخ پر محمد رفیع موہانی کی تصنیف ہے۔

تاریخ جائس، مصنفہ مولوی عبد القار جائسی بن واصل علی۔

تاریخ پالن پور، مصنفہ گلاب مہدوی پالن پوری بن عبد اللہ۔

تاریخ ہندوستان بعہد انگریز

شاہ نامہ منظوم، مصنفہ خدا بخش ایٹھوی بن غلام میر، اس کتاب میں انگریزوں کی ہندوستان میں تاریخ اور ان کی جنگیں اور ان کی فتوحات کا تذکرہ ہے۔

تاریخ فتنۂ ہند (الثورۃ الھندیۃ) علامہ فضل حق خیرآبادی بن علامہ فضل امام خیرآبادی نے عربی میں یہ مختصر رسالہ ۱۸۵۷[1]ء کی انگریزوں کے خلاف ہندوستانیوں کی جنگ کے حالات پر لکھا ہے۔

تاریخ ہند، بزمانہ ملکہ وکٹوریہ مصنفہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

تاریخ ہند، بزمانہ لاٹ کرزن وائسرائے ہند مصنفہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

تاریخ پورٹ بلیر (کالاپانی) مصنفہ مولوی محمد جعفر تھانیسری۔

ریاض الامراء، مصنفہ مولوی رحمٰن علی خاں ناروی، یہ کتاب اردو زبان میں انگریزوں کے عہد میں نوابان وراجگان ہند کے حالات پر ہے۔

آئین قیصری، بزبان اردو مصنفہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

عروج سلطنت انگلشیہ در ہند قبل ملکہ وکٹوریہ، مصنفہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

عروج سلطنت انگلشیہ در ہند، بزمانۂ ملکہ وکٹوریہ مصنفہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

عروج سلطنت انگلشیہ در ہند بزمانہ حکومت ملکہ وکٹوریہ، مصنفہ مولوی ذکاء اللہ۔

روضۃ الصفا، مصنفہ مولوی اکرام اللہ محشر بدایونی کی تصنیف تاریخ بدایوں پر ہے۔

تاریخ بدایوں، مصنفہ مولوی محمد کریم۔

---

[1] غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کلکتہ کی سرکردگی میں انگریز ہندوستان کے مختلف علاقوں پر بتدریج قابض و متصرف ہورہے تھے، اگرچہ ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم ہوگئی تھی لیکن یہ حکومت تاج برطانیہ کے ماتحت نہیں تھی، ۱۸۵۷ء کے بعد جب انگریزوں کا پورے ہندوستان پر مکمل تسلط ہوا ہے تب ہندوستان براہ راست تاج برطانیہ کے ماتحت آیا ہے، برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ نے ۱۸۳۷ئسے ۱۹۰۱ئتک حکومت کی ہے، اس لیے ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت کو تین ادوار میں مصنف نے تقسیم کیا ہے، پہلا دور ہندوستان میں انگریز قبل زمانہ ملکہ وکٹوریہ، دوسرا دور ہندوستان میں انگریز بزمانہ ملکہ وکٹوریہ یعنی ۱۸۳۷ء سے ۱۸۵۷ء تک کا زمانہ اور تیسرا دور ہندوستان میں انگریز جب باقاعدہ ہندوستان ملکہ وکٹوریہ کی ماتحتی میں آیا ہے، یعنی ۱۸۵۷ء کے بعد سے ۱۹۰۱ء تک، مصنف نے تینوں ادوار پر الگ الگ کتابیں لکھی ہیں۔

مختصر واقعات ہند، اردو زبان میں ہندوستان کی تاریخ پر مولوی کریم الدین لاہوری کی تصنیف ہے۔

وہ کتابیں جو ہندوستان کے امراء و منصب داروں کے حالات میں لکھی گئی ہیں:

ذخیرۃ الخوانین، فارسی زبان میں شیخ محمد معروف بھکری کی تصنیف ہے۔

مآثر الامراء، عبدالرزاق خوانی مشہور بصمصام الدولہ شاہ نواز خان کی تصنیف فارسی زبان میں تین جلدوں میں ہے۔

تاریخ الوزرا، مصنفہ صدر الدین محمد زبردست خاں، اس کتاب کا ایک نسخہ مرشد آباد میں ہے۔

الحصن الحصین، امراء وسلاطین کی تاریخ میں ہے، اس کتاب کا ایک نسخہ کلکتہ کی مشہور لائبریری میں ہے۔

عادل شاہی سلطنت کے وزراء کی فہرست، مشہور وزیر افضل خاں کی تصنیف ہے۔

وہ تاریخی کتابیں جو ہندوستان کے علاوہ دوسرے ملکوں اور وہاں کے سلاطین کے حالات میں لکھی گئی ہیں:

تاریخ الفی، حکیم احمد بن نصر اللہ ٹھٹھوی اور بعض دوسرے حضرات کی مشترک تصنیف فارسی زبان میں ہے، یہ کتاب شہنشاہ اکبر کے حکم سے لکھی گئی ہے اور اس میں اسلام کے ہزار برس کی تاریخ ہے عربی میں الف کے معنی ہزار کے ہیں اس لیے اس کا نام تاریخ الفی ہے۔

مہر جہاں تاب، فارسی زبان میں تین جلدوں میں یہ کتاب میرے والد محترم سید فخر الدین حسنی حسینی رائے بریلوی بن سید عبد العلی کی تصنیف ہے، تاریخ الخلفا والملوک مصنفہ مولوی مسیح الدین کاکوروی۔

المنتخبات من الجامع الرشیدی، خلفاء کے حالات میں فارسی زبان میں ملا عبدالقادر

بدایونی بن ملوک شاہ کی تصنیف ہے۔

تاریخ الاسلام، ابوالفضل احسان اللہ عباسی گورکھ پوری کی تصنیف ہے۔

فیروز نامہ ترک، مصنفہ مولوی عباس شیروانی مالوی بن احمد۔

تذکرۃ الکرام، خلفاء اسلام کے حالات میں سید محمد کبیر دانا پوری بن محمد وزیر کی تصنیف ہے۔

تذکرۃ الکملاء، علما ومشائخ اور مشاہیر رجال کے حالات وتاریخ وفات میں یہ فارسی نظم میں ایک کتاب ہے اس منظوم کتاب کے ناظم وجامع سید محمد کبیر داناپوری بن محمد وزیر ہیں۔

جامع التواریخ، انبیاء کرام کی سیرت اور بزگان دین وغیرہم کے حالات میں قاضی فقیر محمد فرید پوری کی تصنیف ہے۔

تفریح الاذکیاء، انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت مبارکہ پر شیخ حسن بن حسین کاکوروی کی تصنیف ہے، یہ کتاب اردو زبان میں دو جلدوں میں ہے اور اس کا سن تصنیف ۱۲۷۱ھ ہے۔

تاریخ الجدولیہ، مصنفہ مولوی خادم حسین اکبر آبادی۔

قلائد الجواہر، بوہرہ قوم کے حالات میں فارسی زبان میں مولوی عباس شیروانی مالوی بن احمد کی تصنیف ہے۔

سلک الجواہر، اردو زبان میں بوہرہ قوم کے حالات میں حکیم نجم الغنی رام پوری کی تصنیف ہے۔

جامع الحکایات، نورالدین محمد اوفی بن محمد نے یہ کتاب سلطنت دہلی کے وزیر نظام الملک کے لیے تصنیف کی ہے۔

نظم الممالک، ترجمہ اقوام المسالک مولوی اسماعیل علی گڑھی بن عبد الجلیل جو

سلاطین یورپ کے حالات میں ہے۔

مشہور عربی تاریخ طبری کبیر کا ترجمہ، مولانا عبدالشکور کاکوروی کا مرتب کردہ۔

عربی تاریخ ابن خلدون کا ترجمہ، مولوی احمد حسین الہ آبادی کا مرتب کردہ۔

بحر مواج، مولوی احسان اللہ انامی کی مثنوی انبیاء کے حالات میں ہے اس مثنوی کا سن تصنیف ۱۲۷۵ ہجری ہے۔

روضۃ الاصفیاء، انبیاء کرام کے حالات وواقعات میں مصنفہ شیخ محمد طاہر۔

روضۃ الادباء، عرب شعراء کے حالات میں مولوی محمد دین پنجابی کی تصنیف ہے۔

تاریخ افاغنہ، شیخ رفیع الدین محدث مرادآبادی کی تصنیف فارسی زبان میں ہے۔

تاریخ انگلستان، مولوی مسیح الدین کاکوروی کی تصنیف ہے۔

تبصرۃ الناظرین، مولوی سید محمد بن عبدالجلیل حسینی بلگرامی نے سن ۱۱۸۲ھ میں یہ کتاب تصنیف کی ہے اس کتاب کے مقدمہ میں بلگرام کے بعض ان اکابر کا تذکرہ ہے جن کی وفات ۱۱۰۰ھ سے پہلے ہوئی ہے اور اصل کتاب میں ۱۱۰۰ھ سے ۱۱۸۲ھ تک کے حالات ہیں اور کتاب کے خاتمہ میں مصنف نے معذرت کی ہے کتاب کی ابتداء یوں ہے، **الحمد لله محول الشهور والأعوام**، الخ۔

گنج تاریخ، مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔

تاریخ السکہ، ابوالفضل عباس شیروانی مالوی بن احمد کی تصنیف ہے۔

تاریخ بدایت اسلام، بزبان اردو حکیم نجم الغنی رام پوری کی تصنیف ہے۔

مدینۃ العلم، شیخ محمد فاروق بلگرامی کی تصنیف ہے۔

تاریخ امراء ہنود، مصنفہ سعید احمد مارہروی۔

طلائع المقدور من مطالع الدهور، مصنفہ نواب سید صدیق حسن خاں مصنف نے یہ کتاب اپنے لڑکے علی حسن کے نام سے لکھی ہے۔

لقطة العجلان مماتمس اليه حاجة الانسان، بزبان عربی۔

خبية الاكوان فی افتراق الامم علی المذاهب والاديان عربی زبان میں۔

حجج الكرامة فی آثار القيامة، فارسی زبان میں، ان تینوں کتابوں کے مصنف نواب سید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی ہیں۔

تاریخ علم کلام، مولوی شبلی اعظم گڑھی بن حبیب اللہ کی تصنیف اردو زبان میں ہے۔

مہر نیم روز، مشہور شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی کی تصنیف فارسی زبان میں ہے۔

گوہر شاہ نواز، منشی فیض اللہ چشتی قادری کی تصنیف ہے۔

ماہ نامہ، مصنفہ غلام حسین جوہر صاحب، صاحب المنصب۔

تاریخ مظفری، مصنفہ محمد علی انصاری بن ہدایت اللہ بن لطف اللہ۔

شمس المذاہب، مصنفہ منشی محمد قادر خاں بیدری، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۲۵۱ھ ہے۔

شرف نامہ، مصنفہ شیخ محمد اولیاء نائطی حافظ یار جنگ۔

لطائف الاخبار، مصنفہ داراشکوہ ولد شاہ جہاں شہنشاہ ہند اس کتاب کا سن تصنیف ۱۰۶۳ھ ہے۔

قادر نامہ، مصنفہ عبدالکریم کشمیری۔

انتخاب تاریخ اردو، مصنفہ سید عیسیٰ مہدوی۔

انتخاب اوائل واواخر، بزبان اردو مصنفہ غلام احمد۔

تاریخ افریقہ (بزبان اردو) اور تاریخ اندلس (بزبان اردو) یہ دونوں کتابیں حامد علی صدیقی سہارن پوری کی تصنیف ہیں۔

تاریخ سوڈان، مصنفہ سید سجاد حسین۔

تاریخ عرب، مصنفہ سید شاہ محمد اکبر۔

تاریخ فیروز شاہی، مصنفہ وارث علی بن بہادر علی۔

صلیبی جنگیں، (بزبان اردو) مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی۔

حملات حیدری، مصنفہ شیخ احمد علی گوپامئوی۔

شمس التواریخ، اس کتاب کی چار جلدیں ہیں پہلی اور دوسری جلد کے مصنف مولوی وارث علی اور تیسری جلد کے مصنف مولوی سعادت اللہ اور چوتھی جلد کے مصنف حکیم مظہر الحق ہیں۔

محاربات مصر وسوڈان، (بزبان اردو) مصنفہ مولوی امیر احمد تھانوی۔

محاربۂ عظیم، (بزبان اردو) مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم، (مصنفہ مولوی شبلی نعمانی بن حبیب اللہ)۔

ھادی التواریخ (بزبان اردو) مصنفہ محمد دہلوی بن محمد ہمدانی۔

یادگار دربار دہلی، مصنفہ مولوی فیروز الدین لاہوری۔

تکریم المومنین، خلفائے راشدین کے تذکرہ میں (بزبان اردو) تشریف البشر، بارہ اماموں کے تذکرہ میں (بزبان اردو) یہ دونوں کتابیں نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی کی تصنیف ہیں۔

نخزان الفغانی، خواجہ نعمت اللہ ہروی بن حبیب اللہ نے فارسی زبان میں یہ کتاب افغانوں کے حالات میں خان جہاں کے حکم سے ۱۰۳۰ھ میں تصنیف کی ہے، یہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں حضرت داؤد وسلیمان اور طالوت کا تذکرہ ہے، دوسرے باب میں کچھ اکابر اسلام کا تذکرہ ہے، تیسرا باب لودھی قبیلہ کے حالات میں ہے چوتھے باب میں شیر شاہ سوری اوراس کے جانشینوں کے حالات ہیں پانچویں باب میں خود خان جہاں خاں کے حالات ہیں جس کے حکم سے یہ کتاب لکھی گئی ہے، چھٹا باب جو آخری ہے افغانوں کے

سلسلۂ نسب پر ہے۔

جام جہاں نما (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی قدرۃ اللہ صدیقی موٰی سنبھلی۔

تاریخ عجیب، مشہور بہ کالا پانی (بزبان اردو) تاریخ پورٹ بلیر (بزبان اردو) یہ دونوں کتابیں مولوی محمد جعفر تھانیسری کی تصنیف ہیں۔

تاریخ مصر جدید، مصنفہ مولوی ابوالحسن فرید آبادی۔

تاریخ عرب قدیم، مصنفہ مولوی عبداللہ عمادی۔

تاریخ عہد قدیم، مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی۔

تاریخ حروب صلیبیہ، مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی۔

تاریخ مخدرات، مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی۔

منظور الانسان: یہ کتاب فارسی زبان میں شیخ یوسف حسینی گجراتی بن احمد بن محمد نے مشہور عربی تاریخ ابن خلکان کا ترجمہ غالباً ۱۸۸۹ھ میں گجرات کے سلطان محمود بیگڑہ بن محمد کے حکم سے کیا ہے۔

تاریخ افاغنہ، (بزبان اردو) یہ کتاب دو جلدوں میں ہے، شہاب الدین ثاقب مراد آبادی اوران کے بھتیجے شفیع الدین کی مشترکہ تصنیف ہے۔

بدء الاسلام، عربی زبان میں یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو تاریخ ابوالفداء تاریخ ابن اثیر، اور قاضی عیاض کی کتاب الشفاء سے ماخوذ ہے اس کے مصنف مولوی شبلی نعمانی بن حبیب اللہ ہیں۔

تاریخ اسلام، (انگریزی زبان میں) مصنفہ سید امیر علی۔

معلومات آفاق، (فارسی زبان میں) یہ کتاب جغرافیہ اور تاریخ پر ہے۔

بدائع الاخبار، مصنفہ امین الدین خاں حسینی ہروی سندھی ولد ابوالمکارم امیر خاں۔

ہفت تماشہ، مصنفہ مرزا محمد حسن قتیل لکھنوی، فارسی زبان میں یہ ایک مختصر کتاب

ہے جس میں سات فصلیں ہیں اس کتاب میں ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذاہب وعقائد کی تفصیلات ہیں۔

وہ تاریخی کتابیں جس میں غزوات نبویؐ اور دوسری جنگوں کے حالات درج ہیں:

کتاب المغازی، فارسی زبان میں یہ مثنوی ہے جس کو شیخ یعقوب صرفی کشمیری بن حسن نے نظم کیا ہے۔

صولت فاروقی، فردوسی کے شاہ نامہ کے طرز پر مرزا محمد آشوب ترکمانی نے شام کی فتوحات کے حالات میں یہ مثنوی نظم کی ہے۔

تکملہ صولت فاروقی، مصنفہ نجف علی بن عظیم الدین جھجھری۔

فتوح الشام، (بزبان اردو) مصنفہ سید محمد ظاہر حسنی حسینی رائے بریلوی بن غلام جیلانی۔

کتاب المغازی، فتوح الشام، فتوح مصر، فتوح العراق، یہ چاروں کتابیں بمطابق روایت واقدی مولوی احمد علی حسینی ٹونکی بن محمد علی کی تصنیفات ہیں۔

مغازی صادقہ، مطابق روایت واقدی آں حضور ﷺ کے غزوات کے حالات میں مولوی بشارت علی اودھی بن علی مروان بن مروان علی کی تصنیف ہے۔

فتوح الشام، (بزبان اردو) بمطابق روایت واقدی سید عنایت حسین سیدن پوری بن نوازش احمد کی تصنیف ہے۔

فتوح مصر، بمطابق روایت واقدی سید مہدی حسین سیدن پوری بن محمد حسین کی تصنیف ہے۔

فتوح العجم، بمطابق روایت واقدی مولوی بشارت علی لکھنوی بن علی مروان کی تصنیف ہے۔

حسام الاسلام، مصنفہ سید عبدالرزاق حسنی رائے بریلوی ٹونکی بن محمد سعید آنحضور ﷺ

کے غزوات کے حالات میں شاہ نامہ کے طرز پر اردو زبان میں یہ ایک مثنوی ہے۔

صمصام الاسلام، شام کی اسلامی فتوحات کے بیان میں۔

قمقام الاسلام، بھہنسہ کی فتوحات کے بیان میں، یہ دونوں کتابیں بھی سید عبدالرزاق حسنی حسینی رائے بریلوی ٹونکی بن محمد سعید کی تصنیفات ہیں۔

فتوح شام ومصر وعراق، (بزبان اردو) مولوی فتح محمد لکھنوی کی تصنیف ہے، کتاب ایک جلد میں ہے، غزوہ اجنادین وفتح دمشق، (بزبان اردو) مصنف قاضی جلال الدین مراد آبادی۔

حدیقۃ الشہداء، (بزبان اردو) مولوی امیر علی امیٹھوی کے جہاد کے حالات میں ہے۔

سر الشہادتین، عربی زبان میں یہ ایک مختصر رسالہ شاہ عبدالعزیز دہلوی بن حضرت شاہ ولی اللہ فاروقی دہلوی کی تصنیف ہے۔

تحریر الشہادتین، سر الشہادتین کی فارسی شرح، مولوی سلامت اللہ کان پوری کی تصنیف ہے۔

سعادۃ الکونین، مفتی اکرام الدین دہلوی کی تصنیف فارسی زبان میں حضرات حسنین کے واقعات شہادت پر ہے۔

المبکیات، مقام طف میں شہید ہونے والے بزرگوں کے حالات میں مولوی نصیر الدین سنی برہان پوری کی تصنیف ہے۔

ہدایۃ الکونین، فارسی زبان میں مولوی معین الدین کاظمی کڑوی کی تصنیف حضرات حسنین کی شہادت کے تذکرہ میں ہے۔

شہادۃ الکونین علی شہادۃ الحسنین، مصنفہ مولوی علی انور کاکوروی بن علی اکبر۔

جور الاشقیا علی ریحانۃ سید الانبیا، مولوی قادر بخش حنفی سہسرامی بن حسن علی کی تصنیف ہے۔

ذکرالشہادتین، (بزبان اردو) مصنفہ احمد خاں صوفی اکبرآبادی۔

عناصرالشہادتین، مصنفہ مولوی ناصرعلی حنفی غیاث پوری۔

ضیاءالابصار، مصنفہ سید اکبرعلی شیعی عربی زبان میں واقعات کربلا پر یہ ایک مبسوط کتاب ہے۔

انتخاب المصائب، (بزبان اردو) مصنفہ سید یوسف علی شیعی لکھنوی۔

نہرالمصائب، مصنفہ مرزا قاسم علی کربلائی۔

نزہۃ المصائب، مصنفہ مرزا قاسم علی کربلائی۔

خلاصۃ المصائب، مصنفہ مرزاہادی شیعی لکھنوی بن مرزا علی۔

کتاب فی المصائب، مصنفہ سید نجف علی شیعی نونہروی۔

کتاب فی المصائب، مصنفہ سید ناصرحسینی شیعی جون پوری۔

سانحہ کربلا، مصنفہ مولوی وارث علی۔

مأتین (بزبان اردو) شہادت حسین پر مولوی غلام حسین کنتوری۔

نورالابصار فی اخذ الثأر، سید ابراہیم شیعی لکھنوی بن محمد تقی کی تصنیف ہے۔

آثارالاحزان (بزبان عربی) مصنفہ مولوی دلدارعلی مجتہد حسینی نصیرآبادی بن محمد معین۔

کربلا نامہ، فارسی زبان میں یہ ایک منظوم رسالہ ہے جس میں شہادت حسین اور واقعات کربلا کا ذکر ہے، اس کے مصنف مشہور شاعر مظفرحسین اسیر امیٹھوی ہیں۔

الکتاب العجیب فی ذکرشہادۃ الامام الغریب، مصنفہ شفاءالدولہ افضل علی حسینی فیض آبادی بن اکبرعلی۔

وہ کتابیں جو آثار قدیمہ اور تاریخ بلاد پر لکھی گئی ہیں:

جذب القلوب الی دیارالمحبوب، شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین نے

فارسی زبان میں مدینہ منورہ کی تاریخ پر یہ کتاب لکھی ہے۔

آثار الصنادید، دہلی کی تاریخی عمارات کے حالات میں سرسید کی تصنیف ہے، ان کا نام سید احمد دہلوی بن محمد متقی ہے۔

غرابت نگاہ، یہ کتاب ہندوستان کے آثار قدیمہ کے تذکرہ میں ہے۔

یادگار دہلی، دہلی کی عمارتوں کے حالات میں سید احمد بن ظہیر الدین دہلوی کی تصنیف ہے۔

تحقیقات چشتی، لاہور کی عمارات اور وہاں کی مشہور جگہوں کے حالات میں شیخ نور محمد چشتی کی تصنیف ہے۔

تاریخ لاہور، مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔

آثار اکبری، فتح پور سیکری کی عمارات کی تاریخ میں مولوی سعید احمد مارہروی کی تصنیف ہے۔

آثار خیر، مدارس شفاخانے اور سڑکوں کے حالات میں مولوی سعید احمد مارہروی کی تصنیف ہے۔

تاریخ تاج گنج، مرزا مغل بیگ نے تاج محل کی تاریخ پر یہ کتاب لکھی ہے، تاج محل شاہ جہاں بادشاہ کی بیوی ممتاز محل ارجمند بانو بیگم کا مقبرہ ہے اور تاج گنج اس محلہ وعلاقہ کو کہا جاتا ہے جہاں تاج محل کی عمارت ہے۔

تاریخ تاج گنج وسکندرہ وموتی مسجد ودیوان خاص۔

تاریخ بنا حیدر آباد، دکن کے ایک فاضل کی تصنیف ہے۔

تاریخ فرخندہ، شہر حیدر آباد کی بنا اور تعمیر کے زمانہ سے ۱۲۴۰ھ تک کے حالات پر منشی قادر خاں بیدری کی تصنیف ہے۔

التحفہ المعینیہ، خواجہ شیخ معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ کے مقبرہ کی تاریخ پر شیخ محمد

اکبر جہاں کی تصنیف ہے۔

مرغوب القلوب، یہ جذب القلوب کا ترجمہ ہے، اس کے مرتب مولوی عبدالحق کان پوری بن غلام رسول ہیں۔

کنز التاریخ، اردو زبان میں بدایوں کی تاریخ اور اس کے جغرافیہ پر مولوی رضی الدین بدایونی بن سعید الدین کی تصنیف ہے۔

زبدۃ الاقوال الشریفہ، مکہ مکرمہ کے حالات وتاریخ پر عربی زبان میں یہ رسالہ مولانا رحمت اللہ شاہ جہاں پوری مہاجر مکی نے لکھا ہے، مصنف ۱۲۶۸ھ تک بقید حیات تھے۔

خلاصہ تواریخ مکہ معظمہ، مکہ معظمہ کی تاریخ پر اردو زبان میں فخر الدین حسین دہلوی نے یہ رسالہ لکھا ہے، مصنف ۱۲۶۸ھ میں حج وزیارت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے تھے۔

تاریخ بغداد، اردو زبان میں بغداد کی تاریخ پر مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی کا ایک مختصر رسالہ ہے۔

العلام الاعلام بیت اللہ الحرام، عربی زبان میں مفتی قطب الدین نہروانی مکی بن علاء الدین نے ۹۸۵ھ میں مکہ مکرمہ میں یہ کتاب لکھی ہے۔

فہرست کتب وفنون

بستان المحدثین (بزبان فارسی) مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی بن شاہ ولی اللہ۔

اتحاف النبلا کا پہلا باب (بزبان فارسی)

الحطہ بذکر الصحاح الستۃ (بزبان عربی)

الاکسیر فی اصول التفسیر (بزبان فارسی کا دوسرا باب)

البلغۃ فی اصول اللغۃ (بزبان عربی) کا دوسرا باب۔

ابجد العلوم جلد اول، (بزبان عربی) یہ سب کتابیں نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی کی تصنیف ہیں۔

محبوب الاحباب، (بزبان فارسی ایک ضخیم جلد میں) مصنفہ مرحوم خدا بخش خاں عظیم آبادی اس کتاب میں ان تمام نادر کتابوں کا تذکرہ ہے، جو مصنف کے کتب خانہ میں موجود ہیں اور مصنفین وکاتبین کے سوانح بھی اس کتاب میں درج ہیں۔

کشف الحجب والاستار، شیعہ مصنفین کی کتابوں کی فہرست ہے، اس کے مصنف سید اعجاز حسین کنتوری بن مفتی محمد قلی ہیں۔

فہرست کتب، عربیہ رضا لائبریری رام پور، یہ فہرست حکیم اجمل خاں دہلوی بن محمود بن صادق خاندان شریفی کی ترتیب دی ہوئی ہے۔

فہرست کتب، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد، مرتبہ سید ضامن حسین کنتوری۔

فہرست کتب، خدا بخش لائبریری، مرتبہ مولوی عبدالمقتدر۔

فہرست کتب، کتب خانہ کلکتہ، مرتبہ مرزا اشرف علی۔

فہرست کتب، کتب خانہ عالیہ کلکتہ مرتبہ مرزا اشرف علی۔

فہرست کتب فارسی، کتب خانہ لندن، مرتبہ سید علی بلگرامی۔

تالیف القلب الالیف، یہ کتابوں کی ایک فہرست ہے، جس کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین نے ترتیب دیا ہے۔

سفرنامے

مسافرنامہ (بزبان فارسی) اس کے مصنف شیخ جلال الدین حسین بخاری اوچی بن احمد

ہیں، مصنف نے پوری دنیا کی سیاحت کی تھی، سن وفات ۷۸۷ھ ہے۔

مسیر طالبی، (بزبان فارسی) ابو طالب لکھنوی بن محمد نے ۱۲۱۹ھ میں اپنے سفر یورپ کے حالات میں یہ کتاب مرتب کی ہے۔

زبدۃ الاخبار (بزبان فارسی) علی مرزا دہلوی بن ابوطالب نے ۱۲۴۹ھ میں اپنا یہ سفرنامہ ترتیب دیا ہے۔

ترغیب السالک الی احسن المسالک (بزبان فارسی) نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ دہلوی نے اپنے سفر حج کے حالات میں یہ کتاب لکھی ہے۔

برکات الدارین لحجاج الحرمین، برکات الانس لزائر القدس، یہ دونوں کتابیں فارسی زبان میں شیخ ابوالبرکات بہاری بن فضل امام کا سفرنامہ ہے

کتاب الرحلہ (بزبان فارسی) شیخ رفیع الدین محدث مرادآبادی نے ۱۲۰۲ھ میں اپنے سفر حج کے حالات میں یہ کتاب مرتب کی ہے۔

رحلۃ الصدیق الی البیت العتیق (بزبان عربی) مرتبہ نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی بن اولاد حسن۔

مسیر حامدی، اردو زبان میں نواب حامد علی خاں والی رام پور کا سفرنامہ یورپ۔

کتاب الرحلہ، فارسی زبان میں نواب سر سالار جنگ لائق علی وزیر اعظم حیدرآباد دکن کا سفرنامہ یورپ۔

ارمغان ہندوستان (بزبان فارسی) مرتبہ سید لطف علی مودودی سن تصنیف ۱۳۱۰ھ ہے۔

سفرنامہ مصر وشام وروم (بزبان اردو) شیخ شبلی نعمانی اعظم گڑھی بن حبیب اللہ نے اپنے سفر مصر وشام وقسطنطنیہ کے حالات پر یہ سفرنامہ مرتب کیا ہے۔

سفرنامہ مرتبہ مولوی سمیع اللہ خان دہلوی (بزبان اردو) اس میں مرتب نے اپنے

سفر یوروپ کے حالات لکھے ہیں۔

سفر نامہ بزبان اردو مرتبہ مرزا نثار علی بیگ۔

سفر نامہ بزبان اردو مرتبہ خواجہ حسن نظامی دہلوی، مرتب نے اس میں اپنے سفر مصر و شام کے حالات سفر لکھے ہیں۔

سفر نامہ بزبان اردو، مرتبہ مرزا عرفان علی بیگ، مرتب نے اپنے سفر حجاز کے حالات میں یہ سفر نامہ لکھا ہے۔

سفر نامہ شیخ یوسف خاں کمبل پوش، بزبان اردو، اس سفر نامہ کا نام عجائبات فرنگ ہے۔

سفر نامہ حافظ عبدالرحمٰن امرتسری (بزبان اردو) ممالک اسلامیہ کی سیاحت کے حالات ہیں۔

مقام خلافت، اردو زبان میں شیخ عبدالقادر لاہوری کا سفر نامہ سفر قسطنطنیہ کے حالات ہیں۔

روز نامچہ، مرتبہ شیخ محمد الوہاب شافعی مدراسی بن محمد غوث۔

روز نامہ، (بزبان فارسی) مرتبہ مولوی عبدالقادر رام پوری بن محمد اکرم۔

سیر الہند و گلگشت دکن، مرتبہ منشی قاضی خان بیدری سن تالیف ۱۲۴۷ھ ہے۔

داستان جہاں (بزبان فارسی) مرتبہ مولوی محمد زماں شاہ جہاں پوری (مصنف میر محبوب علی نظام حیدر آباد دکن کے استاذ تھے)

سلوۃ الغریب واسوۃ اللبیب (بزبان عربی) مرتبہ سید علی خاں دشتکی شیرازی۔

سفر نامہ مولوی محی الدین مدراسی (بزبان اردو) سفر حجاز کے حالات میں۔

سفر نامہ خواجہ غلام الثقلین پانی پتی، یہ سفر نامہ اردو زبان میں تین جلدوں میں ہے اور اس میں مرتب نے اپنے سفر ایران کے حالات لکھے ہیں۔

سیر سلطانی (بزبان اردو) مرتب شاہ بانو بیگم نواب سلطان جہاں بیگم والی بھوپال

کے سفر یورپ کے حالات میں یہ سفر نامہ مرتب کیا گیا ہے۔

سیر یورپ (بزبان اردو) عطیہ فیضی بیگم نے اپنے سفر یورپ کے حالات میں یہ سفر نامہ مرتب کیا ہے۔

شنگرف نامہ لندن، بزبان انگریزی منشی اعتصام الدین کا سفر نامہ یوروپ۔

سفر نامہ حج (بزبان فارسی) مرتبہ حاجی علیم الدین۔

سیر مدراس، مرتبہ سید تراب علی حیدر آبادی بن شجاعت علی۔

یاور حجاج، مرتبہ شیخ محمد آغا حیدر آبادی۔

کتاب الرحلہ، نواب مہدی حسن اودھی نے انگریزی زبان میں اپنے سفر یورپ کے حالات میں یہ سفر نامہ مرتب کیا ہے۔

گلگشت فرنگ، کتاب الرحلہ کا اردو ترجمہ مولوی عزیز مرزا نے کیا ہے۔

کتاب الرحلہ (بزبان اردو) خان بہادر مولوی عبدالرحیم نے اپنے سفر حرمین و شام ومصر کے حالات میں یہ سفر نامہ مرتب کیا ہے۔

سفر نامہ خواجہ حسن نظامی، ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سفر کے حالات میں یہ سفر نامہ ہے۔

زادالغریب، اردو زبان میں نواب عمر علی خاں صاحب نواب باسودہ نے اپنے سفر حجاز کے حالات میں یہ سفر نامہ مرتب کیا ہے۔

کتب انساب (نسب نامے)

مآثر السادات، مصنفہ قاضی ضیاء الدین برنی۔

بحرالانساب (رسالہ بزبان فارسی) مصنفہ شیخ محمد بن جعفر حسینی مکی۔

اشرف الانساب، خلاصہ بحر الانساب، مصنفہ سید اشرف سمنانی کچھوچھوی بن ابراہیم

مجمع الانساب، مصنفہ محمد بن علی۔

تذکرۃ السادۃ البخاریہ، مصنفہ سید علی اصغر حسینی گجراتی۔

منبع الانساب، مصنفہ شیخ معین جھوسوی بن شہاب۔

نسب الانساب (ایک جامع کتاب بزبان فارسی) مصنفہ شیخ ابراہیم کالپوی بن محمد، سن تصنیف ۱۰۰۴ھ ہے۔

انساب الاطہار، مصنفہ شیخ ابوالفتح حسینی خیرآبادی بن نظام الدین۔

تذکرۃ السادۃ القطبیہ، مصنفہ سید لعل محمد ہنسوی فتح پوری۔

تذکرۃ السادات، مصنفہ شیخ احمد اکبرآبادی بن محمود، سن تصنیف ۱۱۱۹ھ ہے۔

طہور قطبی، مصنفہ سید امید علی خاں کڑوی۔

الشجرۃ الطیبہ، سید میر غلام علی حسینی بلگرامی بن نوح۔

شرائف عثمانی، اولاد عثمان رضی اللہ عنہ کے نسب کے بیان میں، مصنفہ شیخ غلام حسین بلگرامی۔

تذکرۃ الانساب، مصنفہ قاضی مصطفےٰ علی خاں گوپامئوی۔

خلاصۃ الانساب، مصنفہ شیخ قدرت احمد گوپامئوی بن عنایت احمد، یہ دونوں کتابیں گوپامئو کے بعض خاندانوں کے نسب ناموں پر ہے۔

تذکرۃ الانساب، مصنفہ قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی، یہ کتاب حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی بن شیخ عبدالاحد کی اولاد کے نسب نامے کے بیان میں ہے۔

انساب الطاہرین، مصنفہ شیخ عمر فاروقی دہلوی بن احمد سعید، یہ کتاب بھی حضرت مجدد الف ثانی کے اولاد کا نسب نامہ ہے۔

الھدیۃ الاحمد، یہ مجددی خاندان کے نسب ناموں کے بیان میں ہے، مصنفہ ابوالخیر احمد مکی بن عثمان۔

کشف التواری، مصنفہ شیخ تراب علی قلندر کاکوروی بن کاظم کاکوروی کے علوی خاندان کا نسب نامہ[1] ہے۔

اغصان اربعہ، مصنفہ مولوی ولی اللہ لکھنوی بن حبیب اللہ، یہ کتاب خاندان فرنگی محل کا نسب نامہ ہے۔

اغصان الانساب، مصنفہ رضی الدین محمود فتح پوری، سہالی اور فتح پور، ضلع بارہ بنکی کے انصاری شیوخ کا نسب نامہ ہے، نسب نامہ مولانا وجیہ الدین علوی گجراتی۔

شجرہ آصفیہ، مصنفہ معظم الدولہ نواب بدرالدین خاں اس کا سن تصنیف ۱۲۵۲ھ ہے۔

سیادۃ السادہ فی الانساب، مصنفہ سید ابوالقاسم کشمیری لکھنوی بن حسین۔

تذکرۃ الاسلاف وتبصرۃ الاخلاف، مصنفہ سید محمد علی شاد عظیم آبادی۔

انساب النوائط، مصنفہ شیخ محمد اکرم نائطی بن ملا احمد۔

کتاب فی الانساب، مصنفہ سید نجف علی نونہروی۔

کتاب فی الانساب، مصنفہ قاضی نجم الدین علی خاں کاکوروی۔

گلشن محمودی، مصنفہ سید عبدالشکور قطبی رائے بریلوی بن محی الدین یہ کتاب سادات قطبی کی وہ شاخ جو قاضی محمود بن علاءالدین نصیر آبادی کی اولاد پر مشتمل ہے، ان کا نسب نامہ ہے۔

سیرۃ السادات، مصنفہ والد مکرم مولانا فخر الدین قطبی رائے بریلوی بن عبدالعلی یہ کتاب سادات کے نسب نامہ پر ہے۔

---

[1] حضرت علی ؓ کی اولاد حضرت حسن اور حضرت حسین ؓ جو بت رسول اللہ حضرت فاطمہ ؓ کے بطن سے ہیں ان کی اولاد کو حسنی اور حسینی اور ہندوستان میں سید کہا جاتا ہے، حضرت محمد بن حنیفہ بھی حضرت علی کی اولاد ہیں لیکن یہ دوسری بیوی سے ہیں، ان کی اولاد کو ہندوستان میں علوی کہا جاتا ہے۔

الفرع النامی من الاصل السامی، مصنفہ نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی بن اولاد حسن اس کتاب کا سن تصنیف ۱۲۹۱ھ ہے۔

آئینۂ اودھ، بزبان اردو مصنفہ سید ابوالحسن قطبی مانی پوری بن مہدی۔

تذکرۃ الانساب (بزبان اردو) مصنفہ سید امام الدین احمد گلشن آبادی۔

نخبۃ التواریخ (بزبان فارسی) مصنفہ سید آل حسن مودودی امروہوی، یہ کتاب باشندگان امروہہ ضلع مراد آباد کا نسب نامہ ہے۔

شمس التواریخ، مصنفہ نواب علی امروہوی، یہ کتاب کنبوہ خاندان کا نسب نامہ ہے۔

آئینۂ عباسی، یہ کتاب امروہہ کے عباسی خاندان کا نسب نامہ ہے۔

تاریخ اصغری، یہ کتاب امروہہ کے علوی خاندان کا نسب نامہ ہے، دونوں کتابوں کے مصنف سید اصغر حسین امروہوی ہیں۔

الدرالمنثور، مصنفہ شیخ عبدالرحیم صادق پوری بن فرحت حسین عظیم آباد، پٹنہ کے مشہور محلہ صادق پور کے باشندوں کے نسب نامے اوران کے سوانح وحالات پر یہ کتاب ہے۔

کتاب التحقیق الملی لنسب السید الجیلی، مصنفہ شیخ حسن زماں محمد ترکمانی حیدرآبادی۔

تبیین کذب المفتری فی نسب السید البشتری، مصنفہ شیخ محمد شاہ فیضی قادری حیدر آبادی، مصنف نے یہ کتاب شیخ حسن زماں کی کتاب التحقیق الملی کی رد میں لکھی ہے۔

ازالۃ اللوم فی ذکر اعیان الکون، مصنفہ مولوی شبلی نعمانی اعظم گڑھی بن حبیب اللہ۔

رسالۂ زیدیہ، علم الانساب میں ایک جامع رسالہ ہے، اس کے مصنف سید غلام علی رسول دار حسینی قنوجی بن یعقوب بن احمد ہیں، یہ رسالہ مسودہ کی شکل میں تھا، یوسف علی شیعی قنوجی بن کرامت علی بن محب علی نے اس کو صاف کیا اور مبیضہ کی شکل دی۔

صادق الروایہ، رسول دار سادات کا نسب نامہ ہے، اس کے مؤلف سید غلام امیر نجف حسینی قنوجی بن شجاعت علی ہیں۔

الشجرۃ النبویہ، مصنفہ عبدالرحیم حسینی قنوجی شریف خاں بن عبدالکریم بن سید محمد۔

التذکرہ، مصنفہ سید عبدالوہاب حسینی بخاری۔

التذکرہ، مصنفہ سید اسماعیل حسینی بخاری۔

نسب نامہ، مصنفہ سید محمد دائم، قنوجی، بن فیض اللہ۔

رسالہ فی انساب، مصنفہ سید حبیب اللہ قنوجی بن عبدالرحمٰن۔

معیار الانساب، سید کرامت حسین نجمی نصیر آبادی کا تصنیف کردہ رسالہ نجمی سادات کے نسب کے بیان میں۔

انساب الشیوخ الفرشوابین، بدایوں کے فرشوابین شیوخ کے نسب نامہ میں مولوی رضی الدین بدایونی کا رسالہ ہے، انساب السادۃ الشیوخ من ناحیۃ فتح پور ہنسوا، فتح پور ہنسوا کے سادات وشیوخ کا نسب نامہ مرتبہ مولوی واحد علی وحید ہنسوی۔

کشف الانساب، مصنفہ عبدالعلی دیوی بن حسن۔

تحقیق الانساب، فارسی میں ایک مبسوط کتاب ہے۔

مکاتب الانساب، مچھلی شہر ضلع جون پور کے جعفری خاندان کا نسب نامہ، مصنفہ عبدالرزاق زینی، مچھلی شہری بن عبدالوہاب۔

ریاض عثمانی (بزبان اردو) امیٹھی کے عثمان خاندانی کا نسب نامہ، مصنفہ قاضی خادم حسین امیٹھوی۔

صبح بہار (بزبان اردو) امیٹھی کے بنو صالح کا نسب نامہ، مصنفہ قاضی خادم حسین۔

معین الاولیا (بزبان فارسی) حضرت خواجہ معین الدین حسین اجمیری کی اولاد کا نسب نامہ مصنفہ سید امام الدین اجمیری۔

نسب نامہ سندیلہ کے سادات وشیوخ کا نسب نامہ، شیخ امام بخش صدیقی سندیلوی بن غلام رسول بن عبدالصمد بن عبدالواحد کی تصنیف ہے۔

صوفیہ ومشائخ کے حالات وسوانح پر کتابیں

ہندوستانی مصنّفین کی لکھی ہوئی وہ کتابیں جو صوفیہ ومشائخ کے حالات میں ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، اس مختصر کتاب میں ان سب کا ذکر بہت مشکل ہے، اس موضوع پر جو مشہور کتابیں ہیں وہ درج ذیل ہیں:

سیر الاولیا، مصنفہ شیخ محمد حسینی کرمانی بن مبارک متوفی ۷۷۰ھ چشتی صوفیہ کے حالات میں یہ سب سے بہتر کتاب ہے۔

سیر العارفین، چشتی اور سہروردی صوفیہ کے حالات میں شیخ جمال الدین دہلوی کی تصنیف ہے۔

مرأۃ الاسرار، مصنفہ شیخ عبدالرحمٰن دھنیٹھوی، یہ ایک جامع کتاب ہے، جس میں تصوف کے تمام مشہور سلسلوں کے بزرگوں کے حالات ہیں۔

مخزن الاعراس، مصنفہ شیخ محمد نجیب ناگوری، اس کتاب کا ایک نسخہ کلکتہ کی لائبریری میں ہے۔

منتخب الاولیا، مصنفہ شیخ محبوب شاہ چشتی، یہ کتاب مرأۃ الاسرار اور بعض دوسری کتابوں سے ماخوذ ہے۔

مناقب الاصفیا، فردوسی سلسلہ کے بزرگوں کے حالات میں شیخ شعیب منیری بن جلال متوفی ۸۰۲ھ کی تصنیف ہے۔

مناقب الاصفیا، مصنفہ شیخ عبدالصمد تمیمی اکبرآبادی بن افضل محمد ہندوستان کے عام صوفیہ کے حالات میں یہ کتاب ہے۔

اخبار الاولیا، شیخ عبداللہ دہلوی، اس کتاب کا ایک نسخہ کلکتہ لائبریری میں ہے۔

مجمع الاولیا، مصنفہ شیخ علی اکبر حسینی۔

اخبار الاخیار، الانوار الجلیہ، شاذلی سلسلہ کے بزرگوں کے حالات میں۔

زاد المتقین فی سلوک الطریق الیقین، یہ تینوں کتابیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین کی تصنیف ہیں۔

گلزار ابرار، ہندوستان کے صوفیہ کرام کے حالات میں ایک جامع کتاب شیخ محمد بن حسین غوثی مانڈوی بن حسن کی تصنیف ہے، کتاب کا سن تصنیف ۱۰۲۲ھ ہے۔

کلمات الصادقین، یہ کتاب ان صوفیہ کرام کے حالات میں ہے جو دہلی میں مدفون ہیں، مرزا محمد صادق ہمدانی نے اس کتاب کو ۱۰۲۳ھ میں شہنشاہ جہاں گیر کے عہد حکومت میں تصنیف کیا ہے۔

تذکرۃ الابرار، سید محمد رضوی بخاری گجراتی بن جلال کی تصنیف ہے۔

تذکرۃ الاصفیا، مشائخ چشت کے حالات میں شیخ رحمت اللہ بجنوری بن غلام محمد کی تصنیف ہے۔

سفینۃ الاولیا سکینۃ الاولیا، یہ دونوں کتابیں شہنشاہ شاہ جہاں کے سب سے بڑے لڑکے داراشکوہ کی تصنیف ہیں۔

مناقب العارفین (بزبان فارسی) مشائخ چشت کے حالات میں ایک جامع کتاب شیخ یٰسین بنارسی بن احمد کی تصنیف ہے۔

سیرۃ الاولیا، مشائخ چشت کے حالات میں شیخ عبدالعزیز جون پوری بن فخر الدین کی تصنیف ہے۔

الطبقات الحسامیہ، مصنفہ شیخ عبید اللہ نقشبندی دہلوی بن عبدالباقی۔

اخبار الاولیا، مصنفہ شیخ عبداللہ نقشبندی دہلوی بن عبدالباقی۔

سنوات الاتقیا، صوفیہ ومشائخ کے حالات وسن وفات میں شیخ بدر الدین سرہندی

بن ابراہیم کی تصنیف ہے۔

کرامات الاولیاء، مجمع الاولیا، یہ دونوں کتابیں بھی شیخ بدر الدین سرہندی بن ابراہیم کی تصنیف ہیں۔

کرامات الاولیاء، مصنفہ شیخ نظام الدین احمد صدیقی بن محمد صالح، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۰۶۵ھ ہے۔

مصباح العاشقین، یہ کتاب چار جلدوں میں مشائخ چشت کے حالات میں شیخ وجیہ الدین جندواروی کی تصنیف ہے، اس کتاب کا صرف پہلا حصہ ملتا ہے، بقیہ حصے ناپید ہیں۔

گنج رشیدی، مصنفہ شیخ نصرت جمال ملتانی۔

گنج ارشدی، مصنفہ شیخ جمال رشیدی جون پوری۔

روضۃ القیومیہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی بن عبدالاحد کی اولاد میں جو صوفیہ گزرے ہیں، ان کے حالات میں یہ کتاب شیخ محمد احسان سرہندی کی تصنیف ہے۔

سیر المرشدین، مصنفہ شیخ سراج احمد محدث سرہندی۔

مؤنس الارواح، مصنفہ جہاں آرا بیگم بنت شہنشاہ شاہ جہاں، مصنفہ نے یہ کتاب مشائخ چشت کے حالات میں ۱۰۴۹ھ میں تصنیف کی ہے۔

کتاب در حالات مشائخ چشت، مصنفہ شیخ علی محمد دہلوی بن شیخ عبدالحق بن سیف الدین۔

وسیلۃ النجاۃ، مشائخ چشت کے حالات میں شیخ امین الدین جون پوری بن غیاث الدین کی تصنیف ہے۔

المنازل الاثنا عشریہ فی طبقات الاولیا، مصنفہ شیخ عبدالباسط صدیقی قنوجی بن رستم علی فارسی زبان میں یہ ایک جامع کتاب ہے۔

اشرف السیر، چشتی حسامی صوفیہ کے حالات میں شیخ پناہ عطا سلونی بن کریم عطا

ادہن کی تصنیف ہے۔

مناقب الاولیاء، مصنفہ شیخ احمد صالحی امیٹھوی بن ابوسعید۔

خلاصۃ المناقب، مصنفہ شیخ محمد شاکر لکھنوی بن عصمت اللہ۔

بحر زخار، مصنفہ شیخ وجیہ الدین اشرف لکھنوی یہ اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے اور دو جلدوں میں ہے۔

بسط الکلام فی وفیات الاعلام، مصنفہ شیخ یحی عباسی الہ آبادی بن امین۔

روضۃ الاولیا مصنفہ میر سید غلام علی آزاد بلگرامی بن نوح۔

روضۃ الاولیا، بیجاپور کے مشائخ کے حالات میں شیخ ابراہیم بیجاپوری بن مرتضیٰ نے ۱۲۰۶ھ میں تصنیف کی ہے۔

اقتباس الانوار، چشتی صابری صوفیہ کے حالات میں شیخ محمد اکرم راسوی بن محمد علی کی تصنیف ہے۔

انفاس العارفین، شیخ کبیر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی بن شاہ عبدالرحیم کی تصنیف ہے۔

حصول المقصود، قلندری صوفیہ کے حالات میں شیخ تراب علی کاکوروی بن کاظم کی کتاب ہے۔

الانتصاح بذکر اہل الصلاح، مصنفہ شیخ علی انور کاکوروی بن علی اکبر۔

حدیقۃ الاولیا (بزبان اردو) خزینۃ الاصفیا (بزبان فارسی) دو جلدوں میں ہے، یہ دونوں کتابیں مفتی غلام سرور لاہوری کی تصنیف ہیں۔

عین الولایۃ، چشتی صفوی مشائخ کے حالات میں شیخ ولایت علی کی تصنیف ہے۔

مرأۃ الکونین، ہندوستان کے صوفیہ کے حالات میں مولوی غلام نبی فردوسی بن محمد حسن کی تصنیف ہے۔

تذکرۃ الاولیاء، مصنفہ شیخ سیف الدین الوری بن محی الدین۔

تذکرۃ المشائخ، مصنفہ مولوی رفیع الدین مراد آبادی۔

انوار اقندھار، مصنفہ مولوی رفیع الدین قندھاری دکنی۔

تذکرۃ المشائخ برہان پور کے صوفیہ کے حالات میں۔

عنایت الٰہی، مصنفہ مولانا شمس الدین بالا پوری، متوفی ۱۱۴۷ھ یہ کتاب نقشبندی صوفیہ کے حالات میں ہے۔

بحر رحمت، مصنفہ شیخ ابوسعید مدراسی، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۲۴۱ھ ہے۔

معرفۃ الاولیا، مصنفہ منشی قادر خان بیدری، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۲۵۴ھ ہے۔

پنج گنج، صوفیا دکن کے حالات میں قاضی محمد فاضل مدراسی کی تصنیف ہے۔

مشکوٰۃ النبوۃ، مصنفہ شیخ غلام علی قادری حیدر آبادی، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۱۵۲ھ ہے۔

انوار العیون، اردو زبان میں نقشبندی صوفیہ کے حالات میں مولوی حسام الدین جون پوری کی تصنیف ہے۔

ایک جامع مفصل کتاب نقشبندی صوفیہ کے حالات میں۔

سیر الاقطاب، چشتی صابری صوفیہ کے حالات میں شیخ الہدیہ پانی پتی بن عبدالرحیم کی تصنیف ہے۔

انوار العارفین (بزبان فارسی) مصنفہ حافظ محمد حسین مراد آبادی۔

روضۃ الابرار (بزبان فارسی) صوفیائے کشمیر کے حالات میں یہ ایک رسالہ ہے، جس کو محمد الدین لاہوری نے مرتب کیا ہے۔

رسالہ بزبان اردو، برہان پور کے صوفیہ کے حالات میں مولوی خلیل الرحمٰن برہان پوری کی تصنیف ہے۔

ریاض الاولیا (بزبان فارسی) مصنفہ بختاور خاں عالم گیری۔

تواریخ آئینہ تصوف، مصنفہ شیخ محمد حسن صابری رام پوری۔

محبوب ذوالمنن، صوفیائے دکن کے حالات میں اردو زبان میں دو جلدوں میں مولوی عبدالجبار آصفی ملکاپوری حیدرآبادی کی تصنیف ہے۔

شجرہ محمودیہ، مصنفہ سید منیرالدین حیدرآبادی۔

انوارالاخبار، مصنفہ سید انواراللہ۔

تذکرۃ الواصلین، اردو زبان میں بدایوں کے صوفیہ کے حالات میں مولوی رضی الدین بدایونی بن سعیدالدین کی تصنیف ہے۔

تذکرۃ الکرام، پھلواری شریف ضلع پٹنہ کے قادری صوفیہ کے حالات میں شیخ ابوالحیات پھلواروی بن نعمت اللہ کی تصنیف ہے۔

معدن الجواہر، بیدر کے قادری صوفیہ کے حالات میں شیخ عبدالقادر قادری بیدری بن احمد بن بدرالدین کی تصنیف ہے۔

مناقب فریدیہ، شیخ احمد اختر بن دار بخت بن ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ تیموری کی تصنیف ہے، یہ کتاب اردو زبان میں چشتی فخری صوفیہ کے حالات میں ایک جلد میں ہے۔

انیس المحققین، میر سید غلام علی حسینی واسطی بلگرامی نے اپنے خاندان کے بزرگان دین اور صوفیہ کے حالات میں یہ کتاب لکھی ہے۔

الاسراریہ، فارسی زبان میں ایک ضخیم کتاب ہے، اس کے مصنف سید کمال محمد حسینی امروہوی سنبھلی بن سید لعل ہیں، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۰۷۹ھ ہے۔

علماء کے حالات میں کتابیں

النورالسافر، دسویں صدی ہجری کے علما کے حالات میں عربی زبان میں شیخ

عبدالقادر بن شیخ حضرمی کی تصنیف ہے۔

مہمۃ المحدثین، فارسی زبان میں امتنان خواص خاں بیجاپوری حنفی کی تصنیف ہے، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۰۸۲ھ ہے۔

طبقات الحفاظ، مصنفہ مرزا محمد بدخشی بن رستم، یہ کتاب سمعانی کی کتاب الانساب سے ماخوذ ہے۔

خاصۃ الحیات، حکیم احمد ٹھٹھوی سندھی بن نصر اللہ نے حکما کے حالات میں یہ کتاب ابوالفتح گیلانی بن عبدالرزاق کے لیے تصنیف کی ہے۔

سبحۃ المرجان (بزبان عربی) مآثر الکرام فی تاریخ بلگرام (بزبان فارسی) یہ دونوں کتابیں میر سید غلام علی آزاد بلگرامی بن نوح حسینی کی تصنیف ہیں۔

تاریخ العلما، علمائے جون پور کے حالات میں شیخ خیر الدین محمد الہ آبادی کی تصنیف ہے۔

تذکرۃ العلما فارسی زبان میں شیعہ علما کے حالات پر مولوی مہدی شیعی فیض آبادی بن نجف علی کی تصنیف ہے۔

نجوم السما فارسی زبان میں شیعی علما کے حالات پر مرزا محمد شیعی لکھنوی بن صادق متوفی ۱۳۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

تکملہ نجوم السما، مصنف نجوم السما کے صاحبزادہ حکیم مہدی بن محمد لکھنوی کی تصنیف ہے۔

بستان المحدثین، شیخ جلیل شاہ عبدالعزیز فاروقی بن شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیف ہے۔

آثار المحدثین، مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم، اس کتاب کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں موجود ہے۔

شذور العقیان فی تراجم الاعیان، شیعی علما کے حالات پر سید اعجاز حسین کنتوری بن مفتی محمد قلی کی تصنیف ہے۔

تاریخ الحکما، دکن کے کسی عالم نے عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں والی حیدر آباد دکن کے زمانہ میں تصنیف کی ہے۔

معدن الجواہر، (بزبان عربی) مصنفہ مولوی مہدی مدراسی بن عارف۔

تذکرۃ العلما، عربی زبان میں ایک رسالہ مولوی محمد اشرف لکھنوی بن نعمت اللہ کی تصنیف ہے۔

اتحاف النبلاء المتقین بمعاصر الفقراء المحد ثین، (بزبان فارسی)

التاج المکلل (بزبان عربی) الرحیق المختوم، فی تراجم ائمۃ العلوم، (بزبان عربی) یہ تینوں کتابیں نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی کی تصنیف ہیں۔

الفوائد البہیہ، حنفی علما کے حالات میں یہ کتاب مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی بن مولانا عبدالحلیم نے ۱۲۹۱ھ میں تصنیف فرمائی ہے، یہ کتاب کفوی کی طبقات کا خلاصہ ہے اور مصنف نے اس پر کچھ مزید اضافہ بھی کیا ہے۔

التعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ، مصنفہ مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلیؒ، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۲۹۳ھ ہے۔

النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر، فقہائے حنفیہ کے حالات میں ۱۲۹۱ھ میں تصنیف کی گئی۔

مقدمۃ السعایہ شرح وقایہ کی شرح، مقدمۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ، مقدمۃ الہدایہ، مزیلۃ الدرایہ، مقدمۃ التعلیق الممجد علی موطا الامام محمد، طرب الاماثل فی تراجم الافاضل، ابراز الغی الواقع فی شفاء العی، تذکرۃ الراشد لرد تبصرۃ الناقد، یہ تمام کتابیں عربی زبان میں مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات ہیں۔

مولانا عبدالحئ فرنگی محلی نے ابراز الغی اور تذکرۃ الراشد بعض معترضین کے جواب میں لکھی ہیں اوراس کی تفصیل یہ ہے کہ نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی کی کتاب الوفیات پر مولانا عبدالحئ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض کتابوں میں اعتراض کیا تھا، اس اعتراض کی تردید میں اورنواب صدیق حسن کی تائید میں بعض علمانے کتاب لکھی جس کا نام شفاء العی عما اوردالشیخ عبدالحئ رکھا، اس کتاب کے جواب میں مولانا عبدالحئ رحمۃ اللہ علیہ نے ابراز الغی والواقع فی شفاء العی تحریر فرمایا، پھر مولانا عبدالحئ رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کے جواب میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام تبصرۃ الناقد لردکید الحافظ ہے، اس کتاب کے جواب میں مولانا عبدالحئ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تذکرۃ الراشد تصنیف فرمائی۔

علماء کے حالات میں ہندوستانی مصنّفین کی مزید کتابیں درج ذیل ہیں:

تذکرۃ النبلاء، مصنفہ سید شمس الحق ڈیانوی بن امیر علی، یہ کتاب مکمل نہیں ہوسکی ہے۔

حدائق الحنفیہ، اردو زبان میں فقہائے احناف کے حالات میں شیخ فقیر محمد جھیلمی کی تصنیف ہے۔

تاریخ علماہند، فارسی زبان میں مولوی رحمان علی خاں ناروی کی کتاب ہے۔

تطئیب الاخوان بذکر علماء الزمان، بزبان اردو مولوی ادریس نگرامی بن عبدالعلی کی تصنیف ہے۔

آثار الاول، علمائے فرنگی محل کے حالات میں عربی زبان میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی بن عبدالوہاب کی تصنیف ہے۔

ایک کتاب علمائے فرنگی محل کے حالات میں اردوزبان میں مولوی الطاف الرحمٰن بڑاگاؤں کی تصنیف ہے۔

مجمع العلما، (بزبان اردو) مصنفہ مولوی منظورالدین کاکوروی۔

حیات علماء، (بزبان اردو) مصنفہ مولوی عبدالباقی سہوانی، اس کتاب میں

علمائے سہسوان کے حالات درج ہیں۔

علمائے سلف، نابینا علماء، اردو زبان میں یہ دو مختصر رسالے صدر یار جنگ مولوی حبیب الرحمٰن شیروانی کی تصنیف ہیں۔

آثار سلف، مصنفہ مولوی برکات علی لکھنوی۔

انسان العین فی مشائخ الحرمین، مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالعزیز۔

مخبر الواصلین، علما و مشائخ کے سنین وفات کے بیان میں یہ ایک منظوم رسالہ ابو عبداللہ محمد فاضل حسینی ترمذی اکبرآبادی بن احمد بن حسن کا تصنیف کردہ ہے۔

نزل من اتقی، عربی زبان میں شیخ عبدالرشید شوپیانی، کشمیری کی تصنیف ہے۔

وہ کتابیں جو شعرا کے حالات میں لکھی گئی ہیں:

لباب الالباب، شیخ محمد عوفی بن محمد نے ۶۲۷ھ میں تصنیف کی ہے۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے، ایرانی شعرا کے حالات میں ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب لکھی گئی ہے۔

ہفت اقلیم، مصنفہ شیخ احمد رازی بن احمد یہ کتاب ۱۰۰۲ھ میں اکبرآباد (آگرہ) میں لکھی گئی ہے۔

عرفات العارفین وعرسات العاشقین، مرزا تقی اوحدی بلیالی نے یہ کتاب اکبرآباد میں ۱۰۲۴ھ میں تصنیف کی ہے۔

خلاصۃ احوال الشعرا، مصنفہ شیخ عبداللطیف عباسی بن عبداللہ مصنف نے اس کتاب میں شعرا کے سات طبقات قائم کیے ہیں۔

مجمع النفائس، یہ ایک جامع کتاب ہے، شیخ سراج الدین علی خاں آرزو نے ۱۱۶۴ھ میں تصنیف کی ہے۔

مرآۃ الخیال، شیخ خان لوری بن امجد خاں نے ۱۱۰۲ھ میں تصنیف کیا ہے۔

مردم دیدہ، شیخ عبدالحکیم لاہوری نے ۱۱۷۵ھ میں تصنیف کی ہے۔

بہار بوستاں، (اس کا دوسرا نام بہارستان سخن بھی ہے) مصنفہ صمصام الدولہ عبدالرزاق خوافی جنرل شاہنواز خاں صفوی۔

تذکرہ بے نظیر، مصنفہ میر عبدالوہاب دولت آبادی، سن تصنیف ۱۱۷۲ھ ہے۔

خلاصۃ الکلام، علی ابراہیم خاں حسین آبادی کی تصنیف ہے، سن تصنیف ۱۱۹۸ھ ہے۔

ید بیضا، سن تصنیف ۱۱۴۸ھ ہے۔

سروآزاد، سن تصنیف ۱۱۶۶ھ ہے۔

خزانۂ عامرہ، سن تصنیف ۱۱۷۶ھ۔

یہ تینوں کتابیں میر سید غلام علی آزاد حسینی بلگرامی کی تصنیف ہیں۔

گنج شائیگاں، شیخ عمر بنارسی بن غوث متوفی ۱۲۱۵ھ کی تصنیف ہے۔

تذکرۃ الشعرا، مصنفہ مولانا رفیع الدین محدث قندھاری دکنی سن تصنیف ۱۲۱۶ھ ہے۔

گلزار اعظم، سن تصنیف ۱۲۶۹ھ ہے۔

صبحِ وطن، سن تصنیف ۱۲۵۷ھ ہے۔

یہ دونوں کتابیں نواب محمد غوث خاں مدراسی کی تصنیف ہیں۔

گلدستہ کرناٹک، مصنفہ حکیم باقر حسین نائطی متوفی ۱۲۴۸ھ۔

گلدستہ بیجاپور، مصنفہ میر احمد علی خاں بیجاپوری سن تصنیف ۱۲۷۷ھ ہے۔

آفتاب عالم تاب، مصنفہ قاضی محمد صادق ہگلوی بن لعل محمد۔

نتائج الافکار، مصنفہ شیخ قدر اللہ گوپامئوی، سن تصنیف ۱۲۵۶ھ ہے۔

ریاض الشعرا، مشہور شاعر علی قلی خان والہ داغستانی نے دہلی میں ۱۱۶۱ھ میں تصنیف کی ہے۔

سفینہ بے خبر، میر عظمت اللہ حسینی بلگرامی بن لطف اللہ، سن تصنیف ۱۱۴۱ھ ہے۔

تذکرۃ الشعرا حکیم رحم علی سکندری متوفی ۱۲۲۶ھ۔

شمع انجمن، مصنفہ نواب سید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی۔

نگارستان سخن، مصنفہ نواب سید نور الحسن خلف اکبر نواب سید صدیق حسن۔

صبح گلشن، مصنفہ نواب سید علی حسن خلف اصغر نواب سید صدیق حسن۔

روز روشن، مصنفہ مظفر حسین گوپامئوی ایٹھوی بن یوسف علی۔

شعر العجم (بزبان اردو چار جلدوں میں) مصنفہ مولوی شبلی نعمانی بن حبیب اللہ، یہ کتاب اپنے موضوع پر منفرد ہے، اس سے پہلے اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

تذکرہ حسینی، مصنفہ میر حسین دوست سنبھلی۔

کلمات الشعرا، اس کا دوسرا نام تذکرہ سرخوش بھی ہے، مصنفہ شیخ محمد افضل سرخوش ان کی وفات مغل بادشاہ فرخ سیر کے عہد حکومت میں ہوئی ہے۔

نشتر عشق، مصنفہ مرزا حسین علی خاں جامی عظیم آبادی بن آقا علی بن عسکر خاں سن تصنیف ۱۲۳۳ھ ہے۔

خلاصۃ الافکار، مصنفہ مرزا ابوطالب لکھنوی بن محمد بیگ متوفی ۱۲۲۰ھ۔

تذکرہ، مصنفہ شیخ غلام ہمدانی مصحفی امروہوی لکھنوی۔

طور معنی، ایک مختصر رسالہ بزبان فارسی مصنفہ مولوی احمد حسین سحر۔

آئینہ حیرت، شاعر عورتوں کا تذکرہ ہے، مصنفہ مولوی احمد حسین سحر۔

تذکرہ مصنفہ نقش علی، مصنف کا زمانہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اور والہ داغستانی کے بعد کا ہے۔

حیات الشعرا، مصنفہ محمد علی خاں۔

ہندوستانی شعراء کے حالات میں کتابیں

گلزار ابراہیم (بزبان فارسی) مصنفہ علی ابراہیم حسین آبادی، سن تصنیف ۱۲۲۰ھ ہے۔

گلشن ہند، مصنفہ مرزا لطف علی۔

تذکرۃ الشعرا، مصنفہ فتح علی شاہ دہلوی۔

طبقات الشعرا، مصنفہ مولوی قدرت اللہ حامد پوری۔

تذکرۃ الشعرا، مصنفہ میر حسن دہلوی۔

تذکرۃ الشعرا، مصنفہ میر محمد تقی میر اکبر آبادی۔

تذکرۃ الشعرا، مصنفہ مرزا محمد رفیع سودا دہلوی۔

تذکرۃ الشعرا، شیخ غلام ہمدانی مصحفی۔

تذکرۃ الشعرا، حکیم قدرت اللہ خان قاسم دہلوی۔

مخزن الشعراء، مصنفہ مرزا رحیم بیگ سردہنوی۔

مخزن الشعرا، شعرائے دکن کا تذکرہ، مصنفہ قاضی نور الدین حسین حسینی شیرازی، سن تصنیف ۱۲۶۸ھ۔

گلشن بے خار، نواب مصطفیٰ خان شیفتہ دہلوی، سن تصنیف ۱۲۵۰ھ ہے۔

گلستان سخن، مصنفہ مرزا قادر بخش تیموری دہلوی بن مکرم بخت۔

گلستان بے خزاں، مصنفہ حکیم قطب الدین اکبر آبادی، سن تصنیف ۱۲۶۵ھ ہے۔

انتخاب لاجواب، مصنفہ مولوی امام بخش صہبائی دہلوی۔

یادگار انتخاب، مصنفہ منشی امیر احمد امیر مینائی۔

سخن شعراء، مصنفہ مولوی عبد الغفور نساخ۔

تذکرہ بے نیش، مصنفہ سید مرتضیٰ مدراسی سن تصنیف ۱۲۶۵ھ ہے۔

طور کلیم، مصنفہ سید نور الحسن بن نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

مذاق سخن، مصنفہ نواب سید علی حسن بن نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

ماہ درخشاں، تذکرہ شاعر عورتوں کا، مصنفہ ابو القاسم شیروانی مالوی بن عباس۔

یادگار ضیغم، مصنفہ عبداللہ خاں حیدر آبادی۔

طرار عشق، مصنفہ نواب سید نور الحسن بن نواب سید صدیق حسن۔

آب حیات، مصنفہ مولوی محمد حسین آزاد دہلوی، اپنے موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے۔

بہار بے خزاں، (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی احمد حسین سحر۔

تذکرۃ الشعرا، مصنفہ سید فضل الحسن حسرت موہانی۔

کتب سیرت

ایک کتاب سیرت نبوی پر مصنفہ شیخ محمد حسینی دہلوی، خواجہ گیسو دراز بن یوسف، مدفون گلبرگہ۔

۱- الحدائق الخضرہ، نبی کریم ﷺ اور آپ کے عشرۂ مبشرہ صحابہ کی سیرت۔

۲- اتحاف الخضرۃ العزیزہ بعیون السیرۃ الوجیزہ۔

۳- المنتخب المصطفیٰ فی اخبار مولد المصطفیٰ۔

۴- المنہاج الی معرفۃ المعراج، یہ چاروں کتابیں عربی زبان میں سید عبد القادر گجراتی بن شیخ حضرمی کی تصنیفات ہیں۔

منتخب مواہب لدنیہ، مصنفہ شیخ طاہر سندھی برہان پوری بن یوسف۔

کتاب الشمائل، مصنفہ سید عبد الاول حسینی دہلوی بن علی بن علا الحسینی۔

بذل القوۃ فی سنی النبوۃ، مصنفہ شیخ محمد ہاشم سندھی بن عبد الغفور۔

مدارج النبوۃ (بزبان فارسی) دو جلدوں میں مصنفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بن

سیف الدین۔

مطلع الانوار البہیہ فی حلیۃ الجلیلۃ النبویۃ، مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین۔

نظم الدرر والمرجان، مصنفہ شیخ اوحدالدین برکی۔

ترجمہ نظم الدرر، مصنفہ سید علیم اللہ حسینی جالندھری بن عتیق اللہ۔

روضۃ النبی فی الشمائل، مصنفہ شیخ حبیب اللہ قنوجی۔

انوارالنبوہ فی الخصائص، مصنفہ مفتی ابوالوفا کشمیری۔

الآداب الاحمدیہ، مصنفہ شیخ احمد امیٹھوی بن ابوسعید صالحی۔

سلک الدرر فی السیر، مصنفہ شیخ محمد صدیق لاہوری۔

سرورالمحزون فی سیر النبی المامون، سیرت نبوی پر فارسی زبان میں یہ ایک رسالہ ہے، جس کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم نے تصنیف کیا ہے۔

قرۃ العیون، شرح قرۃ العیون (چھ جلدوں میں بزبان اردو) متن اور شرح نواب محمد علی خاں ٹونکی کی تصنیف ہے۔

جلاء العیون، منظوم رسالہ سید محمد علی رائے بریلوی ٹونکی بن عبدالسبحان کا تصنیف کردہ ہے، دوسرا منظوم رسالہ آنحضور ﷺ کے حلیہ مبارکہ پر سید محمد علی رائے بریلوی ٹونکی بن عبدالسبحان کا تصنیف کردہ ہے۔

گوہر مخزون، منظوم کتاب بزبان اردو مرتبہ سید عبدالرزاق رائے بریلوی ٹونکی ولد محمد سعید۔

عین العیون، (بزبان اردو) ترجمہ سرورالمحزون مرتبہ سید ابوالقاسم حسینی ہنسوی بن عبدالعزیز۔

ایک رسالہ معراج پر (بزبان عربی) مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی بن شاہ ولی اللہ دہلوی۔

رسالہ معراج پر (بزبان عربی) مصنفہ شیخ ظہور انصاری لکھنوی بن حیدر۔

رسالہ معراج پر، مصنفہ مولوی جان محمد لاہوری۔

معراج نامہ (بزبان اردو) مصنفہ شیخ رؤف احمد رام پوری۔

نادر المعراج (بزبان فارسی) مصنفہ مولانا شیخ العالم اکبر آبادی، یہ کتاب شاہ جہاں بادشاہ کے زمانہ میں تصنیف کی گئی۔

ذریعۃ الاستشفاع، سیرت نبوی پر مولوی نصیر الدین برہان پوری بن جلال الدین متوفی ۱۲۹۳ھ کی تصنیف ہے۔

کشف الاسرار، سیرت نبوی پر مولوی ولی اللہ لکھنوی بن حبیب اللہ کی تصنیف ہے۔

تحفۃ المحبین، سیرت نبوی پر شیخ عبداللہ شافعی مدراسی بن صبغۃ اللہ کی تصنیف ہے۔

سلوا الکئیب بذکر الحبیب، مصنفہ محدث شیخ رفیع الدین مراد آبادی۔

شیم الحبیب، مصنفہ مفتی الٰہی بخش کاندھلوی بن شیخ الاسلام سن تصنیف ۱۲۰۹ھ ہے۔

ضیاء القلوب، سیرت نبوی پر سید علی اکبر الہ آبادی بن علی جعفر کی تصنیف ہے۔

امیر السیر، سیرت نبوی ﷺ پر مولوی بہادر علی خاں دہلوی کی تصنیف ہے۔

فعل الخیرات، مصنفہ سید حسن عسکری بلگرامی بن نوازش علی۔

السیرۃ المحمدیہ (بزبان عربی) ایک ضخیم کتاب ہے، اس کے مصنف مولوی کرامت العلی اسرائیلی دہلوی حیدر آبادی ہیں۔

تاریخ حبیب الٰہ، الکلام المبین، معجزات نبوی پر، یہ دونوں کتابیں مفتی عنایت احمد کاکوروی کی تصنیف ہیں۔

الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ، بلوغ العلی بمعرفۃ الحلی، اردو زبان میں یہ دونوں کتابیں نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی کی تصنیف ہیں۔

خطبات احمدیہ، جلاء القلوب، یہ دونوں کتابیں سر سید احمد خاں دہلوی بن محمد متقی کی

تصنیف ہیں۔

میلاد الرسول، اردو میں سیرت نبوی ﷺ پر یہ رسالہ شیخ حسن قادری پھلواروی بن شاہ سلیمان پھلواروی کی تصنیف ہے۔

میلاد النبی ﷺ، سیرت نبوی ﷺ پر اردو زبان میں یہ رسالہ حافظ محب الحق عظیم آبادی کی تصنیف ہے۔

تذکرۃ المصطفے ﷺ، سیرت نبوی ﷺ پر یہ ایک عمدہ کتاب ہے، اس کے مصنف مولوی نواب علی نیوتنی ہیں۔

خیابان آفرینش، سیرت نبوی ﷺ پر اردو زبان میں یہ رسالہ مشہور شاعر منشی امیر احمد امیر مینائی کی تصنیف ہے۔

السیرۃ المحمدیہ (بزبان اردو) مصنفہ مرزا حیرت دہلوی۔

رحمۃ للعالمین ﷺ، سیرت نبوی ﷺ پر ایک جامع کتاب ہے، اس کے مصنف قاضی سلیمان منصور پوری بن احمد شاہ ہیں۔

اسپرٹ آف اسلام (بزبان انگریزی) مصنفہ سید امیر علی کلکتوی۔

تنقید الکلام فی احوال شعائر الاسلام، یہ اردو ترجمہ سید ابوالحسن لکھنوی کا ہے۔

بہار خلد، شمائل نبوی پر اردو زبان میں نظم کا ایک مجموعہ ہے۔

نسیم جنت، اردو زبان میں ایک منظوم رسالہ ہے، یہ دونوں رسالے مولوی کفایت اللہ مرادآبادی کے نظم کردہ ہیں۔

سیرۃ الحبیب الشفیع، اردو زبان میں سیرت نبوی ﷺ پر ایک رسالہ۔

السیرۃ النبویہ، سیرت نبوی ﷺ پر اردو زبان میں ایک رسالہ، یہ دونوں کتابیں مولوی عبدالشکور کاکوروی بن ناظر علی کی تصنیف ہیں۔

مہر نبوت اردو زبان میں ایک رسالہ قاضی سلیمان منصور پوری بن احمد شاہ کی

تصنیف ہے۔

وسیلہ النجاۃ، مصنفہ مولوی نقی علی بریلوی بن رضا علی۔

نور العینین، سیرت نبوی ﷺ پر شیخ محمد علی لکھنوی بن عبد العزیز کی تصنیف ہے۔

بیان المحمود فی ذکر ولادۃ النبی المسعود، مصنفہ خطیب سید محمد محمود حیدر آبادی۔

الدر الاباہر ترجمہ عقد الجوہر (بزبان اردو) مصنفہ حکیم حفاظت حسین۔

الدمع الہتون، ترجمہ جلاء العیون، مرتبہ سید عبد الحسین بارہوی۔

ربیع الانوار، سیرت نبوی ﷺ پر مولوی عبید اللہ مدراسی بن صبغۃ اللہ کی تصنیف ہے۔

سرور القلوب، سیرت نبوی ﷺ پر مولوی نقی علی بریلوی بن رضا علی کی تصنیف ہے۔

شمائل الرسول ﷺ (بزبان اردو) مصنفہ عبد الجبار آصفی حیدر آبادی۔

عزیز السیر، مصنفہ مولوی عبد العزیز حیدر آبادی بن مہدی۔

منہاج النبوہ ترجمہ مدارج النبوہ (بزبان اردو) مصنفہ خواجہ عبد الحمید۔

ناصر المحسنین فی اخلاق سید المرسلین، مصنفہ حکیم ناصر علی غیاث پوری۔

کافور عظیم، سیرت نبوی ﷺ پر اردو زبان میں ایک رسالہ، مصنفہ سید عبد اللہ دہلوی بن میر احمد بن اسحاق۔

سیرۃ النبی[1]، مصنفہ شیخ شبلی نعمانی بن حبیب اللہ، اردو زبان میں سیرت نبوی ﷺ پر یہ ایک ضخیم کتاب ہے، یہ کتاب اگر مکمل ہوتی تو اس کی پانچ ضخیم جلدیں ہوتیں، جلد اول کا نصف حصہ شائع ہوا ہے۔

---

[1] اس کتاب کے مصنف کے انتقال کے بعد سیرۃ النبی ﷺ کی پہلی جلد کا دوسرا حصہ مصنفہ مولانا شبلی نعمانی شائع ہوا اور اس کے بعد سیرۃ النبی ﷺ کی تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی اور ساتویں جلدیں مولانا شبلی کے شاگرد رشید مولانا سید سلیمان ندویؒ کے قلم سے شائع ہوئی ہیں، یہ کتاب وسعت معلومات میں دینیات کی انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے، علی الحسنی۔

اہل بیت صوفیہ اور اکابرین کے حالات میں کتابیں

الفاروق، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حالات میں۔

المامون، عباسی خلیفہ ماموں رشید کے حالات میں۔

سیرۃ النعمان، امام ابوحنیفہ کے حالات میں۔

الغزالی، امام غزالی کے حالات میں، اردو زبان میں یہ چاروں کتابیں مولوی شبلی نعمانی بن حبیب اللہ کی تصانیف ہیں۔

السیدہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت پر شیخ حسن قادری پھلواروی بن شاہ سلیمان پھلواری کی تصنیف ہے۔

سیرت عمر بن عبدالعزیز، مولوی عبدالقادر مئوی بن عبداللہ کی تصنیف ہے۔

سیرت شافعی (بزبان اردو) مصنفہ شیخ نجم الدین سیوہاروی۔

تذکرہ ابوالنجیب ضیاء الدین عبدالقاہر سہروردی، مصنفہ شیخ حسن پھلواروی بن شاہ سلیمان پھلواروی۔

سیرت شرف، (بزبان اردو) شیخ امام شرف الدین احمد بن یحیٰ منیری کے حالات میں مصنفہ سید ضمیر الدین احمد بہاری۔

سیرت شیخ ابوبکر شبلی (بزبان اردو) مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی۔

سیرت امام ابوالقاسم جنید بغدادی، مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی۔

سیرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، (بزبان اردو) مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی۔

تذکرۃ العارفین، سیرت شیخ عبدالقادر جیلانی مصنفہ شیخ حسن علوی کاکوروی بن حسین۔

سیرت خالد بن ولید، مصنفہ سید ابراہیم عفو حیدر آبادی۔

الہارون، عباسی خلیفہ ہارون رشید کے حالات میں مصنفہ مولوی مصباح الدین رہتکی۔

سیرت ام المومنین ام سلمہ ﷞ (بزبان اردو) مصنفہ سید طلحہ حسنی حسینی ٹونکی بن محمد۔

سیرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (بزبان اردو) مصنفہ سید سلیمان ندوی دسنوی بن ابوالحسن حسینی۔

عائشہ صدیقہ، حضرت عائشہ ﷞ کے حالات میں (بزبان اردو) مصنفہ مولوی نیاز محمد فتح پوری بن امیر خان۔

سیرت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ﷞ مصنفہ مولوی مظہر حسن دیو بندی۔

سیرت سیدہ سکینہ بنت حسین بن علی ﷛ (بزبان اردو) مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی۔

علمانے اس کتاب پر سخت اعتراضات کیے، جس کے نتیجہ میں مصنف حیدر آباد چلے گئے۔

الصدیق، حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے حالات میں مصنفہ حافظ عبدالرحمٰن امرتسری۔

المرتضیٰ، حضرت علی ﷛ کے حالات میں مصنفہ حافظ عبدالرحمٰن امرتسری۔

سیرت الصدیق، اردو زبان میں حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے حالات میں مصنفہ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی۔

سیرت الفاروق، اردو زبان میں ایک جامع کتاب مصنفہ سراج الدین احمد ساکن راولپنڈی۔

سیرت الفاروق، مصنفہ امراؤ مرزا حیرت دہلوی۔

تذکرہ حبیب اللہی، شیخ حبیب اللہ بیجاپوری بن احمد کے حالات میں مصنفہ مولوی

تذکرہ حبیب الٰہی، شیخ حبیب اللہ بیجاپوری بن احمد کے حالات میں مصنفہ مولوی عبدالقادر۔

سیر محمدی، شیخ محمد یوسف حسینی دہلوی گیسودراز مدفون گلبرگہ کے حالات میں مصنفہ شیخ محمد سامانوی بن علی۔

تذکرۃ المراد، شیخ محمد حسین ٹھٹھوی سندھی کے حالات میں مصنفہ محمد حسین صفائی۔

مناقب الصدیقین، شیخ عبدالمقتدر دہلوی بن محمود بن سلیمان کے حالات میں ان کے کسی شاگرد کی تصنیف ہے۔

مطالع الانوار، شیخ عبدالمقتدر دہلوی کے حالات ومناقب میں، ان کے پوتے ابوالفتح بن عبدالحی بن عبدالمقتدر کی تصنیف ہے۔

سیر نظامی (بزبان فارسی) شیخ نظام الدین امیٹھوی بن یٰسین کے مناقب وحالات میں مصنفہ شیخ عبدالرزاق حنفی امیٹھوی بن خاصہ خدا۔

اخلاق جعفری (بزبان فارسی) شیخ جعفر امیٹھوی بن نظام الدین کے حالات میں، مصنفہ شیخ عبدالسلام امیٹھوی۔

اربع عناصر (بزبان فارسی شیخ نظام الدین اوران کے صاحبزادہ شیخ جعفر کے حالات میں مصنفہ شیخ محمد عاصم امیٹھوی۔

روضات المریدین فی اوصاف غوث العالمین (بزبان فارسی) شیخ قاسم افغانی پشاوری بن قدیم کے حالات میں مصنفہ شیخ ابوتراب اسحاق لاہوری، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۰۲۰ھ ہے۔

ملفوظ بندگی (بزبان فارسی) شیخ نظام الدین عثمانی امیٹھوی بن محمد یٰسین کے حالات میں، مصنفہ شیخ محمد علی امیٹھوی بن عبدالجبار بن عبداللہ۔

القول الجلی فی مناقب الولی، حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم کے حالات میں مصنفہ شیخ محمد عاشق پھلتی۔

مقالات طریقت، شاہ عبدالعزیز دہلوی بن شاہ ولی اللہ کے حالات میں مصنفہ شیخ عبدالرحیم ضیاء حیدر آبادی۔

منظورۃ السعدا، امام کبیر حضرت سید احمد شہید بن سید عرفان کے حالات میں مصنفہ شیخ جعفر علی بستوی۔

مخزن احمدی، امام کبیر سید احمد شہید کے حالات میں، مصنفہ سید محمد علی ٹونکی بن عبدالسبحان۔

سوانح احمدی، امام کبیر سید احمد شہید کے حالات میں مصنفہ شیخ محمد جعفر تھانیسری انبالوی۔

سیرت علمیہ، سید شاہ علم اللہ رائے بریلوی بن سید فضل کے حالات میں مصنفہ والد محترم سید فخر الدین بن سید عبدالعلی۔

اعلام الہدی، شاہ سید علم اللہ رائے بریلوی کے حالات میں مصنفہ سید نعمان نصیر آبادی بن نور۔

حیات طیبہ، شاہ اسماعیل شہید دہلوی بن شاہ عبدالغنی کے حالات میں مصنفہ امراؤ مرزا حیرت دہلوی۔

مناقب رزاقیہ، سید شاہ عبدالرزاق ہانسوی کے حالات میں، مصنفہ شیخ ملا نظام الدین فرنگی محلی سہالوی۔

مناقب فخریہ، شاہ فخر الدین دہلوی کے حالات میں۔

تذکرہ آدمیہ، شیخ آدم بنوری بن اسماعیل کے حالات میں۔

مرأۃ مداری، شیخ بدیع الدین مدار مکن پوری کے حالات میں۔

مرأۃ مسعوی، سید سالار مسعود غازی کے حالات میں یہ سب کتابیں شیخ عبدالرحمٰن دیلتھوی کی تصنیفات ہیں۔

تذکرۃ الٰہی، شیخ مظفر علی اکبر آبادی کے حالات میں۔

مرأۃ الولایہ، شیخ عبدالجلیل بیانوی لکھنوی بن عمر کے حالات میں، یہ دونوں کتابیں بھی شیخ عبدالرحمٰن دینتھوی کی تصنیفات ہیں۔

زاد المعاد، شیخ حسام الدین دہلوی کے حالات میں، مصنفہ شیخ عبداللہ نقشبندی دہلوی بن عبدالباقی۔

نجات المریدین، سیدنا عبدالقادر جیلانی کے حالات میں مصنفہ شیخ علی محمد بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

زبدۃ الآثار، ترجمہ بہجۃ الاسرار (بزبان فارسی) سیدنا عبدالقادر جیلانی کے حالات میں، مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

تحفۂ قادریہ، سیدنا عبدالقادر جیلانی کے حالات میں (بزبان فارسی) مصنفہ ابوالمعالی لاہوری بن رحمت اللہ متوفی ۱۰۲۴ھ۔

روضۃ النواظر، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات میں عربی زبان سے فارسی زبان میں داراشکوہ کے حکم سے شیخ بدرالدین سرہندی بن ابراہیم نے ترجمہ کیا۔

سرالصدور، شیخ حمیدالدین سوالی کے حالات میں مصنفہ فریدالدین سوالی ناگوری بن عبدالعزیز بن حمید سوالی۔

رسالہ قطبیہ، شیخ ملا قطب الدین شہید سہالوی کے حالات میں ملا عبدالعلی بحرالعلوم کے صاحبزادہ عبدالاعلا انصاری لکھنوی کی تصنیف ہے۔

کحل الجواہر، سیدنا عبدالقادر جیلانی کے حالات میں، مصنفہ شیخ عبدالقادر حسینی کنتوری مدراسی بن شریف الدین۔

حیات باقیہ، شیخ عبدالباقی نقشبندی دہلوی کے حالات میں مصنفہ حافظ رحیم بخش دہلوی۔

حیات معین الدین، شیخ خواجہ معین الدین حسن چشتی سجزی اجمیری کے حالات میں، مصنفہ شیخ حافظ اللہ صابری۔

حیات گیسودراز، شیخ محمد حسینی دہلوی بن یوسف گیسودراز مدفون گلبرگہ کے حالات میں۔

حیات بوعلی، شیخ بوعلی قلندر کے حالات میں۔

انہار المفاخر، (بزبان فارسی) سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات میں، یہ تینوں کتابیں شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصر الدین کی تصنیفات ہیں۔

وقائع احمدی، سیدنا امام سید احمد شہید رائے بریلوی کے حالات میں، مصنفہ شیخ محمد علی صدر پوری بن رمضان علی۔

کتاب المناقب، شیخ صبغۃ اللہ حسینی بھڑوچی بن روح اللہ کے حالات میں مصنفہ شیخ عبدالفتاح گجراتی، سن تصنیف ۱۰۳۵ھ ہے۔

تاریخ حسینی، سید محمد حسینی دہلوی گیسودراز بن یوسف مدفون گلبرگہ کے حالات میں مصنفہ ملک راجہ۔

تنویر الجنان، (بزبان فارسی) ضخیم جلد میں، شیخ عبدالرحمٰن صوفی لکھنوی کے حالات میں، مصنفہ مولوی نوراللہ اعظم پوری بن محمد مقیم۔

ریاض الانوار (بزبان اردو) شیخ عبدالعزیز دہلوی بن الٰہی بخش کے حالات میں، ان کے نواسہ عمر بن فرید دہلوی کی تصنیف ہے۔

الحیاۃ بعد الممات (بزبان اردو) میاں صاحب شیخ نذیر حسین محدث دہلوی کے حالات میں، مصنفہ شیخ فضل حسین مہدانوی بن فرخ حسین۔

التبیان، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب میں مصنفہ سید معین الدین حسین کاظمی کڑوی۔

عمدۃ الوسائل، شیخ انوار الحق کے حالات میں مصنفہ مولوی ولی اللہ لکھنوی بن حبیب اللہ۔

سیرت شیخ عبدالقادر جیلانی، مصنفہ مولوی عبدالرزاق لکھنوی بن جمال الدین۔

حسرۃ العالم، مولانا شیخ عبدالحلیم انصاری فرنگی محلی کے حالات میں، ان کے صاجبزادہ علامہ عبدالحئ فرنگی محلی کی تصنیف ہے۔

حسرۃ الفحول لوفاۃ نائب الرسول، مولانا عبدالحئ فرنگی محلی لکھنوی کے حالات میں، مصنفہ مولوی عبدالباقی لکھنوی۔

کنز البرکات فی سیرۃ ابی الحسنات، مولانا عبدالحئ فرنگی محلی کے حالات میں مصنفہ مولانا حفیظ اللہ اعظم گڑھی۔

حسرۃ المستر شد بوصال المرشد، مولانا شیخ عبدالوہاب انصاری فرنگی محلی کے حالات میں ان کے صاجبزادہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی کی تصنیف ہے۔

زبدۃ المقامات، (بزبان فارسی) حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی بن عبدالاحد کے حالات میں مصنفہ شیخ محمد ہاشم کشمی۔

حضرات القدس، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے حالات میں مصنفہ شیخ بدرالدین سرہندی بن ابراہیم۔

مقامات معصومی، حضرت مجدد الف ثانی کے صاجبزادہ خواجہ شیخ معصوم کے حالات میں، مصنفہ شیخ صغیر احمد سرہندی بن فضل اللہ بن عبدالقادر۔

عمدۃ المقامات، مصنفہ شیخ فضل اللہ مجددی۔

مقامات مظہریہ، حضرت مرزا جانجاناں شیخ شمس الدین حبیب اللہ علوی کے حالات میں مصنفہ شیخ شاہ غلام علی دہلوی۔

معمولات مظہریہ، شیخ شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جانجاناں کے حالات و مقامات پر مصنفہ مولوی نعیم اللہ علوی بہرائچی۔

مقامات سعیدیہ، شیخ احمد سعید دہلوی بن ابوسعید کے حالات میں مصنفہ شیخ مظہر دہلوی بن احمد سعید۔

اطلاع مخلصاں، مولانا عبدالسلام، ہنسوی بن ابوالقاسم حسینی واسطی کے حالات میں، ان کے بھتیجے ابوالقاسم ہنسوی بن عبدالعزیز کی تصنیف ہے۔

حالات ولی، مولانا عبدالسلام ہنسوی کے حالات میں مولوی رحمت علی ہنسوی کی تصنیف ہے۔

الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف، حضرت شاہ ولی اللہ محدث فاروقی دہلوی بن شاہ عبدالرحیم کی خودنوشت سوانح ہے۔

مرأۃ الحقائق (بزبان اردو) شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری کے حالات میں ہے۔

اردو زبان میں ایک رسالہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بن اسد علی نانوتوی کے حالات میں، مصنفہ مولانا یعقوب نانوتوی بن مولانا مملوک العلی۔

تذکرۃ الرشید (بزبان اردو) دو جلدوں میں، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں، مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی۔

الابتہاج فی ذکر الحسین ابن منصور الحلاج، مصنفہ مولوی تجمل حسین فاروقی گوپامئوی مدراسی۔

الذکر الجلی فی کرامات السید محمد علی، مصنفہ افسر الدولہ خان جہاں خاں مدراسی۔

اتحاف التقی فی فضل الشیخ علی المتقی، مصنفہ شیخ عبدالوہاب مانڈوی مہاجر بن ولی اللہ۔

بستان الغوثیہ (بزبان اردو) شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے حالات میں مصنفہ شیخ عبداللطیف ساگری۔

حیاۃ الولی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حالات میں مصنفہ حافظ رحیم بخش دہلوی۔

نجات قاسم، امیر ابوالعلا اکبرآبادی کے حالات میں، مصنفہ شیخ محمد قاسم۔

حیات وارث، شاہ وارث علی قادری دیوی کے حالات میں مصنفہ مرزا منعم بیگ وارثی۔

وہ کتابیں جو مشہور اور بڑے لوگوں کے حالات میں لکھی گئی ہیں:

حیات جاوید، سرسید احمد خاں دہلوی بن محمد متقی بانی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے حالات میں مصنفہ خواجہ الطاف حسین پانی پتی عرف مولانا حالی۔

حیات سعدی، مشہور شاعر شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے حالات میں مصنفہ مولانا حالی پانی پتی۔

یادگارِ غالب، مشہور شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی کے حالات میں مصنفہ مولانا الطاف حسین حالی پانی پتی۔

سیرت فریدی، فریدالدین دہلوی وزیر کے حالات میں، مصنفہ سرسید احمد خاں دہلوی۔

حیات مولانا کرامت حسین، مولوی سید کرامت حسین حسینی کنتوری بن سراج حسین کے حالات میں مصنفہ حامد علی خاں امروہوی۔

سیرت المحمود، دکن کے مشہور وزیر عماد الدین محمود گانواں گیلانی کے حالات میں مصنفہ مولوی عزیز مرزا دہلوی۔

حیات خسرو، امیر خسرو دہلوی بن سیف الدین کے حالات میں ایک مختصر رسالہ بزبان اردو مصنفہ سعید احمد مارہروی۔

حیات صالح، شاہ جہاں کے مشہور وزیر نواب سعد اللہ خاں تمیمی، چنیوٹی کے حالات میں ایک مختصر رسالہ مصنفہ سعید احمد مارہروی۔

حیات حافظ فارسی کے مشہور غزل گو شاعر شمس الدین خواجہ حافظ شیرازی کے حالات میں مولوی اسلم جیراجپوری بن سلامت اللہ کی تصنیف ہے۔

حیات جامی، مشہور عالم وصوفی شیخ عبدالرحمٰن جامی کے حالات میں مولوی اسلم

جیراج پوری بن سلامت اللہ کی تصنیف ہے۔

حیات صلاح الدین، صلاح الدین ایوبی کے حالات میں اردو زبان میں یہ کتاب سراج الدین احمد وکیل ساکن راولپنڈی کی تصنیف ہے۔

جہاں آرا، مغل بادشاہ شاہ جہاں کی بڑی صاحبزادی جہاں آرا بیگم کے حالات میں مصنفہ مولوی محبوب الرحمٰن۔

حیات صلاح الدین، صلاح الدین ایوبی کے حالات میں، مصنفہ مولوی احمد حسین الہ آبادی بن بدرالدین۔

حیات نورالدین، شام کے مشہور فرماروا سلطان نورالدین محمود زنگی کے حالات میں، مصنفہ مولوی احمد حسین الہ آبادی بن بدرالدین۔

نور جہاں، مغل بادشاہ جہاں گیر کی بیوی نور جہاں بیگم کے حالات میں مصنفہ مرزا حیرت دہلوی۔

حیات انیس مشہور مرثیہ گو شاعر میر ببر علی انیس لکھنوی کے حالات میں مصنفہ سید امجد علی اشہری۔

حیات عبدالرحمٰن، انگریزی زبان میں والی افغانستان امیر عبدالرحمٰن خاں افغانی کے حالات میں سلطان محمد سیالکوٹی کی تصنیف ہے، اس کتاب کے اردو زبان میں ترجمے ہوئے ہیں۔

زندگانی بے نظیر، مشہور شاعر نظیر اکبر آبادی کے حالات میں مصنفہ مولوی عبدالغفور بہاری۔

خان جہاں خانی، خان جہاں خاں لودھی عہد لودھی کے مشہور امیر کے حالات میں بزبان فارسی مصنفہ نعمت اللہ ہروی۔

مصنف نے یہ کتاب ۱۰۲۱ھ میں ملکاپور دکن میں تصنیف کی ہے اور اس کتاب

میں افغانوں کے نسب اوران کے قبائل کی بہت عمدہ تفصیل بیان کی ہے۔

مآثر رحیمی، عہد اکبری کے مشہور امیر اور جنرل عبدالرحیم خانخاناں بن بیرم خاں کے حالات میں مصنفہ ملا عبدالباقی نہاوندی۔

حیات صلاح الدین ایوبی (بزبان اردو) مصنفہ قاضی سراج الدین۔

البرامکہ، عباسی خلیفہ ہارون رشید کے برمکی وزرا کے حالات میں۔

نظام الملک سلجوقی سلطان اسپ ارسلان اور ملک شاہ سلجوقی کے وزیر نظام الملک طوسی کے حالات میں، یہ دونوں کتابیں منشی عبدالرزاق کان پوری کی تصنیف ہیں۔

سرگزشت نپولین، مصنفہ نواب وقارالملک مولوی مشتاق حسین امروہوی۔

سیرت ارادت خاں واضح، مصنفہ سید اشرف الشمس حیدرآبادی۔

جلوۂ داغ، اردو کے مشہور شاعر نواب مرزا خاں داغ دہلوی کے حالات میں مصنفہ سید علی احسن مارہروی۔

جلوۂ محبوب، صوبہ دار دکن آصف جاہ اول نواب قمرالدین خاں حیدرآبادی کے حالات میں، مصنفہ مولوی غلام صمدانی حیدرآبادی۔

سوانح تانتیا بھیل، مصنفہ منشی شرف الدین رام پوری۔

سیرت حسن الصباح، مصنفہ مولوی عبدالحلیم شرر لکھنوی۔

حیات ٹوڈرمل، شہنشاہ اکبر کے مشہور وزیر راجہ ٹوڈرمل کے حالات میں، مصنفہ مولوی احمد الدین۔ بی، اے۔

حیات القیصرہ، مصنفہ مولوی بشیرالدین دہلوی بن ڈپٹی مولوی نذیر احمد دہلوی۔

حیات نور جہاں، مصنفہ نواب عماد نواز جنگ حسن بن عبداللہ حیدرآبادی۔

سوانح ابوالفضل بن ملا مبارک ناگوری شہنشاہ اکبر کے مشہور وزیر ابوالفضل کے حالات میں مصنفہ مولوی احمد الدین، بی اے۔

سوانح ارسطو، مصنفہ نواب عماد نواز جنگ حسن بن عبداللہ حیدر آبادی۔

سوانح اکبر شاہ، مصنفہ مولوی احمد الدین، بی اے۔

سوانح بابا ناک، مصنفہ غلام قادر فصیح۔

سوانح زیب النساء بیگم، مصنفہ مولوی احمد الدین، بی اے۔

سوانح بابر شاہ تیموری، مصنفہ مولوی حبیب الرحمٰن خاں شروانی۔

سوانح لارڈ بیکن، مصنفہ مولوی عبدالستار فرنگی محلی۔

سوانح ملکہ وکٹوریہ، مصنفہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

مرقع عبرت، سلطنت آصفیہ حیدر آباد دکن کے مشہور وزیر سر سالار جنگ اول کے حالات میں، مصنفہ مولوی مہدی حسن فتح نواز جنگ۔

سوانح نوشیرواں ملک عادل، مصنفہ مولوی رحیم بخش۔

سوانح لقمان حکیم، سوانح افلاطون، سوانح ارسطو، یہ تینوں کتابیں مرزا حیرت دہلوی کی تصنیف ہیں۔

اورنگ زیب، مغل شہنشاہ عالم گیر بن شاہ جہاں کے حالات میں اور ان مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں، مصنفہ مولوی شبلی نعمانی بندولی بن حبیب اللہ۔

سیرت ابوریحان بیرونی، کتاب الہند کے مصنف ابوریحان محمد بیرونی بن احمد کے حالات میں، مصنفہ سید حسن برنی۔

حیات شاہ جہانی، والی بھوپال شاہ جہاں بیگم کے حالات میں، ان کی صاحبزادی سلطان جہاں بیگم نے بزبان اردو ایک ضخیم جلد میں یہ کتاب تصنیف کی ہے۔

تزک سلطانی، زبان اردو میں ایک ضخیم جلد میں یہ کتاب والیِ بھوپال سلطان جہاں بیگم کے حالات میں خود ان کی املا کرائی ہوئی ہے۔

نویں فصل

علم جغرافیہ

جغرافیہ یونانی لفظ ہے، اس کے لفظی معنی زمین کی شکل کے ہیں، اصطلاح میں علم جغرافیہ اس علم کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ تمام زمین کے حالات اور ممالک، پہاڑ اور نہروں میں زمین کی تقسیم کی کیفیات بیان کی جائے اور زمین میں بسنے والوں کے حالات و عادات پر زمین کے مختلف حصوں کے اختلاف کی وجہ سے جو فرق ہوتا ہے، وہ بھی علم جغرافیہ میں بیان کیا جاتا ہے، اس فن میں سب سے مشہور کتاب بطلیموس قلوزی کی ہے، بطلیموس کی اس کتاب کو عربی زبان میں مشہور عباسی خلیفہ مامون الرشید کے زمانہ میں منتقل کیا گیا ہے، مسلمان علما نے اس فن پر بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں سے مشہور بشاری کی احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، یاقوت حموی کی معجم البلدان، قزوینی کی آثار البلاد واخبار العباد، ابوالفداء کی تقویم البلدان، ابن مردویہ کی معجم البلدان ہیں۔

فن جغرافیہ پر ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

زبدۃ الاخبار، بزبان فارسی ایک جلد میں، مصنفہ شیخ ابومحمد حسن کشمیری بن صدرالدین۔

معجم البلدان (بزبان فارسی) ملا عبدالقادر بدایونی اور بعض دوسرے علما نے شہنشاہ اکبر کے حکم سے اس کتاب کو عربی زبان سے فارسی زبان میں منتقل کیا ہے۔

کتاب فی الجغرافیہ (بزبان عربی) مصنفہ شیخ عبدالوہاب شافعی مدراسی بن محمد غوث متوفی ۱۲۸۵ھ۔

کتاب فی جغرافیہ الطرق والشوارع، اس کتاب میں سلطنت اودھ کی سڑکوں و راستوں کا جغرافیہ بیان کیا گیا ہے، اس کے مصنف مفتی خلیل الدین کاکوروی بن نجم الدین متوفی ۱۲۸۱ ہجری ہیں۔

کتاب فی الکعبہ (بزبان فارسی) مصنفہ شیخ محمد ہاشم سندھی۔

کتاب الجغرافیہ (بزبان اردو) مصنفہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

جغرافیہ دکن، مصنفہ مولوی عبدالرحیم خاں۔

خلاصہ جغرافیہ عالم، مصنفہ سید عبدالفتح۔

الخارطۃ فی الدولۃ العلیۃ العثمانیہ، مصنفہ مولوی کبیر الدین احمد۔

کشاف عالم (بزبان فارسی) پرانی ونئی دنیا کا جغرافیہ یورپی مصنفین کی تحقیقات کے مطابق، مصنفہ حکیم الہند لکھنوی یہ کتاب مصنف کی زندگی میں ۱۲۶۵ھ میں لکھنو میں طبع ہوئی ہے۔

جغرافیۃ العرب، (بزبان اردو) مصنفہ مولوی شفقت علی بدایونی۔

جغرافیۃ العرب (بزبان اردو) مصنفہ حافظ سلامت اللہ انامی۔

دوسرا باب
علوم شرعیہ دینیہ کے بیان میں

اس میں سات فصلیں ہیں

۱- علم فقہ
۲- علم اصول فقہ
۳- علم فرائض (علم مواریث)
۴- فن حدیث
۵- فن تفسیر
۶- علم تصوف وسلوک
۷- علم کلام

پہلی فصل علم فقہ میں

فقہ وہ علم ہے جس میں تفصیلی دلائل کے ذریعہ احکام شرعیہ فرعیہ کے استنباط سے بحث کی جائے، اس علم کی بنیاد اصول فقہ کے مسائل ہیں اور دوسرے علوم شرعیہ سے بھی اس علم کو مدد حاصل ہوتی ہے۔

علم فقہ کا فائدہ احکام شرعیہ پر عمل کرنا ہے اور اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ اعمال شرعیہ پر عمل کرنے کا انسان میں ملکہ پیدا ہو اور عملی علوم کا دارومدار زیادہ تر دلائل ظنیہ پر ہوا کرتا ہے، علم فقہ بھی ایک عملی علم ہے، اگرچہ اس علم کا مدار کتاب وسنت ہیں اور وہ قطعی الثبوت ہیں لیکن کتاب وسنت کی دلالت اپنے معنی ومقصود پر ظنی مانی گئی ہے، اس لیے مسائل فقہیہ کا کتاب وسنت سے استنباط میں اجتہاد اور اختلاف رائے کی گنجائش ہے اور مقلد کے لیے کسی امام اور مجتہد کی رائے واجتہاد پر عمل کرنا جائز ہے۔

امت مسلمہ نے جن مذاہب فقہیہ کو قبول کیا ہے اور جو اب تک عالم اسلام میں موجود ہیں، وہ چار ہیں، ہر ایک کی نسبت الگ الگ امام کی طرف ہے، فقہ حنفی کے امام، امام ابوحنیفہ ہیں، فقہ مالکی کی نسبت امام مالک بن انس کی طرف ہے، فقہ شافعی کی نسبت امام شافعی کی طرف اور فقہ حنبلی کی نسبت امام احمد بن حنبل کی طرف ہے۔

عالم اسلام کے مختلف حصوں میں ان چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی فقہ کو قبولیت حاصل ہوئی ہے، مثلاً اندلس اور شمالی افریقہ کے مغربی حصہ میں لوگ فقہ مالکی پر عمل

کرتے ہیں، حجاز و یمن میں فقہ شافعی رائج ہے، نجد میں فقہ حنبلی پر عمل ہوتا ہے اور فقہ حنفی عراق ماوراءالنہر آذربیجان خوارزم افغانستان اور ہندوستان میں رائج ہے۔

ہندوستان میں ابتدا ہی سے فقہ حنفی کا رواج رہا ہے لیکن ساحل سمندر کے قریب مثلاً مدراس، ملیبار اور کوکن میں چوں کہ اہل یمن اور اہل حجاز کی آمد و رفت یہاں زیادہ تھی اس لیے اس علاقہ کے لوگ عام طور پر فقہ شافعی پر عامل ہیں اور آج بھی وہ اسی پر قائم ہیں، فقہ مالکی اور فقہ حنبلی کا کوئی اثر ہندوستان میں نہیں ہے، بجز اس کے کچھ لوگ مالکی اور حنبلی فقہ کے ماننے والے بغرض تجارت یا اور کسی مقصد سے ہندوستان آئے۔

ہندوستان میں اس صدی میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جو ان چاروں مذاہب میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتا ہے اور براہ راست کتاب وسنت سے مسائل فقہیہ کا استنباط کرتا ہے، اس گروہ میں کچھ تو وہ لوگ ہیں جن کی رائے معتدل اور افراط وتفریط سے خالی ہے، اس گروہ کی رائے یہ ہے کہ مسائل فقہیہ میں کسی امام کی تقلید جائز ہے کیوں کہ ہر شخص براہ راست کتاب وسنت سے مسائل نہیں نکال سکتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص براہ راست کتاب وسنت سے رجوع کرسکتا ہے اور اس میں اس کی اہلیت بھی ہے اور اس کی تحقیق اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ امام کی رائے اس مسئلہ میں کتاب وسنت سے زیادہ قریب نہیں ہے تو ایسے شخص کے لیے اس مسئلہ میں امام کی تقلید جائز نہیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پوتے حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید بن عبدالغنی بن ولی اللہ اور سید احمد شہید بریلوی بن سید عرفان اور ان کے اکثر اصحاب واتباع کی یہی رائے ہے۔

بعض لوگوں کے نزدیک مسائل فقہیہ میں کسی امام کی تقلید ناجائز وحرام ہے اور ان کے نزدیک کتاب وسنت سے جو احکام صراحۃً معلوم ہوں، انہیں کا اتباع کرنا چاہیے اور مسائل فقہ میں قیاس واجماع حجت شرعی نہیں ہے، یہ مسلک مولانا فاخر عباسی الہ آبادی بن یحیٰ اور میاں جی شیخ نذیر حسین حسینی دہلوی بن جواد علی اور نواب سید صدیق حسن حسینی بھوپالی

بعض لوگوں کے نزدیک مسائل فقہیہ میں کسی امام کی تقلید ناجائز وحرام ہے اوران کے نزدیک کتاب وسنت سے جواحکام صراحۃً معلوم ہوں، انہیں کا اتباع کرنا چاہیے اور مسائل فقہ میں قیاس واجماع حجت شرعی نہیں ہے، یہ مسلک مولانا فاخر عباسی الہ آبادی بن یحیٰ اورمیاں جی شیخ نذیر حسین حسینی دہلوی بن جواد علی اورنواب سید صدیق حسن حسینی بھوپالی اور ان کے متبعین کا ہے۔

ایک گروہ کی رائے اس معاملہ میں حدافراط تک پہنچی ہوئی ہے اورتقلید کی حرمت پر یہ لوگ بہت مصر ہیں، مقلدین کو یہ اہل بدعت میں شمار کرتے ہیں اوران کونفس کا غلام سمجھتے ہیں، یہ لوگ اپنی اس سخت رائے میں اس حدتک بڑھ گئے ہیں کہ ائمہ کرام اور بالخصوص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی بھی کردیتے ہیں، یہ مسلک شیخ عبدالحق بنارسی بن فضل اللہ اورشیخ عبداللہ صدیقی الہ آبادی وغیرہ کا ہے۔

ان لوگوں نے اپنے مسلک وخیال کے مطابق کتابیں بھی تصنیف کی ہیں، مثلاً شیخ معین الدین سندھی بن امین کی دراسات اللبیب اورشیخ فاخرالہ آبادی کی قرۃ العینین اورشاہ اسماعیل شہید دہلوی کی تنویر العینین اورمیاں سید نذیر حسین کی معیار الحق اورشیخ عبداللہ الہ آبادی کی اعتصام السنہ اورنواب سید صدیق حسن بھوپالی کی ''**الجنة فی الاسوة الحسنة بالسنة**'' کے وغیرہ ہیں، اس موضوع پرنواب سید صدیق حسن اوردوسرے علماء کی بہت سی مشہور کتابیں ہیں، جن کا تذکرہ ہم طوالت کے خیال سے نہیں کررہے ہیں، نواب سید صدیق حسن بھوپالی نے فقہ حدیث کے موضوع پرکچھ کتابیں تصنیف کی ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں: مسک الختام شرح بلوغ المرام، بدورالاہلہ، دلیل الطالب، ہدایۃ السائل، فتح المغیث، انہج المقبول، العرف الجادی وغیرہ۔

علمائے احناف میں بھی دوگروہ ہیں، ایک تحقیق وانصاف کی راہ پر ہے، مثلاً ملا بحرالعلوم عبدالعلی بن ملا نظام الدین مصنف ارکان اربعہ اورمولانا عبدالحی فرنگی محلی بن عبدالحلیم مصنف التعلیق الممجد، احناف میں دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جوتقلید پرسختی سے قائم ہے اوراس کے خلاف کوئی چیز نہیں برداشت کرسکتے ہیں، مثلاً مولانا شیخ فضل رسول اموی بدایونی اوران کے متبعین۔

فقہ حنفی پرجوکتابیں لکھی گئی ہیں، ان کے مختلف الگ الگ طبقات ہیں:

امام ابوحنیفہ کے مشہور شاگرد امام محمد بن حسن کی وہ کتابیں جن کو ظاہر الروایہ کہتے ہیں اور وہ چھ کتابیں ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

المبسوط، الزیادات، الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الصغیر، السیر الکبیر۔

دوسری قسم ان کتابوں کی ہے جن کو نوادر کہا جاتا ہے، اس فہرست میں امام محمد کی وہ کتابیں ہیں جو ظاہر الروایہ کے علاوہ ہیں، مثلاً الکیسانیات اور امام ابوحنیفہ کے مشہور شاگرد قاضی امام ابو یوسف کے وہ نوٹس ہیں جو ان کے املا کرائے ہوئے ہیں اور امام حسن ابن سماعہ اور معلیٰ بن منصور وغیرہ کی کتابیں نوادر کی فہرست میں ہیں۔

تیسری قسم ان کتابوں کی ہے جن کو واقعات کہا جاتا ہے، یہ وہ کتابیں ہیں جن میں وہ مسائل درج ہیں جن کو متاخرین نے فقہ حنفی کے اصول پر مستنبط کیا ہے، کیوں کہ جب ان سے ان مسائل کے بارہ میں فتویٰ پوچھا گیا تو انہوں نے متقدمین احناف کی کتابوں میں اس کا کوئی جواب نہیں پایا تھا، اس لیے وہ استنباط اور قیاس پر مجبور ہوئے، مثلاً ابواللیث کی ''النوازل'' اور ناطفی کی ''مجموع النوازل'' اور ''الواقعات'' اور صدر شہید کی ''الواقعات''۔

چوتھی قسم ان کتابوں کی ہے، جن کو فتاویٰ کہا جاتا ہے اور جن کو متاخرین احناف نے جمع فرمایا ہے، جیسے ''فتاویٰ قاضی خاں'' اور ''الخلاصہ'' اور ''الظہیریہ''۔

پانچویں قسم ان کتابوں کی ہے جس میں وہ مسائل بیان کیے گئے ہیں جو متاخرین کے نزدیک معتبر اور مستند ہیں اور یہ مسائل انہوں نے جمع کیے ہیں، ظاہر روایت اور ان مجموعوں سے جن پر متقدمین مشائخ نے امتیاز کیا تھا، مثلاً الوقایہ ''الکنز'' ''المختار'' ''مجمع البحرین'' اور ''القدوری'' فقہ حنفی میں قدوری کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں، مثلاً ہدایہ جس کے مصنف مرغینانی ہیں اور الدر المختار جس کے مصنف حصکفی ہیں، اس کے علاوہ بھی قدوری کی بہت سی شرحیں ہیں اور قدوری پر بڑے نادر حاشیے بھی لکھے گئے ہیں، مثلاً ابن ہمام کی فتح القدیر اور ابن عابدین کی ردالمختار۔

فقہ میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

علوم شرعیہ میں سب سے زیادہ فقہ پر ہندوستانی مصنّفین نے کتابیں لکھی ہیں، ان کتابوں میں سے کچھ اوپر لکھی ہوئی مستند کتابوں کی شرحیں اور حواشی ہیں اور کچھ فتوے کی کتابیں ہیں جو کتابیں حواشی وشروح کی حیثیت رکھتی ہیں وہ یہ ہیں:

شرح ہدایہ، مصنفہ شیخ حمیدالدین مخلص دہلوی متوفی ۷۶۴ھ۔

شرح ہدایہ، مصنفہ شیخ خدا داد دہلوی اس کتاب کا تذکرہ حاجی خلیفہ چلپی نے کشف الظنون میں کیا ہے۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ شیخ حسین غیاث پوری بن عمر العریضی متوفی ۷۹۸ھ۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ سید اشرف سمنانی کچھوچھوی بن ابراہیم متوفی ۸۰۸ھ۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ شیخ الہ داد جون پوری۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ مفتی عبدالسلام اعظمی دیوی۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ شیخ محمد نعیم جون پوری بن محمد فائز۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ شیخ پیر محمد جون پوری لکھنوی بن اولیا۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ شیخ ولی اللہ لکھنوی بن حبیب اللہ۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ شیخ عبدالحکیم لکھنوی بن عبدالرب۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ شیخ عبدالحلیم لکھنوی بن امین اللہ۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ سید عبداللہ حسینی بلگرامی بن آل احمد، یہ حاشیہ کتاب البیوع سے کتاب الشفا تک ہے۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی بن عبدالحلیم۔

حاشیہ ہدایہ، مصنفہ مولوی محمد حسن سنبھلی۔

ترجمہ ہدایہ (بزبان فارسی) مرتبہ شیخ عبدالحق سرہندی۔

ترجمہ ہدایہ (بزبان فارسی) مرتبہ قاضی غلام یحییٰ بہاری۔

مترجم نے یہ ترجمہ کسی انگریز افسر کے اشارہ سے کیا تھا، بعد میں شیخ محمد راشد بردوانی نے اس ترجمہ کی تصحیح کی ہے اور دوبارہ مرتب کیا ہے۔

ترجمہ ہدایہ (بزبان اردو) مرتبہ سید امیر علی لکھنوی بن معظم علی، ہدایہ کے اس اردو ترجمہ کا نام عین الہدایہ ہے۔

شرح وقایہ پر بھی بہت سی شرحیں اور حاشیے لکھے گئے ہیں مثلاً:

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ شیخ عنایت اللہ لاہوری، اس حاشیہ کا نام غایۃ الحواشی ہے اور دو جلدوں میں ہے۔

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ شیخ محمد وارث بنارسی بن عنایت اللہ۔

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ شیخ نورالدین گجراتی بن محمد صالح۔

السعایہ شرح وقایہ کی شرح، مصنفہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی بن عبدالحلیم، مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح وقایہ کی ایک دوسری شرح بھی لکھی ہے، اس شرح کا نام عمدۃ الرعایہ ہے اور شرح وقایہ کے نصف اول کی شرح ہے اور دو جلدوں میں ہے۔

حسن الولایہ حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ۔

تکملہ عمدۃ الرعایہ، مصنفہ مولوی عبدالحمید لکھنوی بن عبدالحلیم، یہ کتاب شرح وقایہ کی تیسری جلد کی شرح ہے۔

تکملہ عمدۃ الرعایہ، مصنف مولوی عبدالعزیز لکھنوی بن عبدالرحیم، یہ شرح وقایہ کی چوتھی جلد کی شرح ہے۔

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ مولانا مفتی یوسف فرنگی محلی بن محمد اصغر، یہ حاشیہ مسح راس کی بحث تک ہے۔

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ مولوی عبدالرزاق لکھنوی بن جمال الدین۔

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ والد محترم حکیم فخر الدین حسنی رائے بریلوی بن عبد العلی۔

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ شیخ برہان الدین دیوی بن سرفراز علی، یہ حاشیہ شرح وقایہ کی بحث طہر متخلل پر ہے۔

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ مولوی عبدالحلیم لکھنوی بن امین اللہ، یہ حاشیہ بھی شرح وقایہ کی بحث طہر متخلل پر ہے۔

حاشیہ شرح وقایہ، مرتبہ مفتی سعد اللہ مراد آبادی بن نظام الدین، یہ حاشیہ شرح وقایہ کی بحث طہر متخلل پر ہے۔

حاشیہ شرح وقایہ، طہر متخلل کی بحث پر، مرتبہ مولوی خادم احمد لکھنوی۔

حاشیہ شرح وقایہ، طہر متخلل کی بحث پر مرتبہ سید معین الدین حسینی کاظمی کڑوی۔

صرح الحمایہ شرح وقایہ، مصنفہ مولوی محمد حسن سنبھلی۔

ترجمہ شرح وقایہ (بزبان فارسی) مرتبہ شیخ عبدالحق سرہندی سن تالیف ۱۰۸۶ھ ہے۔

نور الابصار، یہ کتاب شرح وقایہ کا اردو ترجمہ اور اس کی شرح چار جلدوں میں ہے، اس کے مؤلف مولوی وحید الزماں لکھنوی بن مسیح الزماں ہیں۔

شرح مختصر الوقایہ، مؤلفہ شیخ عبدالشکور جون پوری۔

حل الضروری شرح مختصر القدوری، مرتبہ مولوی عبدالحمید لکھنوی بن عبدالحلیم۔

ملتقط الحقائق شرح کنز الدقائق، مصنفہ شیخ عنایت اللہ لاہوری۔

شرح کنز الدقائق، مؤلفہ مولوی محمد شکور جعفری بن امانت علی۔

تحفۃ العجم فی فقہ الامام الاعظم، فارسی زبان میں کنز الدقائق کا ترجمہ ہے، اس کے

مترجم محمد سلطان بریلوی ہیں اور سن تصنیف ۱۲۵۲ھ ہے۔

احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق (بزبان اردو) مترجم مولوی محمد احسن نانوتوی۔

فرح شاہی شرح خلاصہ کیدانی، مؤلفہ فیض الحسن گجراتی بن نور الحسن۔

شرح فرح شاہی، مؤلفہ شیخ محمد عابد لاہوری۔

شرح فرح شاہی، مؤلفہ مولوی محمد حسن سنبھلی۔

شرح فرح شاہی (بزبان فارسی) مؤلفہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی۔

حاشیہ درمختار، مؤلفہ مولوی عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی بن شاہ محمد۔

شرح درمختار (بزبان فارسی) باب تعزیرات کی مؤلفہ مفتی خلیل الدین خاں کاکوروی، مصنف نے یہ کتاب کلکتہ کے انگریز چیف جسٹس ہرنگٹن کے ایما سے لکھی ہے۔

غایۃ الاوتار، درمختار کا ترجمہ اور اردو زبان میں اس کی شرح بھی ہے، اس کے مصنف مولوی خرم علی بلہوری اور مولوی محمد احسن نانوتوی ہیں۔

ترجمہ فتاویٰ عالم گیری (بزبان اردو) مترجم سید امیر علی لکھنوی بن معظم علی اور بعض دوسرے حضرات عالم گیری کی کتاب الجنایات کی شرح (بزبان فارسی) مؤلفہ قاضی نجم الدین علی خاں کاکوروی۔

شرح مواہب الرحمٰن، مصنفہ شیخ جمال پٹنی گجراتی بن عبداللطیف بن عبدالحمید۔

حاشیہ ملامۃ کتاب البیوع سے کتاب الوصایا تک، مرتبہ مولوی محمد دین پنجابی۔

النیرۃ الوضیۃ، شرح الجواہر الموضیۃ، مصنفہ مولوی احمد رضا بریلوی بن نقی علی۔

کتب فتاویٰ

ہندوستانی علماء کی مرتب کردہ کتب فتاویٰ کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

فوائد فیروز شاہی، ملا محمد اتاری نے فیروز شاہ تغلق کے ایما سے یہ کتاب فقہ حنفی کے فتاویٰ پر فارسی زبان میں لکھی ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ، اس کے مصنف شیخ عالم دہلوی بن علا ہیں، مصنف نے یہ کتاب فیروز تغلق کے وزیر تاتارخاں کے لیے تصنیف کی ہے، کتاب دوجلدوں میں ہے، پہلی جلد کتاب الطہارت سے کتاب الوقف تک ہے اور دوسری جلد کتاب الکفالہ سے کتاب الوصایا تک ہے۔

مجموع خانی، یہ کتاب فقہ پر فارسی زبان میں ہے، اس میں ارکان اربعہ یعنی صلوٰۃ صوم حج اور زکوٰۃ کے مباحث ہیں، یہ کتاب الغ قتلق بہرام خاں کے لیے لکھی گئی، کہا جاتا ہے یہ کتاب شیخ کمال الدین ناگوری بن کریم الدین کی تصنیف ہے۔

خزانۃ الروایات، اس کے مصنف قاضی جگن حنفی گجراتی ہیں، یہ کتاب ایک جلد میں ہے، اس کی ابتدا **الحمدللہ الذی خلق الانسان وعلم البیان** سے ہے۔

فتاویٰ حمادیہ، مصنفہ ابوالفتح مفتی رکن الدین ناگوری بن حسام الدین یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔

فتاویٰ ابراہیم شاہی، اس کے مصنف قاضی نظام الدین کیکلانی ہیں، اس کتاب کی ابتدا **الحمد للہ الذی رفع منار العلم واعلا مقدارہ** سے ہے، علامہ چلپی نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ قاضی خاں کی یہ کتاب بہت ہی اہم اور بڑی ہے اور قاضی خاں کو اپنی اس تصنیف پر بڑا فخر تھا، مصنف نے یہ کتاب ایک سو ساٹھ کتابوں سے مرتب کی اور یہ سلطان ابراہیم شاہ کے لیے لکھی گئی ہے۔

فتاویٰ ضیائیہ، مصنفہ قاضی ضیاء الدین عمر سنامی بن عوض۔

مطالب المومنین، مصنفہ شیخ بدر الدین لاہوری بن تاج الدین بن عبدالرحیم۔

فتاویٰ برہنہ (بزبان فارسی) مصنفہ شیخ نصیر الدین بنانی لاہوری۔

فتاویٰ تورانیہ، مصنفہ میرک محمد سندھی بن محمود بن ابوسعید۔

فتاویٰ نقشبندیہ، مصنفہ شیخ معین الدین کشمیری بن خاوند محمود۔

مجموع البرکات (بزبان عربی) مصنفہ مفتی ابوالبرکات دہلوی بن سلطان بن ہاشم بن رکن الدین مصنف نے یہ کتاب ۱۱۱۶ھ میں تصنیف کی ہے، کتاب کی ابتدا **الحمدلله الذی نور قلوب الموحدین بنور التوحید والایمان** سے ہے۔

سراج منیر (بزبان عربی) مصنفہ مفتی تابع محمد لکھنوی بن مفتی محمد سعید سنہ تصنیف ۱۱۲۸ھ ہے، یہ کتاب بہت اہم اور بہترین کتابوں میں ہے، اس کی ابتدا **منك البدایه والیه النهایه یامن انار بعلم الفقه قلوب اولی الالباب** سے ہے۔

فصول معصومیہ، مصنفہ شیخ محمد معصوم جائسی بن نظام الدین۔

مختصر الشامی، مصنفہ خوند میاں لکھنوی۔

فتاویٰ نقشبندیہ، شیخ فیض الحسن سورتی گجراتی بن نور الحسن۔

کتاب الفقہ (چار جلدوں میں) مصنفہ مفتی ابوالوفا، حنفی کشمیری۔

فتاویٰ فقہیہ، مصنفہ میر محمد جون پوری لکھنوی بن اولیا۔

زبدۃ الروایات، مصنفہ سید علیم اللہ جالندھری بن عتیق اللہ۔

فتاویٰ فقہیہ، مصنفہ ملا غفران رام پوری بن تائب۔

منتخب الفتاویٰ (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی عبدالکافی مرشد آبادی، مصنف نے یہ کتاب ۱۲۴۶ھ میں مرشد آباد (بنگال) میں تصنیف کی ہے۔

فتاویٰ عزیزیہ، مصنفہ شیخ کبیر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی بن شاہ ولی اللہ، یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں ہے، اس میں مولانا عبدالحیٔ برہانوی بن ہبۃ اللہ اور حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی بن شاہ عبدالغنی دہلوی کے فتاویٰ بھی ہیں، فتاویٰ عزیزیہ کے جامع مولوی کریم اللہ کشمیری بن خلیل اللہ عرف مدار ہیں، سنہ ترتیب ۱۲۵۳ھ ہے۔

فتاویٰ محمدیہ، مرتبہ سلطان ٹیپو۔

فتاویٰ اختیار، مرتبہ مولوی سلامت علی خاں بنارسی۔

فتاویٰ شرفیہ، مرتبہ مفتی شرف الدین رام پوری۔

متفرقات احمدیہ، (دو جلدوں میں) مرتبہ فقیہ احمد رام پوری بن محمد سعید۔

فتاویٰ فقہیہ (بزبان فارسی) مرتبہ مرزا حسن علی محدث لکھنوی۔

فتاویٰ ناصریہ، فارسی زبان میں فقہ حنفی پر مرتبہ شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصر الدین۔

فتاویٰ فقہیہ، مرتبہ مولوی رحمت اللہ لکھنوی بن نور اللہ۔

فتاویٰ فقہیہ، مرتبہ مولوی رضا علی بنارسی بن سخاوت علی۔

جامع الفتاویٰ (چار جلدوں میں) مرتبہ سید عبد الفتاح گلشن آبادی بن عبد اللہ۔

فتاویٰ محمدیہ، مرتبہ شیخ محمد حنفی سندھی بن اسماعیل۔

مجموعہ فتاویٰ (تین جلدوں میں) مرتبہ مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلی لکھنوی بن مولانا عبد الحلیم۔

مجموعہ فتاویٰ، مرتبہ استاذی مولانا محمد نعیم لکھنوی بن عبد الحکیم۔

مجموعہ فتاویٰ، مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی بن عبد الحق۔

عطایا نبویہ در فتاویٰ رضویہ، مرتبہ مولوی احمد رضا بریلوی بن نقی علی۔

فتاویٰ ارتضائیہ، مرتبہ قاضی ارتضیٰ علی خاں فاروقی گوپامئوی۔

فتاوی محمود شاہی، مرتبہ قاضی ابو الخیر طیب ملتانی بن لدھا۔

فتاویٰ شہابیہ، مرتبہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جون پوری۔

البحار الزاخرۃ (بزبان عربی) مرتبہ شیخ حسام الدین حنفی دہلوی۔

فتاویٰ اشرفیہ، مرتبہ سید اشرف سمنانی کچھوچھوی بن ابراہیم۔

فتاویٰ عالم گیری

فتاویٰ عالم گیری کو فتاویٰ ہندی بھی کہا جاتا ہے، یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت جامع ہے، بہت زیادہ اہم اور مفید ہے، اس کی عبارت بہت ہی سہل ورواں ہے اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو بہت ہی عمدہ طریقہ سے حل کیا گیا ہے، اس میں مسائل بھی بہت زیادہ ہیں، یہ کتاب اپنی اہمیت وافادیت کی وجہ سے عرب ممالک اور شام ومصر اور القاہرہ میں فتاویٰ ہندیہ کے نام سے بہت مشہور ہے، کتاب کی چھ جلدیں ہیں، پہلی جلد کی ابتدا **الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین** سے ہے، یہ کتاب ہدایہ کی ترتیب پر مرتب کی گئی ہے اور اس میں صرف انہیں مسائل کو لیا ہے جو ظاہر الروایہ سے ثابت ہیں، جو مسائل نوادر سے ثابت نہیں ہیں ان کو نہیں ذکر کیا ہے، صرف اس صورت میں ذکر کیا ہے، جب ظاہر الروایہ میں مسئلہ کا جواب نہ ملا ہو یا نوادر کے جواب میں صراحت ہو کہ اس پر فتویٰ بھی ہے، اس کتاب کے مرتبین نے ہر عبارت کو جس کتاب سے نقل کیا ہے، حوالہ بھی دیا ہے اور بغیر کسی شدید ضرورت کے تبدیلی نہیں کی ہے، مجھے عرصہ سے فتاویٰ عالم گیری کے مرتبین ومصنفین کے اسما جاننے کی فکر وطلب تھی، بالآخر مجھے معلوم ہوا کہ مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر نے شیخ نظام الدین برہان پوری، کو اس کتاب کی تدوین پر مقرر فرمایا اور ان کو اختیار دیا کہ اپنی مدد کے لیے کچھ اور فقہا مقرر کرلیں، یہ واقعہ شہنشاہ اورنگ زیب کی ابتدا عہد سلطنت کا ہے، اس کتاب کی تدوین پر دولاکھ روپئے عالم گیر نے صرف کیے۔

چار اہل علم واہل تقویٰ بزرگوں کو شیخ نظام الدین برہان پوری کی ماتحتی میں فتاویٰ عالم گیری کی ترتیب وتدوین کے لیے مقرر کیا اور ایک ایک چوتھائی کام ہر ایک کے ذمہ تقسیم کردیا، ان چاروں کے نام یہ ہیں:

۱- قاضی محمد حسین جون پوری محتسب، ۲- شیخ علی اکبر حسینی اسعد اللہ خانی، ۳- شیخ حامد بن ابوحامد جون پوری، ۴- مفتی محمد اکرم حنفی لاہوری

جیسا کہ مرأۃ العالم میں ہے، ان پانچوں کے علاوہ فتاویٰ عالم گیری کے مرتبین کی فہرست میں بہت سے نام ہیں جن میں سے کچھ جن کو ہم جان سکے ہیں، درج ذیل ہیں:

شیخ رضی الدین بھاگلپوری، شیخ عبدالرحیم بن وجیہ الدین دہلوی، مفتی وجیہ الدین گوپا مئوی، خطیب شیخ احمد بن منصور گوپا مئوی، ابوالبرکات بن حسام الدین دہلوی، شیخ محمد جمیل بن عبدالجلیل جون پوری، مولانا ابوالخیر ٹھٹھوی سندھی، مولانا نظام الدین بن نور محمد ٹھٹھوی سندھی، شیخ محمد سعید بن قطب الدین سہالوی، مفتی عبدالصمد جون پوری، مولانا جلال الدین مچھلی شہری۔

قاضی عصمت اللہ بن عبدالقادر لکھنوی، قاضی محمد دولت بن یعقوب فتح پوری، شیخ محمد غوث کاکوروی، سید عبدالفتاح بن ہاشم صمدی۔

فقہ حنفی کی دوسری کتابیں

فقہ حنفی پر کتب مذکورہ بالا کے علاوہ دوسری کتابیں درج ذیل ہیں:

تحفۃ النصائح (منظوم بزبان فارسی) مرتبہ شیخ یوسف چشتی بن ابو یوسف متوفی ۷۷۴ھ۔

نصاب الاحتساب، مرتبہ قاضی ضیاء الدین عمر بن عوض سنانی۔

تیسیر الاحکام، رسالہ بزبان فارسی مرتبہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جون پوری۔

دستور المصلین مرتبہ شرف جون پوری بن سعد۔

آداب الحسبۃ، مرتبہ شیخ عصمت اللہ سہارن پوری۔

فتح المنان فی تائید مذہب النعمان، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

فتح المذاہب، مرتبہ شیخ فتح محمد محدث برہان پوری بن عیسیٰ۔

مفتاح الصلوٰۃ (بزبان فارسی) مرتبہ شیخ فتح محمد برہان پوری۔

خلاصۃ الخانیہ، مرتبہ شیخ محمد نافع اکبر آبادی، مصنف نے یہ کتاب بختاور خاں عالم گیری کے لیے لکھی ہے۔

المختصر فی الفروع، مرتبہ حبیب اللہ قنوجی۔

کنز السعادہ، مرتبہ شیخ معین الدین کشمیری بن خاوند محمود۔

مختصر الہدایہ، مؤلفہ شیخ اہل اللہ دہلوی بن شاہ عبد الرحیم فاروقی دہلوی (برادر حضرت شاہ ولی اللہ)

مالابدمنہ (بزبان فارسی) مؤلفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

الاخذ بالاقوی، یہ رسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مسائل فقہیہ میں لکھا ہے، اس میں جو زیادہ قوی اور مدلل مسلک ہے اس کی وضاحت کی ہے۔

کتاب فی الفروع، مرتبہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، اس کتاب میں مصنف نے ہر مسئلہ کو ماخذ اور دلیل کے ساتھ اور ہر مسئلہ میں ائمہ اربعہ کے مسلک مختار کو بیان کرنے کا التزام کیا ہے، جیسا کہ مقامات مظہریہ میں ہے۔

جوہر النظام، مسائل فقہیہ پر عربی زبان میں نظم کا مجموعہ ہے، اس کے ناظم شیخ شجاع الدین حیدر آبادی ہیں۔

کشف الخلاصہ، مصنفہ شیخ شجاع الدین حیدر آبادی، سن تصنیف ۱۲۲۶ھ ہے۔

رسائل الارکان، مصنفہ علامہ بحر العلوم عبد العلی فرنگی محلی لکھنوی بن ملا نظام الدین فرنگی محلی لکھنوی۔

مأۃ مسائل (بزبان فارسی) مرتبہ شیخ اسحاق فاروقی محدث دہلوی بن محمد افضل، یہ

فارسی زبان میں سومسائل فقہیہ ہیں، اس کو جمع کیا ہے، احمد اللہ انامی بن دلیل اللہ نے۔

الاربعین، (بزبان فارسی) فتاویٰ شاہ اسحاق محدث دہلوی شاہ صاحب کے بعض شاگردوں نے اس کو مرتب کیا ہے۔

مفتاح الجنہ، (بزبان اردو) مرتبہ شیخ کرامت علی جون پوری۔

نفع المفتی والسائل لجمیع متفرقات المسائل، اپنے موضوع پر یہ کتاب بہت عمدہ اور مفید ہے، اس کے مرتب مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی بن مولانا عبدالحلیم انصاری ہیں، سن تصنیف ۱۲۸۷ھ ہے۔

مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے رسائل مسائل فقہیہ پر تصنیف فرمائے ہیں، مثلاً:

الفلك المشحون فيما يتعلق انتناع المرتهن بالمرهون، القول الجازم فی سقوط الحد بنكاح المحارم، الفلك الدوّار فی رویة الهلال بالنهار، الافصاح عن شهادة المرأة فی الارضاع، تحفة النبلاء فی جماعة النساء، الكلام الجليل فيما يتعلق بالمنديل، ترويح الجنان بتشريب الدخان، زجر ارباب ا لريان عن تشريب الدخان، ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان، تحفة الطلبة فی تحقيق مسح الرقبة، تحفة الكملة علی حواشی تحفة الطلبة، افادة الخير فی الاستياك بسواك الغير، التحقيق العجيب فی التثويب رفع الستر عن كيفية ادخال الميت وتوجيهه الی القبلة فی القبر، سباحة الفكر فی الجهر بالذكر، الهسهسه بنقض الوضوء بالقهقهة، القول المنشور فی هلال خير الشهور، آكام النفائس فی اداء الاذكار بلسان فارس، قوت المغتذين بفتح المقتدين، القول الاشرف فی الفتح عن المصحف، هداية المعتدين الی فتح المتقدين، احكام القنطرة فی احكام البسملة، تدوير الفلك فی حصول الجماعة بالجن والملك، الانصاف فی حكم الاعتكاف۔

مذکورہ بالا تمام کتابیں عربی زبان میں ہیں۔

رسائل فقہیہ

خلاصۃ المسائل، مصنفہ مولوی عبدالقادر

تطہیر الاموال (بزبان اردو) معاملات میں مصنفہ مولوی فتح محمد لکھنوی۔

علم الفقہ، اردو زبان میں ایک جامع کتاب ہے، مصنفہ مولانا عبدالشکور کاکوروی بن ناظر علی۔

مسلک المتقین، مسائل فقہیہ پر ایک منظوم رسالہ ہے، اس کے مرتب صوفی اللہ یار خان ہیں۔

کنز الحسنات فی مسائل الزکوٰۃ (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی محمد مبین لکھنوی بن محب اللہ۔

تحفۃ المشتاق فی النکاح والصداق (بزبان فارسی) مصنفہ مرزا حسن شافعی محدث لکھنوی۔

چشمۂ فیض (بزبان اردو) مسائل طہارت پر مصنفہ مولوی علی محمد لکھنوی بن محمد معین۔

محاسن العمل، مسائل صلوٰۃ پر مصنفہ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔

الدر الفرید فی مسائل الصیام والقیام والعید، ہدایات الاضاحی، یہ دونوں کتابیں بھی مفتی عنایت احمد کاکوروی کی ہیں۔

غایۃ البیان، حلال اور حرام جانوروں کے بیان میں، غایۃ الکلام قرأت خلف الامام کے بیان میں، دونوں کتابیں فارسی زبان میں مولوی محمد معین الدین لکھنوی بن ملا مبین کی ہیں۔

زاد التقویٰ فی آداب الفتویٰ، مصنفہ مولوی خادم احمد لکھنوی۔

تذکرۃ الجمعہ، اشاعۃ الجمعہ، تبصرۃ الجمعہ، یہ تینوں کتابیں سید عبدالسلام حسینی واسطی

ہنسوی بن ابوالقاسم کی تصنیف ہیں۔

شواہد الجمعہ فی ابطال شرطیۃ السلطان لاقامۃ الجمعہ، مصنفہ شیخ علی حبیب پھلواروی بن ابوالحسن۔

ایک رسالہ بزبان فارسی، مصنفہ شیخ جان محمد لاہوری، اس رسالہ میں مصنف نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان میں نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔

التحقیقات العلی فی اثبات فرضیۃ الجمعہ فی القریٰ، مصنفہ شیخ شمس الحق محدث ڈیانوی عظیم آبادی۔

جامع الآثار فی اختصاص الجمعۃ بالامصار، مصنفہ مولوی ظہیر احسن شوق نیموی۔

رسالہ فی اباحۃ لبس النعلین فی المسجد، مصنفہ شیخ حسین بن محمد بن یوسف حسینی دہلوی (مدفون گلبرگہ)

الدر المنضود فی حکم امرأۃ المفقود (بزبان فارسی) مصنفہ مفتی صدر الدین خاں آزردہ دہلوی۔

نہایۃ الامل فی مسائل حج البدل، مصنفہ مولوی عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی بن شاہ محمد۔

کتاب فی مبحث الرضا، مصنفہ مولوی عنایت رسول چریاکوٹی بن علی اکبر۔

تحقیق الکلام فی التداوی بالشی الحرام، اکتساب الاثواب ببیان حکم ابدان المشرکین و المؤاکلہ مع اہل الکتاب، یہ دونوں کتابیں مولوی عادل ناروی الہ آبادی بن محمد الدین کی ہیں۔

ہدایۃ الشقاۃ الی نصاب الزکوۃ، نور الکریمین فی رفع الیدین بین الخطبتین، یہ دونوں کتابیں مفتی محمد سعید شافعی مدراسی بن صبغۃ اللہ کی ہیں۔

تحذیر الاخوان فی مسئلہ الربوا، القول الصواب فی الحجاب القول البدیع فی اختصاص المصر للتجمیع، یہ تینوں کتابیں مولانا اشرف علی تھانوی کی ہیں۔

احسن البضاعہ فی اثبات النوافل بالجماعہ، مصنفہ شیخ عمر دہلوی بن فرید۔

الاستقصاء فی الاستفتاء، علم الیقین فی مسائل الاربعین، غایۃ الادراک فی مسائل السواک، انوار الہدیٰ فی تحقیق الصلوٰۃ الوسطیٰ، کشف المذکور عن وجہ السحور، یہ سب کتابیں چودھری شوکت علی سندیلوی کی ہیں۔

عقود الجمان فی جواز الکتابۃ للنسوان، مصنفہ شیخ شمس الحق محدث ڈیانوی عظیم آبادی۔

آداب احمد فی سنن الزوائد، ابنیۃ الاسلام (بزبان عربی) کفارۃ الذنوب (بزبان اردو) یہ تینوں کتابیں مولوی رحمان علی خاں ناروی الہ آبادی کی ہیں۔

تنقیح المسائل، مصنفہ مولوی سکندر علی خاں خالص پوری۔

اسکات المعتدی فی قرأۃ خلف الامام (بزبان عربی) مصنفہ مولوی شبلی نعمانی اعظمی بن حبیب اللہ۔

بدر الکمال فی رؤیۃ الہلال، فتاویٰ بے نظر، یہ دونوں کتابیں مولوی عبدالغفار لکھنوی کان پوری بن عالم علی کی ہیں۔

احسن التوضیح فی مسئلۃ التراویح، قرۃ العین بتحقیق رفع الیدین، یہ دونوں کتابیں مولوی مشتاق احمد امیٹھوی کی ہیں۔

الحق الصریح فی بیان التراویح، مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بن اسد علی۔

کشف المعضلات فی النساء المحرمات، مصنفہ مولوی نصیر الدین برہان پوری، متوفی ۱۲۹۳ھ۔

اشمام الغطر فی احکام عید الفطر، مصنفہ مولوی محمد سعید عظیم آبادی بن واعظ علی۔

تحفۃ النبلا فی آداب الخلاء، القول الموطا فی الصلوٰۃ الوسطیٰ، مواہب القدوس فی احکام الجلوس۔

تحفۃ الحبیب فی تحقیق الصلوٰۃ والکلام بین یدی الخطیب، نفحۃ الشمائم لاہل العمائم، البرہان علی حکم تقبیل الابہامین عند الاذان، یہ سب کتابیں مولوی ادریس حنفی نگرامی بن عبدالعلی کی ہیں۔

البصائر ترجمہ الاشباہ والنظائر، تشیید المبانی بالنکاح الثانی، تنقیح البیان بجواز کتابۃ النسوان، رسالہ فی مبحث الاذان، یہ سب کتابیں مولوی وکیل احمد سکندر پوری کی ہیں۔

کشف القناع عن وجوہ السماع، اصول السماع، یہ دونوں رسالے شیخ فخر الدین زرادی متوفی ۷۴۸ھ کے ہیں۔

رسالہ اباحۃ السماع، مؤلفہ شیخ سلیمان قریشی ملتانی بن احمد بن زکریا۔

ہدایۃ الاعمیٰ فی مبحث السماع، مؤلفہ شیخ حسین خباز کشمیری۔

حد الغنا فی حرمۃ الغنا، مؤلفہ شیخ عصمت اللہ سہارن پوری بن محمد اعظم، غنا و مزامیر کی حرمت پر یہ ایک جامع کتاب ہے۔

سل الصمصام علی من قال ان المزامیر لیست بحرام، مصنفہ مفتی اکرام الدین دہلوی۔

اعلام الہدیٰ فی تحریم المزامیر والغنا، مصنفہ مولوی خادم احمد لکھنوی۔

رسالہ فی تحریم الغناء والمزامیر مصنفہ شیخ سراج احمد محدث لکھنوی۔

رسالہ فی تحریم الغناء، مؤلفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

التحریر فی حرمۃ الغنا والمزامیر، مصنفہ مولوی عبد العلی نگرامی۔

رسالہ فی جواز اسماع الغنا، مصنفہ شیخ محمد سالم دہلوی بن سلام اللہ۔

ازالۃ القناع عن وجوہ السماع، مصنفہ شیخ نور اللہ اعظم پوری بن محمد مقیم۔

رسالہ فی مبحث السماع، مصنفہ مولوی عبد الباقی لکھنوی بن علی محمد۔

رسالہ در بحث سماع (بزبان اردو) مؤلفہ مولوی عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی بن عبد الوہاب۔

رسالہ در بحث سماع (بزبان اردو) مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

مسئلہ سماع پر سب سے زیادہ مفصل اور نافع کتاب عربی زبان میں قاضی عیسیٰ گجراتی بن عبد الرحیم کی ہے۔

رسالہ در جواز سماع غناء، مصنفہ سید اشرف سمنانی کچھوچھوی بن ابراہیم۔

رسالہ در جواز سماع، مصنفہ سید حسین حسینی دہلوی مدفون گلبرگہ بن محمد بن یوسف۔

الاعتنا فی الغنا، مصنفہ شیخ محمد افضل عباسی الہ آبادی بن عبدالرحمٰن۔

کشف القناع عن وجوہ السماع (بزبان عربی) مصنفہ خاکسار مصنف کتاب ہذا۔

کتاب زکوٰۃ الصید فیما اصابہ الرصاص، مصنفہ سید عرفان ٹونکی بن یوسف، اس کتاب میں مصنف نے بندوق کی گولی سے مرے ہوئے جانور کے حلال ہونے کو ثابت کیا ہے، اسی مسئلہ پر ایک کتاب اور ہے جس کے مصنف شیخ محمد سورتی گجراتی بن یوسف ہیں، اس مسئلہ پر شیخ محمود حسن حنفی ٹونکی کی بھی کتاب ہے، یہ کتاب بیروت میں شائع ہوئی ہے اور مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ بندوق کی گولی سے مرا ہوا جانور حرام ہے۔

التبیان فی حکم شرب الدخان، (بزبان فارسی) مصنفہ سید معین الدین حسینی کاظمی کڑوی۔

رسالہ در تحقیق ربا، مصنفہ مولوی بشیر سہسوانی بن بدرالدین۔

رسالہ فی الاستسقا، مصنفہ میر شمس الدین حسینی بالاپوری بن منیب اللہ۔

رسالہ فی التواریخ، رسالہ فی رؤیۃ الہلال، مصنفہ مولوی عنایت العلی حیدرآبادی۔

رسالہ فی معرفۃ اوقات الصلوٰۃ، مصنفہ مولوی عبدالرزاق لکھنوی بن جمال الدین۔

رسالہ در مسائل صیام (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی مبین لکھنوی بن محب اللہ۔

رسالہ بزبان اردو فقہ حنفی کے مسائل میں، مصنفہ شیخ محمد غوث شافعی مدراسی۔

رسالہ در بیان عشر خراج (بزبان فارسی) مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

رسالہ فی تحقیق الالوان، رسالہ فی تحقیق الحجاب، مصنفہ شاہ رفیع الدین فاروقی دہلوی بن شاہ ولی اللہ۔

رسالہ در احکام عید الفطر، رسالہ در احکام عید الاضحیٰ، رسالہ در احکام نکاح، رسالہ فی

تحقیق الاشارہ بالسبابۃ فی التشہد، رسالہ فی تحقیق النذور والذبائح، رسائل فی مسائل الربا، رسالہ فی الاوزان، یہ تمام رسالے فارسی زبان میں شیخ برہان الدین اعظمی دیوی بن سرفراز علی کی تصنیف ہیں۔

رسالہ فی اباحۃ ربح القرض من المقرض، مصنفہ مفتی شرف الدین رام پوری۔

رسالہ فی الاشارۃ بالمسبحۃ فی التشہد (بزبان عربی) مصنفہ مولوی شیخ عنایت اللہ حنفی لاہوری۔

الدلیل القوی فی القرأۃ خلف الامام (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی احمد علی حنفی سہارن پوری بن لطف اللہ۔

عبقری الحان فی اجابۃ الاذان، حسن البراعۃ فی تنفیذ حکم الجماعۃ، ازکی الہلال فی ابطال ما احدث الناس فی امر الہلال، احلی من السکر بطلبۃ سکر ردسرا جود القری لمن لطلب الصحۃ فی اجازۃ القریٰ، جمل مجلیہ فی ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیۃ، الامر باحترام المقابر، المعرکۃ اللمعاء علی طالح نطق بکفر طوعاً، المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ، احکام الاحکام فی التناول من ید من مالہ حرام، فصل القضا فی رسم الافتا، یہ تمام کتابیں مولوی احمد رضا حنفی بریلوی بن نقی علی کی تصنیفات ہیں۔

ایقاد المصابیح فی صلوٰۃ التراویح، الماء فی تحقیق الدعاء، غایۃ الکلام فی بیان الحلال والحرام، خیر الکلام فی مسائل الصیام، القول الحسن فیما یتعلق بالنوافل والسنن، عمدۃ التحریر فی مسائل اللون واللباس والحریر، یہ تمام کتابیں مولوی عبدالحلیم لکھنوی بن امین اللہ کی ہیں۔

تحقیق اراضی الہند، عربی زبان میں یہ رسالہ عشر وخراج کے مسائل کے بیان میں، شیخ جلال الدین تھانیسری کی تصنیف ہے۔

لباب المناسک، بزبان عربی مصنفہ شیخ رحمت اللہ سندھی مہاجر بن عبداللہ بن ابراہیم بن تصنیف ۹۶۲ھ ہے۔

تبصرہ قاسمی، مصنفہ شیخ محمد قاسم بردوانی بن محمد دائم سن تصنیف ۱۱۸۹ھ ہے۔

جامع التعذیرات من کتب الشتات، الجواہر الذواہر فی التعذیرات بزبان فارسی، یہ دونوں کتابیں قاضی سراج الدین علی خاں کی تصنیف ہیں۔

خلاصۃ الفقہ، مصنفہ مولوی عبداللطیف لاہوری۔

درک المآرب فی آداب اللحیٰ والشوارب، التوشیحات المسندیۃ، بالمسائل المروریہ، عمدۃ البضاعہ فی مسائل الرضاعہ، القول الصواب فی مسائل الخضاب، یہ کتابیں مولوی تراب علی لکھنوی کی تصنیف ہیں۔

رسالہ فی احکام البغاۃ، مصنفہ مفتی محمد راشد بنگالی۔

سراج الشریعہ، مصنفہ مفتی امراللہ خاں۔

الشمس اللامعہ فی کراہیۃ الجماعۃ الثانیۃ، مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔

مفتاح الرشاد، مصنفہ مولوی مسیح الدین کاکوروی۔

مناسک الحج، مصنفہ شیخ ہاشم محدث سندھی بن عبدالغفور۔

رسالہ فی التجہیز والتکفین (بزبان اردو) مصنفہ شیخ عمران رام پوری بن غفران۔

الرای النجیح فی عدد رکعات التراویح، مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔

تعلیم الاسلام، بزبان اردو نماز وروزہ وغیرہ کے مسائل ہیں، مصنفہ مؤلف کتاب ہذا۔

غایۃ المرام، مسائل فقہیہ میں، مصنفہ شیخ محمد افضل عباسی الہ آبادی بن عبدالرحمٰن۔

رسالہ فی اربعۃ الاحتیاطیۃ بعد صلوٰۃ الجمعۃ، مصنفہ شیخ محمد افضل الہ آبادی۔

حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب، بزبان فارسی حج وزیارت کے مسائل میں مصنفہ شیخ محمد ہاشم سندھی بن عبدالغفور، سن تصنیف ۱۱۳۵ھ ہے۔

فوائد المسلمین فی العبادات، بزبان فارسی، مصنفہ شیخ عبداللہ دہلوی بن عبدالرحیم بن عبدالرشید۔

احکام العیدین، بزبان اردو مصنفہ مولوی قطب الدین حنفی دہلوی یہ کتاب شیخ محمد

اسحاق کے رسالہ کی شرح ہے۔

بدائع المنظوم، مسائل صلوٰۃ وصیام میں مولانا علی رضا ہندی نے فارسی زبان میں نظم کیا ہے۔

تقریر الصلوٰۃ، بزبان اردو مصنفہ شاہ عبدالقادر دہلوی بن شاہ ولی اللہ دہلوی۔

ہدایۃ الشریعہ فی احکام الحلتہ والحرمۃ، بزبان فارسی مصنفہ مولوی غنی احمد صدیقی بن محمد عطا ساکن قبصہ بجنور ضلع لکھنؤ۔

شرح محمد منظوم رسالہ فن فقہ میں مصنفہ محمد قندھاری لکھنوی بن ابراہیم خلیل اس منظوم رسالہ میں مصنف نے اپنے سید ہونے کا دعویٰ کیا ہے، حالانکہ ان کے متعلق یہ مشہور ہے وہ قبیلہ شاہ عالم خیل کے افغان پٹھان ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

فقہ شافعی پر ہندوستانی مصنّفین کی کتابوں کی تفصیل

رسالہ (بزبان عربی) مصنفہ شیخ علی شافعی مہائمی بن احمد۔

کفایۃ المبتدی، یہ رسالہ شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصر الدین کی تصنیف ہے۔

تعلیقات بر رسالہ ابوشجاع، مصنفہ شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصر الدین۔

تعلیقات بر رسالہ ابوشجاع، مصنفہ شیخ عبداللہ بن صبغۃ اللہ بن محمد غوث شافعی مدراسی۔

الفوائد الغوثیہ، مصنفہ شیخ عبداللہ بن صبغۃ اللہ بن محمد غوث شافعی مدراسی۔

الفوائد الصبغیہ فی فقہ الشافعہ، مصنفہ شیخ عبداللہ بن صبغۃ اللہ بن محمد غوث شافعی مدراسی۔

ہبۃ اللہ، مصنفہ شیخ عبدالوہاب شافعی بن محمد غوث متوفی ۱۲۸۵ھ۔

المطالع البدریہ فی شرح الکواکب الدریہ، مصنفہ قاضی صبغۃ اللہ بن محمد غوث شافعی متوفی ۱۲۸۰ھ۔

الفتاویٰ الصبغیہ، مصنفہ شیخ احمد بن صبغۃ اللہ شافعی مدراسی۔

قاطعۃ اللسان لمن انکر قرأۃ نظم القرآن، تحفۃ صلاح حاشیہ برتوشۂ فلاح، مناسک حج کے بیان میں، رسالہ درفقہ شافعی، یہ تینوں کتابیں شیخ احمد بن صبغۃ اللہ شافعی مدراسی کی تصنیفات ہیں۔

رسالہ درفقہ شافعی، مصنفہ قاضی عبید اللہ بن صبغۃ اللہ شافعی مدراسی۔

تحفۃ المشتاق فی احکام النکاح والانفاق، مصنفہ شیخ عبدالقادر شافعی سورتی بن عبدالاحد باعکطہ۔

تحفۃ الاخوان، مصنفہ شیخ ابراہیم شافعی سورتی بن عبداللہ باعکطہ۔

آئینۂ توجیہ فی شرح التنبیہ، مصنفہ شیخ حبیب اللہ شافعی الیوری بن محمد درویش شافعی متوفی ۱۲۲۲ھ۔

سرتاج (بزبان اردو) ترجمہ تحفۂ محتاج کسی ہندوستانی عالم نے بدرالدین عبداللہ قور کے ایما سے یہ ترجمہ کیا ہے۔

وہ کتابیں جو فقہ حدیث میں لکھی گئی ہیں

قرۃ العینین فی رفع الیدین، مصنفہ شیخ فاخرالہ آبادی بن یحیٰی عباسی۔

تنویر العینین فی رفع الیدین، مصنفہ مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی بن شاہ عبدالغنی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الروضۃ الندیہ شرح الدررالبہیہ (بزبان عربی) بدور الاہلۃ فی ربط المسائل بالادلۃ دلیل الطالب علی ارجح المطالب، ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل، فتح المغیث لفقہ الحدیث، (بزبان اردو) حل الاسئلۃ المشکلہ، قضاء الارب عن مسئلۃ النسب، تعلیم الصلوٰۃ (بزبان اردو)

ایضاح الحجۃ فی العمرۃ (بزبان عربی) رحلۃ الصدیق الی البیت العتیق (بزبانی عربی مناسک حج پر) یہ سب کتابیں نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی بن اولاد حسن کی تصنیفات ہیں۔

فقہ محمدی شرح الدرر البہیہ ، ارکان الاسلام، یہ دونوں کتابیں مولوی ابراہیم آروی بن عبدالعلی کی ہیں۔

القول المصدوق فی اثبات التشہد للمسبوق، رسالہ فی اثبات الجہر بالفاتحۃ فی صلوٰۃ الجنازہ، الموعظۃ الحسنۃ فی خطبۃ الجمعہ بکل لسان من الالسنۃ، یہ سب کتابیں شیخ فقیر اللہ لکھنوی بن فتح الدین کی ہیں۔

اتمام الخشوع بوضع الیمین علی الشمال بعد الرکوع، مصنفہ مولوی یوسف حسین خان پوری بن محمد حسین۔

حل المغلقات فی بیان الطلقات، مصنفہ مولوی عبدالقادر مئوی بن عبداللہ۔

تفریح الجنان باحکام القیام فی رمضان، مصنفہ مولوی عبدالقادر مئوی بن عبداللہ۔

رسالہ فی جواز الاضحیۃ الی آخر ذی الحجہ، البرہان العجاب فی فرضیۃ ام الکتاب، یہ دونوں کتابیں مولوی بشیر سہسوانی بن بدرالدین کی ہیں۔

الکلام المبین فی اثبات الجہر بالتامین، مصنفہ شیخ شمس الحق ڈیانوی۔

ترجمۃ اغاثۃ اللہفان، بعض علمانے جمال الدین وزیر کے ایما سے یہ ترجمہ کیا۔

النہج المقبول من شرائع الرسول (بزبان فارسی) یہ کتاب الدرر البہیہ کے مسائل پر مشتمل ہے، نواب سید صدیق حسن بھوپالی نے اپنے لڑکے سید نورالحسن کے نام سے یہ کتاب تصنیف کی ہے۔

عرف الجادی من جنان ہدی الہادی (بزبان فارسی) اس میں وبل الغمام کے مسائل بلوغ المرام کے دلائل کے ساتھ درج ہیں، اس کے مصنف نواب سید صدیق حسن

بھوپالی ہیں، مصنف نے اپنے لڑکے سید نورالحسن کے نام سے ۱۲۹۶ھ میں یہ کتاب لکھی ہے۔

البیان المرصوص من بیان ایجاز الفقہ المنصوص (بزبان فارسی) یہ کتاب بلوغ المرام کے مباحث پر مشتمل ہے، اس کے مصنف نواب سید صدیق حسن بھوپالی ہیں، مصنف نے یہ کتاب اپنے لڑکے سید علی حسن کے نام سے ۱۲۹۹ھ میں تصنیف کی ہے۔

تیسیر الصلوٰۃ، مصنفہ شیخ مجاہد ولایت علی ہاشمی عظیم آبادی بن فتح علی۔

القانون فی انتفاع المرتہن بالمرہون (بزبان عربی) یہ کتاب عبد ضعیف مصنف کتاب ہذا کی ہے۔

فقہ شیعی کی کتابیں

الجامع الرضوی، مصنفہ شیخ عبدالغنی کشمیری بن ابوطالب سن تصنیف ۱۱۶۱ھ ہے۔

مجلسی کی حدیقۃ المتقین کے باب زکوٰۃ کی شرح، مجلسی کی حدیقۃ المتقین کے باب صوم کی شرح، رسالہ فی اثبات الجمعۃ والجماعۃ عند غیبۃ الامام، رسالہ درخراج سن تصنیف ۱۱۳۴ھ رسالہ ذہبیہ سونے و چاندی کے ظروف کے احکام میں یہ سب کتابیں سید دلدار علی نقوی نصیر آبادی بن محمد معین کی ہیں۔

فوائد نصیریہ، زکوٰۃ اور خمس کے احکام میں مصنفہ سید محمد نصیر آبادی بن سید دلدار علی مصنف نے یہ کتاب شاہ اودھ محمد علی شاہ کے لیے لکھی ہے، محمد علی شاہ کا لقب اس وقت نصیر الدولہ تھا، اس لیے کتاب کا نام فوائد نصیریہ رکھا گیا۔

الذخر الرائق تا بحث طہارت، مصنفہ سید حسین نصیر آبادی بن دلدار علی۔

طباطبائی کی شرح کبیر کے ابواب صوم وصدقہ اور ہبہ پر حاشیہ۔

روضۃ الاحکام (بزبان فارسی) اس کتاب کے صرف ابواب طہارت صوم وصلوٰۃ،

میراث طبع ہوئے ہیں، المقصد الثانی من الحدیقۃ السلطانیہ، رسالہ فی الشک فی الرکعتین الاولیین من الصلوٰۃ، اصالۃ الطہارہ، یہ رسالہ عربی زبان میں اس بات پر ہے کہ اصل اشیامیں طہارت ہے۔

رسالہ فی احکام الموتی، یہ سب کتابیں سید حسین نصیر آبادی بن سید دلدار علی نصیر آبادی کی تصنیفات ہیں۔

رسالہ فی مبحث الرضاع الکبیر، رسالہ فی نکاح بنت الزانیہ، یہ دونوں کتابیں سید باقر بن محمد بن دلدار علی متوفی ۱۲۷۶ھ کی ہیں۔

شرح تبصرۃ الحلی، مصنفہ سید محمد تقی بن حسین بن دلدار علی۔

رسالہ فی جواز امامۃ من یکون فاسقاً عند نفسہ و عادلاً عند المومنین، مصنفہ سید محمد تقی بن حسین بن دلدار علی۔

خلاصۃ الاعمال فی العبادات۔

المثالیہ فی اباحۃ التصاویر العکسیہ، الدر الثمین فی نجاسۃ الغسالہ، فصل الخطاب فی حلۃ شرب القلیان، شرح زبدۃ الاردبیلی در مبحث صوم، یہ کتابیں سید علی محمد بن محمد بن دلدار علی کی تصنیفات ہیں۔

رسالہ فی کیفیۃ الصلوٰۃ فی ارض التسعین، مصنفہ سید ہادی بن مہدی بن دلدار علی۔

تحفۃ الصائم، مصنفہ سید مہدی لکھنوی بن ہادی بن مہدی۔

رسالہ فی جواز الامامۃ لمن یعترف بفسقہ، مصنفہ سید احمد علی محمد آبادی بن عنایت حیدر۔

رسالہ فی جواز مسح علی الخفین تقیۃ والمسح علی الجبیرۃ فی المرض وبقایا الوضوء بعد زوال العذر، رسالہ فی سجود التلاوۃ، یہ تمام رسالے سید احمد علی محمد آبادی بن عنایت حیدر کی تصنیفات ہیں۔

تطہیر المومنین عن نجاسۃ المشرکین، مصنفہ مفتی محمد قلی حسینی کنتوری۔

رسالہ فی وجوب صلوٰۃ الجمعہ، مصنفہ مرزا حسن بخش عظیم آبادی، متوفی ۱۲۶۶ھ۔

رسالہ فی الصیام، مصنفہ مرزا حسن بخش عظیم آبادی۔

بناء الاسلام فی مسائل الصیام، مصنفہ مفتی عباس تستری لکھنوی۔

ترجمہ شرائع الاسلام، بزبان فارسی مصنفہ سید ذاکر علی جون پوری متوفی ۱۲۲۱ھ۔

رسالہ فی اثبات نجاسۃ المشرکین، مصنفہ سید ناصر حسین جون پوری۔

اشباع النائل بتحقیق المسائل، مصنفہ سید ناصر حسین کنتوری لکھنوی بن حامد حسین۔

اقامۃ البرہان فی حلۃ القہوۃ والقلیان، مصنفہ سید ابوالحسن کشمیری لکھنوی بن نقی شاہ۔

الرسالۃ الصیدیۃ القطب شاہیہ (بزبان فارسی) ایک دکنی عالم کی تصنیف ہے۔

ہدایۃ المومنین (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی آغا علی لکھنوی۔

روائع الاحکام، ترجمہ شرائع الاسلام (بزبان اردو) مصنفہ سید محمد سابق رضوی کشمیری بن محمد باقر۔

قواعد المواریث، مصنفہ سید بندہ حسن لکھنوی بن محمد دلدار علی۔

مفتاح الشفاعۃ فی اقامۃ الصلوٰۃ بالجماعۃ، مصنفہ سید مرتضیٰ جون پوری۔

تبصرۃ الاطفال فی العقائد والاعمال، مصنفہ حکیم شفاع الدولہ افضل علی حسینی، فیض آبادی بن اکبر علی۔

وہ کتب فقہیہ جن کا تعلق رائج سرکاری قوانین سے ہے

یعنی مسلم پرسنل لا سے متعلق کتب فقہیہ

جامع الاحکام، مصنفہ سید امیر علی کلکتوی، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور فقہ حنفی اور فقہ شیعی کے مسائل پر مشتمل ہے، پہلی جلد میں نکاح، طلاق، حقوق زوجین، لعان اور ظہار

وغیرہ کے مسائل کا ذکر ہے اور دوسری جلد میں ہبہ، وقف، وصیت وغیرہ کے مسائل مذکور ہیں، مصنف نے یہ کتاب انگریزی میں لکھی ہے اور اس کا ترجمہ اردو زبان میں سید ابوالحسن لکھنوی نے کیا ہے۔

وقار الاسلام فی تبیان الاحکام، مصنفہ مولوی محمد بن عبداللہ حیدر آبادی۔

کتاب الطلاق وکتاب الشفعہ شرح قانون شہادت، یہ دونوں کتابیں جسٹس سید محمود بن سرسید احمد خاں کی تصنیفات ہیں۔

شرح محمدی، مصنفہ مولوی محمد حسین نور، یہ کتاب بحث معاملات پر ہے۔

فصل مجلس القضا بحیدر آباد فی اثبات قتل العمد بالرصاص من بندوقیۃ الرصاص، مصنفہ چیف جسٹس سید افضل حسین۔

انگریز مصنف ولسن کی ''ڈائجسٹ انگلو محمڈن لا'' کا اردو ترجمہ شرع محمدی، اس کے مترجم گلاب الدین لاہوری ہیں۔

شرح قانون الوقف علی الاولاد، الافادہ فی باب الشہادہ (بزبان اردو) دو جلدوں میں، مصنفہ مولوی مجیب اللہ انصاری لکھنوی بن احسان اللہ۔

کتاب الہبہ (بزبان انگریزی) مصنفہ سید کرامت حسین موسوی کنتوری بن سراج حسین حسینی یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت مفید اور مبسوط ہے۔

دوسری فصل

علم اصول فقہ میں

اصول فقہ وہ علم ہے جس میں دلائل قطعیہ ویقینیہ کے ذریعہ احکام فقہیہ وشرعیہ کے استنباط کا طریقہ بتلایا جائے، اس علم کا موضوع وہ دلائل شرعیہ ویقینیہ ہیں جن سے احکام شرعیہ وفقہیہ معلوم کیے جاتے ہیں، اس علم کے بنیادی اصول ماخوذ ہیں علوم عربیہ اور علوم شرعیہ میں سے علم کلام، علم تفسیر اور علم حدیث سے اور بعض علوم عقلیہ سے بھی اس علم کی بنیادی ترتیب میں مدد لی گئی ہے، اس علم کی غرض یہ ہے کہ احکام شرعیہ فقہیہ کو دلائل شرعیہ یعنی کتاب و سنت اجماع وقیاس سے جاننے کی مہارت پیدا ہو جائے، یہ علم اصول دین کی ایک شاخ ہے، اس لیے اس علم کی ہر کتاب میں اس کے مصنف کے فقہی مسلک کے اعتبار سے اصول درج ہیں، اس علم پر سب سے پہلے امام شافعی علیہ الرحمہ نے کتاب تصنیف فرمائی ہے اور وہ اس علم کے موسس اور بانی سمجھے جاتے ہیں، اس علم پر قدیم کتابوں میں جصاص رازی کی کتاب اور کتاب الاسرار و کتاب تقویم الادلہ مصنفہ امام ابوزید دبوسی، فخر الاسلام بزدوی کی اصول اور عبدالعزیز بن احمد بخاری کی الکشف شرح اصول، شمس الائمہ سرخسی کی اصول، علامہ آمدی کی احکام الاحکام، ابن حاجب کی منتہی الصول والامل فی علمی الاصول والجدل، ابن السعاتی کی کتاب القواعد اور کتاب البدیع، امام فخر الدین رازی کی المحصور، قاضی

بیضاوی کی منہاج الاصول، امام نسفی کی منارالاصول، صدرالشریعہ کی التنقیح اور اس کی شرح توضیح علامہ سعدالدین تفتازانی کی التلویح اور ابن ہمام کی تحریر الاصول بھی اس فن کی قدیم کتابوں میں ہیں۔

اس فن پر علمائے ہند کی تصنیفات میں درج ذیل ہیں:

النہایہ، الفائق، یہ دونوں کتابیں شیخ صفی الدین محمد ارموی بن عبدالرحیم کی تصنیف ہیں۔

شرح البزدوی، مصنفہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جون پوری مصنف نے یہ کتاب شیخ عیسیٰ دہلوی بن محمد کے لیے تصنیف کی ہے۔

شرح البزدوی، مصنفہ شیخ سعدالدین خیرآبادی۔

شرح البزدوی، مصنفہ شیخ الہ داد جون پوری۔

شرح البزدوی، مصنفہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

شرح الحسامی، مصنفہ شیخ معین الدین عمرانی دہلوی۔

شرح الحسامی، مصنفہ شیخ سعدالدین خیرآبادی۔

شرح الحسامی، مصنفہ شیخ یعقوب ابو یوسف بنانی لاہوری۔

حاشیہ حسامی، مصنفہ قاضی عبدالنبی احمد نگری۔

نامی شرح حسامی، مصنفہ مولوی عبدالحق دہلوی بن محمد میر متوفی ۱۳۳۴ھ۔

افادۃ الانوار فی اضائۃ اصول المنار، مصنفہ شیخ سعدالدین محمود دہلوی۔

توجیہ الکلام شرح منار، مصنفہ سید یوسف بن جمال ملتانی۔

شرح المنار، مصنفہ مفتی عبدالسلام اعظمی دیوی۔

نورالانوار شرح منار، مصنفہ شیخ احمد صالحی امیٹھوی بن ابوسعید معروف بہ ملا جیون۔

الصبح الصادق شرح منار، مصنفہ شیخ نظام الدین محمد سہالوی۔

تنویر المنار (بزبان فارسی) مصنفہ علامہ بحرالعلوم عبدالعلی بن ملا نظام الدین فرنگی محلی۔

قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار، مصنفہ مولوی عبدالحلیم بن امین اللہ۔

حاشیہ شرح المنار، مصنفہ مولوی عبدالعلی قنوجی بن علی اصغر۔

ملخص نور الانوار، مصنفہ شیخ رستم علی قنوجی بن علی اصغر۔

حاشیۃ التلویح علی التوضیح، مصنفہ علامہ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

حاشیۃ التلویح، مصنفہ شیخ یعقوب کشمیری بن حسن صرفی۔

حاشیۃ التلویح بر مقدمات اربعہ، مصنفہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی بن شمس الدین۔

التصریح حاشیۃ التلویح۔ مصنفہ شیخ عبداللہ بن ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔

حاشیۃ التلویح، مصنفہ نور الدین محمد صالح گجراتی۔

حاشیہ التلویح، مصنفہ شیخ جمال الدین گجراتی بن رکن الدین متوفی ۱۱۲۴ھ۔

حاشیۃ التلویح مصنفہ شیخ امان اللہ بنارسی بن نور اللہ۔

حاشیۃ بر حاشیہ ملا عبدالحکیم، مصنفہ شیخ احمد گجراتی بن سلیمان۔

حاشیۃ التلویح، مصنفہ قاضی عبدالحق کابلی مالوی بن محمد اعظم۔

حاشیہ التلویح، مصنفہ سید امیر علی ملیح آبادی بن معظم علی۔

حاشیہ التلویح، مصنفہ مولوی ایوب علی گڑھی بن یعقوف اسرائیلی۔

شرح دائر الاصول، مصنفہ شیخ محمد اعلم سندیلوی بن محمد شاکر۔

الدوار شرح الدائر، مصنفہ قاضی خلیل الرحمٰن رام پوری۔

مسیر الدائر، مصنفہ مولوی عبدالحکیم لکھنوی بن عبدالرب۔

شرح تحریر الاصول لابن ہمام، مصنفہ شیخ کبیر ملا نظام الدین سہالوی۔

تکملہ شرح تحریر الاصول، مصنفہ علامہ بحرالعلوم عبدالعلی فرنگی محلی بن ملا نظام الدین سہالوی۔

الموہب الالٰہی شرح اصول ابراہیم شاہی، مصنفہ شیخ عبدالنبی گجراتی بن عبداللہ شطاری۔

المناظریہ، مصنفہ راجہ مناظر حسن پوری اسماعیل۔

شرح المناظریہ، مصنفہ شیخ نظام الدین محمد سہالوی۔

اساس الاصول، مصنفہ شیخ عبدالدائم گوالیاری بن عبدالحیؒ، مصنف نے یہ کتاب مغل بادشاہ شاہ جہاں کے زمانہ میں لکھی ہے۔

المفسر محکم الاصول شرح مفسر، مصنفہ شیخ امان اللہ بنارسی بن نوراللہ۔

مسلم الثبوت، مصنفہ شیخ محب اللہ حنفی بہاری بن عبدالشکور۔

مختصر الاصول، مصنفہ شاہ اسماعیل شہید دہلوی بن شاہ عبدالغنی۔

حصول المامول، مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی، یہ کتاب امام شوکانی کی ارشادالفحول کا خلاصہ ہے۔

کاشف الرموزات الی الورقات علی مذاہب الشافعی، مصنفہ شیخ عبدالوہاب شافعی مدراسی بن محمد غوث۔

مختصر الاصول (بزبان اردو) مصنفہ حکیم نجم الغنی رام پوری۔

حاشیہ اصول الشاشی، مصنفہ مولوی محمد حسن سنبھلی۔

شاہ اسماعیل شہید دہلوی کی مختصر الاصول کی شرح، مصنفہ مولوی عبدالکریم ٹونکی۔

جلاء الابصار ترجمہ نورالانوار، مصنفہ مولوی عبدالجبار خاں آصفی حیدر آبادی۔

ازالۃ الغمہ فی اختلافات الامہ (بزبان عربی) مصنفہ قاضی صبغۃ اللہ شافعی مدراسی بن محمد غوث۔

الفصول مختصر فی الاصول، مصنفہ سید اشرف بن ابراہیم سمنانی کچھوچھوی، متوفی ۸۰۸ھ۔

ازالۃ الغواشی (بزبان اردو) مصنفہ مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی۔

اصول فقہ پر انگریزی زبان میں ایک جامع کتاب مصنفہ سید عبدالرحیم کلکتوی چیف جسٹس مدراس ہائی کورٹ۔

مسلم الثبوت کی شرحیں اور اس کے حواشی

شرح مسلم الثبوت، مصنفہ شیخ نظام الدین محمد سہالوی۔

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، مصنفہ علامہ بحر العلوم بن ملا نظام الدین سہالوی۔

نفائس الملکوت، مصنفہ مولوی ولی اللہ لکھنوی بن حبیب اللہ۔

شرح مسلم الثبوت، مصنفہ مولوی حسن لکھنوی بن غلام مصطفٰے۔

شرح مسلم الثبوت، مصنفہ ملا مبین بن محب اللہ لکھنوی۔

شرح مسلم الثبوت، مصنفہ شیخ احمد عبدالحق لکھنوی۔

کشف المبہم شرح مسلم الثبوت، مصنفہ قاضی بشیر الدین قنوجی۔

شرح مسلم الثبوت، مصنفہ شیخ عبدالحق خیر آبادی بن شیخ فضل حق خیر آبادی۔

شیعہ مذہب پر اصول فقہ کی کتابیں

اساس الاصول، مصنفہ سید محمد نقوی نصیر آبادی بن دلدار علی بن محمد معین۔

اصل الاصول، مصنفہ سید محمد نقوی نصیر آبادی بن دلدار علی بن محمد معین، سید مرتضٰی اخباری نے اساس الاصول کی تردید میں ایک کتاب لکھی تھی اس کے جواب میں مصنف نے اصل الاصول لکھی ہے۔

احیاء الاجتہاد، العجالۃ النافعہ، شرح زبدۃ الاصول، یہ تینوں کتابیں سید محمد نقوی نصیر آبادی بن دلدار علی بن محمد معین کی تصنیفات ہیں۔

اسعاف المامول شرح زبدۃ الاصول، مصنفہ سید ابوالحسن کشمیری لکھنوی بن نقی شاہ۔

مسئلہ اجتہاد وتقلید پر علمائے ہند کی تصنیفات

عقد الجید فی الاجتہاد والتقلید، الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف، یہ دونوں کتابیں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی بن شاہ عبدالرحیم دہلوی کی تصنیفات ہیں۔

دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب، مصنفہ شیخ محمد معین سندھی بن محمد امین صوفی۔

اعتصام السنہ وقامع البدعہ، مصنفہ شیخ عبداللہ صدیقی الہ آبادی سن تصنیف ۱۲۷۱ھ ہے۔

السیف المسلول فی ذم التقلید المخذول، مصنفہ شیخ عبداللہ صدیقی الہ آبادی، سن تصنیف ۱۲۷۳ھ

صمصام الحدید المسلول فی قطع لغادید البدع والرای والمذاہب والتقلید المخذول۔

سیف الحدید فی قطع المذاہب والتقلید، العروۃ المتین فی اتباع سنۃ سید المرسلین، یہ سب کتابیں شیخ عبداللہ صدیقی الہ آبادی کی ہیں۔

الدر الفرید فی المنع عن التقلید، مصنفہ مولوی عبدالحق نیوتنی بن فضل اللہ۔

معیار الحق، مصنفہ سید نذیر حسین محدث دہلوی۔

تنویر الحق، مصنفہ شیخ قطب الدین دہلوی بن محی الدین۔

توفیر الحق (رسالہ بزبان اردو) مصنفہ شیخ قطب الدین دہلوی بن محی الدین۔

مدار الحق فی الرد علی معیار الحق، مصنفہ شیخ محمد شاہ صدیقی سہروردی۔

انتصار الحق فی الرد علی معیار الحق، مصنفہ شیخ ارشاد حسین رام پوری۔

التمہید فی بیان التقلید (بزبان فارسی) مصنفہ سید عبدالسلام واسطی ہنسوی بن ابوالقاسم حسینی۔

اوتاد الحدید لمنکر الاجتہاد والتقلید (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی لطف اللہ لکھنوی۔

ارشاد البلید فی اثبات التقلید، مصنفہ مولوی نصیر اللہ خاں خورجوی۔

اوشحۃ الجید فی تحقیق الاجتہاد والتقلید، مصنفہ مولوی ظہیر احسن شوق نیموی۔

التہدید فی وجوب التقلید، مصنفہ مولوی عبدالسبحان ناروی الہ آبادی بن محسن۔

القول المزید فی احکام التقلید (بزبان اردو) مصنفہ مولوی ابراہیم آروی بن عبدالعلی۔

التسہید فی التقلید (بزبان اردو) مصنفہ مولوی مشتاق احمد امیٹھوی۔

القول السدید فی اثبات التقلید (بزبان عربی) مصنفہ مولوی فتح محمد لکھنوی۔

ہدایۃ الانام فی اثبات تقلید الائمۃ الکرام، مصنفہ مولوی خادم احمد لکھنوی۔

سیف الابرار المسلول علی الفجار، مصنفہ مولوی عبدالرحمٰن سلہٹی بن ادریس مصنف نے اس میں تقلید شخصی کو واجب ثابت کیا ہے۔

المنہج السدید فی رد التقلید (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی عبداللہ خاں شاہ آبادی، نواب سید صدیق حسن خاں نے اس کتاب کا تذکرہ اپنی کتاب الفہرست میں کیا ہے، وہ لکھتے ہیں، یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت عمدہ اور مفید ہے۔

حدیث الاذکیاء الملقب بہ الشہاب الثاقب (بزبان عربی) یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں ہے، اس کے مصنف نواب صدیق حسن خاں کے بھائی سید احمد حسن قنوجی بن اولاد حسن ہیں۔

الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ (بزبان عربی) مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

الطریقۃ المثلیٰ فی الارشاد الی ترک التقلید واتباع ماہواولی (بزبان عربی) مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی مصنف نے یہ کتاب ۱۲۹۵ھ میں اپنے لڑکے نواب سید نورالحسن کے نام سے لکھی ہے۔

الاقلید لادلۃ الاجتہاد والتقلید (بزبان عربی) مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔
مصنف نے ۱۲۹۵ھ میں یہ کتاب اپنے لڑکے نواب سید علی حسن کے نام سے لکھی
ہے۔

فیض الفیوض (بزبان فارسی) مصنفہ مولوی فیاض علی عظیم آبادی بن الٰہی بخش جعفری۔
العمل بالحدیث (رسالہ بزبان فارسی) مصنفہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی بن فتح
علی۔

سیف المقلدین (بزبان اردو) مصنفہ مولوی دوست محمد دیناجپوری بن اسد اللہ۔
القول السدید فی وجوب التقلید (بزبان عربی) مصنفہ مولوی محمد شاہ صدیقی دہلوی،
سن تصنیف ۱۲۸۲ھ ہے، اس کتاب کی ابتدا **الحمد للہ الذی نور قلوبنا بنور الایمان** سے
ہے۔

تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین، علمائے حرمین اور علمائے ہند بالخصوص سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ
کے متبعین کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، اس مجموعہ میں تقلید کے جواز اور فقہ کے چاروں مذاہب کے
چھوڑ دینے کی تردید پر فتوے دیے گئے ہیں، اس کو کلکتہ کے کسی عالم نے مرتب کیا ہے۔
تحفۃ العرب والعجم (بزبان اردو) یہ تقلید شخصی کے جواز پر علما کے فتاوے کا مجموعہ
ہے، مولوی قطب الدین دہلوی نے اس کو جمع کیا ہے۔
التسدید فی اثبات التقلید، مصنفہ مولوی لطف الرحمٰن۔
التشدید علی مؤلف التسدید (بزبان عربی) مصنفہ مولوی خدا بخش ہرہر گنجی بن علی
بخش، سن تصنیف ۱۳۰۶ھ ہے۔
الدر الفرید فی بیان المقلد والتقلید، رسالہ بزبان اردو ابطال تقلید میں، مصنفہ
مولوی حکیم پناہ اللہ چتاروی اعظمی۔
تاسیس التوحید فی ابطال وجوب التقلید، مصنفہ مولوی عبد الرحمٰن غازی پوری۔

تیسری فصل

علم الفرائض

علم الفرائض ان قواعد و جزئیات کا جاننا ہے جن کے ذریعہ میت کے ترکہ کی ورثا میں تقسیم کا طریقہ معلوم ہو، اس علم کا موضوع ترکہ اور وارث ہے، کیوں کہ اس علم کا جاننے والا ترکہ اور مستحقین ترکہ سے بحث کرتا ہے کہ ترکہ کس طرح اصول شریعت کے مطابق مستحقین میں تقسیم کیا جائے، اس علم کی ضرورت یہ ہے کہ ہر وارث کے پاس ترکہ کی وہ مقدار پہنچ جائے جس کا وہ مستحق ہے اور اس علم میں ترکہ کی مقدار اور اس کی تقسیم کے مسائل سے اور شرعی طور سے مستحقین میں تقسیم کرنے سے بحث کی جاتی ہے، اس فن پر بے شمار تصنیفات اور کتابیں لکھی گئی ہیں، سب سے زیادہ مشہور کتاب سراجی ہے۔

علم فرائض میں ہندوستانی مصنّفین کی تصنیفات

رسالہ منظوم در علم فرائض، مصنفہ سید عبدالاول حسنی بن علی بن العلا الحسنی۔

رسالہ منظوم (بزبان عربی) مسمی بمائتین مصنفہ سید اسحاق رائے بریلوی بن عرفان بن نور حسینی، مصنف نے اپنے اس منظوم رسالہ کی ایک جامع شرح بھی لکھی ہے۔

رسالہ منظوم (بزبان فارسی) مصنفہ سید نوازش علی لکینوی۔

الوجیز رسالہ بزبان عربی مصنفہ سید احمد ہرگامی بن مسعود۔

عمدۃ الرائض فی الفرائض، مصنفہ مفتی صبغۃ اللہ مدراسی۔

زبدۃ الفرائض، مصنفہ شیخ عبدالباسط قنوجی بن رستم علی بن علی اصغر۔

الفرائض الارتضائیہ، مصنفہ قاضی ارتضیٰ علی خاں گوپامئوی۔

الفرائض الاسلمیہ، مصنفہ شیخ معشوق علی جون پوری۔

الفرائض البرہانیہ، مصنفہ فقیہ برہان الدین دیوی۔

علم الفرائض، مصنفہ مفتی عنایت احمد کاکوروی سن تصنیف ۱۲۶۲ھ ہے۔

تسہیل الفرائض، مصنفہ حافظ عبداللہ غازی پوری۔

ضوء السراج حاشیہ سراجی، مصنفہ قاضی انور علی مرادآبادی لکھنوی۔

تعلیقات علی الشریفیہ، مصنفہ شاہی بیگ صاحب السندھ۔

تعلیقات علی الشریفیہ، مصنفہ قاضی عبدالنبی احمد نگری۔

تعلیقات علی الشریفیہ، مصنفہ مولانا عبدالحئ فرنگی محلی لکھنوی بن مولانا عبدالحلیم۔

رسالہ فی الفرائض، مصنفہ قاضی نورالحق کیرانوی۔

رسالہ فی الفرائض، مصنفہ قاضی احمد علی سندیلوی۔

رسالہ فی الفرائض مصنفہ مولوی منفعت علی دیوبندی۔

رسالہ فی الفرائض، مصنفہ سید علی زینبی امروہوی۔

رسالہ در فرائض، مصنفہ قاضی رکن الدین کیرانوی۔

جواہر النظم (بزبان عربی) مصنفہ شیخ محمد سورتی بن ہاشم سامرودی۔

ایک جامع کتاب علم الفرائض میں اردو زبان میں مصنفہ شیخ محمد سورتی بن ہاشم سامرودی۔

خلاصۃ الفرائض (بزبان عربی) مصنفہ مولانا نعیم اللہ لکھنوی۔

نظم الفرائض، مصنفہ مولانا جعفر علی کسمنڈوی۔

فتاویٰ المیراث شرح نظم الفرائض، مصنفہ مولوی یوسف علی گوپا مئوی بن یعقوب علی۔

رسالہ فی الفرائض، مصنفہ شیخ عبداللہ نقشبندی دہلوی بن عبدالباقی مصنف نے یہ کتاب اپنے لڑکے زین الدین کے لیے لکھی ہے۔

رسالہ منظوم (بزبان عربی) مصنفہ شیخ عبدالقادر جون پوری بن خیر الدین۔

الفوائد الصبغیہ شرح سراجی، بحور الفوائد ونہور الفرائض، یہ دونوں کتابیں عربی زبان میں شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصر الدین کی تصنیفات ہیں۔

رسالہ فی المواریث (بزبان اردو) مصنفہ مولوی فتح محمد لکھنوی۔

حاشیہ سراجی، مصنفہ مولوی عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی بن عبدالوہاب۔

کنز الفرائض، مصنفہ مفتی عبدالغفار گوالیاری بن احمد حسن۔

میراث نامہ، منظوم بزبان فارسی مصنفہ شیخ عبدالفتاح چریا کوٹی بن مبارک متوفی ۱۰۵۷ھ۔

شرح میراث نامہ، مصنفہ شیخ مرتضیٰ چریا کوٹی بن یحییٰ متوفی ۱۱۰۹ھ۔

علم الوراثہ، مصنفہ قاضی عبدالعلی امیٹھوی۔

مختار الفرائض (بزبان فارسی) ایک بہت جامع رسالہ ہے، مصنف کے نام و پتہ سے واقفیت نہیں ہوئی۔

منہج الفرائض شرح عقد الفرائض، مصنفہ مولوی عبدالقادر جون پوری بن خیر الدین۔

شرح شرح عقد الفرائض (بزبان فارسی) مصنف کے نام سے واقفیت نہیں ہوئی۔

چوتھی فصل

فن حدیث شریف

علم حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعہ آنحضور ﷺ کے اقوال، احوال اور افعال جانے جائیں، علم حدیث کی اس تعریف سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ فن حدیث کا موضوع آنحضور ﷺ کی ذات گرامی ہے، اس علم کی غرض وغایت دنیاوی اور اخروی سعادت کی تحصیل ہے، احکام شرعیہ اور فقہیہ میں کتاب اللہ کے بعد حدیث شریف حجت ہے، اس علم کے اصول واحکام اور اس کے قواعد واصطلاحات کو علمانے اور محدثین وفقہانے بڑی وضاحت وتفصیل سے بیان فرمایا ہے اور جو شخص فن حدیث کو جاننا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ ان احکام وقواعد واصطلاحات کو جان لے، چوں کہ شریعت محمدیہ مطہرہ عربی زبان میں ہے، اس لیے علم حدیث جاننے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ علم لغت اور علم اعراب (نحو صرف) سے پہلے سے واقفیت ہو۔

فن حدیث کے علم کے لیے جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہیں:

رجال حدیث ان کے اسماء ان کے خاندان، ان کی عمریں اور ان کا سن وفات، رواۃ حدیث کے حالات وصفات کا علم اور ان کے ان طریقوں کو جاننا جن کے بعد ان کی

روایت قبول کی جا سکے، مستند رواۃ اوران کے فن حدیث حاصل کرنے کی تفصیل جاننا، طرق حدیث کی تقسیم جاننا اس بات کا جاننا کہ رواۃ حدیث نے جن الفاظ کو استعمال کیا ہے کیا وہ وہی ہیں جن کو انہوں نے اپنے اساتذہ سے سنا ہے، اس بات کا علم کہ راوی نے جس استاذ کے حوالہ سے حدیث بیان کی ہے اس سے ملاقات ہوئی تھی کہ نہیں، رواۃ حدیث کے مراتب کو جاننا، یہ جاننا کہ حدیث بالمعنی کی نقل جائز ہے، یہ جاننا کہ راوی نے اس حدیث میں کیا زیادتی کی ہے اور راوی کا کس قدر اضافہ ایسا ہے جو حدیث کا جز نہیں ہے، مسند اس کے شرائط اوراس کی قسمیں عالی اور نازل کو جاننا، مرسل کی تعریف جاننا اور یہ جاننا کہ مرسل کی قسمیں منقطع موقوف اور معضل وغیرہ ہیں، یہ اس لیے جاننا ضروری ہے کہ حدیث شریف کی ان مختلف قسموں کے ردوقبول کے بارہ میں علما کا اختلاف ہے۔

جرح وتعدیل کا جاننا اور جو رواۃ مجروح ہیں، ان کی تفصیلات جاننا، صحیح حدیث اور جھوٹی حدیث میں فرق جاننا، یہ جاننا کہ حدیث شریف میں بعض غریب ہوتی ہیں اور بعض حسن، خبر متواتر، خبر آحاد اور ناسخ ومنسوخ وغیرہ کا جاننا جن پر ائمہ علم حدیث کا اتفاق ہے اور جوان کے درمیان متعارف ہیں۔

جو شخص مذکورہ بالا امور میں اچھی واقفیت حاصل کرے گا وہ حدیث شریف کو صحیح طریقہ سے حاصل کر سکے گا اور وہ اس علم کے تمام گوشوں سے واقف ہو جائے گا اور جس شخص کی واقفیت ان امور میں کم ہوگی اسی نسبت سے فن حدیث میں اس کا مرتبہ ودرجہ کم ہوگا۔

حدیث متواتر، حدیث آحاد اور حدیث ناسخ ومنسوخ کا جاننا بھی اگر چہ فن حدیث سے متعلق ہے لیکن درحقیقت محدث کو اس کی زیادہ ضرورت نہیں ہے، یہ فقیہ کے لیے ضروری ہے، چوں کہ وہ احادیث سے احکام فقہیہ کا استنباط کرتے ہیں، اس لیے ان کو خبر متواتر، آحاد، ناسخ ومنسوخ کا جاننا ضروری ہے۔

محدث کا کام صرف یہ ہے کہ وہ جن احادیث کو اپنے اساتذہ سے جیسے سنا ہے،

ویسے ہی نقل کر دے، اب اگر کوئی محدث خبر متواتر، آحاد و ناسخ و منسوخ کی تفصیل بھی جانتا ہے تو یہ اس کے لیے زیادہ فضیلت کی بات ہے لیکن بہر حال ان کے لیے اس کا جاننا ضروری نہیں ہے، بلکہ یہ چیز فقہا کے لیے جاننا ضروری ہے۔

حدیث کی اشاعت اور اس کے جمع و تدوین کی ابتدا کی تفصیل یہ ہے کہ چوں کہ یہ علم احکام شرعیہ کے بنیاد اور اس کے اصول کی حیثیت رکھتا تھا اس لیے ثقہ علما نے اس کی طرف بہت زیادہ اہتمام اور توجہ کی ہے اور لوگوں نے اس کو دوسروں سے سن کر نقل کرنا شروع کیا، صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک اس علم سے افضل کوئی علم نہیں، اس لیے تمام لوگوں نے اس کی طرف توجہ کی اور جو جس قدر احادیث نبویہ کا حافظ و عالم تھا، اسی قدر لوگوں کی نظروں میں زیادہ محترم و معزز ہوتا، اس کے نتیجہ میں اس علم کے حصول میں لوگوں کی دلچسپیاں بڑھ گئیں اور اس کی تحصیل کا اتنا اہتمام ہونے لگا کہ لوگ سیکڑوں میل دشوار گزار خطرناک راستوں کو طے کرتے تھے، تاکہ کسی حافظ حدیث سے ایک حدیث سن کر یاد کرلیں، ابتدا میں احادیث نبویہ کی کتابت کی طرف توجہ نہیں کی گئی بلکہ حفظ و زبانی یاد کا اہتمام کیا گیا، جیسا کہ کتاب اللہ قرآن زبانی یاد کیا جاتا ہے، مگر جب دین اسلام اور اسلامی حکومت کا دائرہ وسیع ہوا اور صحابۂ کرام ملک کے مختلف علاقوں اور گوشوں میں پھیل گئے اور ان کی بڑی تعداد کا وصال ہوگیا اور لوگوں کی قوت حافظہ کم زور ہوگئی تو علماء و فقہائے امت نے حدیث شریف کی کتابت اور اس کے جمع و تدوین کی طرف توجہ فرمائی، سب سے پہلے اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تدوین حدیث کا حکم دیا اور ابوبکر بن عمرو بن حزم کو ایک خط کے ذریعہ تاکید کی اور ان کو حکم دیا کہ احادیث رسول کو لکھ کر محفوظ کیا جائے، ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم نے علما کو حدیث شریف کی جمع و تدوین کی طرف متوجہ کیا، ابتدا میں ہر باب کو علیحدہ علیحدہ لکھا جاتا تھا لیکن بعد میں عبدالملک بن جریج اور امام مالک بن انس کے زمانہ میں حدیث شریف کی جمع و تدوین کا کام مکمل ہوا، کہا جاتا ہے کہ اسلام کی تاریخ

میں کلام اللہ کے بعد جو سب سے پہلی کتاب مرتب ومدون کی گئی ہے وہ کتاب ابن جریج ہے اور بعضوں نے پہلی کتاب موطا امام مالک کو بتلایا ہے اور بعضوں نے بصرہ کے ربیع بن صبیح کی کتاب کو سب سے مقدم بتلایا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ مدینہ میں امام مالک نے سب سے پہلے موطا تصنیف کی ہے، مکہ میں عبدالملک بن جریج شام میں عبدالرحمٰن اوزاعی کوفہ میں سفیان ثوری بصرہ میں حماد بن سلمہ بن دینار پہلے مصنف ہیں، ان بزرگوں کے بعد بہت سے علمانے اپنے مبلغ علم کے مطابق کتابیں تصانیف فرمائیں، اس طرح یہ علم پھیلا اور اس سے امت کو عظیم نفع پہنچا، یہاں تک کہ امام بخاری اور امام مسلم کا زمانہ آیا، ان دونوں بزرگوں نے بخاری شریف اور مسلم شریف تصنیف فرمائی اور ان دونوں بزرگوں نے اپنی اپنی تصنیف میں بہت شدید اہتمام کیا کہ صرف وہی احادیث لکھی ہیں جس کی صحت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کی نسبت یقینی ہے، اس کے بعد یہ علم بہت زیادہ پھیلا اور بہت سے لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچا اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی جیسے ائمہ حدیث پیدا ہوئے اور حقیقت میں ان ائمہ کرام کا عہد جو زیادہ تر تیسری صدی ہجری پر مشتمل ہے، علم حدیث کا سنہری عہد ہے، ان بزرگوں کے بعد اس پایہ ومرتبہ کے محدثین نہیں گزرے ہیں، لوگوں کا طلب شوق بھی کم ہو گیا اور حوصلہ بھی پست ہو گیا اور یہ بات صرف فن حدیث ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ہر علم کا یہی حال ہے کہ شروع میں بتدریج وہ بڑھتا ہے اور بڑھتے بڑھتے اپنے کمال وعروج کو پہنچتا ہے اور پھر اپنے اس عروج وکمال کے نقطہ سے نیچے آجاتا ہے۔

محدثین کرام نے احادیث کی کتابیں جو مرتب فرمائیں ہیں، اس میں مختلف مصالح پیش نظر رہے، بعض کتب حدیث کی تصنیف کی غرض یہ ہے کہ احادیث نبویہ محفوظ ہو جائیں اور ان سے حکم شرعی کا استنباط کیا جا سکے، بعض کتب حدیث یہ مقصد سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں کہ وہ احادیث جن مقاصد پر دلالت کرتی ہیں ان کی وضاحت کریں اور بعض

کتابیں اس مقصد سے لکھی گئیں کہ حدیث کی لغوی تشریح اوراس کے مشکل الفاظ کی وضاحت کی جائے، ایسی کتابوں میں صرف متن حدیث درج کیے جاتے ہیں اوراس کے مشکل الفاظ کی وضاحت وتشریح کی جاتی ہے اور الفاظ کے اعراب اوراس کے معنی کی وضاحت کی جاتی ہے، ایسی کتابوں میں احکام فقہیہ سے تعرض نہیں کیا جاتا، بعض کتابوں میں کسی متن حدیث کا تمام سلسلہ اسناد جمع کردیا جاتا ہے اور راویوں کا جو اختلاف ہے وہ بھی ذکر کردیا جاتا ہے، تاکہ متصل ومرفوع احادیث سے واقفیت ہوجائے، بعض کتابوں میں وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن میں ترغیب وترہیب ہوتی ہے اور بعض میں وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن میں احکام شرعیہ ہوتے ہیں، بعض کتابوں میں اس کے ساتھ ساتھ احکام شرعیہ اور فقہا کی رائیں لکھی جاتی ہیں، بعض کتابوں میں حدیث شریف کے مشکل الفاظ کی توضیح و تشریح کردی جاتی ہے اور متن حدیث اس میں ذکر نہیں کیا جاتا۔

اسلاف محدثین کرام نے مقاصد بالا کو پیش نظر رکھ کر فن حدیث میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں لیکن یہ مقاصد ان کتابوں سے زیادہ واضح اور نمایاں طور سے نہیں حاصل ہورہے تھے، اس لیے بعد کے محدثین کرام نے یہ چاہا کہ ان باتوں کو زیادہ وضاحت اور وسعت کے ساتھ بیان کریں، تو انہوں نے اس فن میں کتابیں لکھیں جو بہت نافع ثابت ہوئیں اور اس طرح علم حدیث حجاز ویمن، عراق، عرب، مصر وشام اور شمالی افریقہ کے ملکوں میں پھیل گیا۔

علم حدیث ہندوستان میں

خلیفہ اموی ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں محمد بن قاسم ثقفی نے سندھ فتح کیا اور وہاں ایک اسلامی سلطنت قائم ہوگئی۔

اموی خلفا اور عباسی خلفا کی زیادتیوں سے پریشان ہوکر امن وسکون سے زندگی بسر کرنے کے لیے تبع تابعین اور خاندان نبوت کے لوگ سندھ میں آکر آباد ہونے لگے، اہل علم نے برابر اس علاقہ میں آکر سکونت اختیار کی اور اس علاقہ میں انہوں نے مستقل اقامت اختیار کرلی اور ان کی نسلیں بڑھیں، یہ لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر فرماتے تھے اور علما سے حدیثیں سن کر ان کو یاد کرتے تھے، یہ سلسلہ چار سو سال تک قائم رہا اور فن حدیث شریف کی کتابیں مختلف علاقوں میں پھیل گئیں۔

سندھ کے وہ علما جو فن حدیث میں مشہور ہیں وہ یہ ہیں:

اسماعیل بن موسیٰ بصری وارد سندھ، منصور بن حاتم نحوی، ابراہیم بن محمد دیبلی، احمد بن عبداللہ دیبلی، احمد بن محمد منصوری یہ سندھ کے دارالسلطنت منصورہ کے قاضی تھے، امام داؤد بن علی ظاہری کے مسلک پر ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔

خلف بن محمد دیبلی، شعیب بن محمد دیبلی، ابومحمد عبداللہ منصوری، علی بن موسیٰ دیبلی، فتح بن عبداللہ سندھی، محمد بن ابراہیم دیبلی اور اس کے علاوہ بہت سے علما ہیں۔

جب سندھ میں عربوں کی حکومت ختم ہوگئی اور ان کے بجائے غزنوی اور غوری سلاطین سندھ پر قابض ہوئے اور خراسان ماوراء النہر سے سندھ میں علما آئے تب علم حدیث اس علاقہ میں کم ہوتا گیا، یہاں تک کہ معدوم ہوگیا اور لوگوں میں شعروشاعری، فن نجوم، فن ریاضی اور علوم دینیہ میں فقہ واصول فقہ کا رواج زیادہ ہوگیا، یہ صورت حال عرصہ تک قائم رہی، یہاں تک کہ علما ہند کا خاص مشغلہ یونانی فلسفہ رہ گیا اور علم تفسیر وحدیث سے غفلت بڑھ گئی، مسائل فقہیہ کے سلسلہ سے جو تھوڑا سا تذکرہ کتاب وسنت میں آجاتا تھا بس اسی مقدار پر قانع تھے، فن حدیث میں امام صغانی کی مشارق الانوار کا رواج تھا، اگر کوئی شخص اس فن میں زیادہ ترقی کرتا تھا تو امام بغوی کی مصابیح السنہ یا مشکوٰۃ پڑھ لیتا تھا اور ایسے شخص کے بارہ میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ محدث ہوگیا اور یہ سب محض اس لیے تھا کہ لوگ عام طور پر ہندوستان

میں اس فن کی اہمیت ومرتبت سے ناواقف تھے، وہ لوگ اس علم کی طرف سے بالکل غافل تھے نہ اس علم کے ائمہ کے حال سے واقف تھے اور نہ اس علم کا ان کے درمیان کوئی چرچہ تھا، محض تبرکاً مشکوٰۃ شریف پڑھا کرتے تھے، ان کے لیے سب سے زیادہ سرمایہ علم فقہ کی تحصیل تھا اور وہ بھی تقلید کے طور پر تحقیق کے طور پر نہیں، اسی وجہ سے اس زمانہ میں فتاوے اور روایات فقہیہ کا رواج بڑھ گیا تھا، نصوص محکمات متروک ہوگئی تھی، مسائل فقہیہ کی صحت کو کتاب وسنت سے جانچنا اور فقہی اجتہادات کو احادیث نبویہ سے تطبیق دینے کا طریقہ متروک ہوگیا تھا۔

پھر ایک زمانہ ایسا آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں اس علم کی اشاعت کا انتظام فرمایا، دسویں صدی ہجری میں بعض علما ہندوستان میں آئے اور ان کے ذریعہ یہ علم ہندوستان میں رواج پذیر ہوا، مثلاً شیخ عبدالمعطی مکی بن حسن بن عبداللہ باکثیر متوفی باحمد آباد ۹۸۹ھ۔

شہاب احمد مصری بن بدرالدین متوفی باحمد آباد ۹۹۲ھ۔

شیخ محمد فاکہی حنبلی بن احمد بن علی متوفی باحمد آباد ۹۹۲ھ

شیخ محمد مالکی مصری بن محمد عبدالرحمٰن متوفی با احمد آباد ۹۱۹ھ۔

شیخ رفیع الدین چشتی شیرازی متوفی باکبرآباد ۹۵۴ھ۔

شیخ ابراہیم بغدادی بن احمد بن حسن۔

شیخ ضیاءالدین مدنی مدفون کاکوری ضلع لکھنؤ۔

شیخ بہلول بدخشی، خواجہ میر کلاں ہروی متوفی باکبرآباد ۹۸۱ھ اور بہت سے علمائے کرام۔

ہندوستان کے علمائے کرام نے حرمین شریفین کا سفر اختیار فرمایا اور وہاں انہوں نے فن حدیث شریف حاصل کیا اور اس فن کو لے کر ہندوستان واپس تشریف لائے، ان سے اس علم کی ہندوستان میں اشاعت ہوئی اور بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا، مثلاً:

شیخ عبداللہ سندھی بن سعد اللہ، شیخ رحمت اللہ سندھی بن عبداللہ بن ابراہیم، یہ دونوں

بزرگ حجاز سے ہندوستان واپس تشریف لائے اور عرصہ دراز تک گجرات میں درس حدیث دیتے رہے، پھر دوبارہ حجاز ہجرت کر گئے، شیخ یعقوب بن حسن کشمیری متوفی ۱۰۰۳ھ شیخ جوہر کشمیری متوفی ۱۰۲۶ھ شیخ عبدالنبی گنگوہی بن احمد، شیخ عبداللہ سلطان پوری بن شمس الدین، شیخ قطب الدین عباسی گجراتی، شیخ احمد بن اسماعیل مانڈوی، شیخ راجح بن داؤد گجراتی، شیخ علیم الدین مانڈوی، شیخ معمر ابراہیم بن داؤد دمنک پوری مدفون باکبر آباد، شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی، مصنف ''مجمع البحار'' سید عبدالاول حسینی بن علی بن العلاء الحسینی اور دوسرے علمائے کرام۔

مذکورہ بالا علما کرام میں شیخ محمد بن طاہر پٹنی متوفی ۹۸۶ھ خاص طور پر علم حدیث کی اشاعت کے سلسلہ میں بہت اہمیت رکھتے ہیں، انہوں نے باقاعدہ اس فن کا درس دیا اور بہت سے علما ان کے شاگرد ہوئے اور اس فن پر انہوں نے کتابیں بھی تصنیف فرمائیں، مثلاً مجمع البحار حدیث شریف کے غریب ومشکل الفاظ کی توضیح وتشریح میں، المغنی اسماء الرجال میں اور التذکرہ احادیث موضوعہ میں، علم حدیث میں ان کو بہت دخل وتوغل تھا، وسعت معلومات اور بالغ نظری میں ہندوستان میں ان کے جیسا کوئی محدث نہیں گزرا ہے، ان کے استاذ شیخ حسام الدین علی متقی گجراتی بھی فن حدیث میں اسی مرتبہ کے تھے لیکن وہ حجاز میں مستقل طور پر مقیم ہو گئے تھے اور ان کا فیض علمی اس علاقہ کے لوگوں کے لیے مخصوص ہو گیا، لیکن شیخ محمد بن طاہر پٹنی نے ہندوستان ہی میں اقامت اختیار فرمائی اور ان کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں حدیث کی نشر واشاعت کا ذریعہ بنایا۔

شیخ عبدالاول بن علی بن علا حسینی متوفی ۹۶۸ھ نے علم حدیث اپنے دادا علاء الدین سے حاصل کیا اور انہوں نے حسین فتحی سے اور انہوں نے شیخ محمد بن محمد بن شافعی جزری سے یہاں تک کہ یہ سلسلہ مصنفین صحاح اور جامع پر ختم ہوتا ہے، شیخ عبدالاول سے فن حدیث بہت سے علما نے حاصل کیا، ان میں سب سے زیادہ اہم وممتاز شیخ طاہر بن یوسف سندھی متوفی ۱۰۰۴ھ ہیں، شیخ طاہر نے برہان پور میں ایک مدت تک فن حدیث کا درس دیا اور

بہت سے علمانے فن حدیث کی تکمیل ان سے کی ہے۔

اس کے بعد فن حدیث کی نشر واشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری متوفی ۱۰۵۲ھ کو منتخب فرمایا، ان کے ذریعہ علم حدیث کی اشاعت بہت عام ہوئی، دارالسلطنت دہلی میں مسند درس آراستہ فرمائی اور اپنی ساری کوشش وصلاحیت اس علم کی نشر واشاعت پر صرف فرمائی، ان کی مجلس درس سے بہت سے علمانے فن حدیث کی تکمیل کی اور بہت سی کتابیں بھی فن حدیث میں تصنیف فرمائیں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس علم کی نشر واشاعت میں بڑی جدوجہد کی، ان کی ذات اوران کے علم سے اللہ کے بندوں کو بہت نفع پہنچا، فن حدیث کی نشر واشاعت میں ان کی جدوجہد وکوششیں اپنے پیش رووٴں سے اس قدر نمایاں وممتاز رہیں کہ لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ فن حدیث کو ہندوستان میں سب سے پہلے لانے والے یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں، حالاں کہ جیسا میں نے اوپر بتلایا تاریخی حیثیت سے یہ بات صحیح نہیں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بعد ان کے صاحبزادہ شیخ نورالحق متوفی ۱۰۷۳ھ نے اس علم کی خدمت اور نشر واشاعت کی ذمہ داری لی اوران کے بعض تلامذہ اوراولاد نے بھی اس فن کی خدمت کی ہے، مثلاً شیخ الاسلام شارح بخاری اور شیخ نورالحق کے صاحبزادہ سلام اللہ مصنف محلی وکمالین۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی بن شیخ عبدالاحد بانی طریقۂ مجددیہ نقشبندیہ نے بھی فن حدیث کی نشر واشاعت میں بڑی دلچسپی لی ہے، اسی طرح ان کے صاحبزادہ شیخ محمد سعید شارح مشکوٰۃ اوران کے صاحبزادگان بھی علم حدیث کی خدمت میں پیش پیش ہیں، شیخ محمد سعید کے صاحبزادہ فرخ شاہ فن حدیث میں بہت اہم منزلت کے مالک ہیں، کہا جاتا ہے کہ ان کو ستر ۷۰۰۰۰ ہزار احادیث اوران کی اسناد مع جرح وتعدیل زبانی یاد تھیں، مسائل فقہیہ میں ان کو درجہ اجتہاد حاصل تھا، تعجب کی بات ہے کہ انہوں نے

ایک رسالہ اس مسئلہ پر لکھا ہے کہ تشہد میں انگلی سے اشارہ صحیح نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں شیخ سراج احمد سرہندی رام پوری بھی ہیں، جنہوں نے جامع ترمذی کی ایک شرح لکھی ہے، اسی طرح ان کی اولاد میں شیخ محمد اعظم سرہندی بن سیف الدین معصومی نے بخاری شریف کی شرح لکھی ہے۔

ہندوستان میں جن بزرگوں نے حدیث کی نشر واشاعت کی ہے، ان میں شیخ محمد افضل سیالکوٹی بھی ہیں، یہ شیخ عبدالاحد سرہندی بن محمد سعید کے ممتاز شاگردوں میں ہیں، انہوں نے فن حدیث کی تحصیل ان سے کی، پھر یہ حجاز تشریف لے گئے اور وہاں شیخ سالم مکی بن عبداللہ البصری سے مزید اس فن کو حاصل کیا، پھر ہندوستان واپس آئے اور دارالسلطنت دہلی میں درس حدیث کی مسند بچھائی۔

فن حدیث کی اشاعت وخدمت کرنے والوں میں ایک اور بزرگ شیخ صفت اللہ رضوی خیرآبادی ہیں، آپ حجاز تشریف لے گئے اور وہاں کے مشہور شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی سے فن حدیث حاصل کیا، واپسی میں اپنے وطن خیرآباد میں درس حدیث کی مسند بچھائی اور ان کی ذات سے خلق کثیر کو فائدہ پہنچا۔

اس فہرست میں ایک نام شیخ فاخر الہ آبادی بن یحیٰ عباسی کا ہے، یہ فن حدیث میں شیخ محمد حیات سندھی مدنی کے شاگرد ہیں، انہوں نے اپنی ساری توجہ اس علم کی نشر واشاعت کی طرف مبذول فرمائی، مسائل فقہیہ کو احادیث نبویہ کی روشنی میں جانچتے تھے، تقلید شخصی چھوڑ دی تھی، فن حدیث کی نشر واشاعت کرنے والوں میں شیخ خیرالدین سورتی ہیں ان کے استاذ بھی شیخ حیات سندھی مدنی ہیں، شیخ خیرالدین نے سورت میں پچاس سال تک درس حدیث دیا ہے اور بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

پھر اس کے بعد شیخ اجل محدث کامل حکیم الاسلام اور فن حدیث کے زعیم حضرت شاہ ولی اللہ فاروقی دہلوی بن شاہ عبدالرحیم متوفی ۱۱۷۶ھ کی ذات گرامی سامنے آتی ہے، آپ

حجاز تشریف لے گئے اورفن حدیث میں شیخ ابو طاہر کردی مدنی اور اس وقت کے دوسرے ائمہ حدیث کی شاگردی اختیار کی، آپ ہندوستان واپس تشریف لائے اور اپنی ساری کوشش اس علم کی نشر واشاعت میں صرف فرمائی، آپ نے درس حدیث کی مسند بچھائی، آپ کے درس سے بہت فائدہ پہنچا اور بہت سے لوگ فن حدیث میں کامل ہو کر نکلے، اس فن پر آپ نے کتابیں بھی تصنیف فرمائیں، آپ کے علم سے بے شمار لوگوں کو فائدہ پہنچا اور آپ کی کامیاب کوششوں سے بدعات کا خاتمہ ہوا، مسائل فقہیہ کی صحت کا فیصلہ کتاب وسنت کی روشنی میں فرماتے تھے اور فقہائے کرام کے اقوال کی تطبیق کتاب وسنت سے کرتے تھے اور صرف انہیں اقوال کو قبول فرماتے تھے جن کو کتاب وسنت سے موافق پاتے تھے اور جن مسائل فقہیہ کو کتاب وسنت کے موافق نہیں پاتے تھے، ان کو رد فرماتے تھے خواہ وہ کسی امام کا قول ہو۔

شاہ ولی اللہ کے صاحبزادگان یعنی شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین اور ان کے پوتے شاہ اسماعیل شہید اور شاہ عبدالعزیز کے داماد شاہ عبدالحی برہانوی بن ہبۃ اللہ، یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں علم حدیث کی نشر واشاعت اور اس کی خدمت میں پورا حصہ لیا، انہوں نے فن حدیث کو تمام دوسرے علوم پر واضح طور پر فوقیت وفضیلت دی اور ان کا علم حدیث اہل روایت کے مطابق تھا، جس کو کوئی شبہہ ہو وہ ان بزرگوں کے حالات و تصنیفات سے اس کی تصدیق کر سکتا ہے، جب تک ہندوستان میں مسلمان موجود ہیں اس وقت تک ان بزرگان کرام کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے اور انہوں نے فن حدیث کی خدمت و اشاعت کر کے امت مسلمہ پر جو احسان کیا ہے، وہ ناقابل فراموش ہے:

من زار بابك لم تبرح جوارحه — ترونی احادیث ما اولیت من منن
فالعین عن قرة والكف عن صلة — والقلب عن جابر والسمع عن حسن

ہندوستان کے علمائے حدیث میں شاہ محمد اسحاق فاروقی بن محمد افضل کا نام نامی بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے، آپ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسے ہیں اور انہیں سے آپ

نے فن حدیث حاصل کیا، ایک مدت تک اپنے نانا کے ساتھ رہ کر فن حدیث میں کامل ہو کر آپ نے درس حدیث دینا شروع کیا، بے شمار لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا، ہندوستان میں فن حدیث کی امامت آپ پر ختم ہے۔

ہندوستان کے محدثین میں شیخ عبداللہ صدیقی الہ آبادی بھی ہیں، آپ نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحب زادگان سے اس علم کو حاصل کیا اور سنت نبوی کی اشاعت اور حدیث شریف کے علم کو پھیلانے میں آپ نے بڑی محنت صرف کی ہے، مگر افسوس تقلید شخصی کی تردید میں آپ حد اعتدال سے تجاوز کر گئے، اللہ ان کو معاف فرمائے۔

ہندوستان کے علمائے حدیث میں شیخ عبد الحق عثمانی نیوتنی بن فضل اللہ متوفی ۱۲۷۶ھ کی ذات بھی ہے، آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ کی اولاد سے فن حدیث حاصل کیا ہے، پھر یمن کے دارالسلطنت صنعا تشریف لے گئے اور وہاں سندھی، بھکلی اور شوکانی اور امیر عبداللہ بن اسماعیل سے فن حدیث حاصل کیا،، پھر ہندوستان واپس تشریف لائے اور یہاں بہت سے علما نے آپ سے یہ فن حاصل کیا۔

ہندوستان کے علمائے حدیث میں شیخ عبدالحق عثمانی نیوتنی بن فضل اللہ متوفی ۱۲۷۶ھ کی ذات بھی ہے، آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ کی اولاد سے فن حدیث حاصل کیا ہے، پھر یمن کے دارالسلطنت صنعا تشریف لے گئے اور وہاں سندھی، بھکلی اور شوکانی اور امیر عبداللہ بن اسماعیل سے فن حدیث حاصل کیا، پھر ہندوستان واپس تشریف لائے اور یہاں بہت سے علما نے آپ سے یہ فن حاصل کیا۔

ہندوستان کے علمائے حدیث میں شیخ عبدالغنی دہلوی بن ابوسعید کا نام نامی بھی ہے، آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے اور وہیں ۱۲۹۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا، آپ نے فن حدیث اپنے باپ شیخ ابوسعید اور شاہ اسحاق سے حاصل کیا، پھر حجاز تشریف لے گئے اور شیخ عابد سندھی اور اسی پایہ کے دوسرے علمائے حدیث سے اس فن شریف کو

حاصل کیا، پھر آپ ہندوستان تشریف لائے اور اپنے کو درس حدیث کے لیے وقف کر دیا، حدیث کی مشہور کتاب ''سنن ابن ماجہ'' پر آپ کے حواشی ہیں۔

علمائے حدیث میں مفتی عبدالقیوم بن مولانا عبدالحیٔ صدیقی برہانوی کا اسم گرامی بھی ہے آپ شاہ اسحاق دہلوی کے داماد ہیں اور انہیں سے آپ نے اس فن کو حاصل کیا ہے اور ایک مدت تک اپنے ساتھ رہے بھی ہیں، پھر اس فن کا درس دینا شروع کیا، حدیث وقرآن کی نشر و اشاعت میں آپ ان کے اسلاف کے نقش قدم پر تھے، آپ کا سن وفات ۱۲۹۹ھ ہے۔

علمائے حدیث میں شیخ احمد علی سہارن پوری بن لطف اللہ کا نام نامی بھی ہے، آپ نے فن حدیث شیخ وجیہ الدین سہارن پوری اور پھر شاہ اسحاق دہلوی سے حاصل کیا، پھر آپ نے درس وافادہ کی مسند بچھائی، علمائے ہند پر آپ کا یہ خصوصی احسان ہے کہ آپ نے کتب حدیث کی تصحیح اور ان کی نشر واشاعت میں بڑی دلچسپی لی، صحیح بخاری کی بھی تصحیح کی اور اس پر کچھ حواشی بھی لکھے ہیں، جن پر مزید اضافہ کی گنجائش نہیں، آپ کا سن وفات ۱۲۹۷ھ ہے۔

علمائے حدیث میں قاری عبدالرحمٰن انصاری پانی پتی بن محمد بھی ہیں آپ نے شاہ اسحاق دہلوی کی خدمت میں طویل مدت تک رہ کران سے یہ فن حاصل کیا ہے، پھر اس فن کی تدریس کی خدمت انجام دی ہے اور بہت بڑی جماعت آپ سے مستفید ہوئی ہے، آپ کا سن وفات ۱۳۱۴ھ ہے۔

علمائے حدیث میں سید عالم نگینوی بھی ہیں، آپ نے شاہ اسحاق دہلوی سے فن حدیث حاصل کیا، آپ کی پوری زندگی مرادآباد میں درس حدیث کی خدمت میں گزری اور آپ سے ایک بہت بڑی تعداد نے فائدہ اٹھایا، آپ کا سن وفات ۱۲۹۵ھ ہے۔

علمائے حدیث میں میاں سید نذیر حسین حسینی دہلوی کا اسم گرامی بھی ہے، آپ کا سن وفات ۱۳۲۰ھ ہے، آپ شاہ اسحاق دہلوی کے شاگرد ہیں، دہلی میں آپ نے درس و افادہ کی مسند بچھائی اور آپ کے علم سے اہل عرب وعجم کی بہت بڑی تعداد نے فائدہ اٹھایا۔

ہندوستان میں فن حدیث کی ریاست ان پر ختم ہے۔

علمائے حدیث میں سید حسن شاہ رام پوری متوفی ۱۳۱۲ھ بھی ہیں آپ نے سید عالم علی سے حدیث شریف حاصل کیا اور رام پور میں درس حدیث کی خدمت انجام دی، بڑی تعداد آپ سے مستفید ہوئی۔

علمائے حدیث میں شیخ ولایت علی صادق پوری متوفی ۱۲۶۹ھ بھی ہیں، آپ نے فن حدیث شاہ اسماعیل شہید دہلوی بن شاہ عبدالغنی سے حاصل کیا، پھر قاضی محمد بن علی شوکانی سے اس علم کو حاصل کیا، آپ نے حدیث شریف کی تدریس اور خالص سنت کی اشاعت پر اپنے کو وقف فرمادیا، آپ کے علم اور آپ کی ذات سے بے شمار مخلوق خدا کو فائدہ پہنچا۔

علمائے حدیث میں قاضی محمد جعفری مچھلی شہری بن عبدالعزیز کا بھی اسم گرامی ہے، آپ کا سن وفات ۱۳۲۰ھ ہے، آپ نے شیخ عبدالغنی مہاجر مکی بن ابوسعید دہلوی سے یہ فن حاصل کیا، اس فن میں آپ کے استاذ شیخ معمر عبدالحق بن فضل اللہ نیوتنی اور بعض دوسرے علمائے حدیث بھی ہیں، آپ سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔

علمائے حدیث میں شیخ رشید احمد حنفی گنگوہی بھی ہیں، آپ کا سن وفات ۱۳۲۳ھ ہے، آپ نے فن حدیث شیخ عبدالغنی دہلوی سے حاصل کیا، تیس سال تک آپ نے درس حدیث دیا، آپ ایک سال میں صحاح ستہ کا درس دیا کرتے تھے، آپ کا درس ضبط وتحقیق اور تدبر واتقان کے ساتھ ہوا کرتا تھا، یہ فضیلت آپ کی ایسی ہے کہ اس میں آپ کا کوئی معاصر شریک نہیں۔

علمائے حدیث میں مولانا عبدالحئ فرنگی محلی لکھنوی کا نام نامی بھی ہے، آپ نے یہ فن اپنے والد محترم مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی سے حاصل کیا اور حرمین شریفین کے علمائے حدیث سے بھی آپ کو سند اجازت حاصل ہے، ایک مدت تک آپ درس حدیث دیتے رہے، موطا امام محمد پر آپ نے حاشیہ لکھا ہے، مختصر الجرجانی پر آپ نے شرح لکھی ہے اوران دو کے علاوہ بھی فن حدیث پر آپ کی بعض تصنیفات ہیں، آپ کا سن وفات ۱۳۰۴ھ ہے۔

علمائے حدیث میں نواب سید صدیق حسن بھوپالی کا اسم گرامی بھی ہے، آپ نے فن حدیث قاضی زین العابدین اوران کے بڑے بھائی ہمارے بھی استاذ ہیں، شیخ حسین بن محسن انصاری یمانی سے حاصل کیا، اللہ کی عنایت سے آپ کے پاس نادر کتابوں کا ذخیرہ تھا، آپ نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا اوران سے فائدہ اٹھایا، کتابیں تصنیف فرمائیں اور بعض کتابوں کی نشر واشاعت کی سعادت بھی نصیب ہوئی، مثلاً فتح الباری ونیل الاوطار کی فن حدیث میں آپ کی بڑی اہم تصانیف ہیں۔

علمائے حدیث میں شیخ شمس الحق ڈیانوی بن امیر علی بھی ہیں، آپ فن حدیث میں میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد ہیں، آپ کی ساری جدوجہد اس علم کی خدمت میں صرف ہوئی، فن حدیث میں نایاب ونادر کتابوں کو بھی جمع کرنے میں آپ نے بڑی محنت کی ہے اوراس فن میں آپ نے کچھ کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔

علمائے حدیث میں شیخ عبدالمنان نابینا وزیرآبادی بھی ہیں، آپ نے یہاں سید نذیر حسین دہلوی سے فن حدیث حاصل کیا اور زندگی بھر پنجاب میں اس فن شریف کا درس دیا اوراپنی ساری صلاحیت وطاقت اس فن کی خدمت واشاعت میں صرف فرمادی، آپ سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد حد شمار سے باہر ہے، آپ کا سن وفات ۱۳۳۴ھ ہے۔

علمائے حدیث میں سید امیر حسن سہسوانی متوفی ۱۲۹۱ھ اوران کے صاحبزادہ امیر احمد متوفی ۱۳۰۶ھ، شیخ محمد بشیر فاروقی بن بدرالدین متوفی ۱۳۲۳ھ حافظ عبداللہ غازی پوری متوفی ۱۳۳۷ھ مولانا محمود حسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ کے اسمائے گرامی بھی ہیں۔

ہندوستان کے علمائے حدیث اوراہل صلاح کی یہ مختصر فہرست ہے جواوپر ذکر کی گئی، فن حدیث میں ان بزرگوں نے جوکوششیں صرف فرمائی ہیں، اللہ ان کو قبول فرمائے اور ان کی برکتوں سے ہمیں بھی نفع پہنچائے، آمین۔

فن حدیث میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

فن حدیث اصول احدیث اوراس کے متعلقات پر ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں بے شمار ہیں، مشہور کتابیں درج ذیل ہیں:

مشارق الانوار، یہ کتاب بہت مشہور اور اہل علم میں بہت رائج ہے۔

مصباح الدجیٰ فی حدیث المصطفیٰ، الشمس المنیر ہ، یہ تینوں کتابیں شیخ حسن صغانی لاہوری بن محمد بن حیدر کی تصنیفات ہیں۔

عین العلم والسبعین، مصنفہ شیخ علی ہمدانی بن شہاب، اس میں اہل بیت کے فضائل ومناقب میں ستر حدیثیں ہیں، اکثر احادیث دیلمی کی ''الفردوس'' سے ماخوذ ہیں، اس کتاب پر شیخ فتح محمد سندھی برہان پوری بن عیسیٰ کی تخریج ہے۔

کنزل العمال فی سنن الاقوال والافعال، مصنفہ شیخ علاء الدین علی المتقی ہندی مہاجر مکی بن حسام الدین متوفی ۹۷۵ھ، یہ کتاب چار جلدوں میں ہے، مصنف نے اس کتاب میں امام سیوطی کی جمع الجوامع کو بھی مرتب کردیا ہے۔

منہج العمال فی سنن الاقوال، مصنفہ شیخ علی المتقی ہندی مہاجر مکی بن حسام الدین، مصنف نے اس کتاب میں امام سیوطی کی الجامع الصغیر کو بھی مرتب کیا ہے۔

البرہان فی علامات مہدی آخر الزماں، مصنفہ شیخ علی المتقی مہاجر مکی بن حسام الدین، یہ کتاب ''العرف الوردی فی اخبار المہدیٰ'' اور ''عقد الدرر فی اخبار المہدی المنتظر'' وغیرہ کا خلاصہ ہے۔

ملتقط جمع الجوامع، مصنفہ شیخ طاہر سندھی برہانوی بن یوسف۔

وظائف النبی فی الادعیۃ الماثورۃ، مصنفہ شیخ عبدالنبی گنگوہی بن احمد نعمانی۔

نزل الابرار لما صح من مناقب اہل بیت الاطہار، مصنفہ مرزا محمد بدخشی دہلوی بن رستم۔

مفتاح النجا من مناقب آل العبا، تحفۃ المحبین فی مناقب الخلفاء الراشدین، یہ دونوں کتابیں مرزا محمد بدخشی دہلوی بن رستم کی تصنیفات ہیں۔

التنبیہات النبویہ فی سلوک الطریقۃ المصطفویہ، مصنفہ شیخ ولی اللہ سورتی گجراتی بن غلام محمد مصنف نے اس کتاب میں ابواب زہد، ابواب آداب اور اس کے متعلقات کو جمع کیا ہے۔

طریق الافادہ شرح سفر السادہ، بزبان فارسی، ما ثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ (بزبان عربی) مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

خلاصۃ المناقب فی فضائل اہل البیت، مصنفہ شیخ سلام اللہ دہلوی بن شیخ الاسلام بخاری ایک وسیع و جامع کتاب دو جلدوں میں، مصنفہ قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی اخلاق و آداب نبوی میں سب سے بہتر کتاب ہے۔

النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر، مصنفہ شیخ ولی اللہ دہلوی بن شاہ عبدالرحیم۔

رد الاشراک، مصنفہ شاہ اسماعیل شہید فاروقی دہلوی بن شاہ عبدالغنی۔

تقویۃ الایمان شرح رد الاشراک (بزبان اردو) مصنفہ شاہ اسماعیل شہید فاروقی دہلوی بن شاہ عبدالغنی۔

القویم فی احادیث النبی الکریم، مصنفہ مولوی سخاوت علی جون پوری، یہ کتاب ''المنتقی'' اور ''بلوغ المرام'' جیسی ہے۔

جوامع الکلم، مصنفہ مفتی الٰہی بخش کاندھلوی بن شیخ الاسلام متوفی ۱۲۴۵ھ۔

العروۃ الوثقی لمتبع سنۃ سید الوریٰ، مصنفہ شیخ عبداللہ صدیقی الہ آبادی یہ کتاب فن حدیث میں ابواب فقہیہ کی ترتیب پر ہے۔

عمدۃ الصلوٰۃ وفائز النجاۃ، اس میں صرف وہ احادیث ہیں جو صرف ابواب صلوٰۃ سے متعلق ہیں۔

النبراس المنیر لصلوٰۃ الدیاجیر، معین الابرار علی الصلوٰۃ فی الیل والنہار، اس کتاب میں مصنف نے ان قرآنی سورتوں کو جمع کیا ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پڑھا کرتے تھے۔

الروض الانضر فی الفقہ الاکبر، مصنف نے ابواب فقہی کی ترتیب سے اس کتاب میں ان احادیث صحیحہ مرفوعہ کو جمع کیا ہے جو ابواب صلوٰۃ سے متعلق ہیں، یہ چاروں مذکورہ بالا کتب حدیث شیخ عبداللہ صدیقی الہ آبادی کی تصنیفات ہیں۔

خیر المواعظ، مصنفہ شیخ ابورجا محمد زماں شاہ جہاں پوری، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور امام نووی کی ریاض الصالحین جیسی ہے۔

شرح الحکم المرتضویہ فی منافع الامر والنہی الذی یتعلق بالشریعۃ المصطفویہ، مصنفہ قاضی عبدالقادر رام پوری بن محمد اکرم۔

مشکوٰۃ کی مختصر شرح جامع البرکات پر حاشیہ، مصنفہ قاضی عبدالقادر رام پوری بن محمد اکرم۔

ابن جارود کی منتقی کی شرح، مصنفہ مفتی صبغۃ اللہ شافعی مدراسی بن محمد غوث۔

الکواکب الدریہ اس میں المجالس الدینوریہ کی منتخب احادیث ہیں۔

نہایۃ السؤل فی مناقب ریحانۃ الرسول، یہ دونوں کتابیں شیخ عبدالوہاب شافعی مدراسی بن محمد غوث کی ہیں۔

ساطع الانوار من کلام سید الابرار، مصنفہ مولوی نصیر الدین برہان پوری۔

شعب الایمان، مصنفہ مولوی نصیر الدین برہان پوری۔

رقیۃ السلیم، مصنفہ مولوی محمد سلیم جون پوری بن عطا۔

ہدایۃ الغوی الی المنہج السوی، یہ کتاب طب نبوی پر ہے۔

بسط الیدین فی اکرام الابوین، زواجر الارشاد الی اہل دار الجہاد، یہ تینوں کتابیں شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصر الدین کی ہیں۔

نزل الابرار شرح منتقی الاخبار، خلاصۃ نیل الاوطار، شمار التنکیت شرح ابیات التثبیت، بلوغ السؤل الی اقضیۃ الرسول، ضالۃ الناشد الکئیب فی شرح تأنیس الغریب، الحطۃ بذکر الصحاح الستۃ، الحرز المکنون من لفظ المعصوم المامون، احادیث متواترہ میں، منبر ساکن العزام الی روضات دار السلام، الاذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ، تمیمۃ الصبی فی ترجمۃ الاربعین من احادیث النبی، العبرۃ بما جاء فی الغزو والشہادۃ والہجرۃ، یقظیۃ اولی الاعتبار مما ورد فی ذکر النار واصحاب النار، حسن الاسوہ لما ثبت من اللہ ورسولہ فی النسوۃ، ضوء الشمس من شرح حدیث ''بنی الاسلام علی خمس'' کشف الستر عن وجہ الذکر والفکر، زیادۃ الایمان باعمال الجنان، تقویۃ الایمان شرح حدیث حلاوۃ الایمان، کشف الکربۃ عن اہل الغربۃ، صدق اللجا الی ذکر الخوف والرجا، مذکورہ بالا جملہ کتب حدیث نواب سید صدیق حسن بھوپالی کی تصنیفات ہیں۔

انوار المشارق، مصنفہ نواب نور الحسن بن نواب صدیق حسن بھوپالی، یہ کتاب امام صغانی کی مشارق الانوار سے انتخاب ہے، مصنف نے اس میں صرف وہی احادیث لکھی ہیں جن پر شیخین یعنی بخاری ومسلم کا اتفاق ہے۔

ابن سنی کی ''عمل الیوم واللیلۃ مسمّٰی بہ سلطان الاذکار کا خلاصہ، معارف العوارف، اس کتاب میں مصنف نے شیخ سہروردی کی عوارف المعارف میں مذکور احادیث کو جمع کیا ہے۔

الرحمۃ المہداۃ تکملۂ مشکوٰۃ، مشکوٰۃ کے جملہ ابواب کی فصل رابع کو اس میں جمع کیا ہے، مذکورہ بالا کتب حدیث نواب نور الحسن بن نواب صدیق حسن بھوپالی کی تصنیفات ہیں۔

''تنسیق النظام'' مسند ابی حنیفہ پر حاشیہ، حصفکی کی روایت کے ساتھ مع مقدمہ مصنفہ شیخ محمد حسن سنبھلی۔

تحصیل المرام بتبویب مسند الامام، مصنفہ شیخ محمد ادریس نگرامی بن عبد العلی۔

التحفۃ الصدیقیہ حدیث ام ذرع کی شرح، مصنفہ مولوی فیض الحسن سہارن پوری۔

منتہی المقال شرح حدیث لاتشدوا الرحال، مصنفہ مفتی صدر الدین خاں آزردہ دہلوی۔

التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی، مصنفہ شیخ شمس الحق محدث ڈیانوی، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔

اعلام اہل العصر باحکام رکعتی الفجر، اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔

الاقوال الصحیحہ فی الاحکام النسکیہ، القول الحق فی تحقیق اخصاء البہائم، یہ تینوں کتابیں شیخ شمس الحق محدث ڈیانوی کی تصنیفات ہیں۔

قصر الآمال بذکر الحال والمآل، بزبان فارسی مصنفہ شیخ رفیع الدین مراد آبادی۔

تذکرۃ الموتی والقبور، تذکرۃ المعاد، حقیقۃ الاسلام، یہ تینوں کتابیں مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصنیفات ہیں۔

زمان الفردوس (بزبان اردو) مصنفہ مفتی عنایت احمد کاکوروی، کتاب میں ترغیب وترہیب کی احادیث ہیں۔

الاحادیث الروایہ لمناقب الصحابی معاویہ، تلالؤ الافلاک بجلال حدیث لولاک۔

سمع وطاعۃ فی احادیث الشفاعۃ، البحث الفاحص عن طرق احادیث القیام المعود تبفیع المقام المحمود۔

ماقل وکفی فی ادعیۃ المصطفےٰ، یہ جملہ کتب مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی تصنیفات ہیں۔

آثار السنن، مصنفہ شیخ ظہیر احسن شوق نیموی بن سبحان علی۔

التعلیق الاحسن علی آثار السنن، تعلیق التعلیق، یہ دونوں کتابیں ابواب طہارت وابواب صلوٰۃ سے متعلق ہیں، اس کے مصنف بھی شہر ظہیر احسن شوق نیموی بن سبحان علی ہیں۔

الحشریۃ، بزبان فارسی آثار قیامت کے بیان میں، مصنفہ شیخ رفیع الدین دہلوی

بن شاہ ولی اللہ دہلوی۔

تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین، بزبان عربی، مصنفہ شاہ اسماعیل شہید فاروقی دہلوی بن شاہ عبدالغنی دہلوی۔

قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین، رسالہ منظوم بزبان فارسی مصنفہ شیخ فاخر عباسی الہ آبادی بن یحیٰی۔

مرآۃ الآخرۃ انتخاب البدور السافرۃ، بزبان عربی مصنفہ شیخ عبدالرحمٰن صدیقی شطاری گجراتی۔

عقد الجمان فی شعب الایمان، مصنفہ سید مرتضیٰ حسین بلگرامی زبیدی بن محمد۔

الغنۃ بشارۃ الجنۃ، بزبان عربی مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی، مصنف نے یہ کتاب اپنے صاحبزادے سید نور الحسن کے نام سے لکھی ہے۔

ترجمۃ السبعیات فی مواعظ البریات، بزبان فارسی مصنفہ شیخ محمد صادق کشمیری دہلوی۔

عین الوفا قاضی عیاض کی شفا کا ترجمہ، بزبان فارسی مترجمہ شیخ ابوبکر بھڑوچی گجراتی بن محمد۔

موائد العوائد فی عیون الاخبار والفوائد، بزبان فارسی مصنفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی، امام نوویؒ کی ریاض الصالحین کا ترجمہ بزبان اردو مترجمہ مولوی احمد الدین بن شرف الدین۔

ملا علی قاری مکی بن سلطان کی الاربعین کا ترجمہ، مترجمہ عبدالقیوم بن مولانا عبدالحی برہانوی۔

مسند امام ابی حنیفہ کا ترجمہ بزبان اردو مترجمہ مولوی حبیب الرحمٰن۔

التحیز شاہ ولی اللہ دہلوی کی الاربعین کی شرح نظم میں مرتبہ مولوی ہادی علی صدیقی لکھنوی۔

تلخیص الصحاح، مصنفہ شیخ محی الدین خاں دہلوی حیدرآبادی، یہ کتاب تیسیر الاصول

کا اردو ترجمہ ہے۔

خیر الخبر فی اذان خیر البشر، مصنفہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی بن مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی، عربی زبان میں یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ نومولود کے کان میں آنحضور ﷺ سے اذان دینا ثابت ہے لیکن اقامت کے ثبوت میں توقف کیا ہے۔

امام الکلام فیما یتعلق بالقرأۃ خلف الامام، اپنے موضوع پر یہ ایک جامع کتاب ہے۔

غیث الغمام علی حواشی امام الکلام، نزہۃ الفکر فی سبحۃ الذکر، عربی زبان میں ایک رسالہ ہے۔

النفحہ بتحشیہ النزہۃ، زجر الشبان والشیبۃ عن ارتکاب الغیبۃ، بزبان اردو۔

تحفۃ الاخیار علی احیاسنۃ سید الابرار، مصنف نے اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ تراویح کی بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے، مذکورہ بالا جملہ کتب مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی کی تصنیفات ہیں۔

الجوائز والصلات من جمع الاسانی والصفات، عربی زبان میں یہ ایک ضخیم کتاب ہے، یہ کتاب نواب سید صدیق حسن بھوپالی نے ۱۲۹۷ھ میں اپنے صاحبزادہ سید نور الحسن کے نام سے لکھی ہے۔

الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر، اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے، مصنفہ شیخ حسن الزماں ترکمانی حیدرآبادی بن قاسم بن ذوالفقار علی۔

ہدایۃ المعتدی فی قرأۃ المقتدی، مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔

تلخیص الاخبار، مصنفہ خاکسار عبدالحی حسنی رائے بریلوی لکھنوی بن حکیم فخر الدین حسنی مصنف کتاب ہذا اس کتاب میں صحاح ستہ میں سے احادیث صحیحہ بغیر اسناد کے مذکور ہیں۔

منتہی الافکار شرح تلخیص الاخبار، اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے، اس کا مصنف بھی خاکسار عبدالحیٔ حسنی رائے بریلوی لکھنوی بن حکیم فخر الدین لکھنوی حسنی مؤلف

کتاب ہذا ہے۔

حظیرۃ التقدیس وذخیرۃ التانیس، احادیث قدسیہ کے ذکر میں۔

تخریج الوصایا من خبایا الزوایا، ان دونوں کتابوں کی نسبت نواب سید علی حسن بن نواب سید صدیق حسن کی طرف ہے۔

درۃ التاج المنظوم، بزبان فارسی مرتب قاضی نجف علی جھجھری۔

نظام الاسلام، اس میں احناف اور اہل حدیث کے درمیان جن مسائل فقہیہ پر اختلاف ہے، ان کا ذکر ہے اور احادیث سے احناف کے مسائل فقہیہ کا اثبات کیا گیا ہے، اس کے مصنف مولوی محمد وجیہ صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ ہیں۔

زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل، عربی زبان میں یہ ایک رسالہ ہے، اس میں اہل سنت و الجماعت کی کتابوں میں اہل بیت کے فضائل میں جو احادیث مذکورہ میں جمع کی گئی ہیں، یہ کتاب ۱۳۰۴ھ میں چھپی ہے، اس کے مصنف شیخ غلام یحیٰ حسینی نقوی مدراسی شیعی بن عبدالودود ہیں۔

نور الہدیٰ، مصنفہ مولوی سید امداد العلی اکبر آبادی کتاب مسئلہ تراویح پر ہے۔

توضیح سنۃ الہدیٰ، مصنفہ مولوی عبدالرحمٰن صدر امین، یہ کتاب مولوی سید امداد العلی کی نور الہدیٰ کی تردید میں لکھی گئی ہے۔

امداد الغوی عن الصراط السوی، مصنفہ مولوی امداد العلی اکبر آبادی، مصنف نے یہ کتاب مولوی عبدالرحمٰن کی ''توضیح سنۃ الہدیٰ'' کی تردید میں لکھی ہے۔

امداد السنۃ، مصنفہ مولوی امداد العلی اکبر آبادی مصنف نے اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ تراویح آٹھ رکعات ہے اور تراویح سنت غیر مؤکدہ ہے، مصنف نے یہ کتاب مولوی محمد فصیح غازی پوری اور دوسرے ان علما کی تردید میں لکھی ہے جو تراویح کو بیس رکعت اور سنت مؤکدہ کہتے ہیں۔

المواہب اللطفیہ شرح مسند ابی حنیفہ، مصنفہ شیخ محمد عابد سندھی۔

مجموعہ ہائے چہل حدیث

چہل حدیث کے مجموعے بہت ہیں، ان میں سے مشہور مجموعوں کی فہرست درج ذیل ہے:

چہل حدیث، مرتبہ سید علی حسینی ہمدانی بن شہاب، اس مجموعہ میں وہ احادیث مذکورہ ہیں جو بسند متصل حضرت انس بن مالک کی روایات ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ شیخ محمد بن یوسف حسینی دہلوی مشہور بگیسو دراز، آپ نے گلبرگہ میں اقامت اختیار کرلی اور ۸۲۵ھ میں وہیں انتقال ہوا، اس مجموعہ میں ہر حدیث کے بعد صحابہ تابعین اور متقدمین مشائخ کے آثار بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ شیخ خواجگی حسینی، عریضی کڑوی بن شمس الدین، یہ مجموعہ امام صغانی کی مشارق الانوار سے لیا گیا ہے۔

چہل حدیث، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

چہل حدیث، مرتب حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی بن عبدالاحد مشہور بہ مجدد الف ثانی، حضرت مجدد صاحب طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے بانی ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ سلطان محی الدین اورنگ زیب عالم گیرؒ عالم گیر نے چہل حدیث کے دو مجموعے مرتب کیے ہیں، ایک اپنی شاہزادگی کے زمانہ میں اور دوسرا اپنی شاہی کے زمانہ میں، ان دونوں مجموعوں کا عالم گیر نے ترجمہ بھی کیا ہے اور دونوں پر حواشی بھی لکھے ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم اس مجموعہ میں احادیث ہیں جو سند متصل کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ شاہ محمد اسحاق فاروقی بن افضل، آپ حضرت شاہ عبدالعزیز

دہلوی کے نواسے ہیں، اس مجموعہ میں حج وعمرہ کے فضائل کی احادیث ہیں۔

چہل حدیث، خلفائے راشدین کے فضائل ومناقب میں مرتبہ سید علی کبیر حسینی الہ آبادی بن علی جعفر۔

چہل حدیث، مرتبہ شیخ عبدالباسط قنوجی بن رستم علی صدیقی مرتب نے اپنے اس مجموعہ کی فارسی میں شرح بھی لکھی ہے اور اس کا نام ''الحبل المتین'' رکھا ہے۔

چہل حدیث، مرتبہ سید اولاد حسن حسینی بخاری قنوجی بن اولاد علی، اس مجموعہ میں شرک وبدعت کی تردید والی احادیث ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی، اس مجموعہ میں حج وعمرہ کے فضائل والی احادیث ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ شیخ صبغۃ اللہ شافعی مدراسی بن محمد غوث اس مجموعہ میں معجزات رسول والی احادیث مذکور ہیں۔

چہل حدیث، شیخ احمد بن صبغۃ اللہ شافعی مدراسی۔

چہل حدیث، موسوم احادیث الحبیب المتبر کہ، مرتبہ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔

چہل حدیث، مرتبہ شیخ ادریس نگرامی بن عبدالعلی، اس مجموعہ میں امام ابوحنیفہ سے مروی احادیث درج ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ مولوی قادر بخش سہسرامی بن حسن علی۔

چہل حدیث، مرتبہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی، اس مجموعہ میں احادیث شفاعت مذکور ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ شیخ حسن محمد ہندی بن شاہ محمد بن حسن، اس مجموعہ میں وہ احادیث مذکور ہیں جو امام ابوحنیفہ سے مروی ہیں۔

چہل حدیث، مرتبہ مولانا شاہ ولایت علی عظیم آبادی بن فتح علی آپ حضرت سید احمد

شہیدؒ کے مریدین ومعتقدین میں ہیں اور سید صاحب کی جماعت مجاہدین کے ایک ممتاز فرد ہیں۔

چہل حدیث، موسوم نعم المعین مرتبہ شیخ عبداللہ گورکھ پوری بن محمد۔

چہل حدیث، مرتبہ مولوی محمد شاہ بودلا صدیقی سہروردی حنفی دہلوی، اس مجموعہ میں وہ احادیث ہیں جن میں احکام فقہیہ بیان کیے گئے ہیں، اس مجموعہ کی ابتدا یوں ہے، ''**الحمد لله حمداً كثيراً يوافي نعمه ويكافي مزيده**'' اس مجموعہ کی احادیث مذہب حنفی کی تائید میں ہیں، مصنف نے عربی میں اس کی شرح بھی ۱۲۸۳ھ میں لکھی ہے۔

شروح مؤطا امام مالکؒ

مصفّٰی شرح مؤطا، بزبان عربی، مرتبہ شیخ یعقوب ابو یوسف بیانی لاہوری۔

المعلّٰی شرح مؤطا، بزبان عربی مرتبہ شیخ سلام اللہ دہلوی بن شیخ الاسلام بخاری، دہلوی۔

مسوّٰی شرح مؤطا، بزبان عربی مرتبہ شیخ الکبیر حضرت شاہ ولی اللہ فاروقی محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم شاہ صاحب نے اس شرح میں الفاظ غریبہ کی وضاحت فرمائی ہے اور ائمہ مجتہدین کے مذاہب بیان فرمائے ہیں۔

مصفّٰی شرح مؤطا، بزبان فارسی مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم، حضرت شاہ صاحب نے یہ کتاب بہت ہی محققانہ طور پر تحریر فرمائی ہے، شاہ صاحب کی وفات کے بعد ان کے شاگرد شیخ محمد امین ولی اللّٰہی نے اس کتاب کو ایڈٹ کیا ہے، شیخ محمد امین کتاب کی تصحیح وتہذیب سے بارہ شوال ۱۱۷۹ھ میں فارغ ہوئے ہیں۔

ہدایۃ السالک الی مؤطا الامام المالکؒ، مرتبہ مفتی صبغۃ اللہ شافعی مدراسی بن محمد غوث۔

التعلیق الممجد علی مؤطا الامام محمد، مرتبہ مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی لکھنوی بن مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی لکھنوی۔

مؤطا کے ایک حصہ کی شرح مرتبہ قاضی بشیر الدین عثمانی قنوجی۔
کشف المؤطا شرح مؤطا، بزبان اردو مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی۔

شرح صحیح بخاری

شرح بخاری، مصنفہ شیخ امام حسن صغانی لاہوری بن محمد بن حیدر۔
فیض الباری شرح بخاری، مصنفہ سید عبدالاول بن علی بن العلا الحسینی۔
شرح بخاری، مصنفہ شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری متوفی ۱۰۰۳ھ۔
غایۃ التوضیح شرح بخاری، مصنفہ شیخ عثمان سندھی برہان پوری بن عیسیٰ بن ابراہیم۔
شرح بخاری، مصنفہ شیخ طاہر سندھی برہان پوری بن یوسف یہ شرح عسقلانی سے ماخوذ ہے۔
الجیر الجاری شرح بخاری، مؤلفہ شیخ یعقوب ابو یوسف بیانی لاہوری۔
تیسیر القاری شرح بخاری، بزبان فارسی چھ جلدوں میں مؤلفہ مفتی نور الحق دہلوی بن شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔
فیض الباری شرح بخاری، مرتبہ شیخ محمد اعظم سرہندی بن سیف الدین۔
بخاری کی ایک جامع شرح بزبان فارسی مرتبہ شیخ الاسلام بخاری دہلوی بن محب اللہ۔
نور القاری شرح بخاری، مؤلفہ شیخ نور الدین گجراتی بن محمد صالح۔
ضوء الدراری شرح بخاری، تا باب زکوٰۃ مرتبہ میر سید غلام علی آزاد حسینی بلگرامی یہ کتاب قسطلانی سے ماخوذ ہے۔
ایک مفید رسالہ مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم، اس رسالہ میں شاہ صاحب نے ابواب بخاری کے تراجم کی توضیح وتشریح فرمائی ہے۔

عون الباری فی حل ادلۃ البخاری، چار جلدوں میں مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی، یہ کتاب شیخ حسین بن مبارک زبیدی کی التجرید الصریح کی شرح ہے۔

تسہیل القاری، مصنفہ مولوی وحید الزماں لکھنوی بن مسیح الزماں۔

بخاری شریف کی اردو شرح موسوم فیض الباری مرتبہ شیخ فضل احمد انصاری۔

منح الباری شرح بخاری، بزبان فارسی مرتبہ شیخ محمد احسن پشاوری بن محمد صدیق۔

الفیض الطاری شرح بخاری، بزبان عربی دو جلدوں میں مصنفہ شیخ جعفر بخاری گجراتی بن محمد حسینی۔

ثلاثیات بخاری کی شرحیں

یعنی بخاری شریف کی وہ احادیث جن میں امام بخاری اور آنحضرت ﷺ کے درمیان صرف تین راوی ہیں۔

اعانۃ القاری، عربی زبان میں ایک مبسوط شرح ہے، مرتبہ شیخ یحیٰی الہ آبادی بن امین عباسی۔

نظم اللآلی شرح ثلاثیات بخاری، بزبان فارسی مرتبہ شیخ عبدالباسط صدیقی قنوجی بن رستم علی۔

غنیۃ القاری شرح ثلاثیات بخاری، بزبان اردو مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

صحیح مسلم کی شرحیں

المعلم شرح صحیح مسلم، مصنفہ شیخ یعقوب ابو یوسف بیانی لاہوری۔

المطر الثجاج شرح صحیح مسلم، مرتبہ مفتی ولی اللہ حسینی فرخ آبادی بن احمد علی۔

شرح مسلم، بزبان فارسی مرتبہ شیخ فخر الدین بخاری، دہلوی بن محب اللہ۔

شرح مسلم، بزبان فارسی مرتبہ شیخ سراج احمد سرہندی۔

شرح مسلم، مرتبہ مفتی صبغۃ اللہ شافعی مدراسی بن محمد غوث۔

السراج الوہاج، شرح مسلم، بزبان عربی مؤلفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی بن اولاد حسن قنوجی۔

المعلم شرح مسلم، بزبان اردو مصنفہ مولوی وحید الزماں لکھنوی، یہ کتاب چھ جلدوں میں ہے۔

شروح ترمذی

شرح ترمذی، بزبان عربی مرتبہ شیخ طیب سندھی بن ابوطیب متوفی ۹۹۰ھ کے کچھ بعد۔

شرح ترمذی، بزبان فارسی مرتبہ شیخ سراج احمد سرہندی۔

شرح ترمذی، مرتبہ مفتی صبغۃ اللہ بن محمد غوث شافعی مدراسی۔

جائزہ الشعوذی شرح ترمذی، بزبان اردو مرتبہ مولوی بدیع الزماں لکھنوی۔

شرح ترمذی، بزبان اردو مرتبہ مولوی فضل احمد انصاری۔

شرح ترمذی، بزبان اردو مرتبہ مولوی وجیہ الزماں لکھنوی بن مسیح الزماں۔

شروح ابوداؤد شریف

غایۃ المقصود ابوداؤد شریف کی یہ بڑی مفصل شرح ہے لیکن افسوس کہ مکمل نہیں ہوئی۔

عون المعبود شرح ابوداؤد، چار جلدوں میں، ان دونوں کتابوں کے مرتب مولوی

شمس الحق ڈیانوی ہیں۔

التعلیق المحمود شرح ابوداؤد، مرتبہ مولوی فخر الحسن گنگوہی۔

شرح ابوداؤد، مرتبہ مولوی محمود حسن دیوبندی بن ذوالفقار علی۔

الہدیٰ المحمود شرح ابوداؤد، بزبان اردو مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی۔

فتح الودود شرح ابوداؤد، مرتبہ ابوالحسن سندھی۔

شروح نسائی شریف

حواشی نسائی شریف، مرتبہ مولوی وصی احمد حنفی کان پوری۔

روض الربا شرح نسائی شریف، بزبان اردو مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی۔

شروح ابن ماجہ شریف

شرح ابن ماجہ، بزبان فارسی مرتبہ شیخ سراج احمد فاروقی سرہندی۔

انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ، بزبان عربی مرتبہ شیخ عبدالغنی فاروقی دہلوی، مہاجر مکی بن ابوسعید۔

رفع العجاجہ شرح ابن ماجہ، بزبان اردو مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی بن مسیح الزماں۔

مفتاح الحاجہ شرح ابن ماجہ، بزبان عربی مرتبہ مولوی محمد بن عبداللہ العلوی۔

شروح شمائل ترمذی شریف

شرح شمائل ترمذی، بزبان فارسی، مرتبہ شیخ محمد عاشق حنفی بن عمر متوفی ۱۰۳۳ھ۔

شرح شمائل ترمذی، مرتبہ مفتی نور الحق دہلوی بن مولانا عبدالحق محدث بن سیف

الدین بخاری۔

معین الفضائل، شرح شمائل ترمذی، مرتبہ شیخ فاضل گجراتی بن حامد۔

اشرف الوسائل شرح شمائل ترمذی، مرتبہ شیخ سیف اللہ بخاری دہلوی بن نور اللہ کتاب کا سن تصنیف ۱۰۹۱ھ ہے۔

شرح شمائل ترمذی، مرتبہ شیخ حاجی محمد کشمیری متوفی ۱۰۰۶ھ۔

درر الفضائل شرح شمائل ترمذی، بزبان عربی، مرتبہ شیخ حکیم الدین قنوجی ابن فصیح الدین۔

شرح شمائل ترمذی، بزبان فارسی مرتبہ شیخ محمد فیض بلگرامی بن محمد صادق۔

سراج النبوۃ شرح شمائل ترمذی، بزبان اردو مرتبہ سید بابا قادری حیدرآبادی بن یوسف۔

حاشیہ شمائل ترمذی، مرتبہ قاضی عبدالقادر رام پوری بن محمد اکرم۔

بہار خلد شرح شمائل ترمذی منظوم، بزبان اردو مرتبہ مولوی کفایت اللہ مرادآبادی۔

انوار محمدی ترجمہ شمائل ترمذی، مرتبہ مولوی کرامت علی جون پوری۔

مشکوٰۃ شریف کی شروح

مشکوٰۃ شریف کی ایک جامع شرح، مرتبہ شیخ عبدالعزیز کاہاتی سندھی۔

شرح مشکوٰۃ، مصنفہ شیخ محمد سعید فاروقی سرہندی بن احمد۔

ذریعۃ النجاۃ شرح مشکوٰۃ، مصنفہ شیخ عبدالنبی شطاری گجراتی بن عبداللہ۔

زینۃ النکات شرح مشکوٰۃ، مصنفہ سید محمد گجراتی بن جعفر حسینی۔

شرح مشکوٰۃ، مرتبہ شیخ طیب سندھی برہان پوری بن ابوطیب۔

شرح مشکوٰۃ، بزبان فارسی چار جلدوں میں، گجرات کے کسی عالم کی تصنیف ہے،

مصنف اس کتاب کی تالیف وترتیب سے یوم جمعہ ۲۷ رشوال ۹۹۳ھ کو فارغ ہوئے ہیں، اس شرح میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

(۱) ضمائر کے مرجعوں کی وضاحت (۲) کلمات محذوفہ کا اعادہ (۳) مبہم کی وضاحت (۴) مقدر کی وضاحت (۵) تخصص وتعمم کی وضاحت (۶) شرح کا متن سے ربط (۷) ترکیب نحوی (۸) سہل فارسی زبان میں ہے (۹) ہر باب وفصل کی احادیث کی تعداد (۱۰) ہر کلمہ کے تعلقات کا بیان (۱۱) کلام غیر نام کی تکمیل۔

لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ، بزبان عربی مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

اشعۃ اللمعات، بزبان فارسی چار جلدوں میں، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی یہ کتاب غریب الفاظ اور مشکل کلمات کے وضاحت میں بہت مقبول ومتداول ہے۔

جامع البرکات شرح مشکوٰۃ کا انتخاب، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

نجوم المشکوٰۃ، شرح مشکوٰۃ بزبان عربی ایک جلد میں مرتبہ شیخ محمد صدیق۔

شرح مشکوٰۃ، مرتبہ شیخ محمد نعیم جون پوری بن محمد فائض۔

مظاہر حق شرح مشکوٰۃ، بزبان اردو مرتبہ مولوی قطب الدین دہلوی۔

طریقہ النجاۃ مشکوٰۃ شریف کی احادیث صحیح کا ترجمہ، مصنفہ مولوی ابراہیم آروی بن عبدالعلی۔

امام صغانی کی مشارق الانوار کی شرح

شرح مشارق الانوار، مرتبہ سید محمد حسینی دہلوی بن یوسف مدفون گلبرگہ یہ کتاب تصوف کے اصطلاح میں لکھی گئی ہے۔

شرح مشارق الانوار (بزبان فارسی) مصنفہ سید محمد حسینی دہلوی بن یوسف مدفون گلبرگہ۔

شرح مشارق الانوار، مؤلفہ شیخ منور لاہوری بن عبدالمجید۔

شرح مشارق الانوار (بزبان فارسی) مؤلفہ سید احمد غریضی کڑوی بن محمد حسینی، مصنف محی الدین احمد کے نام سے مشہور ہیں۔

تحفۃ الاخیار شرح مشارق الانوار (بزبان اردو) مصنفہ مولوی خرم علی بلہوری۔

حصن حصین کی شروح

شرح حصن حصین، مرتبہ شیخ حاجی محمد کشمیری، متوفی ۱۰۰۶ھ۔

شرح حصن حصین، بزبان فارسی مرتبہ شیخ فخرالدین دہلوی بن محبّ اللہ بخاری۔

شرح حصن حصین، مرتبہ شیخ منور لاہوری بن عبدالمجید۔

شرح حصن حصین، بزبان فارسی مرتبہ شیخ محمد فیض بلگرامی بن محمد صادق۔

حاشیہ حصن حصین، مرتبہ مولانا عبدالحئ فرنگی محلی لکھنوی بن مولانا عبدالحلیم۔

الظفر الجلیل شرح حصن حصین (بزبان اردو) مرتبہ مولوی قطب الدین خاں دہلوی۔

بلوغ المرام کی شروح

مسک الختام شرح بلوغ المرام (بزبان فارسی) چار جلدوں میں۔

فتح العلوم شرح بلوغ المرام (بزبان عربی) دونوں کتابوں کے مصنف نواب سید صدیق حسن بھوپالی ہیں، مصنف نے دوسری کتاب اپنے صاحبزادہ سید نورالحسن کے نام سے لکھی ہے۔

حاشیہ بلوغ المرام، مرتبہ مولوی احمد حسن دہلوی۔

ترجمہ بلوغ المرام (بزبان اردو) مرتبہ شیخ محی الدین تاجر لاہوری۔

ترجمہ بلوغ المرام، مرتبہ مولوی عنایت علی عظیم آبادی۔

شرح بلوغ المرام، مرتبہ شیخ محمد عابد سندھی۔

امام نووی کی الاربعین کی شروح

الدر الثمین شرح اربعین، مرتبہ شیخ عبداللہ مدراسی بن عبدالقادر۔

شرح اربعین، مرتبہ شیخ وجیہ اللہ ہندی بن مجیب اللہ بن محمد، کتاب کا سن تصنیف ۱۲۱۴ھ ہے۔

شرح اربعین، مرتبہ شیخ رفیع الدین محدث مرادآبادی۔

الظفر المبین ترجمہ الاربعین، مترجم کا نام معلوم نہیں ہوا۔

عین العلم کی شروح

حق العلم شرح عین العلم، مرتبہ شیخ عبدالعظیم برہان پوری متوفی ۱۱۴۱ھ۔

ترجمہ عین العلم، (بزبان فارسی) مرتبہ شیخ رفیع الدین محدث مرادآبادی۔

بحر العلم شرح عین العلم (بزبان اردو) دو جلدوں میں، مرتبہ سید محمد شاہ بن حسن شاہ۔

غنیۃ الطالبین کی شروح

ترجمہ غنیۃ الطالبین (بزبان فارسی) مرتبہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی بن شمس الدین۔

شرح غنیۃ الطالبین (بزبان فارسی) مرتبہ شیخ رفیع الدین محدث مرادآبادی۔

امام محمد کی کتاب الآثار سے متعلق کتابیں

التعلیق المختار علی کتاب الآثار، یہ ایک جامع حاشیہ ہے، اس کے مرتب مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی بن مولانا عبدالوہاب ہیں۔

فیض الستار شرح کتاب الآثار، مرتبہ مولوی عبدالعزیز بن عبدالرشید۔

وہ کتب جو مشکل احادیث کی شرح ووضاحت میں لکھی ہیں:

مجمع بحار الانوار، مرتبہ شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی گجراتی اپنے موضوع پر سب سے بہتر اور مفید کتاب ہے، جملہ غریب حدیث اور جو کچھ اس سلسلہ میں لکھا گیا ہے، سب اس کتاب میں مصنف نے جمع کر دیا ہے، اس طرح اس کتاب نے صحاح ستہ کی شرح کی حیثیت اختیار کرلی، یہ کتاب جب سے تصنیف کی گئی ہے علما کے درمیان بہت مقبول اور متفق علیہ ہے، شیخ محمد بن طاہر نے یہ کتاب لکھ کر علمائے حدیث پر بڑا احسان کیا ہے۔

الیم الزغرب فی لغات الحدیث المنتخب، حدیث شریف کے مشکل الفاظ کی حروف تہجی کی ترتیب سے اس کتاب میں تشریح وتوضیح ہے، مصنفہ شیخ عبداللہ صدیقی الہ آبادی۔

فہرس اللغات والجمل للصحیحین مصنفہ شیخ حسین عطاء اللہ بن صبغۃ اللہ شافعی مدراسی، یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں ہے، صحیحین یعنی بخاری ومسلم شریف کے مشکل الفاظ کے سمجھنے کے لیے یہ کتاب کنجی ہے۔

وہ کتب جو احادیث موضوعہ پر لکھی گئی ہیں:

موضوع احادیث پر دو رسالے شیخ حسن صغانی لاہوری بن محمد بن حیدر کی تصنیف ہیں۔

تذکرۃ الموضوعات، مرتبہ شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی گجراتی، یہ کتاب اپنے موضوع

پر بڑی جامع اور بہت زیادہ معلومات پر مشتمل ہے اور امام شوکانی کی کتاب الموضوعات اور ملاعلی قاری کی کتاب الموضوعات سے زیادہ بڑی اور ضخیم ہے۔

تذکرۃ الاصفیا بتصفیہ الاحیا، مرتبہ شیخ عبدالحق بن فضل اللہ نیوتنی، یہ کتاب عراقی کی کتاب کا مختصر اور اس سے ماخوذ ہے۔

تمییز الطیب من الخبیث مما تدور علی السنۃ الناس من الحدیث، مرتبہ شیخ عبدالحق بن فضل اللہ نیوتنی، یہ کتاب امام سخاوی کی المقاصد الحسنہ کا خلاصہ ہے۔

الآثار المرفوعہ فی الاحادیث الموضوعہ، مرتبہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی ابن مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی۔

الہدیہ الشاہجہانیہ، بزبان عربی مرتبہ شیخ شمس عثمانی قنوجی بن قاضی بشیر الدین۔

وہ کتب جو تخریج احادیث پر لکھی گئی ہیں:

تخریج السبعین، مرتبہ شیخ فتح محمد برہان پوری محدث بن عیسیٰ سندھی۔

تخریج احادیث بیضاوی، مرتبہ شیخ عبداللہ بن صبغۃ اللہ شافعی مدراسی۔

تخریج احادیث الصفوۃ، مرتبہ شیخ احمد بن صبغۃ اللہ شافعی مدراسی۔

تشئید المبانی فی تخریج احادیث مکتوبات الامام الربانی، مرتبہ شیخ محمد سعید بن صبغۃ اللہ مدراسی حیدرآبادی۔

تخریج احادیث الاطراف، مرتبہ شیخ محمد سعید بن صبغۃ اللہ مدراسی حیدرآبادی۔

تخریج شرح عقائد تفتازانی، مرتبہ قاضی بشیر الدین عثمانی قنوجی۔

تخریج شرح عقائد تفتازانی، مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی۔

اشراق الابصار تخریج نور الانوار، مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی۔

تبصرۃ الابصار تخریج احادیث الآثار، مرتبہ مولوی الٰہی بخش فیض آبادی۔

تخریج المشکوٰۃ، تخریج مسند امام احمد بن حنبل، یہ دونوں کتابیں مولوی احمد حسن

دہلوی کی تالیف ہیں۔

الادراک لتخریج ردالاشراک، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب، الروض البہیج فی آداب التخریج، یہ دونوں کتابیں مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی تصنیف ہیں۔

اصول حدیث کی کتابیں

شرح نخبۃ الفکر کی شرح، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

امعان النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، یہ ایک جامع شرح ہے، اس کے مرتب شیخ محمد اکرم سندھی بن عبدالرحمٰن ہیں۔

شرح نخبۃ الفکر، مرتبہ شیخ عبدالنبی شطاری گجراتی بن عبداللہ۔

شرح نخبۃ الفکر، مرتبہ مفتی عبداللہ ٹونکی بن صابر علی۔

شرح نخبۃ الفکر (بزبان فارسی) مرتبہ مولوی محمد حسین اسرائیلی ہزاروی۔

المنہج، مرتبہ شیخ نظام الدین علوی کاکوروی بن سیف الدین۔

رسالہ بزبان عربی، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

رسالہ، مرتبہ شیخ سلام اللہ دہلوی بن شیخ الاسلام۔

رسالہ، مرتبہ شیخ نورالاسلام رام پوری بن سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی۔

بلغۃ الغریب فی مصطلح آثار الحبیب، مرتبہ سید مرتضیٰ بن محمد حسین بلگرامی زبیدی۔

یمن میں ایک جگہ کا نام زبید ہے، مصنف نے وہاں بہت دنوں تک قیام فرمایا ہے، اس لیے زبیدی کہے جاتے ہیں۔

العجالۃ النافعہ، بزبان فارسی مرتبہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بن شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی۔

منہج الاصول الی اصطلاح احادیث الرسول، بزبان فارسی مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

عمدۃ الاصول فی احادیث الرسول، بزبان عربی، مرتبہ شیخ محمد شاہ دہلوی۔

ظفر الامانی شرح مختصر الجرجانی، مرتبہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی۔

الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، مرتبہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی۔

استجلاء البصر شرح نخبۃ الفکر، بزبان اردو مرتبہ شیخ عبدالعزیز عثمانی ہزاروی بن عبدالسلام، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۳۲۲ھ ہے۔

اسماء الرجال کی کتابیں

المغنی، مرتبہ شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی گجراتی۔

الاکمال فی اسماء الرجال، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری ایک جامع کتاب ان رجال ورواۃ کے ذکر میں جو مشکوٰۃ شریف میں مذکور ہیں، ایک جامع کتاب رواۃِ مسلم شریف کے ذکر میں یہ دونوں کتابیں شیخ عبداللہ شافعی مدراسی بن عبدالقادر کی تصنیفات ہیں۔

اکمل الوسائل لرجال الشمائل، مرتبہ شیخ عبدالوہاب شافعی مدراسی بن محمد غوث۔

کشف الاحوال عن نقد الرجال، کم زور حافظہ والے رواۃ کے بیان میں۔

بدر العزرۃ فی اسماء القرأۃ العشرۃ، یہ دونوں کتابیں شیخ عبدالوہاب شافعی مدراسی بن محمد غوث کی تصنیفات ہیں۔

عزیز الخطابہ، صحابہ کی تاریخ بزبان اردو مرتبہ ابونعیم عبدالعظیم حیدرآبادی۔

التقعیب ، یہ تقریب التہذیب کا حاشیہ اوراس کا تکملہ ہے، اس کے مرتب سید امیر علی لکھنوی ہیں۔

مطلوب الطالبین فی اسماء رجال الاربعین، ترجمہ رجال الشمائل ان دونوں کتابوں کے مصنف سید علی کبیر الہ آبادی ہیں۔

اسماء الرجال لشیوخ محمد بن طاہر مہدی، فہرس الاسماالمبہمہ ،فہرس الاسماالمتشابہہ، ان تینوں کتابوں کے مصنف شیخ احمد بن صبغۃ اللہ مدراسی ہیں۔

القول المسدد فی رواۃ موطا الامام محمد، مرتبہ شیخ ادریس نگرامی بن عبد العلی۔

ابراز الکنوز، الحصن الحصین کے رواۃ کے بیان میں، مرتبہ مولوی معین انصاری لکھنوی بن مبین۔

کتب اسانید

رسالہ، مرتبہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

الارشاد فی مہمات الاسناد، مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبد الرحیم۔

مدارج الاسناد، مرتبہ قاضی ارتضا علی خاں گوپاموی۔

الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبد الغنی، مرتبہ شیخ محسن ترہتی بن یحیٰ۔

سلسلۃ العسجد ، بزبان فارسی مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

ایک جامع رسالہ، بزبان فارسی مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبد الرحیم، اس رسالہ میں تحقیقات عجیبہ اور تدقیقات نادرہ درج ہیں۔

اتحاف الاحوال فی اسانید، مولانا فضل الرحمٰن، مرتبہ شیخ ابوالخیر احمد بن عثمان مکی مالوی۔

النور والبہاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیا، مرتبہ سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی۔

الاسانید، اس خاکسار کا مرتب کردہ رسالہ ہے۔

پانچویں فصل
تفسیر قرآن میں

علم تفسیر وہ علم ہے جس میں نظم قرآن کے معنی سے بحد بشری بحث کی جائے، قواعدو نحو اور عربیہ کی مطابقت کے ساتھ، اس علم کے جاننے کے لیے علوم عربیہ اصول کلام، اصول فقہ اور اصول جدل ومناظرہ اور ان کے علاوہ بہت سے دوسرے علوم کا جاننا ضروری ہے، اس علم کا مقصد معانی نظم قرآن کو بحد بشری جاننا ہے، اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو ٹھیک طور پر احکام شرعیہ کو قرآن کریم سے جاننے کی قدرت حاصل ہوتی ہے اور قرآن کریم میں جو قصص ونصائح ہیں ان سے وہ اثر پذیر ہو، قرآن نے جن مکارم اخلاق کی دعوت دی ہے ان پر انسان عمل کرے، ان کے علاوہ بھی بہت سے مقاصد ہیں جن کا شمار ممکن نہیں، کیوں کہ قرآن ایک ایسا بحر ناپید کنار ہے جس کے عجائبات کی کوئی انتہا نہیں، برتر ہے وہ ذات جس نے اپنی کتاب نازل فرمائی اور اس کتاب کے ذریعہ اپنے بندوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا، علم تفسیر کا موضوع کلام الٰہی ہے، جو حکمتوں کا منبع اور فضائل کا معدن ہے اور اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ انسان قرآن کے معانی کو سمجھے اور اس سے احکام خداوندی کا استنباط کرے تاکہ دنیاوی اور اخروی سعادتوں سے انسان ہم کنار ہو۔

کسی علم کی منزلت ومرتبت اس علم کے موضوع اور اس کی غرض وغایت کے مرتبہ

سے معلوم کی جاتی ہے، اس لیے علم تفسیر تمام علوم میں سب سے زیادہ اشرف واعلا ہے، علم تفسیر کی تعریف وتعارف میں ہم نے یہ جو کچھ کہا ہے وہ ابوالخیر، ابن صدرالدین عرنیقی قنوجی کے اقوال کے مطابق ہے، مفسرین صحابہ میں چاروں خلفائے راشدین، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابی ابن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، ابن زبیرؓ، انس بن مالکؓ، ابوہریرہؓ، جابرؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ ہیں، حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے آیات کی تفسیر بقیہ تین خلفائے راشدین سے زیادہ مروی ہے اور بقیہ تینوں خلفائے راشدین سے بہت کم تفسیریں مروی ہیں، حضرت علیؓ سے زیادہ حضرت ابن مسعود سے آیات کی تفسیریں مروی ہیں اور ابن عباس کا تو کہنا ہی کیا ہے، وہ ترجمان قرآن اور فقہاے امت میں ہیں، وہ رئیس المفسرین ہیں اور حضرت ابی بن کعب کا شمار بھی قراء صحابہ اور سید القرا میں ہے، تابعین مفسرین میں حضرت ابن عباس کے تلامذہ ہیں، جو علمائے مکہ کہلاتے ہیں، مثلاً مجاہد بن جبر مکی، سعید بن جبیر، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، طاؤس بن کیسان یمانی اور عطا بن ابی رباح، مفسرین تابعین میں ابن مسعود کے تلامذہ بھی ہیں اور یہ علمائے کوفہ ہیں، مثلاً علقمہ بن قیس، اسود بن یزید، ابراہیم نخعی اور امام شعبی، تابعین مفسرین میں زید بن اسلم کے شاگرد مثلاً عبدالرحمٰن بن زید اور امام مالک بن انس کا بھی شمار ہے، اسی طرح حضرت حسن بصری، عطا بن ابی سلمہ، محمد بن کعب قرظی، رفیع بن مہران، ضحاک بن مزاحم، عطیہ بن سعید، قتادہ بن دیامہ ربیع بن انس اور سدی کا شمار بھی مفسرین تابعین میں ہے، پھر اس کے بعد مفسرین کا وہ گروہ ہے جس نے تفسیر کی کتابیں لکھیں اور ان میں حضرات صحابہ اور تابعین کے اقوال آیات کے تفسیر میں جمع کیے، ان کے نام درج ذیل ہیں:

سفیان بن عیینہ، وکیع بن جراح، شعبہ بن الحجاج، یزید بن ہارون، عبدالرزاق، آدم بن ابوایاس، اسحاق بن راہویہ، روح بن عبادہ، عبداللہ بن حمید، ابوبکر بن ابوشیبہ، پھر اس کے بعد دوسرے طبقہ میں، عبدالرزاق، علی بن ابوطلحہ، ابن جریر، ابن ابو حاتم، ابن ماجہ،

حاکم، ابن مردویہ، ابوالشیخ بن حسان، ابن منذر ہیں۔

پھر اس کے بعد ایک تیسرا طبقہ ہے جس نے ایسی تفسیر کی کتابیں لکھی ہیں جو فوائد علمیہ سے بھری ہوئی ہیں اور ان کتابوں میں انہوں نے تفسیر کے بیان میں اسناد کو حذف کر دیا، مثلاً ابواسحاق زجاج ابوعلی الفارسی ابوبکر نقاش ابوجعفر نحاس، مکی بن ابوطالب، ابوعباس مہدوی، پھر متاخرین مفسرین کا گروہ ہے جس نے اسانید بالکل مختصر کر دیے اور ناقص اقوال نقل کر دیے، یہاں سے نئی باتیں فن تفسیر میں داخل ہوگئیں اور کم زور وصحیح باتیں ایک دوسرے سے مل گئیں، اب اس کے بعد لوگ جس قول کو چاہتے تھے نقل کر دیتے تھے اور جو جس کے دل میں بات آئی وہ اس پر اعتماد کر لیتا تھا اور بعد میں آنے والوں نے اپنے پہلوں کی طرف ایسی باتیں نقل کیں جو صحیح نہیں ہیں، سلف صالحین کی کتابوں کی طرف رجوع کیے بغیر اور جو لوگ اس فن میں قابل اعتماد تھے، ان کی باتوں کا خیال کیے بغیر کتابیں لکھی جانے لگیں۔

پھر اس کے بعد علما کا ایک ایسا گروہ آیا جو علم تفسیر کے علاوہ دوسرے بعض علوم میں بھی ماہر تھا، اس لیے ان میں سے ہر ایک نے فن تفسیر کی کتاب لکھنے میں اپنے ذوق علمی کی رعایت کی اور جس فن کا اس پر غلبہ تھا، اسی کی رعایت رکھتے ہوئے تفسیر کی کتابیں لکھیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اسی علم کی خاطر اتارا گیا ہے، مثلاً نحوی جس پر فن نحو کے اصول و مسائل اور وجوہ اعراب کا غلبہ تھا جب تفسیر کی کتاب لکھنے بیٹھا تو وجوہ اعراب کے بعید سے بعید احتمالات کو اس نے نقل کیا اور تفسیر کی کتاب میں قواعد نحویہ، مسائل نحویہ اور اختلافات نحویہ بیان کیے، مثلاً زجاج اور واحدی نے اپنی کتاب ''بسیط'' میں اور ابوحیان نے اپنی کتاب البحر والنہر میں ایسا ہی کیا ہے، بعض لوگوں پر اخبار اور قصے کا غلبہ ہوا تو انہوں نے اپنی تصنیف میں قرآنی قصص کو جزئیات وتفصیلات کے ساتھ مکمل بیان کیا اور اس سلسلہ سے سلف صالحین کے حوالہ سے بہت سے واقعات بیان کر دیئے، بغیر اس کا خیال کیے ہوئے کہ یہ قصے صحیح بھی ہیں یا نہیں، ثعلبی کی تفسیر اسی ضمن میں آتی ہے۔

اگر کسی شخص پر علم فقہ کا غلبہ رہا تو اس نے تفسیر قرآن میں پوری فقہ لکھ دی اور مسائل فقہیہ کے ثبوت میں ایسی آیات کو بھی بتایا جن کا ان مسائل سے کوئی تعلق نہیں اور مخالفین کے دلائل کی تردید بھی آیات قرآنیہ سے کی ہے، اس کا نمونہ علامہ قرطبی کی تفسیر ہے جن مفسرین پر عقلیت وتفلسف کا غلبہ تھا بالخصوص امام رازی انہوں نے اپنی تفسیر میں حکما وفلاسفہ کے اقوال جمع کردیئے اور اصل موضوع کو چھوڑ کر دوسری طرف نکل گئے، اسی وجہ سے بعض علما نے امام رازی کی تفسیر کبیر کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں تفسیر کے علاوہ سب کچھ ہے۔

فرق باطلہ سے تعلق رکھنے والے مفسرین نے آیات قرآنیہ کو اپنے غلط عقائد کے مطابق ڈھالا اور اگر کہیں دور سے بھی ان کو کوئی مطلب کی چیز ملی تو اس کو کتاب میں درج کردیا اور اپنے عقیدہ کے مطابق کوئی بات لکھنے میں ان کو ذرا سی بھی گنجائش ملی تو اس سے فوراً فائدہ اٹھایا، اس کی مثال زمخشری کی کشاف ہے۔

فن تفسیر میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ تین طرح کی ہیں، مختصر متوسط اور بسیط وجامع فن تفسیر پر جو کتابیں مختصر ہیں ان کے نام یہ ہیں:

علامہ ابن جوزی کی زادالمیسر واحدی کی الوجیز، رازی کی تفسیر الواضح، ابن حیان کی الشہیر اور علامہ سیوطی اور محلی کی جلالین، فن تفسیر کی متوسط کتابوں میں واحدی کی الوسیط، ماتریدی کی تفسیر القرآن، نجم الدین نسفی کی التیسیر اور زمخشری کی کشاف، تفسیر طیبی، تفسیر بغوی، تفسیر کواشی، تفسیر بیضاوی اور امام نسفی کی المدارک ہیں۔

جامع و بسیط کتب تفسیر میں واحدی کی البسیط، تفسیر امام راغب اصفہانی، تفسیر البحر ابوحیان، تفسیر کبیر امام رازی، تفسیر علامی، التفسیر ابن عطیہ دمشقی، تفسیر خرقی، تفسیر جوقی، تفسیر قشیری، تفسیر ابن عقیل، سیوطی کی الدر المنثور، تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر، شوکانی کی فتح القدیر، سید محمود آلوسی زادہ کی روح المعانی اور ابو سعود کی تفسیر ہیں۔

فن تفسیر میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

فن تفسیر میں ہندوستانی مصنّفین نے بے شمار کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جن کا احاطہ مشکل ہے، کچھ کتابیں درج ذیل ہیں:

البحر المواج، بزبان فارسی، مرتبہ ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی، یہ کتاب چند جلدوں میں ہے، مصنف نے اس تفسیر میں نحوی ترکیب اور وصل وفصل کے مواقع پر خاص طور سے زور دیا ہے۔

تبصیر الرحمان وتیسیر المنان فی تفسیر القرآن، عربی زبان میں یہ کتاب چار ضخیم جلدوں میں ہے، اس کے مصنف علامہ مہائمی شیخ علاء الدین علی بن احمد متوفی ۸۳۵ھ ہیں، یہ کتاب فصیح عربی زبان میں لکھی گئی ہے، اس میں لطائف علمیہ اور آیات کے باہمی ربط پر مصنف نے خاص توجہ کی ہے، یہ کتاب قاہرہ میں جمال الدین وزیر کے ایما سے چھپی ہے۔

نور النبی، مرتبہ شیخ حسین بن خالد ناگوری، کتاب چند جلدوں پر مشتمل ہے اور نحوی ترکیب اور معانی قرآن کی توضیح وتشریح پر زیادہ توجہ کی گئی ہے۔

تفسیر القرآن، مؤلفہ شیخ محمد بن یوسف حسینی دہلوی، مدفون گلبرگہ، کتاب تصوف کی اصطلاح میں لکھی گئی ہے۔

تفسیر القرآن، مؤلفہ شیخ محمد بن یوسف حسینی دہلوی مدفون گلبرگہ فن تفسیر میں مصنف کی یہ دوسری کتاب زمخشری کی کتاب کشاف کے انداز پر ہے۔

کاشف الحقائق وقاموس الدقائق، مرتبہ شیخ احمد تھانیسری گجراتی بن محمد۔

نور بخشا، مرتبہ سید اشرف بن ابراہیم سمنانی کچھوچھوی۔

منبع عیون المعانی، یہ کتاب چار جلدوں میں ہے، مرتبہ شیخ مبارک بن خضر ناگوری۔

تفسیر القرآن، مرتبہ شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری کتاب نامکمل ہے۔

تفسیر القرآن، جلالین کے انداز پر کتاب کا سن تصنیف ۱۰۷۰ھ ہے۔

تفسیر جہاں گیری (بزبان فارسی) یہ کتاب مصنف نے مغل بادشاہ جہاں گیر کے لیے ۱۰۷۲ھ میں لکھی ہے، مذکورہ بالا دونوں کتابوں کے مرتب شیخ نعمت اللہ بن عطاء اللہ نارنولی فیروز پوری ہیں۔

البحر المواج کا عربی ترجمہ، مرتبہ منور لاہوری بن عبد المجید۔

مجمع البحرین، مرتبہ شیخ طاہر سندھی برہان پوری بن یوسف، کتاب تصوف کی اصطلاح میں لکھی گئی ہے۔

مختصر المدارک، مرتبہ شیخ طاہر سندھی برہان پوری بن یوسف۔

انوار الاسرار، بزبان عربی مرتبہ شیخ عیسیٰ سندھی برہان پوری بن قاسم بن یوسف، یہ کتاب معارف وحقائق قرآنی پر مشتمل ہے۔

فتح محمدی، مرتبہ شیخ عیسیٰ سندھی برہان پوری بن قاسم بن یوسف مصنف نے یہ کتاب اپنے لڑکے فتح محمد کے لیے لکھی ہے۔

تفسیر نظامی، مصنفہ شیخ نظام الدین تھانیسری بن عبد الشکور، متوفی ۱۰۳۶ھ۔

زیب التفاسیر، کتاب امام رازی کی تفسیر کبیر کا فارسی ترجمہ ہے، صفی الدین اردبیلی کشمیری نے زیب النساء بیگم کے ایما سے لکھی ہے۔

تفسیر مرتضوی، بزبان فارسی مرتبہ شیخ زین الدین شیرازی مصنف نے یہ کتاب ۱۰۱۶ھ میں نواب مرتضیٰ خاں سید فرید بخاری کے حکم سے لکھی ہے۔

تفسیر حسینی، مرتبہ شیخ یحییٰ بخاری گجراتی بن محمود بن محمد الحسینی۔

سواطع الالہام، مرتبہ شیخ ابوالفیض فیضی بن ملا مبارک ناگوری۔

کتاب صنعت اہمال میں ہے، یعنی پوری تفسیر میں نقطہ والا کوئی حرف استعمال

نہیں کیا گیا ہے۔

تفسیر نورانی، یہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے، مرتبہ شیخ نور الدین بن محمد صالح گجراتی اس مصنف نے تفسیر کی ایک مختصر کتاب اور بھی لکھی ہے۔

تفسیر قرآن حسب روایت اہل بیت، مرتبہ شیخ محمد بن جعفر حسینی گجراتی۔

تفسیر قرآن جلالین کے انداز کی، مرتبہ شیخ محمد بن جعفر حسینی گجراتی۔

تفسیر قرآن، مرتبہ شیخ محمد معظم نابھوی۔

قرآن القرآن بالبیان، مرتبہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی، اس کتاب کا سن تصنیف ۱۱۲۵ھ ہے۔

ثواقب التنزیل، شیخ علی اصغر بن عبد الصمد قنوجی یہ کتاب جلالین کی طرح مختصر ہے۔

تفسیر صغیر، مرتبہ شیخ رستم علی بن علی اصغر قنوجی۔

فتح الرحمٰن فی تفسیر القرآن، بزبان فارسی مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبد الرحیم۔

تفسیر مظہری، بزبان عربی مرتبہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی، اس کتاب کی سات ضخیم جلدیں ہیں، مصنف نے اس میں فقہ، تصوف، تجدید اور نحو کے مسائل سے زیادہ بحث کی ہے۔

تفسیر قرآن، بزبان عربی، مرتبہ شاہ اہل اللہ فاروقی دہلوی بن شاہ عبد الرحیم دہلوی، مصنف نے یہ کتاب مختصر اور جامع عبارت میں لکھی ہے، مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بھائی ہیں۔

تفسیر محمدی، مرتبہ شیخ فتح محمد حسینی، سیدانوی، کتاب حقائق و معارف کی اصطلاح میں لکھی گئی ہے۔

تفسیر مصطفوی، مرتبہ شیخ غلام مصطفےٰ تھانیسری دہلوی بن محمد اکبر، یہ کتاب فارسی زبان میں ہے اور اس کا سن تصنیف ۱۱۹۲ھ ہے۔

محکم التنزیل، بزبان عربی، تفسیر حسنی بزبان فارسی، مرتبہ سید محمد حکیم بن محمد بن شاہ علم اللہ حسنی حسینی رائے بریلوی۔

تفسیر القرآن، مرتبہ شیخ ولی اللہ شاعر دہلوی۔

زبدة التفاسیر، مرتبہ شیخ جان محمد لاہوری۔

تفسیر مختصر، تفسیر نصیری، دونوں کتابوں کے مصنف شیخ جمال الدین گجراتی متوفی ۱۱۲۴ھ ہیں۔

تفسیر القرآن، بزبان عربی مرتبہ شیخ محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی۔

نظم الجواہر، بزبان فارسی تین جلدوں میں مرتبہ مفتی ولی اللہ حسینی فرخ آبادی بن احمد علی۔

معدن الجواہر، مرتبہ شیخ ولی اللہ انصاری لکھنوی بن حبیب اللہ۔

فتح العزیز، بزبان فارسی مرتبہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، کتاب کا پہلا جز ابتدا سے **وان تصوموا خیرلکم** تک ہے اور دوسرے جز میں سورۂ ملک سے آخر قرآن تک کی تفسیر ہے، شاہ صاحب نے یہ کتاب بصارت جانے کے بعد زبانی بول کر لکھوائی ہے، کتاب فصیح عبارت اور عمدہ اسلوبِ بیان میں ہے، لطائف علمیہ اور آیات کے ایک دوسرے سے ربط کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

تکملۂ فتح العزیز، مرتبہ شیخ حیدر علی فیض آبادی کتاب چند ضخیم جلدوں میں ہے، مصنف نے یہ کتاب بھوپال میں سلطان سکندر جہاں بیگم والیہ بھوپال کے حکم سے لکھی ہے۔

معالمات الاسرار، بزبان فارسی ایک جلد میں مرتبہ شیخ محمد حسن امروہوی، یہ بہترین تصنیف ہے۔

فتح البیان فی مقاصد القرآن، بزبان عربی چار جلدوں میں، امام شوکانی کی فتح قدیر کا خلاصہ کچھ بہتر اضافہ کے ساتھ۔

ترجمان القرآن، بزبان اردو، یہ سب کتابیں نواب سید صدیق حسن بھوپالی کی ہیں، البتہ کلام پاک کا اردو ترجمہ سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی کا ہے، چوں کہ ترجمہ مکمل نہیں ہوا تھا، اس لیے مترجم کے انتقال کے بعد نواب سید صدیق حسن بھوپالی نے ترجمہ مکمل کیا۔

موضح القرآن تفسیر، بزبان اردو مرتبہ شیخ کبیر شاہ عبدالقادر محدث وعارف بن شاہ ولی اللہ دہلوی۔

تفسیر رؤفی، دوجلدوں میں بزبان اردو مرتبہ شیخ رؤوف احمد مجددی رام پوری۔

زادالآخرۃ، قرآن کی تفسیر منظوم ہے، اس میں اشعار کی تعداد دولاکھ ہے، اس کے مرتب وناظم قاضی عبدالسلام بن عبدالحق بدایونی ہیں، اس کا سن ترتیب ۱۲۴۴ھ ہے۔

منظوم تفسیر قرآن، بزبان اردو مرتبہ شیخ غلام مرتضیٰ بن تیمور الہ آبادی۔

تفسیر قرآن، مرتبہ قاضی نورالحق بن محمد منعم رام پوری متوفی ۱۲۲۳ھ، مصنف نے یہ تفسیر والی رام پور فیض اللہ خاں کے ایما سے لکھی ہے۔

تفسیر قرآن، بزبان فارسی مرتبہ شیخ محمد سعید اسلمی مدراسی، یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔

مصنف نے اپنی آخری عمر میں یہ کتاب لکھی۔

تفسیر قرآن، بزبان فارسی مرتبہ مولوی محمد اشرف بن نعمۃ اللہ لکھنوی۔

تفسیر قرآن، بزبان فارسی مرتبہ مولوی یاد علی حسینی نصیر آبادی شیعی۔

لوامع التنزیل وسواطع التاویل، بزبان فارسی، اس کے مصنف سید ابوالقاسم بن حسین کشمیری لاہوری شیعی ہیں، مصنف نے یہ کتاب بارہ جلدوں اور کچھ حصہ میں سورۂ یوسف کی آیت **یا بنی اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ** تک لکھا ہے، اس کے بعد مصنف کا انتقال ہوگیا، مصنف کے صاحبزادہ سید علی بن ابوالقاسم حائری نے مکمل کی، کتاب اب تکمیل کے مرحلہ میں داخل ہوچکی ہے۔

غایۃ البرہان فی تاویل القرآن، بزبان اردو دو جلدوں میں اس کے مؤلف شیخ محمد حسن امروہوی ہیں جو معالمات الاسرار کے مصنف ہیں، جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

تفسیر مرادی، بزبان اردو، مرتبہ شیخ مراد اللہ انصاری سنبھلی۔

احسن التفاسیر، بزبان اردو، سات جلدوں میں مرتبہ مولوی احمد حسن دہلوی۔

بیان القرآن، بزبان اردو، بارہ جلدوں میں مرتبہ مولوی اشرف علی تھانوی بن عبدالحق۔

تفسیر قادری، بزبان اردو مرتبہ مولوی فخر الدین لکھنوی، یہ تفسیر حسینی کا اردو ترجمہ ہے۔

جامع التفاسیر، مرتبہ مولانا قطب الدین حنفی دہلوی بن محی الدین۔

فتح المنان فی تفسیر القرآن، بزبان اردو آٹھ جلدوں میں مرتبہ مولوی عبدالحق بن محمد میر دہلوی۔

مواہب الرحمٰن، بزبان اردو تیس جلدوں میں مرتبہ سید امیر علی حسینی ملیح آبادی بن معظم علی۔

تفسیر القرآن، بزبان عربی مرتبہ مولوی ثناء اللہ امرتسری، اس کتاب پر نقد کیا گیا ہے۔

تفسیر ثنائی، بزبان اردو مرتبہ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔

اکسیر اعظم، بزبان اردو، مؤلفہ مولوی احتشام الدین مرادآبادی۔

تفسیر قرآن تا سورۂ نحل، بزبان اردو، چھ جلدوں میں مرتبہ سر سید احمد خاں دہلوی بن محمد متقی، اس کتاب کا مقصد آیات قرآنی کی تحریف اور ان کو اپنے مذہب و رائے کے مطابق بنانے کے علاوہ کچھ نہیں ہے، اگر دور سے بھی کوئی چیز ان کو اپنے مقصد کے مطابق ملی تو اس کو اپنی کتاب میں ٹانک دیا اور اپنے مذہب کے مطابق کہیں ان کو تھوڑی سی بھی گنجائش اور موقعہ ملا تو اس کو لپک کر بیان کیا ہے، ٹھیک اسی طرح جیسا کہ زمخشری نے کشاف میں کیا ہے، فرق یہ ہے کہ زمخشری علوم عربیت میں ماہر و کامل تھے اور یہ ان علام

سے ناواقف تھے، آیات قرآنی کی تفسیر قواعد ولغت ونحو اور اصول شریعت کی پابندی اور لحاظ کیے بغیر کرتے ہیں، اسی وجہ سے علمانے اپنی تصنیفات میں سرسید کی اس کتاب کی تردید کی ہے اور بعضوں نے تو تردید میں مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔

تفسیر قرآن، مرتبہ مولوی ظہور علی لکھنوی بن محمد حیدر متوفی حیدر آباد ۱۲۷۵ھ۔

تفسیر وحیدی، بزبان اردو مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی بن مسیح الزماں۔

تفسیر قرآن، بزبان اردو مرتبہ امراؤ مرزا حیرت دہلوی۔

خلاصۃ التفاسیر، بزبان اردو چار جلدوں میں، مرتبہ مولوی فتح محمد لکھنوی۔

احسن التفاسیر، بزبان اردو، چند ضخیم جلدوں میں مرتبہ سید احمد حسن دہلوی۔

کلام پاک کے ترجمے

فتح الرحمٰن بزبان فارسی، مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم، کلام پاک کے ترجموں میں یہ سب سے بہتر ترجمہ ہے، اب تک اس سے بہتر کوئی ترجمہ نہیں ہوا ہے۔

موضح القرآن، بزبان اردو مرتبہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی بن شاہ ولی اللہ مصنف کا یہ ترجمہ قرآن ادائے مطالب اور زبان کی شیرینی میں ان کے والد کے ترجمہ کے برابر ہے اور اسی وجہ سے سو سال سے برابر امت میں یہ ترجمہ مقبول ومتداول ہے، ترجمہ قرآن بزبان اردو، مرتبہ شاہ رفیع الدین دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، یہ کلام پاک کا لفظی ترجمہ ہے۔

ترجمہ قرآن، بزبان اردو مرتبہ شمس العلما ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، اس ترجمہ میں غلطیاں بھی ہیں۔

ترجمہ قرآن، مرتبہ مرزا حیرت دہلوی، یہ ترجمہ بعض لحاظ سے ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمہ کے مثل ہے، مولانا اشرف علی تھانوی بن عبدالحق نے ڈپٹی نذیر احمد اور مرزا حیرت

دہلوی کے ترجموں کی غلطیوں پر ایک رسالہ لکھا ہے:

ترجمہ قرآن، بزبان اردو مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی بن عبدالحق۔

ترجمہ قرآن، بزبان اردو مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی، حیدر آبادی بن مسیح الزماں۔

ترجمہ قرآن، بزبان اردو مرتبہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی۔

ترجمہ قرآن، بزبان اردو مرتبہ مولوی عبدالحق بن محمد میر دہلوی۔

ترجمہ قرآن، بزبان اردو تا سورۂ نحل، مرتبہ سر سید احمد خاں دہلوی۔

ترجمہ قرآن، بزبان انگریزی، مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی۔

ترجمہ قرآن، بزبان انگریزی، مرتبہ محمد علی لاہوری قادیانی۔

ترجمہ قرآن، بزبان انگریزی، کسی قادیانی شخص کا ترجمہ ہے۔

ترجمہ قرآن، بزبان اردو مرتبہ سید علی بن دلدار علی شیعی لکھنوی۔

ترجمہ قرآن، بزبان اردو، مرتبہ مولوی مقبول احمد شیعی دہلوی مصنف نے یہ ترجمہ نواب حامد علی خاں والیِ رام پور کے ایما سے کیا ہے۔

وہ کتابیں جو کلام پاک کے بعض حصوں کی تفسیر ہیں:

انوار الفرقان، مرتبہ شیخ غلام نقشبند لکھنوی بن عطاء اللہ یہ قرآن کے چوتھائی حصہ کی تفسیر ہے، اس میں سورۂ اعراف، سورۂ یوسف، سورۂ طٰہٰ، سورۂ مریم، سورۂ محمد، سورۂ رحمٰن، سورۂ نبا، سورۂ کوثر، سورۂ اخلاص، آیت نور، آیت امانت، آیت **افحسبتم**، آیت **لاتقولن لشئ انی فاعل ذالك غدا** آیت استواء آیت **کلوا واشربوا** کی تفسیر ہے اور یہ سب مع تعلیقات وحواشی شیخ غلام نقشبند لکھنوی بن عطاء اللہ کی مرتب کردہ ہیں۔

تفسیر الزہراوین، (سورہ بقرہ وآل عمران) مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم۔

تفسیر سورۂ فاتحہ، مرتبہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔

اسرار الفاتحہ وتفسیر، بزبان فارسی مرتبہ ملا محمد خیر پشاوری مصنف نے عالم گیر کے ایما سے یہ کتاب لکھی ہے۔

الازہار الفائحہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ، مرتبہ شیخ محمد حسین بن خلیل اللہ بیجاپوری۔

تفسیر سورۂ فاتحہ، بزبان اردو مرتبہ مولوی اکرام الدین دہلوی۔

مظہر العجائب تفسیر سورۂ فاتحہ، بزبان اردو مرتبہ مولوی لطف اللہ لکھنوی۔

تفسیر سورۂ یوسف، مرتبہ سید محمد ترمذی کالپوی بن ابوسعید حسینی۔

احسن الحدائق تفسیر سورۂ یوسف، مرتبہ مولوی صفدر علی بن حیدر علی فیض آبادی شیعی۔

کاشف الاسرار تفسیر سورۂ یوسف، بزبان فارسی مرتبہ مولوی قطب الدین بن غلام یحیٰ لکھنوی بنارسی۔

سورۂ یوسف کی منظوم تفسیر، بزبان اردو مرتبہ مولوی محمد اشرف کاندھلوی۔

سورۂ یوسف کی منظوم تفسیر، بزبان اردو مرتبہ شیخ غلام مرتضیٰ الہ آبادی۔

تفسیر سورۂ یوسف، بزبان عربی، بے نقطہ، مرتبہ راجہ امداد علی خاں کنتوری شیعی۔

تفسیر سورۂ یوسف، بزبان اردو مرتبہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

تفسیر سورۂ عصر، بزبان اردو مرتبہ سید محمد شاہ بن حسن شاہ رام پوری۔

الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح، مرتبہ مولوی نقی علی بن رضا علی بریلوی۔

قرآن کے آخری جز کی تفسیر، بزبان اردو مرتبہ مولوی ابراہیم آروی بن عبد العلی۔

ذریعۃ المغفرۃ، بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر مرتبہ سید ذاکر علی شیعی جون پوری۔

برہان الہدیٰ تفسیر **الرحمن علی العرش استوی**، مرتبہ مولوی نصیر الدین برہان پوری۔

تفسیر آیات وراثت، مرتبہ شیخ محمد معین انصاری لکھنوی۔

الکلام القدسی تفسیر آیۃ الکرسی، مرتبہ مولوی عبد الحمید لکھنوی بن عبد الحلیم بن عبد الرب۔

تفسیر، آیت تطہیر مطابق مذہب شیعہ، مرتبہ مولوی ناصر حسین شیعی جون پوری۔

تفسیر، آیت **ولکم فی القصاص حیاۃ**، مرتبہ مولوی امین اللہ بن سلیم اللہ نگر نہنسوی عظیم آبادی۔

تقبیح الشعراء الغاوین وتحسین الفقراء من آل یٰسین، بزبان فارسی، ایک جلد میں، یہ سورۂ شعرا کی تفسیر ہے، اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

تفسیر السمٰوٰت، تفسیر الجن والجان علی مافی القرآن الترقیم فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم، ازالۃ الغین عن قصۃ ذی القرنین، خلق الانسان علی مافی القرآن، الدعاء والاستجابہ، یہ جملہ کتب سرسید احمد خاں دہلوی کی تصنیفات ہیں۔

تفسیر سورۂ بقرہ، زمانی مرتبہ شیخ نورالدین محمد صالح گجراتی۔

قرآن کے جز آخر کی تفسیر، مرتبہ شیخ حمید الدین ناگوری۔

سورۂ ملک کی تفسیر منظوم، مرتبہ شیخ غلام مرتضیٰ شاہجہانپوری۔

سورۂ بروج کی تفسیر منظوم، مرتبہ عبدالحق۔

وہ کتب جو احکام فقہیہ کی آیات کی تفسیر میں ہیں:

تفسیرات احمدیہ، مؤلفہ شیخ احمد بن ابی سعید صالحی امیٹھوی معروف بہ ملا جیون مصنف نے اس میں پانچ سو آیات کی تفسیر بیان فرمائی ہے اور آیات قرآنی سے فقہ حنفی کے مسائل کا استنباط واثبات کیا ہے، نیل المرام فی تفسیر آیات الاحکام، مؤلفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی مصنف نے اس میں محدثین فقہا کے مسلک کی توضیح وتشریح کی ہے۔

تفسیر آیات احکام (بزبان اردو) مصنفہ شیخ عبدالعلی نگرامی۔

تفسیر آیات احکام مؤلفہ سید علی بن دلدار علی لکھنوی، شیعی مجتہد، مصنف نے اس میں شیعی مذہب کے مطابق آیات احکام کی تفسیر کی ہے۔

تفسیر آیات احکام، مؤلفہ شیخ ناصر بن یحیٰ عباسی الہ آبادی۔

تفسیر آیات احکام، مؤلفہ سید انور علی۔

تقریب الافہام تفسیر آیات احکام، مؤلفہ مفتی محمد قلی شیعی کنتوری۔

کتب تفسیر کی شرحیں اور حواشی

حاشیہ کشاف، مؤلفہ سید محمد بن یوسف حسینی دہلوی مدفون گلبرگہ، یہ حاشیہ کشاف کی پانچ جلدوں پر ہے۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ شیخ عیسیٰ سندھی برہان پوری بن عثمان۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ شیخ صبغۃ اللہ بن روح اللہ حسینی گجراتی مہاجر مکی، یہ حاشیہ ترکی میں بہت مشہور اور متداول ہے۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ شیخ شمس الدین بیجاپوری۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی بن شمس الدین۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ مفتی عبدالسلام لاہوری۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ مفتی عبدالسلام اعظمی دیوی۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ شیخ یعقوب ابو یوسف بیانی لاہوری۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ شیخ نورالدین گجراتی بن محمد صالح۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ ملا حافظ امان اللہ بن نوراللہ بنارسی۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ مفتی جاراللہ الہ آبادی۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ شیخ حسن محمد گجراتی۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ مفتی شرف الدین اعظمی لکھنوی۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ مولوی عبدالحکیم انصاری لکھنوی بن عبدالرب بن عبدالعلی۔

حاشیہ بیضاوی، مؤلفہ شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی، متوفی ۱۱۲۴ھ۔

کمالین شرح جلالین، مؤلفہ شیخ سلام اللہ دہلوی بن شیخ الاسلام۔

زلالین شرح جلالین، مؤلفہ مولوی ریاست علی شاہجہان پوری۔

ہلالین حاشیہ جلالین کے دوسرے حصہ پر مؤلفہ مولوی تراب علی لکھنوی۔

حاشیہ تفسیر مدارک، مرتبہ شیخ جمال الدین گجراتی۔

حاشیہ تفسیر محمدی، حاشیہ تفسیر حسینی، یہ دونوں حاشیے بھی شیخ جمال الدین گجراتی کے ہیں۔

وہ کتابیں جو علوم القرآن پر لکھی گئی ہیں:

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (بزبان فارسی) مؤلفہ شاہ ولی اللہ دہلوی بن شاہ عبدالرحیم دہلوی علوم القرآن پر اس کتاب سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے۔

فتح الخبیر بمالابد من حفظہ من التفسیر (بزبان عربی) مشکل الفاظ کے حل میں، مؤلفہ شاہ ولی اللہ دہلوی بن شاہ عبدالرحیم دہلوی۔

تاویل الاحادیث، (بزبان عربی) مؤلفہ شاہ ولی اللہ دہلوی بن شاہ عبدالرحیم دہلوی۔

المقدمۃ السنیۃ، (بزبان فارسی) مؤلفہ شاہ ولی اللہ دہلوی بن شاہ عبدالرحیم دہلوی، اس کتاب میں شاہ صاحب نے ان اصول وقواعد کی طرف رہنمائی فرمائی ہے جن کو قرآن کا ترجمہ کرنے میں پیش نظر رکھنا چاہیے۔

الاکسیر فی اصول التفسیر، (بزبان فارسی) مؤلفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

ترجمہ اکسیر (بزبان عربی) مؤلفہ سید نور الحسن حسینی کالپوی۔

افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ (بزبان فارسی) مؤلفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

الناسخ والمنسوخ، (بزبان اردو) مؤلفہ مولوی سخاوت علی جون پوری۔

نثر المرجان فی اسم نظم القرآن، (بزبان عربی) دو جلدوں میں، مؤلفہ شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصر الدین۔

جلاء الاذہان فی علوم القرآن، (بزبان فارسی) مؤلفہ مولوی معین الدین کاظمی کڑوی۔

البیان فی علوم القرآن، (بزبان اردو) مرتبہ مولوی عبدالحق بن محمد میر دہلوی، مصنف نے اپنی اس کتاب کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا ہے۔

اعجاز القرآن، مرتبہ مولوی عنایت رسول چریاکوٹی بن علی اکبر۔

اعجاز القرآن، مرتبہ مولوی ابوالحسن بدایونی۔

اعجاز التنزیل، مرتبہ خلیفہ محمد حسن وزیر پٹیالوی۔

غریب القرآن، مرتبہ شیخ عبدالحیٔ صدیقی برہانوی بن ہبت اللہ۔

اعجاز البیان فی لغات القرآن، (بزبان اردو) مرتبہ حافظ روح اللہ اٹاوی۔

تاریخ القرآن، (بزبان اردو) مرتبہ مولوی اسلم بن سلامت اللہ جیراجپوری۔

ارض القرآن، (بزبان اردو) مرتبہ مولوی سید سلیمان ندوی بہاری بن ابوالحسن۔

التحریر فی اصول التبصیر (بزبان اردو) مرتبہ سر سید احمد خاں دہلوی۔

نجوم الفرقان (بزبان فارسی) مرتبہ شیخ مصطفےٰ بن سعید جون پوری۔

التیسیر فی مہات التفسیر، مرتبہ مولوی نصیر الدین بن جلال الدین برہان پوری۔

تعداد الحروف والآیات والسور والسجدات، مرتبہ مولوی نصیر الدین بن جلال الدین برہان پوری۔

معرفۃ اوقات الصلوٰۃ من القرآن، مرتبہ مولوی سخاوت علی فاروقی جون پوری۔

اقتباس الانوار (بزبان اردو) مرتبہ مولوی عبیداللہ پاٹلی۔

لباب التنزیل، عربی زبان میں مشکلات قرآن کی توضیح وتشریح میں ایک رسالہ ہے، مرتبہ مولوی ریاست علی خاں شاہ جہاں پوری۔

حدائق البیان فی معارف القرآن، مرتبہ مولوی عبدالغفور محمد آبادی۔

تبویب القرآن لضبط مضامین القرآن، مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی بن مسیح الزماں۔

مواعظ القرآنی، مرتبہ مولوی حفیظ اللہ گورکھ پوری۔

منتخب احکام القرآن، مرتبہ مولوی ابراہیم علی مانا پاروی بن جنگ بہادر خاں، اردو زبان میں اپنے موضوع پر ایک مفید رسالہ ہے۔

الافادات العزیزیہ (بزبان عربی) والتحقیقات النفیسہ (بزبان فارسی) مؤلفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بن شاہ ولی اللہ دہلوی شیخ رفیع الدین محدث مراد آبادی نے ان رسالوں کو ترتیب دیا ہے۔

جنۃ النعیم فی فضائل القرآن الکریم، مرتبہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی۔

وہ کتابیں جو فن تجوید میں لکھی گئی ہیں:

شرح الشاطبیہ (بزبان فارسی) ستر جلدوں میں مرتبہ شیخ محمد صدیقی کاکوروی بن من اللہ بن نعم اللہ متوفی ۱۰۰۲ھ۔

الدر الفرید فی القرأۃ والتجوید، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

مقصود القاری، مرتبہ شیخ نور الدین محمد، مصنف نے یہ کتاب عہد جہاں گیری میں لکھی ہے۔

حلیۃ القاری، مرتبہ سید احمد حسینی مصنف نے یہ کتاب ابوالحسن تاناشاہ والی حیدر آباد کے زمانہ میں ۱۱۰۵ھ میں لکھی ہے۔

نہایات البیان (بزبان فارسی) مرتبہ سید محمد دہلوی۔

معدن الاسرار، (بزبان فارسی) مرتبہ شیخ نظام الدین بنارسی،

رسالہ فی القرأۃ، مرتبہ شیخ شاہ نواز ملتانی۔

شرح الجزلیہ (بزبان اردو) مرتبہ مولوی کرامت علی جون پوری۔

زینۃ القاری (رسالہ بزبان اردو) مرتبہ مولوی کرامت علی جون پوری۔

الفصول العهد یہ، مرتبہ مولوی عنایت رسول چریا کوٹی بن علی اکبر۔

رغائب الالباب، (بزبان فارسی) مرتبہ مولوی رضا علی بنارسی بن سخاوت علی۔

التحفۃ النذریہ، (بزبان فارسی) مرتبہ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی۔

تحفۃ الطلاب (بزبان اردو) مرتبہ قاری سلیمان دہلوی بن اسماعیل بن محمود۔

حرز الاصول والفروع، (بزبان اردو) مرتبہ حافظ محمد علی جلال آبادی بن بہادر علی۔

رموز القرآن، مرتبہ مولوی حسن علی ہاشمی شاہ جہاں پوری۔

سراج القرأۃ (بزبان اردو) مرتبہ حافظ پیر محمد لکھنوی۔

مختصر التجوید، مرتبہ حافظ قادر بخش پانی پتی۔

المختصر المفید فی ذکر التجوید، (بزبان اردو) مرتبہ حافظ محمد ابراہیم۔

رسالہ منظوم درفن تجوید، مرتبہ حافظ محمد ابراہیم۔

تحقیق المحققین فی رفع الشبہۃ عن المشتبهین، (رسالہ اردو مرتبہ قاری یوسف علی دہلوی بن مظہر علی، اس رسالہ میں مصنف نے یہ بتایا ہے کہ حرف ضاد اور حرف ظا کے مخارج الگ الگ ہیں۔

سراج القاری ترجمہ خلاصۃ النوادر، مرتبہ مفتی سعد اللہ مرحوم۔

چھٹی فصل

علم سلوک وتصوف میں

علم سلوک وتصوف ایک منفرد علم کی حیثیت سے بعد میں سامنے آیا ہے لیکن بنیادی طور پر اس کے اصول وطریقے حضرات صحابہ اور حضرات تابعین کے عہد سے برابر مروج ہیں، اس فن کی اصل بنیاد ماسوی اللہ سے بے تعلق ہوکر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جانا، دنیا اور اس کے زخارف سے کنارہ کشی اور عوام الناس جن چیزوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں، مثلاً لذات دنیاوی، مال، مناصب سے بے تعلق اور مخلوقات سے علاحدہ ہوکر کسی پرسکون جگہ اللہ کی عبادت کرنا ہے، حضرات صحابہ اور سلف صالحین میں یہ اوصاف عام طور پر موجود تھے لیکن جب دوسری صدی اور اس کے بعد لوگوں کی توجہ دنیا اور امور دنیا کی طرف زیادہ بڑھ گئی اور لوگ دنیاوی کاروبار میں زیادہ مشغول رہنے لگے تو اب جو لوگ خاص طور سے ماسوی اللہ سے کٹ کر اپنا پورا وقت عبادت الٰہی میں صرف کرنے لگے، ان کو صوفیا و متصوفہ کہا جانے لگا۔

جب زہد، خلوت گزینی اور عبادت کی کثرت صوفیا کا مخصوص شعار ہو گیا تو پھر یہ لوگ ان باتوں میں ممتاز ومخصوص ہو گئے جو مذکورہ بالا اشیا کے حصول کا ذریعہ ہیں اور یہ اس لیے کہ انسان دوسرے حیوان سے عقل اور قوت ادراک کی وجہ سے ممتاز اور متباین ہے، انسان کا ادراک دو طرح کا ہوتا ہے، ایک علوم ومعارف کا ادراک جو یقین، ظن، شک اور

وہم کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، دوسرے ان کیفیات وحالات کا ادراک جو انسان سے متعلق ہوتی ہیں، مثلاً خوشی، غم، رضا، غضب اور صبر وشکر وغیرہ۔

نفس انسانی جو صاحب عقل ہے اور جسم کے جملہ افعال وحرکات اسی کا عمل ہیں، اس کی نشو ونما میں ادراکات ارادات اور احوال کو بہت دخل ہے اور یہی چیزیں انسان کو دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتی ہیں، جس طرح رنج وخوشی کا علم ان چیزوں کے علم سے پیدا ہوتا ہے، جو رنج اور خوشی کا سبب ہوتی ہیں اور جس طرح غسل سے نشاط وفرحت اور تکان سے سستی پیدا ہوتی ہے، یہی حال مرید کا ہے، اس کے مجاہدے کے نتیجہ میں اس کے اندر کچھ احوال پیدا ہوتے ہیں، یہ احوال یا از قسم عبادت ہوں گے اور مرید کے اندر مجاہدے کی وجہ سے راسخ ہوں گے، ان کو مقامات کہا جاتا ہے اور یا مجاہدے کے نتیجہ میں حزن وسرور اور نشاط وکسل کی کیفیات پیدا ہوں گی، مرید اور صاحب مجاہدہ برابر ایک مقام سے دوسرے اعلا مقام تک ترقی کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ توحید ومعرفت کے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جو سعادت کے لیے غایت مطلوب ہے، ارشاد رسول ہے کہ جو **لا الٰہ الا اللہ** کی گواہی دیتے ہوئے وفات پائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، مرید کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان مقامات میں برابر ترقی کرتا رہے اور ان مقامات کے لیے طاعت واخلاص اصل ہے اور اس کی بنیادی اور مقدم شرط ایمان ہے، پھر اس کے نتیجہ میں کچھ احوال وصفات اور نتائج وثمرات ظاہر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ مرید درجہ بدرجہ توحید اور معرفت کے بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے، اگر کسی مقام وحالت میں صحیح اور مطلوب ثمرات نہ حاصل ہوں تو سمجھ لینا چاہیے کہ پہلے والے مقام میں کوئی تقصیر رہ گئی ہے اور ٹھیک اسی طرح واردات قلبی اور کیفیات نفسی میں بھی سمجھنا چاہیے، اس لیے ضروری ہے کہ مرید اپنے جملہ افعال واعمال کا برابر محاسبہ کرتا رہے، کیوں کہ اعمال کے نتائج وثمرات کا ظہور ضروری ہے اور اگر نتائج وثمرات ٹھیک طور پر نہیں ظاہر ہو رہے ہیں تو اس کا سبب عمل میں کوئی نقص یا کوتاہی ہے۔

مرید اپنے اعمال کا محاسبہ اپنے ذوق ووجدان کے ذریعہ کرتا ہے لیکن یہ صفت بہت کم لوگوں کو حاصل ہے اور عام طور پر لوگ اس معاملہ میں غفلت کا شکار ہیں۔

پس یہ بات ظاہر ہوگئی کہ صوفیا کی اصل راہ اعمال پر نفس کا محاسبہ ہے اور ان اذواق وجدانی کیفیات سے گفتگو ہے جو مجاہدات سے حاصل ہوتی ہیں، یہ اذواق و کیفیات مرید اور طالب کو صاحب مقام بناتی ہیں اور وہ برابر ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرتا رہتا ہے، ان تمام کیفیات وحالات کے بیان کے لیے اہل تصوف کے یہاں مخصوص اصطلاحات اور مخصوص علوم ہیں، کیوں کہ الفاظ کی لغوی وضع متعارف اور مشہور معانی کے لیے ہوتی ہے لیکن وہ معانی اور مفاہیم جو عام طور پر متعارف نہیں ہیں اور وہ کسی مخصوص حلقہ میں مخصوص طور پر بولے جاتے ہیں، ان کی تعبیر کے لیے ضروری ہے، ایسی اصطلاحات مقرر کی جائیں جن سے ان کا سمجھنا اور سمجھانا آسان ہو، اسی لیے صوفیا کا تعلق شریعت کے اس مخصوص علم کے ساتھ اس طرح ہوگیا کہ اب دوسرے حضرات اس میں گفتگو نہیں کرتے ہیں اور علوم شریعت کی دو قسمیں ہوگئیں، ایک وہ علم جو فقہا اور اہل افتا حضرات کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسری قسم ان علوم کی ہے جن کا تعلق مجاہدوں، محاسبہ، نفس اذواق اور وجدانی کیفیات جو مجاہدہ میں پیش آتی ہیں اور ایک کیفیت سے دوسری کیفیت اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ترقی اور ان اصطلاحات کی شرح ووضاحت جو اس صنف میں رائج ہیں، ان سے ہے، پس جب علوم کی تدوین وکتابت شروع ہوئی اور اہل تصوف نے زہد وورع اور افعال واعمال پر محاسبے کے طریقوں پر کتابیں لکھیں، جیسا کہ علامہ قشیری نے اپنے رسالہ میں اور شیخ سہروردی نے اپنی مشہور کتاب عوارف المعارف میں اور بعض دوسرے اکابر صوفیا نے کیا تو علم تصوف ملت اسلامیہ میں ایک مرتب اور مدون علم کی حیثیت سے سامنے آیا، اس سے پہلے یہ ایک طریقہ تھا جس میں صرف عبادت پر زیادہ زور دیا جاتا تھا اور اس کے احکام ومسائل سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے تھے۔

فن تصوف کی تدوین اور مستقل ایک علم ہونے تک وہی مرحلے پیش آئے جو عام طور پر دوسرے علوم وفنون کی تدوین میں پیش آتے ہیں۔

مجاہدات، عزلت اور ذکر کی مداومت کے نتیجہ میں عام طور پر حواس کے حجابات سیدھے ہٹ جاتے ہیں اور عالم تکوین کے بہت سے معاملات سے براہ راست واقفیت ہو جاتی ہے، جس کا ادراک عام طور پر ان لوگوں کو نہیں ہوتا جن پر حواس اور مادہ کا غلبہ ہے اور اس کشف کا سبب یہ ہے کہ روح انسانی جب حواس ظاہری سے منقطع ہو کر حواس باطنی سے متعلق ہوتی ہے تو حواس ظاہری مغلوب ہو جاتے ہیں اور روح کے احوال قوی ہو جاتے ہیں، اس کا اثر اور اس کی طاقت بڑھ جاتی ہے اور دوام ذکر اور کثرت ذکر اس کیفیت کے اضافے میں معین ومددگار ہوتے ہیں، ٹھیک اسی طرح جس طرح غذا حیات انسانی کی نشو ونما کے لیے ہوتی ہے، روح اور نفس کی طاقت برابر بڑھتی رہتی ہے، یہاں تک کہ جو چیزیں اس کو بطور عقیدہ اور دلائل سے معلوم تھیں، اب اس کے لیے وہ مشاہدہ بن جاتی ہیں اور حجابات کے ہٹ جانے سے نفس وروح درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہیں اور اعین ادراک یہی ہے، اس وقت عنایات ربانی اور علوم دینیہ اور فتح الٰہی کا دروازہ روح کے لیے کھل جاتا ہے اور نفس ملأ اعلاء سے قریب ہو جاتا ہے، یہ کشف اکثر اصحاب مجاہدہ کو پیش آتا ہے، وہ عالم وجود کے ان حقائق کو جاننے لگتے ہیں، جن کو دوسرے نہیں جانتے، واقعات پیش آنے سے پہلے ان کو معلوم ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی قوت ارادی اور قوت نفسیہ کے ذریعہ اس موجودات میں تصرف کرنے لگتے ہیں اور موجودات سفلیہ ان کے ارادے اور خواہش کے مطابق پیش آتے ہیں، کبار صوفیہ اس کشف کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے اور نہ وہ اپنی قوت تصرف کو استعمال فرماتے ہیں اور نہ ان اشیا کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں، جن کے متعلق گفتگو کا حکم نہیں دیا گیا ہے، بلکہ جب ان کیفیات وحالات کا ان پر غلبہ ہوتا ہے تو وہ اس کو اپنے لیے ایک آزمائش سمجھتے ہیں اور اس سے پناہ مانگتے ہیں، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مجاہدہ کے اسی

شرح قاضی، مرتبہ مولوی تراب علی لکھنوی۔

حاشیہ قاضی موسوم التعلیق المرضی، مرتبہ مولوی تراب علی۔

القول المسلم حاشیہ سلم، مرتبہ استاذ محترم عبدالحق کابلی۔

حاشیہ سلم، مرتبہ شیخ عبدالحق بن فضل حق خیرآبادی۔

حاشیہ شرح سلم حمد اللہ، مؤلفہ شیخ محمد قائم الہ آبادی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ شیخ ابوالحسن بن نعمت اللہ پھلواروی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ شیخ تراب علی لکھنوی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ مولوی جعفر علی کسمنڈوی۔

حاشیہ شرح سلم، مرتبہ حیدر علی بن حمد اللہ سندیلوی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ حکیم شریف خاں دہلوی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ شیخ عبدالحکیم بن عبدالرب لکھنوی۔

کشف الانتباہ حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ مولانا عبدالحق خیرآبادی۔

حاشیہ شرح سلم، مرتبہ مولوی عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی۔

حاشیہ شرح سلم مرتبہ مولوی الٰہی بخش فیض آبادی۔

حاشیہ شرح سلم، مرتبہ مولوی عبداللہ ٹونکی۔

حاشیہ شرح سلم، مرتبہ مولوی احمد حسن کان پوری۔

حاشیہ شرح سلم ملاحسن، مرتبہ مفتی یوسف بن اصغر لکھنوی۔

حاشیہ شرح سلم ملاحسن موسوم بہ القول الاسلم، مؤلفہ مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی۔

حاشیہ شرح سلم ملاحسن، مرتبہ مولوی تراب علی لکھنوی۔

سوانح الزمن حاشیہ شرح سلم ملاحسن، مرتبہ مولوی محمد حسن سنبھلی۔

تیسری فصل

علم طبیعیات والٰہیات میں

حکمت (فلسفہ) اس علم کا نام ہے جس میں موجودات کے صحیح احوال سے بحد بشری بحث کی جائے، اس علم کا موضوع موجودات حقیقیہ ہیں، خواہ وہ ذہنی ہوں یا خارجی اور اس علم کی غرض و غایت دنیا میں انسان کا اخلاق و فضائل سے آراستہ ہونا اور آخرت میں فوز و سعادت حاصل کرنا ہے۔

موجودات خارجی یا ایسے افعال و اعمال ہوں گے جن کا وجود انسان کی قدرت واختیار میں ہے یا ایسے اعمال وافعال ہوں گے جن کا وجود انسان کی قدرت واختیار میں نہیں ہے۔

پہلی قسم کی موجودات یا ان موجودات کے احوال کا جاننا جن کا وجود انسان کی قدرت واختیار میں ہے تا کہ انسان دنیا وآخرت کی اچھائیوں سے ہم کنار ہو، حکمت عملی کہلاتا ہے اور دوسری قسم کے افعال و اعمال یعنی جن افعال و اعمال کا وجود انسان کی قدرت واختیار میں نہیں ہے، ان کے احوال کا جاننا حکمت نظری کہلاتا ہے۔

حکمت عملی کی تین قسمیں ہیں: تہذیب الاخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدن۔

تہذیب الاخلاق: وہ حکمت عملی ہے جس میں اشخاص کی اچھائیوں اور برائیوں سے بحث کی جائے۔

تدبیر منزل: وہ حکمت عملی ہے جس میں خاندان کے افراد کے مابین باہمی تعلق اور

خاندان کے مصالح ومنافع سے بحث کی جائے۔

سیاست مدن: وہ حکمت عملی ہے جس میں ایک شہر یا ایک ملک اور علاقہ میں بسنے والے افراد کے مابین تعلق اوران کے مصالح ومفاد سے بحث کی جائے، حکمت عملی کی طرح حکمت نظری کی بھی تین قسمیں ہیں:

حکمت الٰہی، حکمت ریاضی، حکمت طبیعی۔

حکمت الٰہی وہ حکمت نظری ہے جس میں ان موجودات کے احول سے بحث ہو جو اپنے وجود خارجی اور ذہنی دونوں میں مادہ کی محتاج نہ ہوں، جیسے ذات واجب الوجود، عقول مجردہ وغیرہ، حکمت ریاضی وہ حکمت نظری ہے جس میں ایسے موجودات کے احوال سے بحث ہو جوصرف وجود خارجی میں مادہ کے محتاج ہوں، جیسے کرہ مثلث ومربع وغیرہ اس کوفن تعلیمی بھی کہتے ہیں۔

حکمت طبیعی وہ حکمت نظری ہے جس میں ایسے موجودات کے احوال سے بحث ہو جواپنے وجود خارجی وذہنی دونوں میں مادہ کےمحتاج ہوں، اس کوعلم ادنیٰ بھی کہتے ہیں، جیسے انسان جمادات، نباتات وغیرہ۔

دوڈھائی ہزارسال پہلے یونان میں علوم فلسفیہ کا بڑا چرچہ وزورتھااورمختلف مکاتب فکر کے فلاسفہ موجود تھے، ان میں زیادہ ترشہرت فلاسفہ مشائین اوراشراقین کوہوئی، کہا جاتا ہے کہ فلسفیانہ علوم کی ابتدالقمان حکیم سے ہوئی، یہاں تک کہ یہ علم سقراط تک پہنچا، سقراط کا شاگردافلاطون ہے، افلاطون کا شاگردارسطو ہےاورارسطوکا شاگرداسکندرافرودسی ہے، علوم فلسفیہ میں سب سے زیادہ مہارت ارسطوکوحاصل تھی اوراسی نے سب سے پہلے فن منطق کو مرتب ومدون کیااوراسی وجہ سے ارسطوکالقب معلم اول ہے۔

یونانیوں کوجب زوال ہوااوریونان رومی حکومت کے قبضہ میں آیااوررومی شہنشاہ اور رومی باشندوں نے جب عیسائی مذہب اختیار کرلیا تو یہ فلسفیانہ علوم بھی متروک اورمہجور ہوگئے،

اس علم کی کتابیں اور مخطوطات کتب خانوں میں محفوظ کردی گئیں، پھر جب مسلمانوں کا عہد آیا اور مسلمانوں کو اس علم سے واقفیت ہوئی اور مسلمانوں کو عیسائیوں پر غلبہ حاصل ہوا تو پھر خالد بن یزید بن معاویہ نے (جو خاندان مروان کا حکیم وفلسفی کہا جاتا تھا اور جس کو فلسفیانہ علوم سے بہت محبت وشیفتگی تھی اور اس کو کیمیا سازی کی دھن تھی) فن کیمیا سے متعلق کتابوں کو یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کرایا، اصطفن قدیم نے کیمیا کی کتابوں کو خالد اموی کے لیے عربی زبان میں منتقل کیا اور یہ اسلامی تاریخ میں یونانی زبان سے عربی زبان میں پہلا ترجمہ ہے۔

عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے رومی شہنشاہ کے پاس قاصد بھیج کر فلسفہ کی کتابیں منگوائیں، کتاب اقلیدس اور طبیعیات کی بعض کتابیں رومی شہنشاہ نے منصور کے پاس بھیج دیں، عیسائی مترجمین نے ان کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ کردیا، مسلمانوں نے ان کتابوں کو پڑھا اور مباحث فلسفیہ سے آگاہ وواقف ہوئے تو ان کا شوق اور رغبت اس علم کی طرف اور زیادہ بڑھ گئی اور ماقی کتب کے بھی وہ طالب ہوئے۔

عباسی خلیفہ مامون الرشید کو فلسفیانہ علوم سے بہت زیادہ دلچسپی تھی، اس نے رومی شہنشاہ کے پاس اس مقصد سے قاصد بھیج کر تمام فلسفیانہ علوم کی کتابیں طلب کیں، رومی شہنشاہ نے تھوڑے سے تذبذب وانکار کے بعد یونانی فلاسفہ کی کتابیں مامون کے پاس بھیجنا منظور کرلیا، مامون نے روم سے کتابیں لانے کا کام ایک جماعت کے سپرد کیا، جن میں حجاج بن مطر ابن البطریق اور سلما مہتمم بیت الحکمت خاص طور سے قابل ذکر ہیں، اس جماعت نے روم جاکر جو کتابیں پسند کیں وہ لے آئے اور مامون نے اس جماعت کو حکم دیا کہ ان کتابوں کا عربی میں ترجمہ کریں، اصحاب ذیل نے فلسفہ کی کتابوں کا یونانی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا، ابن یحییٰ، حجاج بن مطر، ابن ناعمہ، عبدالمسیح حمصی، سلام بن ابرش، حسین بن بہریق، ہلال بن ابوہلال حمصی، ابن آوی، ابونوح بن صلت، ابن بطوطہ بن نوح، قسطا بن لوقا بعلبکی، حسنین بن اسحاق، ثابت بن قرہ، ابراہیم بن صلت، یحییٰ بن عدی،

ابن المقفع نے فارسی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا، کنکا ہندی نے سنسکرت زبان سے عربی میں ترجمہ کیا اور ابن وحشیہ نے نبطی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا۔

لیکن یہ سب ترجمے ایک دوسرے سے گڈمڈ اور صاف وواضح نہیں تھے اور ہر ایک کا ترجمہ دوسرے سے مختلف اور متضاد تھا، یہ سب ترجمے اسی طرح غیر واضح شکل میں محفوظ تھے اور امتداد زمانہ کی وجہ سے قریب تھا کہ ضائع ہو جائیں، منصور بن نوح سامانی نے ابونصر فارابی سے ان ترجموں کی تلخیص وتہذیب کی درخواست کی، چنانچہ فارابی نے اس کام کو انجام دیا اور اسی وجہ سے فارابی کو معلم ثانی کہا جاتا ہے۔

لیکن فارابی کے ترجمے بھی ابھی تہذیب وتلخیص کے آخری شکل میں نہیں آئے تھے اور کتابی شکل نہیں اختیار کی تھی، کیوں کہ فارابی کے مزاج پر سیر وسیاحت کا غلبہ تھا اور ایک جگہ جم کر بیٹھ کر کام کرنے کا عادی نہیں تھا، یہ سب کتابیں اصفہان کے کتب خانہ میں جس کا نام صوان الحکمت تھا، سلطان مسعود کے زمانہ تک اسی طرح محفوظ رہیں، بوعلی سینا سلطان مسعود کے دربار میں شاہی طبیب کی حیثیت سے آیا اور کچھ دنوں بعد وزیر بھی ہو گیا، اس کتب خانہ پر اس کا عمل ودخل ہوا اور اس نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا اور کتاب الشفا اور اپنی دوسری کتابیں اسی کتب خانہ کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد لکھیں، کچھ دنوں کے بعد یہ کتب خانہ آگ سے جل گیا، کچھ لوگوں نے بوعلی سینا پر الزام لگایا کہ اسی نے یہ کتب خانہ جلایا ہے تاکہ آئندہ یہ جو کچھ لکھے وہ اس کے ذاتی فکر کا نتیجہ سمجھا جائے لیکن یہ بات صحیح نہیں۔

مسلمانوں میں مشہور فلاسفہ ابونصر فارابی ابوعلی بن سینا مشرق میں اور قاضی بن رشد اور ابوبکر صافع اندلس میں گزرے ہیں، ان لوگوں کے ہمسر علوم فلسفیہ میں شہاب الدین مقتول فخر الدین رازی، نصیر الدین طوسی، قطب الدین شیرازی، جلال الدین دوانی، فاضل مرزا جان میر زاہد ہروی اور بہت سے دوسرے علما بھی ہیں۔

ہندوستان میں منطق وفلسفہ

نویں صدی ہجری تک ہندوستان میں عام طور پر فلسفہ ومنطق کی طرف اعتنا وتوجہ کم رہی ہے، نصاب درس میں صرف شرح شمسیہ داخل تھی، سب سے پہلے نصاب درس میں کتب معقولات کا اضافہ شیخ عبداللہ تلنبی ملتانی اوران کے بھائی شیخ عزیز اللہ نے کیا، یہ دونوں بھائی ملتان سے روانہ ہوکر اول الذکر دہلی اور ثانی الذکر نے سنبھل کو اپنی اقامت گاہ بنایا، یہ لودھیوں کی سلطنت کا زمانہ ہے، اس عہد میں مطالع ومواقف نصاب درس میں داخل کی گئیں، جب کتب معقولات کی طرف لوگوں کی توجہ اور زیادہ بڑھی تو پھر شرح مطالع وشرح مواقف کا بھی نصاب درس میں اضافہ کیا گیا، اس کے بعد خطیب اور طارمی گجرات اور فضل اللہ شیرازی دکن اور فتح اللہ شیرازی بیجاپور آئے، یہ لوگ اپنے ساتھ دوانی شیرازی فاضل مرزا جان وغیرہ کی تصنیفات اپنے ہندوستان لائے اور یہاں کے نصاب درس میں ان کتابوں کو رائج کیا۔

ملا فتح اللہ شیرازی دربار بیجاپور سے آگرہ دربار اکبری میں آگئے، معقولات کے عمومی رواج اور درس میں اس کی اہمیت کا زمانہ یہی ہے اور ملا فتح اللہ شیرازی کو اس حیثیت سے بڑی اہمیت حاصل ہے، اب ہندوستان میں فلسفہ ومعقولات کے فضلا پیدا ہونے شروع ہوئے، جنہوں نے اس فن کی تدریس اور اس کی اشاعت میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے، سب سے زیادہ مشہور شخصیتیں یہ ہیں:

گجرات میں شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی، لاہور میں مفتی عبدالسلام لاہوری، سیالکوٹ میں کمال الدین کشمیری اوران کے شاگرد ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، جون پور میں ملا افضل عثمانی، مفتی عبدالسلام دیوی، قاضی ضیاء الدین نیوتنی، شیخ جمال کوڑوی، شیخ محب اللہ الہ آبادی، شیخ قطب الدین سہالوی، شیخ لطف اللہ کوڑوی، شیخ قطب الدین شمس آبادی، حافظ امان اللہ

بنارسی، قاضی محبّ اللہ بہاری اور ایک بڑی تعداد ایسے فضلا کی بھی ہے جو تمام علوم درسیہ میں مرجع وسند کی حیثیت رکھتے تھے۔

ہندوستان میں فلسفہ ومعقولات کے جو فضلا اوپر ذکر کیے گئے ہیں، ان کے حلقہ درس میں اور ان کے شاگردوں میں سے ایسے باکمال فضلا پیدا ہوئے جو اپنے عہد کے ابن سینا اور فارابی تھے، مثلاً ملا محمود جون پوری، قاضی محبّ اللہ بہاری، شاہ ولی اللہ دہلوی، ملا نظام الدین سہالوی، ملا حسن لکھنوی، شیخ کمال الدین فتح پوری، ملک العلما ملا بحر العلوم لکھنوی، قاضی مبارک گوپامئوی، ملا حمد اللہ سندیلوی، شیخ برکت بن عبدالرحمٰن الہ آبادی، شیخ فضل حق خیر آبادی، یہ لوگ اپنے وقت میں اپنی اپنی جگہ پر معقولات کے امام تھے اور اس فن میں بلند مقام پر فائز تھے۔

ہندوستانی مصنّفین کی فلسفہ میں کتابیں

سب سے زیادہ مشہور کتاب ملا محمود جون پوری کی شمس بازغہ ہے۔

الدوحۃ المیادہ فی الصورۃ والمادہ، مؤلفہ ملا محمود جون پوری۔

الجوہر الفرد، جزلایتجزی کی بحث میں مصنفہ قاضی محبّ اللہ بہاری۔

غایۃ العلوم، فن طبیعیات میں مؤلفہ ملا حسن لکھنوی۔

العجالۃ النافعہ، فن الٰہیات میں، مؤلفہ ملا بحر العلوم فرنگی محلی لکھنوی۔

تکمیل الصناعہ، رسالہ فی الامور العامہ، رسالہ اسرار المحبہ، مقدمۃ فی العلم، یہ جملہ کتب شاہ رفیع الدین دہلوی کی تصنیف ہیں۔

تلخیص الشفا، مؤلفہ مولانا فضل امام خیر آبادی۔

حاشیہ تلخیص الشفا، ہدیہ سعیدیہ، یہ فن طبیعیات میں، الجنس الغالی فی الجوہر العالی فن الٰہیات میں، الروض المجود فی حقیقۃ الوجود، رسالہ فی تحقیق العلم والمعلوم، رسالہ فی تحقیق الاجسام، رسالہ فی تحقیق الکلی الطبعی، رسالہ فی التشکیک، رسالہ فی الماہیات، یہ جملہ کتب

مولانا فضل حق بن مولانا فضل امام خیر آبادی کی ہیں۔

العقدۃ الوثیقہ فی بعض المسائل الحکمیۃ ، رسالہ فی تحقیق العلم، رسالہ فی المقولات العشرہ یہ تینوں کتابیں شیخ عماد الدین لبکنی کی ہیں۔

الاصول الراسخہ، الدوحۃ الشامخہ شرح الاصول الراسخہ، یہ دونوں کتابیں شیخ محمد اشرف بن نعمت اللہ لکھنوی کی ہیں۔

مسئلہ حدوث دہری میں میر باقر داماد صاحب الافق المبین اور ملا محمود جون پوری صاحب شمس بازغہ کے درمیان اختلاف پر محاکمہ، مؤلفہ حافظ امان اللہ بنارسی۔

فارابی کی نصوص کی شرح کشف الفصوص، مؤلفہ شیخ رفیع الدین بن نیک مراد دہلوی۔

ہرمس الہرامہ کی ینبوع الحیاۃ کی شرح، مؤلفہ شیخ رفیع الدین بن نیک مراد دہلوی۔

دیوان محمد رشید جون پوری کی ہدایۃ الحکمہ کی شرح، مرتبہ مولانا عبدالحق خیر آبادی۔

دیوان محمد رشید جون پوری کی ہدایۃ الحکمۃ کی شرح، مرتبہ مولوی عبدالوہاب بن احسان علی بہاری۔

رسالہ در بحث قوس وقزح، مؤلفہ مفتی سعد اللہ مراد آبادی۔

رسالہ در بحث قوس وقزح، مؤلفہ مرزا حسن علی محدث لکھنوی۔

الکتاب المبین فن الٰہیات میں، مؤلفہ شیخ محب اللہ الہ آبادی۔

علوم مشرقیہ اور مغربیہ کے درمیان محاکمہ، مؤلفہ شیخ عبدالقادر بن خیر الدین جون پوری۔

ماکول المغزلی کی تردید میں ایک کتاب، کتاب فی الکیمیاء الحدیث، کتاب العالم والمتعلم، یہ تینوں کتابیں شیخ خیر الدین جون پوری کی ہیں۔

تبصرۃ الحکمت، فن طبیعیات والٰہیات میں، مؤلفہ شیخ حسن ہلی ماہولی متوفی ۱۲۵۸ھ۔

رسالہ جعل مرکب اور جعل بسیط کی تحقیق میں، مؤلفہ سید غلام حسین دکنی۔

خورشید دانش فن طبیعیات میں، مؤلفہ مولوی غلام امام بن متہور خان حیدر آبادی۔

میں شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری ہیں، شیخ ہمدانی نے یہ طریقہ شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ مزوقانی اور شیخ تقی الدین علی دوستی سے حاصل کیا اور ان دونوں بزرگوں نے یہ طریقہ شیخ علاء الدولہ احمد بن محمد سمنانی اور انہوں نے شیخ نورالدین بن عبدالرحمٰن اسفرائنی سے اور انہوں نے شیخ جمال الدین جوزقانی سے اور انہوں نے شیخ رضی الدین علی لالا سے اور انہوں نے شیخ نجم الدین کبریٰ سے حاصل کیا، سید علی بن شہاب بن حسینی ہمدانی سے شیخ نجم الدین کبریٰ تک کا سلسلہ اوپر گزر چکا ہے، اوپر یہ بتایا جاچکا ہے، شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری سلسلہ شاگردی میں ہیں، سید علی بن شہاب حسینی ہمدانی کے اب شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری سے شیخ علی بن شہاب حسینی ہمدانی تک پورا سلسلہ لکھا جارہا ہے۔

شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری شاگرد ہیں، شیخ حسین خوارزمی کے وہ شاگرد ہیں، شیخ حاجی محمد بن صدیق خوشابی کے وہ شاگرد ہیں، شیخ شاہ علی بیداواری کے وہ شاگرد ہیں، شیخ رشید الدین محمد بیداواری کے وہ شاگرد ہیں، شیخ عبداللہ رزش آبادی کے وہ شاگرد ہیں، شیخ اسحاق ختلانی کے وہ شاگرد ہیں، شیخ علی بن شہاب حسینی ہمدانی کے۔

طریقہ کبرویہ کی دوسری شاخ کو طریقہ فردوسیہ کہا جاتا ہے، اس کے بانی شیخ امام شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری ہیں، شیخ منیری نے شیخ نجیب الدین بن عماد الدین دہلوی سے حاصل کیا، انہوں نے اپنے چچا شیخ رکن الدین دہلوی سے، انہوں نے شیخ بدرالدین سمرقندی سے انہوں نے شیخ سیف الدین باخزری سے اور انہوں نے شیخ نجم الدین کبریٰ بانیِ طریقہ کبرویہ سے۔

طریقہ مداریہ

طریقہ مداریہ کے بانی شیخ معمر بدیع الدین مدار مکن پوری ہیں، اس طریقہ کی

اساس و بنیاد ظاہر شریعت کی مخالفت سے بچنا اور اسرار توحید کے اظہار میں بہت آگے نکل جانا ہے، اس طریقہ میں داخلہ اور اجازت کی شرط یہ تھی کہ آدمی ظاہری چیزوں سے بے تعلق رہے، اس سلسلہ کے خلفا اور مریدین لباس کی وہ مقدار استعمال کرتے تھے جو ستر عورت کے لیے کافی ہو اور کھانا صرف دن رات میں ایک بار کھاتے تھے، قسم قسم کے کپڑوں اور قسم قسم کے کھانوں سے مجتنب رہتے تھے، ان کا عمل اس پر تھا کہ نیا دن اور نئی روزی اور وہ کہتے تھے کہ دنیا نیند ہے اور باقی روزہ ہے، اس سلسلہ کے متبعین نے بعد میں بہت زیادہ غلو سے کام لیا اور لباس میں صرف اس قدر قناعت کرنے لگے جو شرم گاہ کو چھپا دے اور دوسرے ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کرنے لگے اور جہالت ان میں پھیل گئی۔

طریقہ قلندریہ

اس طریقہ کے بانی شیخ قطب الدین فاروقی جون پوری عرف بینا دل ہیں، انہوں نے یہ طریقہ شیخ معمر نجم الدین سے اور انہوں نے شیخ معمر خضر رومی سے اور انہوں نے شیخ معمر عبداللہ علم بردار سے یہ طریقہ حاصل کیا، ایک روایت یہ بھی ہے کہ عبداللہ علم بردار صحابی رسول تھے، طریقہ قلندریہ جون پور میں پیدا ہوا اور وہاں سے بہار اور دوسرے علاقہ میں پھیلا، آخر میں اس طریقہ کو پھیلانے والے شیخ مجتبیٰ بن مصطفےٰ عباسی لاہر پوری، پھر شیخ باسط علی الہ آبادی پھر شیخ کاظم علوی کاکوروی ہیں۔

طریقہ شطاریہ

طریقہ شطاریہ کے بانی شیخ عبداللہ شطار خراسانی ہیں، یہ آٹھویں صدی ہجری کے

ہیں، خراسان سے ہندوستان تشریف لائے اور خلق کثیر نے آپ سے فائدہ اٹھایا، اس طریقہ کی دو شاخیں ہیں، ایک شاخ کا تعلق شیخ محمد غوث گوالیاری سے ہے جو جواہر خمسہ کے مصنف ہیں، شیخ محمد غوث گوالیاری نے شیخ حمید سے انہوں نے شیخ ہدایت اللہ سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علا منیری سے اور انہوں نے شیخ عبداللہ شطاری خراسانی سے یہ طریقہ حاصل کیا۔

شیخ محمد غوث گوالیاری سے بہت سے لوگوں نے یہ طریقہ حاصل کیا ہے، ان میں ایک شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی بھی ہیں، شیخ وجیہ الدین سے یہ طریقہ شیخ صفۃ اللہ بن روح اللہ حسینی بھڑوچی مہاجر مدنی نے حاصل کیا اور ان کے ذریعہ سے یہ طریقہ ممالک عرب میں بھی پہنچا، شیخ محمد غوث گوالیاری کے شاگردوں میں شیخ لشکر محمد عارف ہیں، شیخ لشکر سے شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی نے یہ طریقہ حاصل کیا اور بہت بڑے علاقہ میں اس سلسلہ کو پھیلا دیا۔

طریقہ شطاریہ کی دوسری شاخ کے بانی شیخ علی بن قوام جون پوری ہیں، انہوں نے شیخ عبدالقدوس نظام آبادی سے انہوں نے شیخ حافظ واسطہ کار سے اور انہوں نے شیخ عبداللہ شطار خراسانی سے حاصل کیا۔

طریقہ عیدروسیہ

طریقہ عیدروسیہ کے بانی سید عفیف الدین عبداللہ عیدروس کبیر ہیں، اس سلسلہ کی بنیاد امام غزالی کی ''احیاء العلوم'' ہے، ہندوستان میں اس سلسلہ کی صرف ایک شاخ ہے جو سید شیخ بن عبداللہ عیدروس مدفون باحمد آباد سے پھیلی ہے، اس طریقہ کا سلسلہ درج ذیل ہے:

سید شیخ عیدروس ان کے والد عبداللہ عیدروس عبداللہ عیدروس کے چچا ابوبکر عیدروس، ابوبکر عیدروس کے والد سید عفیف الدین عبداللہ عیدروس، سید شیخ کا جب احمد آباد

میں انتقال ہوگیا تو اس سلسلہ کے مطابق ارشاد و تلقین کا کام احمد آباد میں ان کے صاحبزادہ عبدالقادر بن سید شیخ نے سنبھالا اور سورت میں اس سلسلہ کو سید شیخ کے پوتے شیخ محمد بن عبداللہ بن شیخ اور پھر شیخ جعفر بن علی بن عبداللہ بن شیخ نے اس کو سنبھالا، یہاں تک کہ یہ سلسلہ گجرات و دکن کے اکثر علاقوں میں پھیل گیا۔

فن سلوک وتصوف میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

ہندوستانی مصنّفین نے اس فن پر جو کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے بعض متقدمین کی کتابوں کی شرحیں اور حاشیے ہیں، بعض تصوف کے حقائق و معارف کے بیان میں ہیں اور بعض کتابیں راہ تصوف کے اصول و طرق پر ہیں اور بعض کتابیں مکتوبات و ملفوظات کی شکل میں ہیں اور بعض ادعیہ واذکار میں ہیں۔

متقدمین کی کتابوں پر شروح وحواشی

فصوص الحکم، مرتبہ شیخ محی الدین ابن عربی۔

شرح فصوص الحکم، بزبان فارسی مصنفہ سید علی بن شہاب ہمدانی۔

شرح فصوص الحکم، مرتبہ سید محمد بن یوسف حسینی دہلوی گیسودراز مدفون گلبرگہ۔

مشرح الخصوص شرح فصوص الحکم، مرتبہ شیخ علاء الدین علی بن احمد شافعی مہائمی۔

عین الفصوص شرح فصوص الحکم، بزبان عربی مرتبہ شیخ ابوالمحاسن شرف الدین دہلوی متوفی ۷۹۵ھ۔

نقش الفصوص، مرتبہ شیخ شمس الدین بن شرف دہلوی، متوفی ۷۹۷ھ۔

شرح فصوص، مرتبہ سید اشرف بن ابراہیم حسینی سمنانی کچھوچھوی متوفی ۸۰۸ھ۔
شرح فصوص، شرح ترجمہ فصوص، مرتبہ شیخ عبدالنبی بن عبداللہ شطاری گجراتی۔
شرح فصوص، بزبان عربی مرتبہ شیخ محبّ اللہ فاروقی الہ آبادی۔
شرح فصوص، بزبان فارسی مرتبہ شیخ محبّ اللہ فاروقی الہ آبادی
شرح الفصوص، مرتبہ شیخ عبدالکریم بن عبداللہ سلطان پوری۔
شرح الفصوص، مرتبہ شیخ عبدالنبی نقشبندی سیام جوراسی۔
شخوص الحکم شرح فصوص الحکم، بزبان فارسی مرتبہ شیخ غلام مصطفٰے بن محمد اکبر تھانیسری دہلوی۔
شرح الفصوص علی وفق النصوص، مرتبہ شیخ محمد افضل بن عبدالرحمٰن عباسی الہ آبادی۔
الطریق الامم شرح فصوص الحکم، مرتبہ شیخ نورالدین بن محمد صالح گجراتی۔
شرح فصوص الحکم، مرتبہ شیخ علی اصغر صدیقی قنوجی۔
شرح فصوص الحکم، مرتبہ شیخ طاہر بن یحیٰی عباسی الہ آبادی۔
التاویل المحکم شرح فصوص الحکم، مرتبہ شیخ محمد حسن امروہوی۔
شرح فصوص الحکم، مرتبہ شیخ جمال الدین گجراتی متوفی ۱۱۲۴ھ۔
تائید الہم، فصوص الحکم کے چار کلمات کی شرح مرتبہ شیخ محمد افضل عباسی الہ آبادی۔

عوارف المعارف کی شرحیں

الزوارف شرح عوارف المعارف، شیخ علاء الدین علی بن محمد شافعی مہائمی۔
معارف شرح عوارف، بزبان عربی مرتبہ سید محمد بن یوسف حسینی دہلوی گیسو دراز مدفون گلبرگہ۔

شرح العوارف، بزبان فارسی مرتبہ سید محمد بن یوسف حسینی دہلوی گیسودراز مدفون گلبرگہ۔

شرح العوارف، مرتبہ شیخ عبدل القدوس گنگوہی۔

شرح العوارف، مرتبہ شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی۔

شرح العوارف، مرتبہ شیخ جمال الدین گجراتی۔

شرح العوارف، مرتبہ سید اشرف بن ابراہیم سمنانی کچھوچھوی متوفی ۸۰۸ھ۔

حاشیہ عوارف، مرتبہ شیخ فرید الدین مسعود فاروقی اجودھنی شکر گنج جیسا کہ گلزار ابرار میں ہے۔

رسالہ مکیہ کی شرحیں

شیخ قطب الدین دمشقی رسالۂ مکیہ کے مصنف ہیں، اس رسالہ کی شرحیں درج ذیل ہیں:

شرح رسالہ مکیہ مرتبہ شیخ کبیر شرف الدین احمد بن یحیٰ منیری۔

مجمع السلوک شرح رسالۂ مکیہ، مرتبہ شیخ سعد الدین قدوائی خیر آبادی

شرح رسالہ مکیہ، مرتبہ شیخ یحیٰ بن امین عباسی الہ آبادی۔

شروح آداب المریدین

آداب المریدین شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی کی تصنیف ہے، اس کی شرحیں درج ذیل ہیں:

شرح آداب المریدین، مرتبہ سید محمد بن یوسف دہلوی گیسو دراز مدفون گلبرگہ۔

شرح آداب المریدین، بزبان فارسی متعدد جلدوں میں، مرتبہ شیخ شرف الدین احمد بن یحیٰ منیری۔

شرح آداب المریدین، مرتبہ شیخ جمال الدین گجراتی۔

رسالہ قشیریہ

رسالہ قشیریہ امام قشیری عبدالکریم بن حوازم کی تصنیف ہے، اس کی شرح سید محمد بن یوسف حسینی دہلوی گیسودراز مدفون گلبرگہ نے تحریر فرمائی ہے

اللمعات

لمعات شیخ فریدالدین عراقی کی تصنیف ہے، اس پر شروح کی تفصیل درج ذیل ہے:

شرح لمعات، مرتبہ شیخ سماع الدین ملتانی دہلوی، یہ ایک جامع شرح ہے۔

شوارق اللمعات شرح لمعات، مرتبہ شیخ عبدالنبی بن عبداللہ شطاری گجراتی۔

شرح لمعات، مرتبہ شیخ نظام الدین بن عبدالشکور تھانیسری متوفی ۱۰۳۶ھ۔

تعریب اللمعات، بزبان عربی مرتبہ شیخ علاء الدین علی بن احمد شافعی مہائمی۔

نزہۃ الارواح

نزہۃ الارواح، میر حسین حسینی غزنوی کی تصنیف ہے، اس کی شرحیں درج ذیل ہیں:

شرح نزہۃ الارواح، مرتبہ شیخ تاج الدین بن زکریا دہلوی۔

شرح نزہۃ الارواح، مرتبہ شیخ عبدالواحد بن ابراہیم بلگرامی۔

شرح نزہۃ الارواح، مرتبہ شیخ حسن محمد چشتی گجراتی۔
شرح نزہۃ الارواح، مرتبہ شیخ علی شیر احمد آبادی۔

لوائح

لوائح مولانا عبدالرحمٰن جامی کی فن تصوف میں مشہور کتاب ہے، اس کی شروح درج ذیل ہیں:

شرح لوائح، مرتبہ عبدالملک بن عبدالغفور پانی پتی۔
شرح لوائح، مرتبہ شیخ تاج الدین بن زکریا دہلوی۔
شرح لوائح، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔
الفوائح شرح لوائح، مرتبہ شیخ عبدالنبی بن عبداللہ شطاری گجراتی۔
الروائح شرح لوائح، مرتبہ شیخ عبدالنبی بن عبداللہ شطاری گجراتی، یہ الفوائح کا خلاصہ ہے۔

جام جہاں نما

شرح جام جہاں نما، مرتبہ شیخ وجیہ الدین بن نصراللہ علوی گجراتی۔
شرح جام جہاں نماں، مرتبہ شیخ عبدالنبی بن عبداللہ شطاری گجراتی۔
شرح جام جہاں نماں، مرتبہ شیخ خوب محمد چشتی گجراتی۔
شرح جام جہاں نماں، مرتبہ شیخ علی شیر احمد آبادی۔
شرح جام جہاں نماں، مرتبہ شیخ جمال الدین گجراتی۔

مرأۃ الحقائق

مرأۃ الحقائق جام جہاں نما کا عربی ترجمہ ہے، اس کے مرتب علاء الدین علی بن احمد شافعی مہائمی ہیں اور شیخ مہائمی نے اس کی شرح بھی لکھی ہے اور اس کا نام اراءۃ الدقائق رکھا ہے، مرأۃ الحقائق کی دوسری شرح شیخ صبغۃ اللہ بن روح حسینی بھڑوچی مہاجر مدنی نے کی ہے۔

التسویہ

التسویہ شیخ محبؔ اللہ الہ آبادی کی تصنیف ہے، شیخ محبؔ اللہ الہ آبادی نے اس کی ایک شرح بھی لکھی ہے، تسویہ کی اور دوسری شرحیں درج ذیل ہیں:

شرح تسویہ، مصنفہ محمد فیاض زینبی ہرگامی یہ شیخ محبؔ اللہ الہ آبادی کے شاگرد ہیں۔

شرح تسویہ، مؤلفہ شیخ عبداللہ بن عبدالباقی نقشبندی دہلوی۔

شرح تسویہ، مؤلفہ شیخ امان اللہ بن نوراللہ بنارسی۔

شرح تسویہ، مؤلفہ شیخ محمد افضل بن عبدالرحمٰن عباسی الہ آبادی۔

تحلیہ شرح تسویہ، بزبان عربی مصنفہ مولوی عبدالحلیم انصاری لکھنوی بن امین اللہ۔

تسویہ التسویہ، مصنفہ سید علی اکبر دہلوی فیض آبادی

مثنوی معنوی کی شرحیں

مثنوی معنوی مولانا جلال الدین رومی کی تصنیف ہے، اس کی شرحیں درج ذیل ہیں:

شرح مثنوی، مؤلفہ سید عبدالفتاح عسکری احمد آبادی۔

شرح مثنوی، مؤلفہ شیخ ولی محمد نارنولی۔

شرح مثنوی، مصنفہ شیخ محمد افضل عباسی الہ آبادی بن عبدالرحمٰن۔

شرح مثنوی، مصنفہ شیخ عبداللطیف عباسی بن عبداللہ۔

لطائف المعنویہ مثنوی کے مشکل الفاظ کی توضیح میں مؤلفہ شیخ عبداللطیف عباسی بن عبداللہ۔

مکاشفات رضوی شرح مثنوی، مؤلفہ شیخ محمد رضا شطاری لاہوری۔

شرح مثنوی مؤلفہ شیخ محمد ایوب قرشی لاہوری، اس شرح کا سن تصنیف ۱۱۲۰ھ ہے۔

شرح مثنوی، مؤلفہ شیخ محمد معظم صدیقی نابھوی۔

شرح مثنوی، مؤلفہ شیخ عبدالقادر بن شریف الدین کنتوری مدراسی۔

شرح مثنوی، مؤلفہ علامہ عبدالعلی بحرالعلوم فرنگی محلی۔

کلید مثنوی شرح مثنوی، بزبان اردو مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی بن عبدالحق۔

بوستاں معرفت شرح مثنوی، بزبان اردو مؤلفہ مولوی عبدالمجید پیلی بھیتی۔

شرح مثنوی، بزبان اردو مؤلفہ مولوی عبدالرحمٰن بن محمد حسین دہلوی۔

پیراہن یوسفی منظوم، ترجمہ بزبان اردو، اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مثنوی کے ہر شعر کا ترجمہ اردو میں ایک ہی شعر سے کیا گیا ہے، مؤلفہ مولوی یوسف علی جلال الدین چشتی نظامی زنبیل شاہی جاوری۔

ترجمہ مثنوی، بزبان اردو مؤلفہ مولوی ابوالحسن بن الٰہی بخش کاندھلوی، اس ترجمہ کی بھی یہی خصوصیت ہے کہ مثنوی کے ایک شعر کا ترجمہ اردو کے ایک ہی شعر میں کیا گیا ہے۔

تکملہ مثنوی، مؤلفہ مفتی الٰہی بخش بن شیخ الاسلام کاندھلوی۔

فتح الجمال شرح مثنوی، مؤلفہ شیخ جمال الدین گجراتی بن رکن الدین۔

فن تصوف کی کتابوں پر شروح وحواشی

سنائی کی حدیقۃ الحقائق کی شرح، مؤلفہ شیخ عبداللطیف بن عبداللہ عباسی۔

شرح حدیقہ، مؤلفہ شیخ محمد افضل بن عبدالرحمٰن عباسی الہ آبادی۔

مفتاح الفیض شرح فتوح الغیب، بزبان فارسی مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

مقالات الاحسان فی مقامات العرفان، ترجمہ فتوح الغیب، بزبان اردو مؤلفہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

شیخ بن عربی کی اسرار المخلوقات کی شرح، مؤلفہ شیخ محمد رشید جون پوری۔

غزالی کی ''السوانح'' کی شرح مؤلفہ شیخ نظام الدین بن عبدالشکور تھانیسری۔

شرح رسالہ غوثیہ، مؤلفہ شیخ عبداللہ بن بہلول شطاری سندیلوی۔

شرح حذرات الخمس، مؤلفہ مفتی الٰہی بخش بن شیخ الاسلام کاندھلوی۔

شرح اربعین کاف، مؤلفہ شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ دہلوی۔

المکاشفات نفحات الانس، پر دو جلدوں میں ایک جامع حاشیہ ہے، مؤلفہ سید علی اکبر حسینی دہلوی فیض آبادی اس حاشیہ کا سن تالیف ۱۱۹۸ھ ہے۔

شیخ کبیر کی ''اوراد'' کی شرح، مؤلفہ شیخ علی بن احمد غوری۔

سیدی احمد زورق کی ''اصول الطریقہ'' کی شرح مؤلفہ شیخ علی بن حسام الدین متقی مہاجر مکی۔

شرح سوانح، مؤلفہ شیخ علی شیر شطاری احمد آبادی۔

شرح التمہیدات، مؤلفہ عین القضاۃ ہمدانی۔

ابن عربی کی ''الرسالہ'' کی شرح ''شرح تعرّف'' مکی کی ''قوت القلوب کا حاشیہ،
یہ تینوں کتابیں سید محمد بن یوسف حسینی گیسودراز مدفون گلبرگہ کی ہیں۔

شرح بحرالاسرار، شرح اشرار الخلوۃ، شرح سوانح الجامی، شرح تعرّف، شرح التقسیم، یہ
سب شرحیں شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی متوفی ۱۱۲۴ھ کی ہیں۔

شرح الملتقط، شرح السوانح، یہ دونوں شرحیں شیخ حسین بن محمد بن یوسف دہلوی
متوفی گلبرگہ کی ہیں۔

شیخ محمد بن ابوسعید حسینی ترمذی کے رسالہ ''در بحث فنا'' کا حاشیہ، مرتبہ شیخ محمد افضل
بن عبدالرحمٰن عباسی الہ آبادی۔

شرح حدیقۃ الحقائق، شرح مخزن اسرار، شرح دیوان حافظ، یہ تینوں شرحیں شیخ محمد
افضل بن عبدالرحمٰن عباسی الہ آبادی کی ہیں۔

تصوف کے حقائق ومعارف پر لکھی ہوئی کتابیں

طوالع الشموس، العشقیہ، یہ دونوں کتابیں قاضی حمید الدین محمد بن عطا ناگوری کی ہیں۔

الملہمات، مرتبہ شیخ جمال الدین احمد ہانسوی۔

المحجوب فی عشق المطلوب، مرتبہ شیخ محمد بن نظام الدین بہرائچی متوفی ۷۷۲ھ۔

خلاصۃ اللطائف، مرتبہ شیخ علی جان دار دہلوی۔

اسماء الاسرار، حدائق الانس، رسالہ فی بیان المعرفہ، رسالہ فی شرح تعبیر الوجود
بالازمنۃ الثلاثۃ، رسالہ فی اشارات اہل المحبۃ رسالہ فی تفسیر رأیت ربی فی احسن صورۃ یہ
سارے رسالے سید محمد بن یوسف حسینی دہلوی مدفون گلبرگہ کے ہیں۔

کتاب المشاہدہ، مرتبہ شیخ ابوالفتح بن علا کالپوی متوفی ۸۶۲ھ۔

مرأۃ الحقائق، کنز الدقائق، یہ دونوں سید اشرف بن ابراہیم کچھوچھوی متوفی ۸۰۸ھ کی ہیں۔

الحذرات الخمس، بزبان عربی، مؤلفہ شیخ حسین بن معز بلخی بہاری۔

کاشف الاسرار شرح حذرات الخمس، بزبان فارسی مؤلفہ حسن بن حسین بن معز بلخی بہاری۔

لطائف المعانی فی الحقائق، مرتبہ شیخ حسن بن حسین بن معز بلخی بہاری۔

النور الاظہر فی کشف سر القضا والقدر، الضوء الازہر، شرح نور الاظہر، اجلۃ التائید فی شرح ادلۃ التوحید، یہ کتابیں شیخ علاء الدین علی بن احمد شافعی مہائمی کی تصنیف ہیں۔

بحر المعانی، دقائق المعانی، حقائق المعانی، پنج نکات، یہ چاروں کتابیں فارسی زبان میں شیخ محمد بن جعفر حسینی مکی کی تصنیف ہیں۔

التمہیدات، مرأۃ العارفین، یہ دونوں کتابیں شیخ مسعود بیگ دہلوی متوفی ۸۳۶ھ کی ہیں۔

ارشاد اللطائف، مؤلفہ شیخ جلال الدین تھانیسری۔

مفتاح الفیض، مؤلفہ شیخ حسن بن طاہر جون پوری۔

مفتاح الاسرار، مؤلفہ شیخ سماء الدین ملتانی دہلوی۔

القدسیہ، مؤلفہ شیخ عبد القدوس گنگوہی۔

معرفۃ النفس، مصنفہ سید عبد الاول بن علی حسینی دہلوی۔

کنز الوحدہ، کلید مخازن، الضمائر والبصائر، المعراجیہ، بحر الحیاۃ، یہ جملہ کتب شیخ محمد غوث گوالیاری کی ہیں۔

الحواس الخمس، اس رسالہ میں حواس خمسہ کی تطبیق دی گئی ہے، حذرات خمس پر۔

الروضۃ الحسنٰی فی شرح اسماء اللہ الحسنٰی، عین المعانی فی شرح اسماء اللہ الحسنٰی، قبلۃ

المذاہب الاربعہ مع الاشارات من اہل التصوف، شرح رباعیتن، حاشیہ غریبہ علی الانسان الکامل، ترجمہ اسرار الوحی، یہ سب کتابیں شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی برہان پوری کی تصنیف ہیں۔

التحفۃ المرسلۃ الی النبی، الہدیۃ المرسلہ الی النبی، یہ دونوں کتابیں شیخ محمد فضل اللہ برہان پوری متوفی ۱۰۲۹ھ کی تصنیف ہیں۔

المکاشفات الغیبیہ، المعارف اللدنیہ، یہ دونوں کتابیں حضرت مجدد الف ثانی بانی طریقۂ مجددیہ شیخ احمد فاروقی سرہندی کی تصنیفات ہیں۔

خلاصۃ المعارف، بزبان فارسی دو جلدوں میں۔

نکات الاسرار، ایک جلد میں، یہ دونوں کتابیں شیخ اعظم بنوری بن اسماعیل حسینی کی تصنیف ہیں۔

انفاس الخواص، مناظر اخص الخواص، رسالہ فی بحث الوجود المطلق ہفت احکام سر رکنی، یہ سب کتابیں شیخ محبّ اللہ الہ آبادی کی تصنیف ہیں۔

رسالہ فی وحدۃ الوجود، رسالہ فی الحقائق، الروائح، بزبان عربی الواردات، بزبان عربی۔

رسالہ فی تحقیق الروح، رسالہ فی مبحث الفنا، رسالہ فی حقائق الوجود، رسالہ فی عقائد الصوفیہ، یہ آٹھوں رسالے شیخ محمد بن ابوسعید حسینی ترمذی کالپوی کی تصنیف ہیں۔

مشاہدات الصوفیہ، مرتبہ شیخ احمد بن محمد حسینی کالپوی۔

مذاق الصوفیہ، مرتبہ شیخ حبیب اللہ قنوجی۔

الاسراریہ، مرتبہ شیخ عبدالجلیل بن عمر بیانوی لکھنوی، متوفی ۱۰۱۶ھ۔

الاضافات الاحمدیہ فی شرح حقیقۃ المحمدیہ، مرتبہ سید دائم بن کریم اللہ حسینی مانڈوی۔

اثبات الاحدیۃ، بزبان فارسی مرتبہ شیخ عبدالملک بن عبدالغفور پانی پتی۔

اللامعۃ العرشیہ فی مبحث الوجود، مرتبہ شیخ غلام نقشبند لکھنوی بن عطاء اللہ۔

تنقیح المرام فی مبحث الوجود، بزبان عربی مؤلفہ شیخ عنایت اللہ لاہوری سن

تصنیف ۱۱۱۰ھ۔

مجمع الاسرار حل المشکلات، مرتبہ شیخ محمد صید انوی۔

حسنات العارفین معروف بہ شطحیات، حق نما، مجمع البحرین، یہ تینوں کتابیں داراشکوہ ولد شاہ جہاں کی ہیں۔

الالہامات المنعمیہ، مرتبہ منعم خاں خانخاناں دہلوی۔

ملہمات منعمی، مرتبہ شیخ منعم بن امان بن عبد الکریم نقشبندی بہاری۔

العشر ۃ الکاملۃ، مؤلفہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی۔

مظہر النور فی مبحث الوجود، بزبان عربی مرتبہ شیخ قمر الدین بن منیب اللہ اورنگ آبادی۔

المظاہر شرح مظہر النور، مرتبہ سید نور الہدیٰ بن قمر الدین بن منیب اللہ اورنگ آبادی۔

الفرع النابت من الاصل الثابت، مسئلہ وحدت شہود کی تحقیق میں، مرتبہ شیخ یوسف بن محمد حسینی بلگرامی متوفی ۱۱۷۲ھ۔

علم الکتاب، ایک ضخیم جلد میں مرتبہ خواجہ میر بن ناصر حسینی دہلوی۔

نالۂ عندلیب، دو جلدوں میں بزبان فارسی مرتبہ سید ناصر حسینی دہلوی۔

الہمعات، السطعات، الہوامع، الخیر الکثیر، شفاء القلوب، الطاف القدس فی لطائف النفس، فیوض الحرمین، التفہیمات الالہیہ، المکتوبات المدنی، رسالہ بزبان عربی شیخ عبد اللہ بن عبد الباقی دہلوی کے مسائل کی تحقیق میں، یہ جملہ کتب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبد الرحیم کی ہیں۔

کلمۃ الحق، مؤلفہ شیخ غلام یحییٰ بن نجم الدین بہاری۔

دمغ الباطل، مؤلفہ شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ دہلوی۔

القول الفصل فی ارجاء الفرع الی الاصل، مؤلفہ سید شرف الدین حسینی دہلوی۔

کلمۃ الحق، کاسرۃ الاسنان، جہد المقل، مفتاح التوحید، یہ سب کتابیں شیخ عبد الرحمٰن

صوفی لکھنوی کی ہیں۔

النور المطلق شرح کلمۃ الحق، مؤلفہ شیخ نور اللہ بن محمد مقیم پھرانوی۔

التنز لات الستہ، مؤلفہ ملا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی۔

اصل الاصول فی تطبیق المنقول بالمعقول، مصباح المعارف، یہ دونوں کتابیں شیخ عبد القادر بن شریف الدین حسینی کنتوری مدراسی کی ہیں۔

جواہر الحقائق، بزبان فارسی مؤلفہ سید عبد اللطیف بن ابو الحسن حسینی ویلوری۔

الروض المجود فی حقیقۃ الوجود، بزبان عربی مؤلفہ مولوی فضل حق خیر آبادی۔

مراصد الکمال کمند وحدت، مشہد الجمال، یہ تینوں کتابیں شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی کی ہیں۔

المذاکرہ، بزبان فارسی مؤلفہ شیخ جمال بن محمود چشتی احمد آبادی متوفی ۹۴۰ھ

طریقۃ العون فی حقیقۃ الکون، بزبان فارسی مرتبہ شیخ محمد معین بن محمد امین سندھی۔

مولانا جامی کی المراتب الست کی شرح موسوم ابجد عشق مرتبہ شیخ محمد لاہوری۔

پردہ برانداخت، حقائق توحید میں، بزبان فارسی، مرتبہ شیخ عبد اللہ بن عبد الباقی نقشبندی دہلوی۔

حقائق احمدی، مرتبہ مولوی سلامت اللہ کان پوری۔

بحر التوحید، مرتبہ مولوی سلامت اللہ کان پوری۔

البینات فی اسرار الذات والصفات، مرتبہ حکیم حافظ محمد علی بن علی اکبر فتح پوری۔

چہار عنصر، مرتبہ شیخ عبد القادر بیدل عظیم آبادی دہلوی بن عبد الخالق۔

مراتب العوالم الخمسہ، کشف الحقیقہ، یہ دونوں کتابیں شیخ فتح محمد بن عیسیٰ برہان پوری کی تصنیفات ہیں۔

فن سلوک کی کتابیں

اصول الطریقہ، مصنفہ شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری۔

طریقۂ چشتیہ کے سلوک پر، سلک السلوک، چہل ناموس، یہ دونوں کتابیں شیخ ضیاء الدین بخشی بدایونی کی تصانیف ہیں۔

شمس المعارف، مرتبہ شیخ شمس الدین محمد بن یحییٰ اودھی متوفی ۷۴۷ھ

شماء الاتقیاء، مصنفہ شیخ رکن الدین بن عماد الدین چشتی کاشانی۔

ارشاد المریدین، معیار التصوف، اساس الطریقہ، یہ تینوں کتابیں شیخ قوام الدین محمد بن ظہیر الدین عباسی دہلوی متوفی ۸۴۰ھ مدفون لکھنؤ کی تصنیفات ہیں۔

کتاب فی آداب السلوک، رسالہ فی بیان الذکر، رسالہ فی الاستقامۃ علی الشریعۃ، یہ تینوں کتابیں شیخ کبیر بن یوسف حسینی دہلوی گیسودراز مدفون گلبرگہ کی ہیں۔

مونس الفقراء انیس الغرباء، مرتبہ شیخ نور الدین احمد بن عمر چشتی پنڈوی، متوفی ۸۱۸ھ۔

بحر الاذکار، فوائد الاشرف، اشرف الفوائد، بشارۃ الذاکرین، تنبیہ الاخوان، ارشاد الاخوان، بشارۃ المریدین، حجۃ الذاکرین، یہ جملہ کتب سید اشرف بن ابراہیم کچھوچھوی متوفی ۸۰۸ھ کی ہیں۔

مراد مرید، بزبان فارسی مرتبہ سید خواجگی بن احمد عریضی ملتانی کڑوی متوفی ۸۹۸ھ۔

ترجمہ منہاج العابدین، بزبان فارسی مرتبہ شیخ یوسف بن احمد ایرجی متوفی ۸۳۴ھ۔

آداب السالکین، مرتبہ شیخ محمد قاسم اودھی متوفی ۸۹۶ھ۔

انیس العاشقین، مرتبہ شیخ حسام الدین چشتی مانک پوری۔

رسالہ طریقہ شطاریہ کے اذکار واشغال میں، مرتبہ شیخ عبد اللہ شطار خراسانی۔

سراج القلوب وعلاج الذنوب، عربی زبان میں ایک جامع کتاب ہے، مصنفہ شیخ ابوعلی زین الدین علی معبری، مصنف نے اس میں احادیث نبوی، آثار صحابہ، مواعظ اولیا تحریر فرمائے ہیں۔

ہدایۃ الاذکیا، قصیدہ بزبان عربی مرتبہ شیخ زین الدین معبری۔

مسلک الاتقیاء، شرح ہدایۃ الاذکیا، بزبان عربی، مرتبہ شیخ احمد معبری۔

جواہر خمسہ، مرتبہ شیخ محمد غوث گوالیاری۔

کنز الاسرار فی اشغال الشطار، مرتبہ شیخ عبداللہ بن بہلول شطاری سندیلوی۔

سراج السالکین، مرتبہ شیخ عبداللہ بن بہلول شطاری سندیلوی۔

مالا یسع للمرید ترکہ کل یوم من سنن القوم، مرتبہ شیخ صبغۃ اللہ بن روح اللہ حسینی بھڑوچی۔

فتح الطریقہ، فتوح الاوراد، یہ دونوں کتابیں طریقہ شطاریہ کے سلسلہ پر شیخ فتح محمد بن عیسیٰ شطاری برہان پوری کی تصنیف ہیں۔

تبیین الطریق، البرہان الجلی، فی معرفۃ الولی، مجموع الحکم، یہ تینوں کتابیں شیخ علی بن حسام الدین متقی گجراتی مہاجر مکی کی ہیں۔

الجمعیات الشاہیہ فی الاذکار والاشغال، مرتبہ شیخ محمد بن جلال حسینی گجراتی متوفی ۱۰۴۵ھ۔

الاسرار العجیبہ، مرتبہ شیخ عبدالکریم بن عبداللہ سلطان پوری۔

زاد السالکین ومقصود الطالبین، مرتبہ شیخ محمد رشید جون پوری۔

آداب الصالحین، توصیل المرید الی المراد، مرج البحرین، یہ تینوں کتابیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری کی ہیں۔

مختصر قوت القلوب، ریاض الصالحین، دونوں کتابیں شیخ طاہر بن یوسف سندھی

برہان پوری کی تصنیف ہیں۔

کتاب سلسلۂ کبرویہ کے اذکارواشغال پر، مرتبہ شیخ یعقوب بن حسن صرفی کاشمیری۔

کتاب اذکارواشغال پر، مرتبہ شیخ بہاء الدین بن عطاء اللہ قادری شطاری جنیدی۔

الرحیق المحمدی، بزبان عربی، طریقہ صوفیہ، مرتبہ شیخ نور الدین محمد بن علی شافعی عیدروسی گجراتی متوفی ۱۰۶۸ھ۔

العمل والمعمول، ارشاد السالکین، جام خدا نما، رسالہ فی مبحث الفنا، رسالہ فی مراتب الفناوالوصول، یہ جملہ کتب سید محمد بن ابوسعید حسینی ترمذی کالپوی کی تصنیف ہیں۔

رسالہ بزبان عربی نقشبندی طریقے کے اذکار واشغال پر مرتبہ شیخ تاج الدین سنبھلی۔

منازل اربعہ، بزبان فارسی مرتبہ شیخ پیر محمد بن اولیا جون پوری لکھنوی۔

مصباح الطالبین، رسالہ بزبان فارسی مرتبہ شیخ عبدالرسول کچندوی۔

ہدایۃ السالکین الی صراط رب العالمین، مرتبہ شیخ محمد بن عبدالرحمٰن قنوجی۔

تبصرۃ المدارج، مرتبہ شیخ علی اصغر قنوجی۔

زادالمشائخ، مرتبہ شیخ عبدالجلیل بن صدرالدین الہ آبادی۔

زادِلازاد، مرتبہ شیخ عبدالجلیل بن صدرالدین الہ آبادی۔

سبعہ سنابل، بزبان فارسی مرتبہ سید عبدالواحد بن ابراہیم حسینی بلگرامی۔

خلاصۃ الاکتساب، مرتبہ شیخ حبیب اللہ قنوجی۔

ایک جامع کتاب فن سلوک پر، مرتبہ شیخ امام الدین بن تاج الدین راجگیری بہاری۔

الرضوانی، سلسلۂ نقشبندیہ کے اشغال میں، مرتبہ شیخ معین الدین بن خاوند محمود کشمیری۔

ارشاد رحیمی، بزبان فارسی، سلسلہ نقشبندیہ کے طریقہ کے ذکر میں مرتبہ شیخ عبدالرحیم بن وجیہ الدین اویسی دہلوی۔

القول الجمیل فی بیان سواء السبیل، بزبان عربی مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن شاہ عبدالرحیم۔

سبیل الرشاد، بزبان فارسی، یہ ایک جامع کتاب ہے، مرتبہ شیخ محمد عاشق بن عبید اللہ بارہوی۔

اخراج الخبایا فی شرح الوصایا، اس میں شیخ عبدالخالق غزدوانی کے وصایا ہیں، اس کے مرتب شیخ یحییٰ بن امین عباسی الہ آبادی ہیں۔

الکلام المفید فیما یتعلق بالشیخ والمرید، مصنفہ شیخ یحییٰ بن امین عباسی الہ آبادی۔

شرح مصطلحات النقشبندیہ، بزبان فارسی ایک جامع کتاب ہے، مرتبہ سید محمد بن شاہ علم اللہ نقشبندی رائے بریلوی۔

ارشاد الطالبین، بزبان فارسی، مجمع السلوکین، بزبان عربی یہ دونوں کتابیں شیخ خیرالدین بن محمد زاہد سورتی گجراتی متوفی ۱۲۰۶ھ کی ہیں۔

ارشاد الطالبین سلسلۂ چشتیہ کے سلوک میں مرتبہ شیخ جلال الدین محمود فاروقی تھانیسری۔

ارشاد الطالبین، مرتبہ قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی۔

الجواہر الزواہر، مرتبہ شیخ محمد علیم بن موسیٰ الہ آبادی۔

نجم الہدایہ، منظوم بزبان فارسی، مرتبہ سید نجم الہدیٰ بن محمد ثابت حسنی حسینی نقشبندی نصیر آبادی۔

انفاس الاکابر وانوار الضمائر، مرتبہ شیخ نعیم اللہ نقشبندی بہرائچی۔

ایضاح الطریقہ، مرتبہ شیخ غلام علی علوی دہلوی۔

ہدایۃ الطالبین، مرتبہ شیخ ابوسعید بن صفی القدر فاروقی دہلوی۔

الانہار الاربعہ، مرتبہ شیخ احمد سعید بن ابوسعید دہلوی۔

صراط مستقیم، مشترک تصنیف شاہ اسماعیل شہید دہلوی اور شیخ عبدالحیٔ برہانوی۔

ملہمات احمدیہ، مرتبہ مفتی الٰہی بخش بن شیخ الاسلام کاندھلوی۔

خیر المسالک، مرتبہ مولانا سید محمد ظاہر بن غلام جیلانی حسنی حسینی رائے بریلوی۔

صراط التکمیل، بزبان عربی مرتبہ شیخ محمد کامل ولید پوری۔

رسالہ بزبان اردو نقشبندیہ احسنیہ سلسلہ کے سلوک کے بیان میں، مرتبہ شیخ مختار احمد جائسی۔

سلسلۂ احسنیہ کے سلوک میں اردو زبان میں ایک رسالہ۔

سلسلۂ قادریہ کے سلوک میں ایک رسالہ، دونوں رسالے شیخ رفیع الدین قندھاری بن شمس الدین کی تصنیف ہیں۔

جواہر السلوک، مرتبہ سید عبداللطیف قادری ویلوری۔

عمدۃ الوسائل لکشف الفضائل، بزبان عربی۔

احسن الخصائل شرح عمدۃ الوسائل، بزبان فارسی، یہ دونوں کتابیں شیخ عبدالرزاق بن جمال الدین فرنگی محلی لکھنوی کی ہیں۔

مقالات الصوفیہ، مطالب رشیدی، الاصول المفسرۃ، تعلیم الاسماء، شرائط الوسائط، یہ جملہ کتب شیخ تراب علی قلندر کاکوروی کی ہیں۔

شرقات السلوک، قرۃ العین، نور الاولیا، رکن الطریقہ، آثار السلوۃ، یہ جملہ کتب شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی، متوفی ۱۱۲۴ھ کی تصنیفات ہیں۔

شجرۂ باثمرہ، رسالہ بزبان اردو، سلسلہ محمدیہ کے طریقہ میں، مرتبہ مولوی ولایت علی بن فتح علی عظیم آبادی۔

نزہۃ السالکین، مرتبہ سید علیم اللہ بن عتیق اللہ حسینی جالندھری۔

انہار الاسرار، مرتبہ سید علیم اللہ بن عتیق اللہ حسینی جالندھری۔

ضیاء القلوب، بزبان فارسی ارشاد مرشد، بزبان اردو، سلسلہ چشتیہ کے سلوک میں، یہ دونوں رسالے شیخ کبیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی تصنیف ہیں۔

ارشاد محمدی، طریقۂ چشتیہ صابریہ کے سلوک میں مرتبہ شیخ محمد فاروقی تھانوی بن احمد اللہ۔

امداد السلوک، طریقہ چشتیہ صابریہ کے سلوک میں مرتبہ مولانا رشید احمد حنفی محدث گنگوہی۔

نظام القلوب، مرتبہ شیخ نظام الدین چشتی اورنگ آبادی۔

اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء العلوم، بیس جلدوں میں مرتبہ سید مرتضیٰ بلگرامی زبیدی بن محمد حسینی۔

مذاق العارفین احیاء العلوم کا اردو ترجمہ مرتبہ شیخ محمد احسن نانوتوی۔

سراج السالکین منہاج العابدین کا اردو ترجمہ مرتبہ شیخ محمد منیر نانوتوی۔

اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت، مرتبہ مولوی فخر الدین لکھنوی۔

المنح المدنیہ فی مختارات صوفیہ، بزبان عربی مرتبہ شیخ عبد الباقی بن علی محمد انصاری لکھنوی، یہ ایک جامع رسالہ ہے، مدینہ منورہ میں چھپا ہے۔

امام غزالی کی الاربعین کا ترجمہ موسوم عین الیقین، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی مصنف نے یہ ترجمہ ۱۲۷۳ھ میں اپنے زمانۂ قیام دہلی میں کیا ہے۔

مکاتیب

تصوف کے حقائق و معارف اور سلوک پر مشائخ کے مکاتیب کے بے شمار مجموعے ہیں کچھ درج ذیل ہیں:

مکتوبات، شیخ حمید الدین صوفی سوالی۔
مکتوبات شیخ ابوعلی شرف الدین قلندر پانی پتی۔
صحائف شیخ حکیم صدر الدین دہلوی۔
مکتوبات شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری تین جلدوں میں۔
مکتوبات شیخ حسین بن معز بلخی بہاری۔
مکتوبات شیخ نور الدین بن علاء الدین چشتی پنڈوی۔
مکتوبات سید اشرف جہاں گیر سمنانی اس کے جامع سید عبد الرزاق ہیں۔
مکتوبات شیخ حسام الدین مانک پوری۔
مکتوبات شیخ فتح اللہ بن نظام الدین اودہی متوفی ۸۲۱ھ۔
مکتوبات شیخ محمد بن حسن جون پوری۔
مکتوبات شیخ عبد القدوس حنفی گنگوہی بن اسماعیل۔
مکتوبات شیخ عبد الرزاق جھنجھانوی۔
مکتوبات شیخ جلال الدین محمود چشتی تھانیسری۔
مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔
مکتوبات شیخ مجتبیٰ بن مصطفےٰ لاہر پوری قلندر۔
مکتوبات شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی بانی طریقۂ مجددیہ تین ضخیم جلدوں میں۔
مکتوبات شیخ خواجہ معصوم بن مجدد الف ثانی چند جلدوں میں۔
مکتوبات شیخ کلیم اللہ جہان آبادی۔
مکتوبات شیخ یحییٰ بن امین عباسی الہ آبادی تین جلدوں میں۔
مکتوبات المعارف ایک مختصر مجموعہ ہے، سید ابوالقاسم بن عبد العزیز حسینی واسطی فتح

پوری نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مکتوبات جمع کیے ہیں۔

کلمات طیبات شیخ محمد احمد بچھرایونی نے مرزا مظہر جان جاناں دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور شاہ غلام علی دہلوی کے مکتوبات جمع کیے ہیں۔

شمس المعارف، دو جلدوں میں بزبان اردو مجموعہ مکاتیب شاہ سلیمان بن داؤد چشتی قادری پھلواروی۔

ملفوظات

انیس الارواح، ملفوظات شیخ عثمان ہرونی مرتبہ خواجہ معین الدین حسن اجمیری۔

دلیل العارفین، ملفوظات خواجہ معین الدین اجمیری مرتبہ شیخ قطب الدین بختیار کعکی۔

سر الصدور، ملفوظات شیخ حمید الدین سوالی ناگوری، مرتبہ شیخ فرید بن عبد العزیز سوالی۔

اسرار الاولیا، ملفوظات شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اجودھنی، مرتبہ شیخ بدر الدین اسحاق دہلوی۔

کنوز الفوائد، ملفوظات شیخ صدر الدین محمد بن زکریا ملتانی مرتبہ خواجہ ضیاء الدین۔

فوائد الفواد، ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی مرتبہ شیخ حسن بن علاء سجزی۔

افضل الفوائد، ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاء مرتبہ امیر خسرو دہلوی۔

تحفۃ الابرار وکرامۃ الاخیار، ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا مرتبہ شیخ عزیز الدین دہلوی۔

ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاء مرتبہ شمس الدین دھاری۔

مجموع الفوائد، ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاء مرتبہ شیخ عبد العزیز بن ابوبکر دہلوی۔

انوار المجالس، ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاء مرتبہ سید محمد بن اسحاق بن علی حسینی دہلوی۔

نفائس الانفاس، ملفوظات شیخ برہان الدین غریب مرتبہ شیخ رکن الدین کاشانی۔

احسن الاقوال، ملفوظات شیخ برہان الدین غریب، مرتبہ شیخ حماد بن عماد کاشانی، ۷۳۸ھ میں مرتب کیا گیا۔

غریب الکرامات ملفوظات شیخ برہان الدین غریب مرتبہ شیخ محمد بن عماد۔

بقیۃ الغرائب، ملفوظات شیخ برہان الدین غریب، مرتبہ شیخ مجد الدین۔

اخبار الاخیار ملفوظات شیخ برہان الدین غریب مرتبہ شیخ حمید الدین قلندر دہلوی۔

خیر المجالس ملفوظات شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، مرتبہ شیخ حمید الدین قلندر دہلوی ۷۶۰ھ میں مرتب کیا گیا۔

جوامع الکلم ملفوظات سید محمد بن یوسف حسینی دہلوی گیسو دراز مدفون گلبرگہ، خود ان کا ترتیب دیا ہوا۔

فوائد رکنی، معدن المعانی، لطائف المعانی، مخ المعانی، خوان پر نعمت، زاد الفقیر یہ سب شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری کے ملفوظات ہیں، ان میں سے اکثر کے جامع شیخ زین الدین بدر عربی ہیں۔

خزینۃ الفوائد الجلالیہ، شیخ جلال الدین حسین بن احمد حسینی بخاری اوچھی کے ملفوظات ہیں، اس کے جامع شیخ احمد بن یعقوب بتی ہیں۔

جامع العلوم شیخ جلال الدین حسین ابن احمد بخاری اوچھی کے ملفوظات ہیں، اس کے جامع سید علاء الدین دہلوی ہیں۔

تحفۃ المجالس ملفوظات شیخ احمد بن عبد اللہ مغربی لکھنوی مرتبہ شیخ محمود بن سعید ایرجی۔

لطائف اشرفی ملفوظات شیخ اشرف جہاں گیری سمنانی مرتبہ شیخ نظام الدین یحییٰ۔

گنج لا یخفیٰ ملفوظات شیخ ملا حسین بن معز الدین بلخی بہاری۔

رفیق العارفین ملفوظات، حسام الدین مانک پوری مرتبہ شیخ فرید بن سالار عراقی۔

مناہج الشطار ملفوظات شیخ محمد بن علا منیری عرف قاضن۔

مقامات خضرویہ ملفوظات شیخ دانیال بن حسن خضری مرتبہ احمد بن عبداللہ جون پوری۔

جامع الکلم ملفوظات شیخ عبداللہ بن بہلول سندیلوی اس کے مرتب ان کے صاحبزادہ عبدالنبی ہیں۔

ثمرۃ الحیات ملفوظات شیخ برہان الدین شطاری برہان پوری مرتبہ میر عسکری بن قاسم خوانی عرف عاقل خاں رازی۔

روائح الانفاس، ملفوظات شیخ برہان الدین غریب مرتبہ بعض مریدین۔

ملفوظات شیخ ہاشم بن برہان الدین علوی گجراتی مرتبہ شیخ مراد بن جلال بیجاپوری۔

مونس الطالبین ملفوظات شیخ پیر محمد پٹنی مرتبہ شیخ فتح اللہ بن محمود کشمیری۔

ملفوظات شاہ محمد مینا لکھنوی مرتبہ سید محی الدین بن حسین رضوی۔

الفوائد السعدیہ ملفوظات شاہ محمد مینا لکھنوی مرتبہ قاضی ارتضٰی علی خاں گوپا مئوی، یہ ملفوظات ماخوذ ہیں شیخ سعد الدین خیر آبادی کی ''مجمع السلوک'' سے۔

ملفوظات رزاقی ملفوظات شیخ عبدالرزاق حسینی قادری بانسہ شریف مرتبہ نواب محمد خاں شاہ جہاں پوری۔

ملفوظات شاہ فخر الدین دہلوی بن نظام الدین مرتبہ شیخ کلیم اللہ بن صبغۃ اللہ۔

ملفوظات شاہ فخر الدین دہلوی مرتبہ شیخ بدیع الدین، اس ملفوظات کا نام فوائد فخریہ ہے۔

ملفوظات شیخ عبداللہ بن عبدالباقی نقشبندی دہلوی مرتبہ شیخ سلام اللہ۔

دار المعارف ملفوظات شاہ غلام علی علوی دہلوی مرتبہ شیخ رؤف احمد رام پوری۔

نافع السالکین ملفوظات شاہ سلیمان تونوی بن زکریا مرتبہ مولوی امام الدین۔

صراط مستقیم ملفوظات حضرت احمد شہید رائے بریلوی، مرتبہ شاہ اسماعیل شہید دہلوی۔

ملفوظات شیخ حبیب اللہ شطاری بیجاپوری بن احمد بن خلیل مرتبہ ابوالفتاح۔

ہدایۃ القلوب ملفوظات شیخ زین الدین داؤد بن حسین شیرازی دولت آبادی مرتبہ امیر حسین۔

دلیل السالکین ملفوظات شیخ زین الدین داؤد اس کو کسی اور صاحب نے جمع کیا ہے۔

جنۃ القلوب ملفوظات شیخ زین الدین داؤد۔

جنۃ المحبوب ملفوظات شیخ زین الدین داؤد شیرازی دولت آبادی، ان تینوں ملفوظات کا تذکرہ میر سید غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی کتاب روضۃ الاولیا میں کیا ہے، ان ملفوظات کے مرتبین کے اسما مجھے نہیں معلوم ہوئے۔

جواہر اعلا ملفوظات شیخ عبدالسلام پانی پتی مرتبہ شیخ الہدیہ بن عبدالرحیم مصنف سیر الاقطاب۔

ادعیہ واذکار کی کتابیں

الاورادالفتحیہ، مرتبہ سید علی بن شہاب ہمدانی۔

الاورادالاشرفیہ، مرتبہ سید اشرف بن ابراہیم سمنانی کچھوچھوی۔

جواہر خمسہ، مرتبہ شیخ محمد غوث گوالیاری۔

اوراد صوفیہ، اسرار الدعوہ، یہ دونوں کتابیں شیخ عبداللہ بہلول، شطاری سندیلوی کی تالیف ہیں۔

فتوح الاوراد، ایک ضخیم جلد میں مرتبہ شیخ فتح محمد بن عیسیٰ سندھی برہان پوری۔

اورادالشیخ بہاء الدین زکریا ملتانی، اورادالشیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

انتخاب فتوح الاوراد، مرتبہ شیخ شہاب الدین برہان پوری بن فتح محمد۔

اورادالقادریہ، خلاصۃ الاوراد، یہ دونوں شیخ فتح محمد برہان پوری کی ترتیب دی ہوئی ہیں۔

اولا دالیومیہ، مرتبہ شیخ برہان الدین شطاری برہان پوری۔

مخزن الدعوات، بزبان فارسی مرتبہ شیخ اسماعیل بن محمد شطاری سندھی مصنف نے یہ کتاب ۱۰۳۷ھ میں تصنیف کی ہے۔

الحرز المتین ماخوذ از حصن حصین، مرتبہ شیخ عبدالمومن بن محمد بن طاہر لاہوری، سن تصنیف ۱۰۱۴ھ۔

ترغیب اہل السعادات فی تکثیر الصلوٰت، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری۔

مزرع الحسنات شرح دلائل الخیرات، مرتبہ شیخ محمد فاضل دہلوی۔

کنز العباد فی شرح الاوراد، مرتبہ شیخ علی بن احمد غوری۔

شرح ورد التقرب، مرتبہ مفتی ولی اللہ بن احمد علی حسینی فرخ آبادی۔

حزب التوسل الیٰ سید الانبیاء والرسل، مرتبہ مفتی ولی اللہ بن احمد علی حسینی فرخ آبادی۔

کتاب الاذکار، مرتبہ شیخ رفیع الدین محدث مرادآبادی متوفی ۱۲۲۳ھ۔

الہوامع شرح حزب البحر، مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

شرح حزب البحر، مرتبہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

شرح حزب البحر، مرتبہ مولوی عبدالمجید ٹونکی، بن نور النبی۔

الوظائف الحیدریہ، مرتبہ مولوی حیدر بن ملا مبین لکھنوی۔

تلخیص حصن حصین، مرتبہ شیخ معصوم بن عبدالرشید دہلوی، مہاجر مکی۔

الحزب المقبول، مرتبہ شیخ ابوسعید محمد بن فیض انصاری۔

الداء والدواء، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

سلطان الاذکار، مرتبہ نواب سید نور الحسن بن نواب سید صدیق حسن بھوپالی، یہ

کتاب ابن السنی کی عمل الیوم واللیلہ سے ماخوذ ہے۔

الوظیفہ الکریمہ، مرتبہ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔

لطائف الاسرار فی الرقی والعزائم، مرتبہ شیخ محمد سالم بن سلام اللہ دہلوی۔

الدعوات المسنونہ، مرتبہ مولوی کرامت علی جون پوری۔

صلوٰۃ المحبین فی صیغ الصلوٰت، مرتبہ شیخ علی حبیب بن ابوالحسن پھلواروی۔

وسائل البرکات شرح دلائل الخیرات، الیواقیت المنثورہ فی الاذکار الماثورہ۔

بسائم الازہار فی الصلوٰۃ الی سید الابرار، یہ تینوں کتابیں شیخ محمد غوث شافعی مدراسی بن ناصر الدین کی ہیں، الورد المنقول من احادیث الرسول، مرتبہ شیخ عبدالجبار ناگپوری سن تصنیف ۱۲۹۳ھ۔

سبیل الرشاد والنجاۃ یوم المعاد، بزبان عربی، کتاب المجربات فی الرقی والعزائم، یہ دونوں کتابیں میرے والد محترم حکیم سید فخر الدین بن عبدالعلی رائے بریلوی کی تصنیف ہیں۔

شفاء الاسقام فی صیغ الصلوٰۃ، دو جلدوں میں، مرتبہ قاضی عبداللطیف جون پوری۔

اوراد احسانی، مرتبہ حکیم احسان اللہ بن شیر علی ناروی الہ آبادی۔

احسن البیان فی خواص القرآن، بزبان اردو مرتبہ مولوی محمد احسن استھانوی عظیم آبادی۔

ترجمہ مجربات دیربی، مرتبہ مولوی بشارت علی خاں لکھنوی۔

زاد العقبیٰ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ۔

مرأۃ الرویا فی تاویل الاحلام، مفتاح الحاجات فی الادعیۃ والاذکار، یہ دونوں کتابیں شیخ جلال بن محمد حسنی گجراتی متوفی ۱۱۱۴ھ کی ہیں۔

عنایۃ الواصلین فی الادعیۃ والاذکار، مرتبہ شیخ عنایت اللہ بن محمد بن الہ داد حسنی بالاپوری۔

ساتویں فصل

علم کلام کی تعریف اور اس کی تاریخ ابتدائے عہد اسلامی سے

علم کلام وہ علم ہے جس میں عقائد دینیہ کا اثبات دلائل عقلیہ ونقلیہ سے کیا جائے اور اس سلسلہ سے جو شبہات وارد ہوں، ان کو دفع کیا جائے، اس علم کا موضوع وہ معلومات ہیں جن کا تعلق قریب یا بعید عقائد دینیہ کے اثبات سے ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس علم کا موضوع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور بعضوں نے اس کا موضوع نفس موجود کو بتلایا ہے، اس علم کے مسائل وہ تمام احکام ہیں جو ان معلومات سے متعلق ہوں جن کا تعلق عقائد دینیہ اور ان کے اثبات سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آں حضور ﷺ کو انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے کلام پاک میں جو اوصاف بیان فرمائے، ان کو حضرات صحابہ نے سمجھا اور ان پر ایمان لائے اور حضرات صحابہ کی اس کثیر تعداد میں سے کسی نے بھی ان صفات کے معانی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں دریافت کیے، صفات باری میں تحقیق وتدقیق اور سوال وجواب سے وہ بالکل بے تعلق رہے، ان کے یہاں صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ کی کوئی تفریق نہیں تھی، ان کا عقیدہ تھا، علم، قدرت، حیات، ارادہ،

سمع، بصر، کلام اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے وجہ، ید، اور اس طرح کے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں، ان کے بارہ میں بھی وہ کسی تاویل اور توجیہ میں نہیں مبتلا ہوئے، ان کا یہ عقیدہ تھا کہ وجہ، وید وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے لیکن اس طرح نہیں جس طرح مخلوقات کے لیے وجہ، وید، بلکہ اس طرح ہیں جس طرح اللہ کی ذات اور اس کی شان کے مناسب ہو۔

اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبوت محمدی ﷺ کے اثبات میں مروج کلامی دلائل میں سے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی، ان کے پاس کلام پاک تھا جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبوت محمدی کے اثبات کے لیے حجت قاطع ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات کے بارہ میں اہل صحابہ کی یہی رائے اور یہی روش تھی، یہاں تک کہ آخر عہد صحابہ میں مسئلہ قدر کی بحث شروع ہوگئی، سب سے پہلے جس شخص نے مسئلہ قدر کی بحث چھیڑی اس کا نام معبد جہنی ہے، یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مجلس میں بھی آتا جاتا تھا، اس شخص نے بصرہ میں عقیدہ قدر کا اعلان کیا اور بصرہ کے بہت سے لوگ اس کے متبع ہوگئے، عقیدہ قدر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے کوئی چیز پہلے سے مقرر ومعین نہیں فرمائی ہے اور انسان جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے ارادہ اختیار سے کرتا ہے، درحقیقت اس عقیدہ کا مطلب قضا وقدر اور تقدیر کا انکار ہے، معبد جہنی کے اس نئے عقیدہ کی وجہ سے جب فتنہ کا خطرہ ہوا تو ۸۰ھ میں عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج نے اس کو سولی دے دی، مشہور صحابہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جب معبد جہنی کی اس نئی رائے کی اطلاع ہوئی ہے تو انہوں نے اپنی برأت ظاہر فرمائی۔

صحابہ ہی کے زمانہ میں خوارج کا گروہ بھی پیدا ہوا، ان کے نزدیک گناہ کبیرہ سے آدمی کافر ہوجاتا ہے، اسی طرح امام کے خلاف خروج قتال بھی انسان کو دائرۂ کفر میں داخل کردیتا ہے، حضرت عبداللہ بن عباس نے گفتگو سے اس گروہ کو قائل کرنا چاہا لیکن یہ لوگ راہ حق پر نہیں آئے، حضرت علی نے پھر ان سے جنگ کی اور ان کی بڑی جماعت قتل ہوگئی، جیسا

کہ تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

خوارج کی گروہ میں بہت بڑی تعداد شریک ہوگئی تھی۔

عہد صحابہ ہی میں شیعان علی کی جماعت پیدا ہوئی، یہ جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بہت ہی غلو اور افراط کی رائے رکھتی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس جماعت کے عقیدہ اور رائے کا علم ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سخت نکیر فرمائی اور جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بہت زیادہ غلو سے کام لے رہے تھے ان کو آگ میں جلوا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عبداللہ بن وہب بن سبا (جو ابن السودا سبائی کے لقب سے مشہور ہے) نے اس رائے کو پھیلایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد مسلمانوں کے امام علی ہوں گے، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ بنص رسول امت کے امام اور رسول کے جانشین ہیں، اس نے اس عقیدہ کا بھی اعلان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات میں کچھ ناسوتی اجزا تھے اور کچھ الٰہی اجزا ہیں، بادل کی کڑک ان کی آواز ہے اور بجلی ان کا کوڑا ہے اور ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے اور پھر اس دنیا کو جو ظلم سے بھری ہوگی، عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

ابن سبا کے اس رائے وعقیدہ سے اور بہت سی رائیں اور عقیدے نکلے، ان میں سے ایک گروہ کا کہنا یہ ہے کہ امت کی امامت بارہ ائمہ میں منحصر ہے، اس گروہ کو امامیہ کہا جاتا ہے، شیعوں کا ایک اور گروہ ہے، جس کا عقیدہ ہے کہ امامت صرف اسماعیل بن جعفر صادق کی اولاد کے ساتھ خاص ہے، اسماعیلیہ فرقہ میں کچھ لوگ امام کے دوبارہ اس دنیا میں آنے کے قائل ہیں، جس طرح فرقہ امامیہ اپنے بارہویں امام مہدی موعود کی آمد کا قائل ہے۔

عہد صحابہ کے بعد ایران میں جہم بن صفوان کی رائے وعقیدہ کی نشر واشاعت ہوئی اور یہ فتنہ بڑھا، جہم بن صفوان نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کیا اور اس نے ایسے شکوک و

شبہات کی اشاعت کی جس کا اثر امت اسلامیہ پر اچھا نہیں پڑا اور بڑی مصیبتیں پیش آئیں، جہم بن صفوان پہلی صدی ہجری کے اختتام سے کچھ پہلے ہوا ہے، اس کے متبعین کی تعداد بہت بڑھ گئی اور اس کی رائے افکار صفت کا چرچہ ہوا، مسلمانوں نے اس بدعت کو بہت فکر وتشویش کی نظر سے دیکھا اور اس کی تردید و تضلیل پر متوجہ ہوئے اور انہوں نے عامۃ المسلمین کو جہم بن صفوان اور اس کی جماعت جہمیہ سے لوگوں کو باز رکھنے کی کوشش کی اور ان کی تردید میں کتابیں لکھی، جیسا کہ مشہور ومعلوم ہے، اسی زمانہ میں حضرت حسن بصری کے عہد میں پہلی صدی ہجری کے اختتام کے بعد مذہب اعتزال پیدا ہوا، جماعت معتزلہ نے توحید باری، عدل باری، بندوں کے صاحب اختیار ہونے، اللہ تعالیٰ کے خالق شر نہ ہونے، اللہ تعالیٰ کے آخرت میں نہ دیکھے جانے اور قبر کے عذاب بدنی کے انکار پر کتابیں لکھیں، انہوں نے اس عقیدہ کا اعلان کیا کہ قرآن مخلوق وحادث ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے نئے مسائل وعقائد کا انہوں نے اعلان کیا، معتزلہ کے ان مبتدعانہ خیالات کی بہت سے لوگوں نے اتباع کی اور بعضوں نے فرقہ معتزلہ کے عقائد کی تائید میں مناظرانہ انداز کی کتابیں لکھیں، علمائے اسلام نے لوگوں کو ان کے فاسد عقائد سے روکا اور ان کے عقائد کلامیہ کی تردید کی اور جو لوگ معتزلہ کے عقائد کے قائل ہوئے ان سے ترک تعلق کرلیا۔

فرقہ معتزلہ کے بالکل مقابل ایک دوسرا گروہ کرامیہ کے نام سے دوسری صدی ہجری کے بعد پیدا ہوا، اس گروہ کے امام محمد بن کرام سجستانی ہیں۔

اس فرقہ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات میں اس قدر غلو اور سختی سے کام لیا کہ اللہ تعالیٰ کی تجسیم تک بات پہنچ گئی، اس گروہ کے ماننے والوں کی تعداد بے شمار ہے، ۲۶۴ھ میں قرامطہ کا گروہ پیدا ہوا، اس گروہ کا بانی حمدان اشعث عرف قرمط ہے اور اسی نسبت سے اس گروہ کو قرامطہ کہا گیا ہے، اس کا پروپیگنڈہ بہت دور تک پھیلا اور ایک بہت بڑی تعداد اس کے عقیدہ کی قائل ہوئی، یہ گروہ اسلامی عقائد واحکام کے معانی اپنی طرف سے گڑھ کر

نئے نئے بتلایا کرتا تھا اور جو معانی زبان ولغت اور اب تک علما کی طرف سے بتائے گئے تھے، ان کو ظاہری اور سطحی کہہ کر نظر انداز کر دیتا تھا۔

خلیفہ عباسی مامون بن ہارون کو جب بغداد میں علوم عقلیہ فلسفیہ سے انہماک و شغب بڑھا تو اس نے رومی حکومت کے علاقہ میں اپنے آدمی بھیج کر یونانی فلاسفہ اور بالخصوص ارسطو کی کتابیں منگوائیں اور ان کتابوں کا ۲۱۰ھ کے بعد عربی زبان میں ترجمہ کیا گیا، اس طرح حکما وفلاسفہ کے خیالات وافکار علم لوگوں میں پھیلنا شروع ہوئے اور ان کی کتابیں تمام شہروں میں پڑھی جانے لگیں۔

معتزلہ قرامطہ اور جہمیہ نے خاص طور سے ان کتابوں کی طرف توجہ دی اور ان کو بڑی توجہ ومحنت سے پڑھا، ان علوم فلسفیہ کے مسلمانوں میں اشاعت وجہ سے اسلام اور اہل اسلام کو جن دینی آزمائش اور ابتلا ومصائب سے گزرنا پڑا ہے وہ بیان سے باہر ہے، وہ فرقے جو مبتدعانہ خیالات رکھتے تھے، ان کو فلسفہ سے بڑی مدد ملی اور وہ اپنی گمراہیوں میں اور اپنے ان عقائد وخیالات میں جو کفر وضلال کے قریب تھے اور زیادہ بڑھ گئے۔

امام ابوالحسن اشعری متوفی ۳۲۴ھ شاگرد ہیں ابو علی جبائی کے، امام اشعری عرصہ دراز تک اپنے استاد کی خدمت میں رہے اور اپنے استاذ کی طرح مذہب اعتزال پر قائم اور اس کے داعی رہے، مگر پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے راہ حق کی توفیق نصیب فرمائی اور انہوں نے مسلک اعتزال چھوڑ دیا، مسئلہ صفات اور مسئلہ قدر میں ابو محمد عبداللہ بن محمد بن سعید بن کلاب کی رائے اختیار فرمائی، اللہ تعالیٰ کو فاعل مختار تسلیم کیا اور حسن وقبح کے عقلی ہونے کی رائے کو چھوڑ کر اس کے شرعی ہونے کے قائل ہوئے اور اس عقیدہ اور رائے کا اعلان کیا کہ عقل عقائد کے اثبات کے لیے کافی نہیں ہے اور بندہ پر وہی چیز واجب ہے جو شریعت یعنی کتاب وسنت سے ثابت ہوں اور انہیں علوم ومسائل سے تعرض کرنا چاہیے جو احادیث وسنت سے ثابت ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے جملہ افعال میں بااختیار ہے، وہ جو چاہے کرے، اس کے لیے کوئی چیز ضروری نہیں ہے، نبوت عقلی طور پر جائز ہے اور شرعی روح سے نبوت اور نبی پر ایمان لانا ضروری ہے، امام ابوالحسن اشعری کی رائیں اور عقائد فرقہ معتزلہ اور فرقہ کرامیہ کے درمیان اعتدال کی راہ رہے، امام ابوالحسن اشعری کی رائے کے بہت سے لوگ قائل ہوئے، ان میں سے کچھ کے نام درج ذیل ہیں:

قاضی ابوبکر باقلانی مالکی، علامہ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک، علامہ ابو اسحاق اسفرائینی، علامہ ابواسحاق شیرازی، امام غزالی، علامہ عبدالکریم شہرستانی اور امام رازی، ان لوگوں نے اشعری مسلک کی پرجوش وکالت کی اور لاتعداد کتابیں اس مسلک کی صحت اور اس کے حق ہونے پر تصنیف فرمائیں۔

امام ابوالحسن اشعری کا مسلک عراق اور پھر وہاں سے شام ومصر اور مراکش تک پہنچا اور مشرق میں ہندوستان میں اشاعت پذیر ہوا، پورے عالم اسلام میں یہ مذہب اس طرح سے پھیلا کہ دوسرے تمام مذاہب نسیاً منسیا ہوگئے، صرف مسلک محدثین باقی رہا۔

عقائد وکلام کی اصطلاح میں مسلک حنابلہ اور مسلک محدثین دونوں ہم معنی ہیں، اس مسلک کے بانی امام احمد بن حنبلؒ ہیں، ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارہ میں ہمیں وہ روش اختیار کرنی چاہیے جو اسلاف کرام اور بالخصوص صحابہؓ کی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات جو قرآن واحادیث صحیحہ سے ثابت ہیں، ان کو ہم بغیر تاویل وتوجیہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے اس طرح ثابت کریں جو اس کی ذات کی شایانِ شان ہو، اس مسلک کے ماننے والوں میں آٹھویں صدی کی مشہور شخصیت علامہ ابن تیمیہ کی ذات ہے، جنہوں نے مسلک اہل حدیث کی پرجوش وکالت کی ہے اور اشاعرہ کی سخت تردید کی اور ان کی نکیر کی ہے۔

اشاعرہ اور محدثین کا شمار اہل سنت والجماعت میں ہے، اسی طرح ایک گروہ اور

بھی ہے جو ماتریدیہ کہا جاتا ہے، اس کا بھی شمار اہل سنت والجماعت میں ہے۔

ماتریدیہ جماعت کی نسبت امام ابومنصور ماتریدی کی طرف ہے اور اس میں زیادہ تر فقہا حنفیہ ہیں، اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان گیارہ بارہ مسائل مختلف ہیں، ابتدا میں ان دونوں فرقوں کے درمیان اختلافات اور کشیدگی رہی ہے اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تردید کرتا تھا، لیکن بعد میں ہر فرقہ نے اپنا رویہ دوسرے فرقہ کی طرف سے نرم کرلیا، اس طرح فضا پرسکون ہوگئی۔

علم کلام پر علما نے جس قدر کتابیں لکھی ہیں ان کا احاطہ وشمار ممکن نہیں ہے، چند مشہور اور اہم کتابیں درج ذیل ہیں:

تجرید، مرتبہ نصیرالدین محقق طوسی۔

شرح تجرید، مصنفہ اصفہانی۔

حاشیہ شرح تجرید، مرتبہ ابن مطہر علی وسید سعید جرجانی۔

شرح تجرید، مصنفہ علی محمد بن قوشجی۔

حاشیہ شرح تجرید، مرتبہ محقق دوانی وقطب الدین شیرازی۔

الطّوالع، مرتبہ علامہ بیضاوی۔

شرح طوالع، مرتبہ علامہ اصفہانی۔

ابکار الافکار، مرتبہ علامہ آمدی، علامہ آمدی نے اپنی اس کتاب کی ایک شرح بھی لکھی ہے۔

مواقف، جواہر الکلام، العقائد العضدیہ، یہ تینوں کتابیں قاضی عضدالدین ایجی کی تصنیف ہیں۔

مواقف کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں، جن میں سب سے زیادہ مشہور شرح مواقف، مصنفہ میر سید شریف جرجانی ہے، عضدیہ کی بھی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں، ان

میں سب سے زیادہ مشہور شرح محقق جلال الدین دوانی کی ترتیب دی ہوئی ہے۔

المقاصد وشرح مقاصد، یہ دونوں کتابیں علامہ سعد الدین تفتازانی کی تصنیف ہیں۔

تہافت الفلاسفہ، قواعد العقائد، الاقتصاد فی الاعتقاد، یہ تینوں کتابیں امام غزالی کی تصنیف ہیں۔

عقیدہ حافظیہ، مرتبہ امام نسفی۔

شرح عقیدہ حافظیہ، مرتبہ علامہ سعد الدین تفتازانی۔

حاشیہ عقیدہ حافظیہ، مرتبہ فاضل خیالی۔

تکملہ عقیدہ حافظیہ، مرتبہ یوسف کوسج۔

بدء الامانی قصیدہ علم کلام میں، الفقہ الاکبر منسوب بہ امام ابوحنیفہ۔

شرح فقہ اکبر، مرتبہ ملا علی قاری۔

التمہید، مرتبہ ابوشکور سالمی۔

شرح الصحائف اور اس کے علاوہ بے شمار کتابیں ہیں۔

ہندوستان میں مختلف مذاہب کی نشر واشاعت

محمد بن قاسم ثقفی نے ولید بن عبدالملک اموی کے زمانے میں ہندوستان کے علاقۂ سندھ کو فتح کیا، یہ واقعہ ۹۳ھ کا ہے اور جیسا کہ معلوم ہے، یہ عہد صحابۂ کرام کے عہد سے بالکل متصل ہے، اہل ہند قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں جانتے تھے، ایک عرصۂ دراز تک یہ لوگ صرف انہیں باتوں کو جانتے اور مانتے تھے، جو حضرات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سے ثابت ہیں، عباسی سلطنت کا اثر واقتدار جب اس کے دور دراز علاقوں سے ختم ہو گیا اور مصر پر اسماعیلی مذہب کی حکومت کا قبضہ ہوا تو اس حکومت ومذہب کے مبلغین سندھ پہنچے، ملتان کے

امراء وملوک نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور اس علاقہ کے باشندے شیعی اسماعیلی ہو گئے، یہ واقعہ غالباً مستنصر عبیدی حاکم مصر کے زمانے کا ہے، پھر اس علاقہ میں فتنوں اور ہنگاموں کا ایک طویل سلسلہ رہا، مصر سے برابر مبلغین اور داعیوں کے وفود آتے رہے، قرامطہ بھی سندھ میں پہنچے اور ان کی دعوت بھی لوگوں نے قبول کرنا شروع کی، اب اس علاقہ کے لوگ مذہبی حیثیت سے دو گروہوں میں بٹ گئے، کچھ اسماعیلی مذہب کو مانتے تھے اور کچھ قرامطہ کے گروہ میں شامل ہو گئے، یہ انتشار سلطان محمود غزنوی کے زمانے تک رہا، جب وہ غزنی کی سلطنت کا مالک ہوا ہے اور ہندوستان کے بعض علاقوں کو فتح کیا ہے تو اس نے ملتان کا بھی قصد کیا، اہل ملتان سے سلطان محمود غزنوی نے جنگ کی اور بالآخر وہ لوگ اس کے حلقہ بگوش ہو گئے، پھر اس کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اس علاقہ کے ملاحدہ سے جنگ کی اور ان کو گجرات کی طرف ڈھکیل دیا، اب ملتان وسندھ میں اشعری مذہب کا رواج ہوا اور اسلامی غلبہ واقتدار اور اہل سنت والجماعت کا اثر ونفوذ اس قدر قوی ہوا کہ کوئی شخص اشاعرہ کے مسلک کے خلاف زبان نہیں کھول سکتا تھا، پھر کچھ مدت کے بعد جب سلطنت میں ضعف واضمحلال پیدا ہوا اور انتشار وبدامنی ہوئی اور فارس سے جماعت کی جماعت اس علاقہ میں آئی ہے تو پھر بہت سے نئے نئے مذاہب و عقائد پیدا ہو گئے۔

قرامطہ اور حشیشین

قرامطہ اور باطنین (حشیشین) ہندوستان میں یہ لوگ پہلے علاقۂ سندھ میں آئے اور اس علاقہ کے لوگوں کو انہوں نے اپنے عقیدہ ومذہب کی جو سراسر الحاد وزندقہ تھا، دعوت دی، ان مبلغین میں ایک شیخ صدر الدین سندھی ہیں، سندھ میں آنے کے بعد انہوں نے اپنا ایک ہندوانہ نام بھی رکھا اور ایک کتاب ''دسا اوتار'' کے نام سے لکھی، اس کتاب میں انہوں نے لکھا

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے مظاہر الوہیت میں سے دسویں مظہر ہیں، سندھ کے ہندوؤں نے ان کے مذہب کی پیروی کی پھر وہ گجرات پہنچے اور گجرات کے ہندوؤں کو بھی اپنے مذہب کی دعوت دی، بہت بڑی تعداد نے ان کا مذہب قبول کیا اور انہوں نے ایک دوسری کتاب بھی لکھی، جس کا نام ''گنارہ'' ہے، اس مذہب کے مبلغین میں امام الدین حسینی اسماعیلی بھی ہیں، یہ گجرات آئے اور اس علاقہ کے ہندوؤں کو چھپ کر اپنے مذہب کی دعوت دی، سنسکرت سیکھی اور ہندو مذہب کے پنڈتوں کے ساتھ رہے، اپنے عقیدت مند ہندوؤں کو انہوں نے یہ تعلیم دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے عقیدہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مظہر الوہیت ہیں اور کرشن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھیس میں نمودار ہوئے تھے اور امامِ وقت حضرت علی کا نائب ہوتا ہے، ہندوؤں کو انہوں نے اس بات کی اجازت دی کہ وہ اپنے مذہبی شعار والے لباس کو پہن سکتے ہیں اور اپنی پرانی رسوم ورواج پر قائم رہیں، گوشت ان کے لیے ناجائز کر دیا، اسلام کے فرائض سے ان کو سبکدوشی دے دی اور ان کے لیے صرف یہ بات ضروری کر دی کہ وہ نماز کے اوقات میں بجائے نماز کے لا الہ الا اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، قل ھو اللہ احد، سراً کہہ لیا کریں، وضو کے بجائے ان کے لیے غسل ضروری قرار دیا اور ان کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ ان کو عشر دیا کریں، انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''ست دینی'' ہے، یہ کتاب گجراتی زبان میں نظم کا مجموعہ ہے، انہوں نے اپنے ماننے والوں کے لیے ہر گاؤں اور شہر میں عبادت گھر بنوائے اور اس کا نام ''علی جی کا مندر'' رکھا، عالم گیر کے زمانہ تک امام الدین اسماعیلی کی نسل میں دینی امامت وپیشوائی قائم رہی، عالم گیر کے زمانہ میں سید شاہ جی گجراتی امام اور اسماعیلی دعوت کے داعی ومبلغ تھے، وہ اپنے متبعین کے سامنے نہیں آتے تھے اور جب متبعین کی طرف سے ان کو دیکھنے کا اصرار بڑھتا تھا تو وہ پردہ کے اندر سے اپنا پیر باہر نکال دیتے تھے، مریدین ان کا پیر چومتے تھے اور ہدایا ونذور پیر پر ڈالتے تھے، عالم گیر کو ان کی یہ سب باتیں معلوم ہوئیں تو انہوں نے اس علاقہ کے اپنے ایک افسر کو فرمان بھیجا کہ سید

شاہ جی کو دربار میں حاضر کریں، ابتدا میں سید شاہ جی نے حاضری سے انکار کیا، لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ شاہی افسران کو جبراً بھیجے گا تو وہ اپنے مکان سے نکلے اور زہر کھالیا، دربار عالم گیری میں پہنچنے سے پہلے ہی ان کا انتقال ہوگیا، ان کے مریدین و متبعین بادشاہ کے خلاف جمع ہوئے اور جنگ ہوئی، جس میں وہ لوگ مارے گئے، اخیر زمانہ میں ہندوستان میں اسماعیلی مذہب کے پیشوا حسن علی بن خلیل اللہ بن ابوالحسن قمی اسماعیلی ۱۲۵۷ھ میں ہندوستان آئے اور بمبئی میں اقامت اختیار کی، انہوں نے اہل سندھ اور اہل افغانستان سے لڑائی میں انگریزوں کی مدد کی، اسماعیلی مذہب کے امام و پیشوا ہونے کا انہوں نے دعویٰ کیا اور ملاحدہ کی ایک بہت بڑی جماعت ان کے مذہب میں داخل ہوگئی، فارسی میں ان کا لقب آغا خاں تھا، ہندوستان میں بھی یہ اسی لقب سے مشہور ہوئے، ہندوستان میں ان کے بعد ان کے لڑکے آغا علی پھر آغا علی کے لڑکے محمد شاہ امام و پیشوا ہوئے، ان کے عقیدہ میں محمد شاہ اڑتیسویں امام ہیں اور ان کو امام حاضر کہتے ہیں، بمبئی کی عدالت میں اپنے مذہب کے عقائد کی جو تفصیل انہوں نے بتائی ہے وہ یہ ہے کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جسم میں دنیا میں ظاہر ہوا اور محمد علی کے رسول ہیں، نماز ان کے یہاں بالکل نہیں ہے، مکہ، مدینہ، سامرہ، کاظمین کا سفر حج و زیارت کے لیے جیسا کہ سنی اور شیعہ کرتے ہیں، ان کے یہاں نہیں ہے، قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا ان کا عقیدہ نہیں ہے اور اسی طرح کے دوسرے نامعقول اور گندے عقائد ان کے ہیں، ان کے متبعین اپنے امام کو مظہر خدا سمجھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور عشر و زکوٰۃ ان کے پاس بھیجتے ہیں، ہندوستان میں اس فرقہ کے لوگ لاکھوں کی تعداد میں ہیں، اللہ ان کو رسوا کرے۔

اسماعیلی بوہرے

اسماعیلی فرقہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت جعفر کے بعد ان کے بڑے لڑکے اسماعیل

امام ہیں لیکن چوں کہ اسماعیل کا انتقال اپنے باپ کی زندگی ہی میں ہوگیا، اس لیے ایک گروہ کے نزدیک اس اظہار امامت کا مقصد صرف یہ تھا کہ آئندہ امامت اسماعیل کی اولاد میں رہے گی، کیوں کہ امامت منصوصہ نیچے سے اوپر کی طرف نہیں لوٹ سکتی، ایک دوسرے گروہ نے یہ کہا اسماعیل کا واقعی انتقال اپنے باپ کی زندگی میں نہیں ہوا، انہوں نے اعدا کے خوف سے اپنی موت کا اعلان کردیا تھا، بہرحال اسماعیل کے بعد ان کے صاحبزادہ محمد سابع تام کو امام مانتے ہیں، محمد سابع تام کے بعد ان سات اماموں کا دور پورا ہوگیا، جن کی امامت اور دعوت علانیہ تھی، اب اس کے بعد ان اماموں کا زمانہ آتا ہے جن کی امامت کا اعلان نہیں ہوتا تھا اور جو ممالک و بلاد میں سفر فرماتے رہتے تھے اور اپنے مذہب کی علانیہ دعوت دیتے تھے، لیکن اپنی امامت کا اظہار نہیں کرتے تھے، خدا کی زمین کبھی امام سے خالی نہیں رہے گی، جو اپنے دین کی طرف برابر دعوت دیتا رہے گا، یہ امام یا تو اپنی امامت کا اعلان کرے گا اور یا اپنی امامت کا اعلان نہیں کرے گا، اگر امام مستور ہے تو یہ ضروری ہے کہ اس کے مبلغین اور اس کی نشانیاں ظاہر ہوں اور جو ائمہ مستور ہیں، ان کی ترتیب یہ ہے:

محمد بن اسماعیل، عبداللہ بن محمد، احمد بن عبداللہ، حسین بن احمد، پھر اس کے بعد قائم بامر اللہ امام مہدی ظاہر ہوئے، اب قائم بامر اللہ کی اولاد میں امامت منحصر ہوگئی، ائمہ کی ترتیب میں ان میں بڑا اختلاف ہے، ہندوستان میں ان کا مذہب مصری حاکم مستنصر اللہ عبیدی کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔

سیف الدین عبدالعلی گجراتی نے اپنی کتاب المجالس السیفیہ میں لکھا ہے کہ عبیدی خلیفہ مصر مستنصر باللہ نے عبیداللہ و احمد کو یمن میں اپنے مذہب کے مبلغین کے پاس بھیجا اور یمن کے مبلغین کو اس بات کی ہدایت کی کہ وہ لوگ عبیداللہ اور احمد کو ہندوستان بھیج دیں، چنانچہ عبداللہ گجرات کے علاقہ، کھمبایت میں آکر مقیم ہوئے، کھبایت میں اس وقت راجہ جے سنگھ کی حکومت تھی، جس کا لقب ''سدھ راج'' تھا جس کے معنی ہیں، اہل کرامت کا

بادشاہ، راجہ جے سنگھ عرف سدھ راج مسلمانوں کے خلاف بہت متعصب تھا، چنانچہ عبداللہ اسماعیلی کھمبایت میں لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت خفیہ طور پر دینے لگے، کچھ لوگ ان کے مذہب میں داخل ہوگئے، اس ملک کا وزیر بہارمل بھی ان کے ہاتھ پر اسلام لایا، پھر جے سنگھ بھی اور جے سنگھ کے ساتھ بہت سے ہندو مسلمان ہوئے، پھر عبداللہ اسماعیلی پٹن آئے اور وہاں مقیم ہوگئے، عبداللہ اسماعیلی نے بہارمل وزیر کے لڑکے یعقوب کو علم تفسیر وتاویل کی تعلیم دی اور اس کو اپنا جانشین وولی عہد بنایا، عبداللہ اسماعیلی کے بعد یعقوب ولد بہارمل وزیر نے اسماعیلی دعوت کا کام سنبھالا اور یمن کے مبلغین کی ہدایت کے ماتحت لوگوں کو اسماعیلی مذہب کی دعوت دینا شروع کی، یعقوب نے اپنے چچازاد بھائی فخر الدین تارمل کو ڈونگر پور کے علاقہ باگر میں بھیجا، فخر الدین کی دعوت پر بہت سے لوگ اس کے مذہب میں داخل ہوئے، بالآخر فخر الدین اسی علاقہ میں قتل کردیے گئے، یعقوب نے اپنا جانشین اپنے لڑکے اسحاق کو بنایا، اسحاق نے اپنے لڑکے علی کو علی نے حسین کو، حسین نے آدم کو، آدم نے اپنے لڑکے حسن بن آدم کو، انہوں نے اپنے لڑکے ملا راج بن حسن کو اور انہوں نے اپنے لڑکے جعفر کو اس علاقہ میں اسماعیلی دعوت کا جو کچھ بھی کام ہوتا تھا وہ یمن کے مبلغین کی ہدایت وایما کے مطابق ہوتا۔

پھر دعوت کا مرکز یمن سے ہندوستان منتقل ہوگیا، اب اسماعیلی دعوت کی امامت و قیادت یوسف بن سلیمان سدھ پوری کے ذمہ ہوئی، اس کا واقعہ یہ ہوا کہ یوسف بن سلیمان سدھ پوری نے یمن جاکر علم تفسیر وتعویذ یمنی امام عماد الدین ادریس بن حسن یمنی سے حاصل کیا، ادریس بن حسن نے اپنے شاگرد یوسف بن سلیمان سدھ پوری کو اپنے بعد جانشین اور اسماعیلی دعوت کا امام بنایا، اب جب اسماعیلی دعوت کا مرکز یمن سے ہندوستان منتقل ہوا تو امامت یوسف بن سلیمان سدھ پوری کے ہاتھ میں آئی، اس اسماعیلی بوہرہ دعوت کے اماموں کی فہرست ملا طاہر سیف الدین تک بالترتیب درج ذیل ہے:

یوسف بن سلیمان سدھ پوری، جلال بن حسن، داؤد بن عجب شاہ، داؤد بن قطب

شاہ، صفی الدین آدم بن طیب شاہ، ذکی الدین عبدالطیب بن داؤد بن قطب شاہ، علی بن حسن قاسم پیر خاں، قطب الدین داؤد بن قطب شاہ شجاع الدین بن احمد، اسماعیل بن ملاراج ذکی الدین بن بدر الدین، موسیٰ بن کلیم الدین، نور الدین بن موسیٰ، بدر الدین بن آدم، وجیہ الدین بن حکیم الدین، مؤید الدین بن وجیہ الدین، ذکی الدین بن بدر الدین، سیف الدین عبدالعلی بن ذکی الدین، عزالدین محمد بن جیون جی زین الدین جیون جی، بدرالدین محمد بن سیف الدین، نجم الدین عبدالقادر، حسام الدین عبدالحسین، برہان الدین محمد، بدرالدین عبید اللہ طاہر سیف الدین، ملا طاہر سیف الدین دعاۃ کی ترتیب میں چونویں داعی ہیں اوران کا قیام سورت میں رہتا ہے۔

اسماعیلی بوہرہ مذہب میں ائمہ کی ترتیب درج ذیل ہے:

۱-علی بن ابی طالب ۲-امام حسن بن علی ۳-امام حسین بن علی ۴- امام علی بن حسین بن علی، ۵-امام محمد بن علی بن حسین، ۶-امام جعفر بن محمد بن علی، ۷-اسماعیل بن جعفر بن محمد، ۸-محمد بن اسماعیل بن جعفر، ۹-عبداللہ، ۱۰-احمد، ۱۱-حسین، ۱۲-مہدی، ۱۳-القائم، ۱۴-منصور، ۱۵-المعز، ۱۶-عزیز، ۱۷-حاکم، ۱۸-ظاہر، ۱۹-مستنصر، ۲۰-مستعلی، ۲۱-آمر، ۲۲-طیب۔

ان میں سے چار مستور ہیں، عبداللہ، احمد، حسین، طیب، اسماعیلی مذہب کی دعوت کے اصول وقواعدان کے یہاں چار کتابوں میں محفوظ ہیں، رسائل اخوان الصفا، کتاب راحۃ العقل، کتاب تادیل الدعائم، کتاب المجالس المؤیدہ۔

رسائل اخوان کے متعلق یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے مصنف احمد بن عبداللہ اسماعیلی ہیں اور کبھی یہ لوگ امام جعفر صادق کو اس کا مصنف بتاتے ہیں، غالباً اس کی وجہ محض یہ ہوگی کہ رسائل اخوان الصفا کی اشاعت زیادہ ہو۔

رسائل اخوان الصفا تعداد میں اکیاون رسالے ہیں، تیسری صدی ہجری کے بعد

بنی بویہ کی سلطنت واقتدار کے زمانہ میں یہ ترتیب دیے گئے ہیں، اس کے مضامین کا جن لوگوں نے املا کرایا ہے، وہ ابوسلیمان محمد بن نصر بستی مقدسی، ابوالحسن علی بن ہارون زنجانی، ابو احمد نہر جوری اور ونی، زید بن رفاعہ ہیں، یہ اپنے وقت کے حکما وفلاسفہ کی ایک جماعت تھی، جنہوں نے آپس میں جمع ہوکر ان رسائل کو تصنیف کیا ہے، یہ رسالے خالص فلسفیانہ اصول پر لکھے گئے ہیں، شریعت مطہرہ سے ان کا دور کا تعلق بھی نہیں ہے، شیخ ابن حجر کے فتاویٰ میں ان رسائل کے بارے میں یہ رائے ہے:

> "بہت سے لوگوں نے ان رسائل کو امام جعفر صادق کی تصنیف بتایا ہے لیکن یہ بات غلط اور باطل ہے، صحیح بات یہ ہے کہ ان رسائل کے مؤلف مسلمہ بن قاسم اندلسی ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم"۔

مذہب امامیہ اثنا عشری (شیعہ)

اثنا عشری امامی شیعہ دوسرے شیعوں سے اس رائے میں مختلف ہیں کہ ان کے نزدیک خانوادۂ نبوت کے بارہ حضرات امام ہیں، ابتدائی چھ ائمہ کے بارہ میں امامیہ اور اسماعیلیہ متفق الرائے ہیں اور ساتویں امام سے اسماعیلی اور اثنا عشری شیعوں میں اختلاف ہے، امامیہ شیعوں کے نزدیک امامت امام جعفر صادق کے صاحبزادہ موسیٰ کاظم بن جعفر کی طرف منتقل ہوئی، پھر ان کے صاحبزادہ علی رضا امام ہوئے، پھر ان کے صاحبزادہ محمد تقی، پھر ان کے صاحبزادہ علی النقی، پھر ان کے صاحبزادہ حسن عسکری، پھر ان کے صاحبزادہ محمد بن حسن مہدی منتظر، جو اپنے وقت سے لے کر اب تک اور آئندہ امام رہیں گے، امام مہدی جب چھ برس کے تھے تو ان کے والد حسن عسکری کا انتقال ہوگیا، یہ سامرہ میں ایک کھوہ میں داخل ہوئے، ان کی ماں دیر تک ان کا انتظار کرتی رہیں لیکن وہ وہاں سے نکلے نہیں اور روپوش ہوگئے، امامیہ

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ آخر زمانہ میں جب دنیا میں ظلم وزیادتی اور ناانصافی بہت پھیل جائے گی تو یہ امام مہدی نمودار ہوں گے اور دنیا میں عدل وانصاف پھیلا دیں گے۔

آٹھویں صدی ہجری میں مذہب امامیہ ہندوستان میں پہنچا ہے، سب سے پہلے ہندوستان میں اس مذہب کو لانے والے شیخ علی حیدری ہیں، جنہوں نے گجرات میں کھمبایت کے علاقہ میں سکونت اختیار فرمائی، قاضی نور اللہ تستری کی کتاب مجالس المومنین سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علی حیدری کے ہاتھ پر گجرات کے بہت سے لوگوں نے بیعت کی اور شیعہ مذہب اختیار کیا، مشہور سیاح ابن بطوطہ طنجی نے اپنے سفر نامہ میں شیخ علی حیدری کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے:

> ”محمد تغلق کو اس بات کی اطلاع ملی کہ شیخ حیدری نے قاضی جلال الدین کو جنہوں نے کھمبایت میں محمد تغلق کی مخالفت کی تھی، دعا دی ہے اور محمد تغلق کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قاضی جلال الدین نے شیخ حیدری کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی ہے، محمد تغلق کو جب یہ باتیں معلوم ہوئیں تو اس نے شیخ حیدری کے قتل کیے جانے کا حکم جاری کیا، چنانچہ شیخ حیدری قتل کر دیے گئے، ۸۹۲ھ میں شمس الدین عراقی کشمیر وارد ہوئے، ان کی تبلیغ ودعوت سے بابا علی الجار نے شیعہ مذہب اختیار کیا، شمس الدین عراقی آٹھ سال کشمیر میں رہنے کے بعد عراق واپس گئے اور پھر کشمیر واپس آئے بعض امرائے کبار نے ان کے اثر سے مذہب تشیع اختیار کیا، موسیٰ زینا نے شمس الدین عراقی کے لیے دار السلطنت میں ایک بہت بڑی خانقاہ تعمیر کرائی، دعوت وتبلیغ کے کام میں موسیٰ زینا نے اپنی پوری محنت وتوجہ صرف کی اور اس راہ میں لوگوں کو قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کیا اور بعضوں کو جلا وطن کر دیا، ہندوؤں کو بھی مذہب تشیع قبول کرنے پر مجبور کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ چونتیس ہزار صرف ہندو شیعہ ہوئے، مسلمانوں کا کوئی شمار ہی نہیں۔“

یوسف عادل شاہ جب بیجاپور دکن میں بادشاہ ہوا ہے تو چوں کہ یہ شیعی تھا، اس لیے اس نے ۹۰۸ھ میں بارہ اماموں کے ناموں کا خطبہ میں اضافہ کیا، اس نے لوگوں کو شیعی

مذہب کی دعوت دی، یوسف عادل شاہ پہلا بادشاہ ہے، جس نے ہندوستان میں بارہ اماموں کا خطبہ پڑھا اور اس مذہب کو رواج عام دیا، ۹۱۸ھ میں جب تلنگانہ میں سلطان قلی ہمدانی معروف قطب شاہ بادشاہ ہوا ہے تو لوگوں کو امامیہ مذہب کی دعوت دی اور اپنے ممالک محروسہ میں بارہ اماموں کا خطبہ پڑھا۔

شیخ طاہر بن رضی ہمدانی اس مذہب کو لے کر ہندوستان آئے اور برہان نظام شاہ احمد نگری کے دربار میں تقرب حاصل کیا اور ان کو حب اہل بیت اور تبریٰ عن الصحابہ کی تلقین کی، برہان نظام شاہ نے ۹۴۴ھ میں مذہب تشیع اختیار کیا اور اس کے ساتھ اس کے تین ہزار آدمیوں نے بھی اس مذہب کو قبول کیا، خلفائے راشدین میں سے پہلے تین خلفا کے اسمائے گرامی کو اس نے خطبہ سے خارج کیا اور جو لوگ ان تینوں خلفا پر زبان طعن ولعن دراز کرتے تھے، ان کے وظائف مقرر کیے، اس نے لوگوں کو اس بات کی تاکید کی کہ ان تینوں خلفا پر علانیہ لعن طعن کی جائے، اس طرح سے مذہب تشیع دکن کے پورے علاقے میں بہت تیزی سے پھیل گیا۔

اکبر بادشاہ کے زمانہ میں قاضی نوراللہ تستری ہندوستان آئے اور لاہور کا منصب قضا ان کے سپرد کیا گیا، ابتدا میں تقیۂ اپنے اصل مذہب کو چھپائے ہوئے تھے اور تدریس وتصنیف اور اہل سنت والجماعت کے چاروں ائمہ فقہ کے مذاہب کے مطابق فتویٰ دینے کا کام کرتے تھے لیکن جہاں گیر کے زمانے میں ان کی اصل حقیقت ظاہر ہوئی اور مذہب شیعت میں ان کا تعصب اور سختی علم میں آئی، بادشاہ جہاں گیر کو ان پر بڑا غصہ آیا اور اس نے کوڑوں سے ان کو پٹوایا، اس کے نتیجہ میں یہ مر گئے، مذہب امامیہ پر ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔

امامیہ شیعہ اب تک ہندوستان میں منتشر ومتفرق تھے، ان کا کوئی باقاعدہ نظام اور دعوت وتبلیغ کا کوئی اجتماعی ادارہ نہیں تھا، نواب اودھ آصف الدولہ کے زمانہ میں شیخ محمد علی شیعی فیض آبادی نے شیعہ امرا اور حکام کو اس بات پر آمادہ کیا کہ نماز باجماعت کا اہتمام کریں اور اس موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا، شیعی وزیر حسن رضا خاں کو شیخ علی اکبر حسینی صوفی

فیض آبادی نے نماز باجماعت قائم کرنے پر آمادہ اور تیار کیا، آصف الدولہ نواب اودھ نے اس پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور سید دلدار علی بن محمد معین حسینی نصیر آبادی نے نماز جماعت پڑھائی، یہ واقعہ ۱۳؍رجب ۱۲۰۰ھ کو لکھنؤ میں پیش آیا، سید دلدار علی نے اس کے بعد امامی شیعی مذہب کی صداقت اور اس کے حق ہونے پر اور دوسرے جملہ مذاہب بالخصوص حنفی صوفی اور محدثین کی تردید وابطال میں کتابیں لکھیں، ان کی اس موضوع پر سب سے مشہور کتاب ''عماد الاسلام'' ہے جو چند ضخیم جلدوں میں ہے، اس زمانہ میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیعی مذہب پورے ہندوستان میں پھیل جائے گا اور سب لوگ شیعی مذہب اختیار کرلیں گے۔

نواب آصف الدولہ اور ان کے جانشینوں نے شیعی مذہب اختیار کرنے پر بڑے بڑے انعامات جاگیر اور معافیاں دی ہیں، اس کے نتیجہ میں بہت سے لوگ طوعاً اور کرہاً اس مذہب کے معتقد ہوگئے اور یہ ایک زبردست فتنہ اور مصیبت بن گیا، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے شیعی مذہب کی تردید میں اپنی شہرہ آفاق کتاب تحفۂ اثنا عشری لکھی ہے، شیعوں کی طرف سے اس کتاب کے جواب وتردید میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔

سید دلدار علی نصیر آبادی نے تحفۂ اثنا عشری کی تردید میں کتب ذیل لکھیں:

صوارم الالٰہیات من التحفہ، حسام الاسلام، تحفہ کے بابِ نبوت کی تردید میں، احیاء السنۃ، تحفہ کے باب المعاد کی تردید میں، ذوالفقار، تحفہ کے باب الولاء والبہراء کی تردید میں اور ایک رسالہ امام مہدی کے غیبت کے اثبات میں تحفہ کی تردید میں۔

سید دلدار علی کے صاحبزادہ محمد بن دلدار علی اہل سنت والجماعت کی تردید میں اپنے والد سے بھی سبقت لے گئے اور انہوں نے بھی تحفہ کی تردید میں کتب ذیل تالیف کیں:

کتاب البوارق، تحفہ اثنا عشریہ کی بحث امامت کی تردید میں، کتاب طعن الرماح بحث فدک وقرطاس، تحفہ کے جواب میں، الصمصام القاطع اہل سنت والجماعت کے مذہب کی تردید اور اہل بیت سے اہل سنت کی عداوت کے اثبات میں، ثمرۃ الخلافۃ مصنف

نے اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ انتخاب وخلافت کا نتیجہ قتل وشہادت ہے، البرق الخاطف تحفہ کے اس باب کی تردید میں جو حضرت عائشہؓ سے متعلق ہے، الضربۃ الحیدریۃ فی الردعلی الشوکتہ العمریہ، سم الفار اہل سنت والجماعت کی تردید میں اوران کتب کے علاوہ بھی ان کی بہت سی کتابیں ہیں، تحفہ کی تردید میں مرزا محمد بن عنایت احمد شیعی دہلوی کا نام بھی ہے، انہوں نے تحفہ کی تردید میں کتاب النزہتہ لکھی، کتاب النزہتہ پر علمائے شیعہ کو بڑا ناز ہے، مرزا محمد دہلوی نے ایک اور کتاب لکھی جس کا نام ہے ''تنبیہ اہل الکمال والانصاف واختلال رجال اہل الخلاف'' تحفہ کی تردید میں مفتی محمد قلی خاں کنتوری نے بھی کتابیں لکھی ہیں جو درج ذیل ہیں:

السیف الناصری تحفہ کے باب اول کی تردید میں تعلیب المکائد تحفہ کے باب دوم کی تردید میں، برہان العادہ تحفہ کے باب ہفتم کی تردید میں، تشئید المطاعن تحفہ کے باب دہم کی تردید میں، مصارع الافہام تحفہ کے گیارہویں باب کی تردید میں، السیف الناصری کی تردید میں، رشید الدین دہلوی نے ایک کتاب لکھی، مفتی محمد قلی نے اس کتاب کا جواب الاجوبۃ الفاخرہ لکھا، الشعلہ الظفر یہ ''شوکت عمریہ'' کی تردید میں الفتوحات الحیدریہ مولانا عبدالحیٔ برہانوی کی صراط مستقیم کی تردید میں اوران کے علاوہ بھی ان کی بہت سی کتابیں ہیں، سبحان علی قلی خاں لکھنوی نے شیخ حیدر علی فیض آبادی مصنف منتہی الکلام کو کلام وعقائد پر کچھ خطوط لکھے ہیں۔

جن لوگوں نے تحفہ کی تردید میں کتابیں لکھی ہیں ان میں شیخ حسین قائنی اخباری بریلوی بھی ہیں، ان کی کتاب معتمد الکلام میں تردید ہے، شیخ رشید الدین دہلوی کی ایفاح لطافۃ المقال پر، سید حامد حسین کنتوری بن مفتی محمد قلی خاں نے تحفہ کے جواب میں اپنی پوری عمر ضائع کردی اور عبقات الانوار کے نام سے ایک کتاب بارہ ائمہ کی امامت کے اثبات میں لکھی، یہ کتاب چند ضخیم جلدوں میں ہے، ان کی دوسری کتاب استقصاء الافحام چند جلدوں میں ہے جو منتہی الکلام کی تردید میں لکھی گئی ہے، سید حامد حسین کنتوری کے صاحبزادہ سید ناصر حسین نے

اپنے باپ کی تصنیف عبقات الانوار کی تکمیل میں سعی کی، سید ناصر حسین نے ائمہ اطہار کے فضائل ومناقب میں نفحات الازہار کے نام سے سولہ جلدوں میں ایک کتاب لکھی۔

سید علی اطہر شیعی سارنی نے اہل سنت والجماعت کی تردید میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے ایک کتاب الکنز المکتوم فی عقد ام کلثوم ہے۔

ہندوستان میں متکلمین اہل سنت والجماعت حضرات جنہوں نے شیعی مذہب کی تردید میں کتابیں لکھی ہیں، ان کے اسمائے گرامی ان کی تصنیفات کے ساتھ درج ذیل ہیں:

شیخ رشید الدین دہلوی، ان کی تصنیف، شوکت عمریہ، صولت غضنفریہ ہیں، یہ دونوں کتابیں فن علم کلام میں اپنے موضوع پر بہت عمدہ سمجھی جاتی ہیں۔

شیخ باقر بن مرتضی نائطی مدراسی، ان کی کتاب الرسائل مسئلہ امامت سے متعلق ہے، دفاع وسواس الخناس فی حدیث المیراث والفدک والقرطاس، تبیین الانصاف توہین الاعتاف فیما ثبت من اخبار الشیعہ من الاختلاف، رسالۃ النقول البدیعہ فی امام الشیعہ، دلائل الاثنا عشریہ فی رد بعض ہفوات الامامیہ، الحجۃ المنیعہ فی الزام الشیعہ، ایک اور رسالہ شیعوں کے بعض حالات میں اس کے علاوہ بھی ان کی بہت سی کتابیں ہیں۔

شیخ حیدر علی فیض آبادی، منتہی الکلام ایک ضخیم جلد میں، ازالۃ الغین عن بصارۃ العین، تین جلدوں میں، نظارۃ العینین عن شہادۃ الحسنین، کاشف اللثام عن تدلیس المجتہد القمقام، الداہیہ الحاطمہ علی من اخرج من اہل البیت فاطمہ، رویۃ الثعالیب والغرابیب فی انشاء المکاتیب، نقض الرماح فی کبد النباح، یہ کتاب سید محمد بن دلدار علی مجتہد کی کتاب طعن الرماح کی تردید میں ہے، ان کتب کے علاوہ بھی ان کی تصنیفات ہیں۔

شیخ سلامت اللہ صدیقی بدایونی معرکۃ الآرا ایک ضخیم جلد میں البرق الخاطف، یہ کتاب ایک شیعہ مجتہد سے مناظرہ ہے، جس میں شیعہ مجتہد کوئی جواب نہیں دے سکا۔

شیخ لطف اللہ لکھنوی، مظہر العجائب، طعن اللسان، القرقاب اور ان کے علاوہ بھی

ان کی اور دوسری کتابیں ہیں۔

نواب محسن الملک مہدی علی بن ضامن علی حسینی اٹاوی، ان کی شہرۂ آفاق کتاب ''آیات بینات'' ہے جس سے ان کی بحث ومناظرہ میں مہارت تام کا ثبوت ملتا ہے۔

شیخ خلیل احمد سہارن پوری، مطرقۃ الکرامۃ، شیعوں کی تردید میں ایک جامع کتاب ہے، ہدایات الرشید فی افہام العنید۔

مولانا عبدالشکور کاکوروی لکھنوی، دارالمبلغین پاٹا نالہ لکھنؤ شیعی مذہب کی تردید میں ان کی بے شمار کتابیں ہیں۔

شیعی مذہب کی تردید میں کتب مذکور بالا کے علاوہ بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، جن کے نام مع مصنفین درج ذیل ہیں:

تذکرہ الاثنا عشریہ، تفضیح الشیعہ، یہ دونوں کتابیں سید عبدالسلام بن ابوالقاسم حسینی واسطی کی تصنیف ہیں۔

السیف المسلول، مؤلفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

رسالہ فی الرد علی الشیعہ، مرتبہ مولوی اشرف علی سلطان پوری بن عبدالغفور۔

ہدیۃ الشیعہ، مرتبہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بن اسد علی۔

کشف الالتباس عما وسوس بہ الخناس، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

الترجمۃ العبقریہ والصولۃ الحیدریہ، تحفہ اثنا عشریہ کا عربی ترجمہ، مرتبہ شیخ محمد سعید اسلمی مدراسی۔

استجلاء البصر، بزبان عربی، مرتبہ شیخ علاء الدین علی بن احمد مہائمی، یہ کتاب ابن مطہر حلی کی استقصاء النظر کی تردید میں ہے۔

استیعاب الکلام، بزبان فارسی، مرتبہ مولوی اسحاق بن حیدر علی فیض آبادی۔

البراہین القاطعہ، بزبان فارسی، ترجمہ الصواعق المحرقہ مرتبہ شیخ کمال الدین بن

فخر الدین جہری۔

مرافض الروافض، بزبان فارسی مرتبہ شیخ حسام الدین بن بایزید انصاری سہارن پوری۔

ارغام الشیاطین، بزبان اردو، شیعوں کے جواز متعہ کی تردید میں، مرتبہ مولوی عبدالصمد حسینی سہسوانی۔

المقدمۃ السنیہ فی انتصار الفرقۃ السنیہ، بزبان عربی۔

قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، بزبان فارسی، یہ دونوں کتابیں شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کی ہیں۔

السر الجلیل فی مسئلہ التفضیل رسالہ، بزبان فارسی مرتبہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔

رسالہ فی اثبات الخلافۃ لمعاویہ، مرتبہ شیخ جان محمد لاہوری۔

رسالہ فی تحریم المتعہ، مرتبہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

المنیعہ فی تحریم المتعہ، مرتبہ مولوی محمد معین بن محمد مبین لکھنوی۔

رجوم الشیاطین، مرتبہ مولوی افراد علی کالپوی، یہ کتاب کشمیری کی النزہہ کی تردید میں ہے۔

تنبیہ السفیہ، مرتبہ مولانا سیف الدین اسد اللہ ملتانی، صوارم الالٰہیات کی تردید میں ہے۔

نصیحۃ الشیعہ، مرتبہ قاضی احتشام الدین مرادآبادی۔

تحفۃ المومنین، مرتبہ مولوی محمد زماں بن مدح خواں الہ آبادی، یہ فضائل صحابہ اور شیعہ مذہب کی تردید میں ایک جامع کتاب ہے۔

تنقیح المسائل متعہ اور دوسری بحثوں میں بزبان اردو، دو جلدوں میں، مرتبہ مولوی علی بخش خاں بدایونی، ہذا الکتاب متعہ کی تردید میں مرتبہ سید اطہر علی پھپھوندوی۔

مہدوی مذہب

مہدوی مذہب کے بانی محمد بن یوسف مہدی جون پوری ہیں، یہ نویں صدی ہجری کے آخر میں جون پور میں پیدا ہوئے، انہوں نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، یہ زاہد اور متقی انسان تھے، اس لیے لوگ ان کی طرف بہت رجوع ہوئے لیکن کچھ لوگوں نے ان کی مخالفت وتردید کی، حکام وولاۃ نے ان کو مالوہ جلاوطن کردیا، چنانچہ یہ مالوہ کے دارالسلطنت مانڈو تشریف لائے، پھر وہاں سے گجرات تشریف لے گئے اور پھر وہاں سے حجاز، حج سے فارغ ہونے کے بعد ہندوستان واپس تشریف لائے لیکن پھران کو حکام نے جلاوطن کردیا اور وہ سندھ چلے گئے، سندھ سے خراسان تشریف لے گئے اور یہیں ان کا انتقال ہوگیا، ان کے متعلق لوگوں کی رائیں بہت مختلف ہیں، کچھ لوگ ان کو متقی صاحب مقامات اور صاحب کشف وکرامات سمجھتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ متقی اور صالح ضرور تھے لیکن اپنے دعوائے مہدیت میں وہ غلطی پر تھے اور انہوں نے کشف کے ذریعہ ایک غلط دعویٰ کیا، ایک تیسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ وہ زاہد ومتقی ہرگز نہیں تھے، بلکہ ایک نئے مذہب کے بانی تھے، شیخ گلاب بن عبداللہ مہدوی نے اپنی کتاب تاریخ پالن پور میں لکھا ہے کہ مہدوی فرقہ کے کچھ بنیادی عقائد اور کچھ ان کے احکام فقہیہ ہیں، اصول وعقائد میں ان کے یہاں حسب ذیل چیزیں ہیں:

حسن نیت واخلاص کے ساتھ بغیر شائبہ ریا توبہ کرنا۔

عمل صالح جو اللہ سے قربت کا سبب ہو۔

ذکر کی پابندی پاس انفاس کے ساتھ۔

ان کے یہاں احکام اہل سنت والجماعت کے احکام فقہیہ سے مختلف نہیں ہیں، یہ

کہتے ہیں کہ جو طریقہ مہدیہ میں داخل ہونا چاہیے، اس کے لیے چند باتیں فرض ہیں:

(۱) دنیا اور علائق دنیا سے ترک تعلق، (۲) گوشہ گیری (۳) ترک وطن، (۴) صدیقین کی صحبت، (۵) ذکر کی پابندی۔

محمد زماں شاہ جہاں پوری نے ہدیۃ المہدویہ میں لکھا ہے:

''فرقۂ مہدویہ کے عقائد واصول اہل سنت والجماعت سے بالکل مختلف ہیں، فرقہ مہدویہ کا کہنا ہے کہ سید محمد جون پوری مہدی منتظر وموعود ہیں اور وہ خلفائے راشدین سے افضل ہیں، بلکہ وہ تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں، آنحضرت ﷺ کے مساوی درجہ ہیں، اگر چہ احکام میں دین محمدی کے پیرو ہیں''۔

فرقہ مہدویہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ سید محمد جون پوری اور حضرت محمد ﷺ مومن کامل ہیں اور بقیہ تمام انبیا کا اسلام ناقص ہے اوران کا عقیدہ ہے کہ سید محمد مہدی منصب رسالت ونبوت پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات میں بھی شریک تھے اور اسی طرح کی ان لوگوں کی خرافات ہیں۔

مہدوی فرقے کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

سراج الابصار، مرتبہ شیخ عبدالملک سجاوندی۔

ایجاز الدلائل، مرتبہ شیخ عبدالغفور سجاوندی۔

کنز الدلائل، مرتبہ شیخ شہاب الدین گجراتی وشیخ خوندمیر خلیفہ ثانی متوفی ۹۳۰ھ کی بحر الفوائد وام العقائد، مہدوی مذہب پر ایک جامع کتاب ہے۔

انصاف نامہ، مرتبہ شیخ محمود بن خوندمیر لقب حسین۔

الولایہ شواہد الولایہ، مرتبہ شیخ برہان الدین بن اللہ بخش گجراتی سن تصنیف ۱۰۵۲ھ۔

مطلع الولایہ، مرتبہ شیخ قاسم بن یوسف گجراتی، سن تصنیف ۱۰۱۶ھ۔

زبدۃ البراہین، مرتبہ سید عبدالرحیم بن اسحاق مہدوی۔

کتاب عقائد مہدویہ میں، مرتبہ میران بن سلام اللہ۔

پنج فضائل، مرتبہ سیدونی۔

اثبات المہدویہ، مرتبہ سید مصطفیٰ سن تصنیف ۱۲۳۳ھ۔

شہاب الفتاویٰ، مرتبہ شیخ عیسیٰ حیدر آبادی، یہ شیخ ابن حجر مکی کے فتویٰ کی تردید میں ہے، سن تالیف ۱۲۸۲ھ۔

معارضۃ الروایات، سن تصنیف ۱۲۸۳ھ، الثلاثیہ، الدلیل المتین، کشف الجزم، الاعتقاد والعملیات، یہ جملہ کتب شیخ عیسیٰ حیدر آبادی کی تصنیف ہیں۔

علما اہل سنت والجماعت نے بھی فرقہ مہدویہ کی تردید وتنقید میں کتابیں لکھی ہیں جو درج ذیل ہیں:

الشہب المحرقہ، مرتبہ شیخ محمد العدمکی، یہ کتاب سجاوندی کی سراج الابصار کی تردید میں ہے۔

کتاب ردمہدویہ، مرتبہ شیخ علی بن حسام الدین متقی مہاجر مکی۔

رسالہ، مرتبہ شیخ شہاب الدین ابن حجر مکی۔

الشہاب المحرق فی الرد علی المہدویہ، مرتبہ شیخ حبیب اللہ راپچوری۔

ہدیۃ المہدویہ، مرتبہ شیخ محمد زماں بن محمد اکبر شاہ جہاں پوری، مہدویت کی تردید میں یہ کتاب بہت عمدہ اور جامع ہے۔

فرقہ مہدویہ کی تعداد گجرات کے علاقے رادھن پور اور پالن پور اور دکن کے علاقہ میں لاکھوں سے متجاوز ہے اور اہل سنت والجماعت اور فرقہ مہدویہ کے درمیان اختلاف و نزاع برابر جاری ہے۔

دین الٰہی

دسویں صدی ہجری کے آخر میں بادشاہ اکبر بن ہمایوں ہندوستان کا بادشاہ تھا،

اس نے فتح پور سیکری میں عبادت خانہ کے نام سے ایک عالیشان عمارت بنوائی، وہ متعین اوقات میں اس عمارت میں آکر بیٹھتا تھا اور یہودی وعیسائی، مجوسی، ہندو، شیعہ اور اہل سنت والجماعت کے علما اس کی اس مجلس میں بیٹھتے اور یہ سب لوگ مسائل دینیہ پر گفتگو کرتے تھے، خاص طور سے ابوالفضل بن ملا مبارک ناگوری حکیم ابوالفتح گیلانی، شیخ محمد یزدی، راجہ بیربل ان مذاہب کے علما سے گفتگو کرتے تھے، رفتہ رفتہ یہ گفتگو اور مباحثے مسائل فرعیہ سے ہٹ کر عقائد واصول کے بارہ میں ہونے لگی، اکبر قرآن کے مخلوق ہونے، وحی کے محال ہونے اور رسالت نبوت میں شک وانکار کے عقیدہ کا قائل ہوگیا، دین کے وہ عقائد جن کا غیب سے تعلق ہے، مثلاً جن، فرشتے، حشر ونشر، عذاب قبر وغیرہ کا اکبر نے انکار کردیا، معجزات کا بھی اس نے انکار کیا، تناسخ کا قائل ہوا، ذبح بقرہ کو حرام قرار دیا اور غیر مسلموں سے جزیہ ختم کردیا، شراب، جوا اور اسی طرح سے دوسرے محرمات شرعیہ کو حلال کردیا، مجوسیوں کی نقل میں اپنے محل میں ہر وقت آگ جلنے کا حکم دیا، ہندوؤں کے طریقہ پر سورج نکلنے کے وقت کی تعظیم کا حکم دیا اور کلمہ طیبہ کو بدل کر لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ کے پڑھنے کا حکم دیا، اکبر نے جب دیکھا کہ اس نئے کلمہ کی اشاعت واعلان سے فتنہ اور ہنگامہ کا خطرہ ہے، تو پھر اس نے اس کلمہ کو صرف اپنے محل میں زبان سے ادا کرنے کا حکم دیا، جو لوگ اس کے مذہب میں داخل ہوتے، ان سے وہ عہد لیتا کہ رسمی اور تقلیدی دین کو چھوڑ دیں گے، اکبر نے اس نئے مذہب کا نام دین الٰہی رکھا، اکبر نے یہ کہا کہ تمام مذاہب میں سچائیاں موجود ہیں، اس لیے ہر مذہب سے سچائیاں لے کر ایک نیا مذہب تیار کیا جائے، اکبر کی چاپلوسی میں بہت سے لوگ اس دین میں شریک ہوگئے لیکن بہت سے لوگ برابر اس کے مخالف رہے، مخالفین میں سب سے زیادہ قابل ذکر شخصیت مرزا عزیز الدین کوکہ کی ہے، جو اکبر کا رضاعی بھائی تھا اور دربار اکبری کا ایک اہم اور موثر رکن تھا، اکبر کا یہ دین ہندوستان میں ایک بہت بڑا فتنہ ثابت ہوا، دربار اکبری کے خاص بزرگ عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب ''منتخب التواریخ'' میں دین الٰہی کی تفصیلات کا آنکھوں

دیکھا حال بیان کیا ہے اور اس کے فضائح وقبائح کی نقاب کشائی کی، ۱۰۱۴ھ میں اکبر کی موت سے لوگوں کو اس فتنہ سے نجات ملی۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مذہبی مباحثے اور مناظرے

ہندوستان پر انگریزوں کا جب اچھی طرح قبضہ واقتدار ہو گیا اور اندرونی ہند میں امن وامان کی کیفیت پیدا ہو گئی، ۴۳ سال تک انگریزوں نے دین عیسوی کی دعوت اپنے پادریوں کے ذریعہ عوام الناس تک پہنچانے کی کوشش نہیں کی لیکن اس کے بعد تبلیغ دعوت کا کام شروع کیا اور اس کو برابر بڑھاتے رہے، یہاں تک کہ مذہب اسلام کی تردید ومخالفت میں کتابیں اور رسالے لکھ کر شہروں میں تقسیم کرنا شروع کیا، عیسائی پادری سڑکوں پر اور مجمعوں میں وعظ وتقریر کرنے لگے، ابتدا میں عام مسلمان پادریوں کے وعظ کو بالکل نہیں سنتے تھے اور نہ ان کی کتابوں کو دیکھتے تھے، اس لیے علما نے پادریوں کی تردید کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی، عام مسلمانوں کو ابتدا میں عیسائی مذہب سے جو نفرت وکراہیت تھی کچھ دنوں کے بعد وہ کیفیت قائم نہیں رہی اور اس بات کا خطرہ ہوا کہ لوگ گمراہی میں مبتلا نہ ہو جائیں اور کچھ لوگ مبتلا بھی ہو گئے، اس صورت حال کو دیکھ کر کچھ علما نے ان کی تردید ومخالفت کی خدمت شروع کی، مثلاً سید آل حسن رضوی مہانی مصنف الاستبصار اور شیخ رحمت اللہ عثمانی کیرانوی مصنف اظہار الحق وغیرہ، ان علما کرام نے عیسائی مذہب کی تردید میں کتابیں اور رسالے تصنیف کیے، شیخ رحمت اللہ کیرانوی نے پادری فنڈر کو جو اس وقت عیسائی مذہب کا ایک ممتاز عالم اور میزان الحق نامی کتاب کا مصنف تھا، مناظرہ کی دعوت دی، اس دعوت

مناظرہ سے ان کا مقصد یہ تھا کہ عام لوگوں کے سامنے حق بات واضح ہوجائے اور لوگ یہ جان جائیں گے کہ اب تک علمائے اسلام نے جو توجہ نہیں کی تھی، وہ ان کی مجبوری اور نا اہلی کی وجہ سے نہیں تھی، جیسا کہ بعض عیسائی مبلغین اعلان کیا کرتے تھے، چنانچہ دونوں فریق مناظرہ کے لیے تیار ہوگئے اور یہ طے ہوا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان جو پانچ بنیادی اختلافی مسائل ہیں، ان پر مناظرہ ہوگا، وہ پانچ بنیادی مسائل یہ ہیں:

تحریف انجیل، نسخ انجیل، عقیدہ تثلیث، حقیقت قرآن، نبوت محمدی۔

رجب ۱۲۷۰ھ میں آگرہ میں یہ مجلس مناظرہ قائم ہوئی، مولانا کیرانوی کے معاون اس مجلس مناظرہ میں ڈاکٹر محمد وزیر خاں تھے اور پادری فنڈر مصنف میزان الحق کی مدد کچھ اور پادری کرر ہے تھے، مولانا کیرانوی کو اس مناظرہ میں نسخ انجیل اور تحریف انجیل کے مسئلہ میں کھلی ہوئی فتح حاصل ہوئی، پادری فنڈر نے جب یہ دیکھا کہ وہ مناظرہ میں شکست کھا گیا تو پھر آئندہ سے اس نے مناظرہ کرنا چھوڑ دیا اور مولانا کیرانوی کی عزت وآبرو اور جان کے درپے ہوگیا، چنانچہ مولانا کیرانوی یہ دیکھ کر ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا، مولانا کیرانوی کی تصنیفات درج ذیل ہیں:

اظہار الحق، بزبان عربی، مسئلہ تحریف نسخ تثلیث حقیقت قرآن اور نبوت محمدی پر، مصنف نے یہ کتاب زینی وحلان شافعی مکی کے ایما سے تصنیف کی، اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی جرمن انگریزی ترکی اور اردو زبان میں ہوا ہے، مصنف کی دوسری کتاب ازالۃ الاوہام بزبان فارسی ازالۃ الشکوک بزبان ہندی، اعجاز عیسوی مسئلہ تحریف انجیل میں، اصح الاحادیث ابطال عقیدۂ تثلیث میں سید آل حسن رضوی مہانی نے دین مسیحی کے تردید وابطال میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن میں سے الاستبصار اور الاستبشار، یہ دو کتابیں بہت اہم ہیں۔

عیسائی مذہب کی تردید کرنے والوں میں سید ناصر الدین بن محمد علی ابو منصور دہلوی بھی ہیں، آپ نے انگریزی زبان حاصل کی اور تورات وانجیل پادریوں سے پڑھی، دین

اسلام کے مدافعت میں آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں، ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

نوید جاوید، دولت فاروقی، عقوبۃ الضالین، عمادالدین عیسائی کی کتاب، ہدایۃ المسلمین کی تردید میں، الاستیصال رام چندر عیسائی کی کتاب، المسیح الدجال کی تردید میں، رقیمۃ الوداد صفدر علی عیسائی کی کتاب نیاز نامہ کی تردید میں اورلحن داؤدی عمادالدین عیسائی کی کتاب، نغمۂ طنبودی کی تردید میں۔

الانعام العام، رجب علی عیسائی کی کتاب آئینۂ اسلام کی تردید میں، افہام الخصام، راجرس عیسائی کی کتاب تفتیش الاسلام کی تردید میں، تصحیح التاویل، عمادالدین عیسائی کی کتاب، تفسیر المکاشفات کی تردید میں، اعزاز القرآن، رام چندر عیسائی کی کتاب، اعجاز القرآن کی تردید میں، میزان المیز ان پادری فنڈر کی کتاب، میزان الحق کی تردید میں، سید ناصرالدین دہلوی نے ردعیسائیت میں مذکورہ بالا کتب و رسائل کے علاوہ اور بہت سے رسالے اور کتابیں تصنیف کی ہیں۔

ردعیسائیت میں سرسید احمد دہلوی بن محمد متقی کا بھی نام ہے، سرسید نے خطبات احمدیہ کے نام سے بارہ خطبوں پر مشتمل فصیح اردو زبان میں یہ کتاب لکھی ہے، سرولیم میور نے سیرت محمدی پر اپنی کتاب میں اسلام پر جو اعتراضات کیے تھے، سرسید نے خطبات احمدیہ میں ان کے جوابات دیے ہیں، اس کتاب کا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہوا ہے، ۱۸۷۰ءمیں لندن میں چھپی ہے۔

سرسید کی دوسری کتاب ازواج مطہرات ہے، اس میں کتاب امہات المومنین کی تردید ہے، سید امیر علی کلکتوی نے ردعیسائیت میں انگریزی زبان میں ایک کتاب لکھی، عیسائیوں نے اسلام اور حضرت محمد ﷺ پر جو اعتراضات اور شبہات بیان کیے ہیں، اس کتاب میں اس کی بھرپور تردید ہے، یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت عمدہ اور مفید ہے، اصل

کتاب انگریزی زبان میں ہے اور اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

عیسائیوں سے مقابلہ ومباحثہ میں مولوی چراغ علی حیدرآبادی کا نام نامی بھی ہے، آپ نے اسلام کی مدافعت میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

عمادالدین عیسائی کی تاریخ محمدی پر حواشی، الحجۃ الزاہرہ فی حریۃ الہاجرہ، برکات الاسلام الدنیویہ، ردعیسائیت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ نامی کتاب لکھی ہے، اس کی چار جلدیں چھپ چکی ہیں، اپنے موضوع پر یہ ایک وسیع کتاب ہے، مصنف نے دین اسلام کی حقانیت پر تین سو عقلی دلیلیں پیش کی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفۂ خاص اور ان کے دست راست حکیم نور الدین بھیروی نے فصل الخطاب فی مقدمۃ اہل الکتاب کے نام سے ایک وسیع اور مفید کتاب لکھی ہے، مولانا سید محمد علی مونگیری کان پوری نے تکمیل الادیان باحکام القرآن، رفع التلبیات عماد الدین عیسائی کی التعلیقات کی تردید میں پیغام محمدی صفدر علی عیسائی کی کتاب نیاز نامہ کی تردید میں لکھی ہیں۔

عیسائیت کی تردید میں کتب مذکورہ بالا کے علاوہ اور کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

تنقیح الاقول، مؤلفہ حافظ ابوالمعین حنفی دہلوی۔

کشف الاوہام، مرتبہ مولوی عبدالباقی محبوب مسیح عیسائی کی کتاب تحفۃ الاعم کی تردید میں مصنف نے یہ کتاب لکھی ہے۔

مجموعہ رسائل اربعہ مناظرہ میں پہلا رسالہ مولوی امین الدین بن فرید الدین کا ترتیب دیا ہوا ہے، اس رسالہ میں وہ خط وکتابت درج ہے جو شیخ رحمت اللہ کیرانوی اور پادری فنڈر کے درمیان ہوئی، دوسرا رسالہ محمود جان نے ترتیب دیا ہے، اس میں شیخ رحمت اللہ کیرانوی اور پادری فنڈر کے درمیان جو مناظرہ ہوا تھا اس پر محاکمہ ہے، تیسرا رسالہ اکبرآباد

کے مناظرہ میں نسخ وتحریف پر جو کچھ بحثیں ہوئی تھیں، اس پر شامل ہے، چوتھا رسالہ مولوی عبداللہ اکبر آبادی کا ترتیب دیا ہوا ہے، اس میں مناظرہ اکبر آباد کے واقعات وتفصیلات ہیں جو ڈاکٹر وزیر خان اور پادری فنڈر کے درمیان ہوا تھا۔

تشخیص المقال، مرتبہ معین حنفی دہلوی۔

صولۃ الضیغم علی اعدا ابن مریم، مرتبہ عباس علی جاجموی۔

مصباح الابرار، پادر فنڈر کی مفتاح الاسرار کی تردید میں۔

سبیل النجاۃ، حرز جان، تشویش القسیس لتخطیۃ الحاکمہ، یہ سب کتابیں ابو منصور دہلوی کی ہیں۔

صیانۃ الانسان عن وساوس الشیطان، مرتبہ حافظ ولی اللہ لاہوری۔

الابحاث الضروریہ، حجۃ الاسلام، یہ دونوں کتابیں مولوی محمد قاسم نانوتوی بن اسد علی کی ہیں۔

فضائل الاسلام، مرتبہ فیروز الدین ڈسکوی۔

تنزیہ الفرقان، مرتبہ سید محمد بہیسری عماد الدین عیسائی کی کتاب ہدایۃ المسلمین کی تردید میں یہ ایک جامع اور مفید کتاب ہے۔

مخرج عقائد نوری، مرتبہ مولوی غلام دستگیر قصوری۔

صداقت قرآنی از کتب ربانی، الانصاف لدفع الاختلاف، اظہار الاسلام۔

یہ تینوں کتابیں مولوی سلیم اللہ کی تصنیف ہیں۔

تائید الفرقان، کشف الاوہام، شہادۃ النبیین برسالۃ سید المرسلین، یہ تینوں کتابیں مولوی محمد علی مراد آبادی کی تصنیف ہیں۔

تعریف القرآن، مرتبہ شیخ عبدالحق بن محمد میر دہلوی متوفی ۱۳۳۴ھ۔

السیف الہندی علی معذرات الکندی، مرتبہ مولوی عبداللہ کلکتوی۔

اعلام الاحبار والاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام، مرتبہ سید عبدالباری سہسوانی۔

کشف الاستار، بزبان فارسی، تشخیص الحق، یہ دونوں کتابیں سید ہادی بن مہدی بن دلدار علی شیعی نصیر آبادی کی ہیں۔

زبدۃ الاقاویل فی ترجیح القرآن علی الاناجیل، مرتبہ شیخ فقیر محمد جہلمی۔

کتاب البشریٰ، مرتبہ قاضی عنایت رسول چریا کوٹی، بحث نبوت پر دو جلدوں میں یہ بڑی نافع اور قابل قدر کتاب ہے، اپنے موضوع پر اس سے اچھی کتاب نہیں لکھی گئی۔

انتصار الاسلام، مرتبہ سید غلام حسین شیعی کنتوری۔

تصدیق المسیح ردع کلمۃ القبیح المصدق المسیح، مصنف کا نام معلوم نہیں۔

ایک عمدہ رسالہ بزبان فارسی، کتاب الحقؔ، بزبان اردو یہ دونوں کتابیں مولوی سید احمد نقوی مجتہد لکھنوی کی ہیں۔

الحق المبین، کتاب امہات المومنین کی تردید میں، مرتبہ سید علی غضنفر حسینی لکھنوی۔

المراسلات المذہبیہ، مرتبہ مولا بخش کان پوری۔

بشارات محمدی، مرتبہ مولوی رحم علی منگلوری، اس کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں جن کو ہم طوالت کے خیال سے نہیں لکھ رہے ہیں۔

آریہ مذہب والوں اور مسلمانوں کے درمیان مباحثہ ومناظرہ

آریہ مذہب کے لوگ وید کو اپنی کتاب مقدس مانتے ہیں، بتوں کی پوجا کے قائل نہیں ہیں، عالم کو قدیم کہتے ہیں، نبوت کے منکر ہیں اور تناسخ کے قائل ہیں۔

یہ مسلمانوں کے بت پرستوں سے بھی زیادہ مخالف و معاند ہیں، ہندوستان میں اس مذہب کا سردار دیانند سرسوتی تھا، اس نے سیتارتھ پرکاش کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں انبیا کرام کے خلاف زبان طعن دراز کی ہے اور افترا پردازیاں کی ہیں، خاص طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک پر بھی بہت رکیک اعتراضات کیے ہیں، یہ کتاب اور اس کا مصنف مسلمانوں کے لیے ایک فتنہ بن گئے، علمائے کرام اس جماعت سے مقابلہ و مناظرہ کے لیے تیار ہوئے، خاص طور سے مرزا غلام احمد قادیانی حکیم نور الدین بھیروی، خلیفۂ خاص مرزا قادیان، مولانا قاسم نانوتوی، حسن میرٹھی، مولوی ثناء اللہ امرتسری اور بہت سے حضرات، آریہ مذہب کی تردید میں مسلمانوں کی طرف سے جو کتابیں لکھی گئی ہیں، وہ یہ ہیں:

سرمۂ چشم آریہ، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

نور الدین، مصنفہ حکیم نور الدین۔

ذوالفقار حیدری، غلام حیدر شیعی لکھنوی۔

حدید الاسلام والعین الجاریہ فی الرد علی الویدوالآریہ، مرتبہ عبدالعزیز نومسلم۔

قادیانی مذہب

قادیان پنجاب ضلع گورداس پور کے ایک قصبہ کا نام ہے، قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ بن عطا محمد قادیانی ہیں، مرزا غلام احمد کی پیدائش قادیان میں ہوئی اور وفات بھی ۱۳۲۶ھ میں قادیان ہی میں ہوئی، اس تعلق سے مرزا غلام احمد کو قادیانی اور ان کے مذہب کو قادیانی مذہب کہا جاتا ہے، انہوں نے اپنے عہد کے استادوں سے علم نحو اور علم منطق کے کچھ حصے پڑھے ہیں، ایک مدت تک انگریزی حکومت میں ملازمت کرنے کے بعد پھر چھوڑ دی اور عقائد و کلام کی بحثوں میں مشغول ہو گئے، آریہ مذہب اور عیسائی مذہب والوں

سے یہ مناظرے اور مباحثے کرتے تھے اور ان کو خاموش اور عاجز کر دیتے تھے، دین اسلام کی مدافعت میں اور اس کی حقانیت کے اثبات میں یہ اپنا وقت گزارتے تھے اور اس موضوع پر وہ کتابیں بھی لکھتے تھے، ان کی یہ سب کوششیں مسلمانوں کی نظروں میں بہت قابل قدر تھیں۔

تیرہویں صدی ہجری کے اختتام پر پہلے انہوں نے اپنے کو چودہویں صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان آیات قرآنی کا الہام ہوا، **الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر آبائهم لتبين سبيل المجرمين قل انى امرت وانا اول المومنين**، پھر کچھ دنوں کے بعد انہوں نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد مسیح موعود ہونے کا اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں یہ الہام ہوا، "**جعلناك المسيح ابن مريم**" میں نے تم کو مسیح ابن مریم بنایا" **الحمدلله الذى جعلك المسيح ابن مريم انت شيخ المسيح الذى لا يضاع وقته كمثلك در لا يضاع**" سب حمد ونعت اس اللہ کے لیے ہے جس نے تم کو مسیح ابن مریم بنایا، آپ شیخ مسیح ہیں آپ کا وقت بیکار نہ ہونا چاہیے اور آپ جیسے موتی کو ضائع نہ ہونا چاہیے، پھر کچھ دنوں کے بعد دعویٰ کیا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام سے بہمہ وجوہ افضل ہیں، مرزائے قادیان نے اپنے ایک قصیدہ میں یہ شعر لکھا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

افضلیت عیسیٰ کے ساتھ ساتھ اپنی نبوت کا بھی انہوں نے اعلان کیا اور کہا کہ میری نبوت نبوت محمدی کے تابع ہے اور میری نبوت کا منکر مردود خارج از اسلام ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، پنجاب کے کچھ لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کا دین و مذہب ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیلا، علمائے حق نے مرزا غلام احمد کی تکفیر کا اعلان کیا اور ان کی تردید کا کام اپنے ذمہ لیا، مرزا غلام احمد نے اپنے مذہب کے اثبات میں "تریاق القلوب" حقیقۃ الوحی، توضیح المرام، القصیدۃ الاعجازیہ، دافع البلا، چشمۂ معرفت، کتاب الوصیۃ، تجلیات

الٰہیہ، دین الحق، مواہب الرحمٰن، ازالۃ الاوہام، فتح الاسلام، آئینہ کمالات اسلام اوران کے علاوہ بہت سے رسالے اور کتابیں لکھی ہیں، ان کے صاحبزادہ مرزا محمود احمد نے اپنے باپ کی نبوت کے اثبات میں ''حقیقۃ النبوۃ'' اور ''القول الفصل'' نامی دو کتابیں لکھی ہیں۔

علمائے حق نے مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کی تردید کی ہے، بعضوں کے نزدیک وہ کافر ہیں اور بعضوں کے نزدیک مبتدع ہیں، قادیانی مذہب کی تردید میں کتب درج ذیل ہیں:

الفتح الربانی، مرتبہ شیخ حسین بن محسن سبعی یمانی۔

افادۃ الافہام ازالۃ الاوہام کی تردید میں، مفاتیح الاعلام، یہ دونوں کتابیں مولانا انوار اللہ حیدرآبادی کی ہیں۔

صحیفۂ رحمانیہ، نو جلدوں میں، فیصلہ آسمانی، تین جلدوں میں، شہادت آسمانی، حقیقت مسیح، معیار مسیح، تنزیہ ربانی، معیار صداقت، تائید ربانی، المسیح الکاذب یہ جملہ کتابیں قادیانیت کی تردید میں مولانا محمد علی رحمانی مونگیری کی تصنیف ہیں۔

ابطال اعجاز مرزا، مرتبہ شیخ غنیمت حسین اشرفی مونگیری۔

تنبیہ المغرور، قادیانی مذہب کی تردید میں، مرتبہ مولوی اشرف علی سلطان پوری بن عبدالغفور۔

معراج جسمانی، مرتبہ مولوی مشتاق احمد امیٹھوی۔

الحق الصریح فی حیات المسیح، مرتبہ مولوی محمد بشیر سہسوانی۔

نیچری مذہب

نیچری جماعت سے مراد سرسید احمد دہلوی بن محمد متقی متوفی ۱۳۱۵ھ کے ماننے والے ہیں، نیچر انگریزی لفظ ہے جس کے معنی فطرت کے ہیں، ان کا نام نیچری اس لیے

رکھا گیا کہ اسلام دین فطرت ہے اور فطرت اسلام ہے، سرسید جو اس فرقہ کے پیشوا ہیں انہوں نے سورہ نحل تک کلام پاک کی تفسیر لکھی ہے اور نیچری مذہب کے اثبات میں ان کے بہت سے رسالے بھی ہیں:

سرسید کے عقائد یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کی علت اول ہے، ان کے نزدیک تقدیر کا صرف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ماضی حال اور مستقبل کی تمام باتوں کو جاننے والا ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ جو قوانین فطرت مقرر فرمادیے ہیں ان میں تبدیلی ناممکن ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات جاننے کے لیے انسانی عقل کافی ہے اور اسی طرح کفر واسلام کے درمیان امتیاز وتفریق کرنے میں عقل کو کسی دوسرے سہارے کی ضرورت نہیں، چیزوں کی اچھائی وبرائی کا فیصلہ عقل کرتی ہے، ان کے عقائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علاوہ نبی کی اتباع وتقلید کے کسی اور کی اتباع وتقلید ضروری نہیں، ان کے نزدیک ایمان نام ہے صرف دل سے تصدیق کرنے کا اگر کوئی شخص دل سے توحید و رسالت کا قائل ہے تو وہ مومن ہے، چاہے وہ اپنے ظاہری معاملات میں غیر مسلموں کی مخصوص چیزوں کو اختیار کرے، مثلاً زنّار وصلیب کے استعمال سے آدمی کافر نہیں ہوگا، ان کے نزدیک نبوت نام ہے تہذیب اخلاق میں اس قدر راسخ ہوجانا کہ انسان کو اس کا ملکہ پیدا ہوجائے، ملکہ نبوت نام ناموس اکبر کا ہے، ان کے نزدیک معجزہ دلیل نبوت نہیں، ان کے نزدیک معجزات خلاف فطرت نہیں ہیں، عام طور پر لوگوں کی نظروں سے معجزات کے اسباب اوجھل ہوتے ہیں، اس لیے لوگ ان کو معجزہ اور خلافت فطرت سمجھتے ہیں، ملائکہ اور شیاطین متعین ذات نہیں ہے، ملائکہ سے مراد انسان کی قوت ملکیہ ہے اور شیاطین سے مراد انسان کی قوت بہیمیہ ہے اور یہ دونوں قوتیں خود انسان کے اندر موجود ہیں، الگ سے کوئی چیز نہیں۔

ان لوگوں کے نزدیک آنحضور ﷺ پر قرآن کا مضمون اور معنی اترا، الفاظ نہیں،

اس لیے قرآن ان لوگوں کے نزدیک فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے معجزہ نہیں ہے، کیوں کہ اس کے الفاظ انسان کے مرتب کیے ہوئے ہیں، قرآن نے مشرکین کو **فاتو بسورة من مثله** سے جو چیلنج دیا ہے، اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ قرآن جیسا فصیح وبلیغ کلام لاؤ بلکہ مراد ہے کہ قرآن میں جو معانی اور تعلیمات ہیں ویسے معانی اور تعلیمات تم بیان کرو تو جانیں، جنت وجہنم سے مراد صرف آرام اور تکلیف کا انسانی فہم کے مطابق تصور ہے، جنت ونار کوئی الگ سے موجود چیزیں نہیں ہیں۔

آسمان اجرام فلکیہ کا نام نہیں ہے، بلکہ ایک لامحدود پھیلاؤ ہے جو ہم کو اوپر نظر آرہا ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی نہیں ہوئی تھی، طوفان نوح ساری دنیا میں نہیں آیا تھا، اللہ کا دیدار انسانی عقل کے لیے ناقابل قبول ہے اور کسی جگہ اور کسی حالت میں بھی ممکن نہیں، اس گروہ کے ان عقائد کے علاوہ بھی بہت سے نئے نئے خیالات ہیں، سرسید احمد نے تفسیر قرآن کے علاوہ بھی بہت سی کتابیں اپنے مذہب وعقائد کے مطابق تحریر کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

التحریر فی اصول التفسیر، رسالہ فی طعام اہل الکتاب، النظر فی بعض مسائل الامام الغزالی، ومنزیہ الاسلام عن شین الامۃ والغلام، الدعاء والاستجابۃ، تفسیر السمٰوات، تفسیر الجن والجان، خلق الانسان، الرقیم فی اصحاب الکہف والرقیم، ازالۃ الغین فی فقہ ذی القرنین، ہفتہ وار رسالہ تہذیب الاخلاق علی گڑھ میں بے شمار مقالات ومضامین سرسید کے عقائد کی تردید میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

الشہاب الثاقب فی وجود الجن والشیاطین وغیرہا، مرتبہ مولوی علی بخش بدایونی۔

امداد الاحتساب علی المداہنین فی احکام طعام اہل الکتاب، بزبان اردو، مرتبہ سید امداد العلی بن غلام مصطفےٰ اکبر آبادی۔

امداد الآفاق، رسالہ تہذیب الاخلاق کی تردید میں، مظاہر الحق اہل کتاب کے

ساتھ کھانے کی ممانعت میں، یہ دونوں کتابیں سید امداد العلی اکبر آبادی کی ہیں۔

الشلاق فی الرد علی تہذیب الاخلاق، تنقیح البیان فی الرد علی تفسیر القرآن، یہ دونوں کتابیں سید ناصر الدین دہلوی کی تصنیف ہیں۔

البرہان علی تجہیل من قال بغیر علم القرآن، تین ضخیم جلدوں میں۔

ردالشقاق فی جواز الاسترقاق، یہ دونوں کتابیں مولوی سید محمد علی بچھرایونی مرادآبادی کی تصنیف ہیں۔

تصفیۃ العقائد، مرتبہ مولوی محمد قاسم نانوتوی۔

کتب مذکورہ کے علاوہ علم کلام پر ہندوستانی مصنّفین کی دوسری کتابیں

اس مختصر رسالہ میں علم کلام پر ہندوستانی تصنیفات کا بالکلیہ احاطہ ممکن نہیں، علم کلام کی کچھ کتابیں متقدمین کی کتابوں پر شرح یا حاشیے ہیں اور بعض مستقل کتابیں ہیں اور کچھ رسالے ہیں، جو مختلف فیہ مسائل پر لکھے گئے ہیں۔

شروح وحواشی

شرح عقائد نسفی، مرتبہ سید محمد بن یوسف حسینی گیسودراز دہلوی مدفون گلبرگہ۔

شرح عقائد نسفی، مرتبہ شیخ احمد حسنی ترمذی کالپوی۔

الفوائد القادریہ شرح عقائد نسفی، مرتبہ مولوی عبدالقادر بن ادریس سلہٹی۔

بغیۃ الرائد شرح عقائد، بزبان فارسی، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

توضیح العقائد عقائد نسفی کی مختصر شرح، مرتبہ شیخ محمد حنیف دھتوری۔

بدءالامالی

شرح بدءالامالی، مرتبہ سید محمد بن یوسف حسینی گیسودراز دہلوی مدفون گلبرگہ۔

شرح بدءالامالی، مرتبہ مولوی جان محمد حنفی لاہوری۔

شرح بدءالامالی، مرتبہ قاضی نجف علی بن عظیم الدین جھجھری۔

الفقہ الاکبر

شرح فقہ اکبر، مرتبہ سید محمد بن یوسف حسینی گیسودراز دہلوی مدفون گلبرگہ۔

الیاقوت الاحمر شرح فقہ اکبر، مہر انور ترجمہ فقہ اکبر، بزبان اردو، یہ دونوں کتابیں مولوی وکیل احمد سکندر پوری کی ہیں۔

الدرر الازہر، شرح فقہ اکبر، بزبان عربی، مرتبہ مولوی عبدالقادر بن ادریس سلہٹی۔

تہذیب الکلام

سواطع الالہام شرح تہذیب الکلام، مرتبہ شیخ عبدالنبی بن عبداللہ شطاری گجراتی۔

شرح تہذیب الکلام، مرتبہ شیخ یعقوب ابو یوسف بیانی لاہوری۔

شرح تہذیب الکلام، مرتبہ شیخ محمد صالح خیرآبادی۔

تنقیح الکلام شرح تہذیب الکلام، مرتبہ شیخ برہان الدین لار محمد حسینی پٹنی۔

القدیمہ والجدیدہ

شرح تجرید پر دوانی کے القدیمہ پر حاشیہ، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔
حاشیہ علی القدیمہ والجدیدہ، مرتبہ سید سعد اللہ بن عبد الشکور سلونی۔
حاشیہ علی القدیمہ، مرتبہ ملا حافظ امان اللہ بنارسی بن نور اللہ۔
حاشیہ علی القدیمہ، مرتبہ شیخ محمد اسعد بن قطب الدین سہالوی۔
حاشیہ القدیمہ مرتبہ شیخ نور الدین بن محمد صالح گجراتی۔

اصفہانی کی شرح تجرید

حاشیہ شرح تجرید، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔
حاشیہ شرح تجرید، مرتبہ سید محمد زاہد بن محمد اسلم ہروی اکبرآبادی۔

دوانی وغیرہ کی عقائد عضدیہ کی شرح

سید شریف کی شرح عضدیہ پر حاشیہ موسوم فیض الخبیر، مرتبہ شیخ عبد النبی بن عبد اللہ شطاری گجراتی۔
عضدیہ کی شرح دوانی پر حاشیہ، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔
المواہب العلیہ حاشیہ شرح عضدیہ، مرتبہ شیخ محمد محسن کشمیری۔
حاشیہ شرح عضدیہ، مرتبہ شیخ نظام الدین قطب الدین سہالوی فرنگی محلی۔

حاشیہ شرح عضدیہ، مرتبہ سید باقر بن غلام مصطفےٰ اشرفی جائسی۔
العروۃ الوثقیٰ حاشیہ شرح عضدیہ، مرتبہ شیخ کمال الدین فتح پوری۔
حاشیہ شرح عضدیہ، مرتبہ شیخ برکت بن عبدالرحمٰن الہ آبادی۔
حاشیہ شرح عضدیہ، مرتبہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔
حاشیہ شرح عضدیہ، مرتبہ ملا امان اللہ بنارسی۔
حاشیہ شرح عضدیہ، مرتبہ ابوالخیر بن ثناء اللہ جون پوری۔
حاشیہ شرح عضدیہ، مرتبہ سید محمد قائم حسینی الہ آبادی۔
حل المعاقد حاشیہ شرح عقائد، مرتبہ مولوی عبدالحلیم بن امین اللہ فرنگی محلی لکھنوی۔

العروۃ الوثقیٰ

حاشیۂ العروۃ الوثقیٰ، مرتبہ مولوی عبدالحکیم بن عبدالرب لکھنوی۔
حاشیۂ العروۃ الوثقیٰ، مرتبہ مولوی ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی۔

تفتازانی کی شرح عقائد نسفی

حاشیہ شرح عقائد نسفی، مرتبہ وجیہ الدین علوی گجراتی۔
حاشیہ شرح عقائد نسفی، مرتبہ ملا عبدالحلیم سیالکوٹی۔
حاشیہ شرح عقائد نسفی، مرتبہ مفتی عبدالسلام دیوی۔
حاشیہ شرح عقائد نسفی، مرتبہ شیخ ابوالخیر بن ثناء اللہ جون پوری۔
حاشیہ شرح عقائد نسفی، مرتبہ قاضی عبدالنبی احمد نگری۔

نظم الفرائد حاشیہ شرح عقائد نسفی ، مرتبہ مولوی محمد حسن سنبھلی۔

حاشیہ شرح عقائد نسفی ، مرتبہ مولوی عبد الاحد الہ آبادی۔

حاشیہ شرح عقائد نسفی ، مرتبہ مولوی افہام اللہ لکھنوی۔

حاشیہ شرح عقائد نسفی ، مرتبہ شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی۔

شرح عقائد کا حاشیہ خیالی

حاشیہ بر حاشیہ خیالی ، مرتبہ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی۔

حاشیہ بر حاشیہ خیالی ، مرتبہ مفتی عبد السلام اعظمی دیوی۔

حاشیہ بر حاشیہ خیالی ، مرتبہ شیخ فرید الدین گجراتی۔

حاشیہ بر حاشیہ خیالی ، مرتبہ مولوی افہام اللہ لکھنوی۔

حاشیہ بر حاشیہ خیالی ، مرتبہ شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی۔

علامہ تفتازانی کی شرح المقاصد

حاشہ شرح مقاصد ، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

حاشیہ شرح مقاصد ، مرتبہ شیخ نور الدین بن محمد صالح گجراتی۔

شرح الصحائف

حاشیہ شرح صحائف ، مرتبہ شیخ عبد القدوس حنفی گنگوہی۔

حاشیہ شرح صحائف ، مرتبہ مفتی عبد السلام اعظمی دیوی۔

شرح مواقف

حاشیہ شرح مواقف، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

حاشیہ شرح مواقف، مرتبہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔

حاشیہ شرح مواقف، مرتبہ شیخ نورالدین بن محمد صالح گجراتی۔

حاشیہ شرح مواقف، مرتبہ ملا امان اللہ بنارسی۔

حاشیہ شرح مواقف، مرتبہ شیخ قطب الدین بن عبدالحلیم سہالوی

حاشیہ شرح مواقف، مرتبہ سید محمد زاہد بن محمد اسلم اکبرآبادی۔

شرح مواقف پر سید میر محمد زاہد ہروی کا حاشیہ

حاشیہ، مرتبہ مفتی محمد اکبر دہلوی۔

حاشیہ، مرتبہ قاضی احمد سندیلوی۔

حاشیہ مرتبہ سید محمد قائم الہ آبادی۔

حاشیہ مرتبہ مولوی محمد عظیم ملانوی۔

حاشیہ مرتبہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔

حاشیہ، مرتبہ مولوی امین اللہ بن سلیم اللہ عظیم آبادی۔

حاشیہ، مرتبہ مولوی احمد پھلواروی بن وحید الحق۔

حاشیہ، مرتبہ قاضی ارتضی علی خاں گوپاموی۔

حاشیہ، مرتبہ شیخ احمد عبدالحق بن محمد سعید انصاری لکھنوی۔

حاشیہ، مرتبہ شرف الدین اعظمی لکھنوی۔

حاشیہ، مرتبہ مولوی حسن بن غلام مصطفےٰ لکھنوی۔

حاشیہ، مرتبہ مولوی محمد ولی بن غلام مصطفےٰ لکھنوی

حاشیہ، مرتبہ مولوی مبین بن محب اللہ لکھنوی۔

حاشیہ، مرتبہ مولوی ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی۔

حاشیہ، مرتبہ مفتی ظہور اللہ بن محمد ولی لکھنوی۔

حاشیہ، مرتبہ قاضی بشیر الدین عثمانی قنوجی۔

حاشیہ، مرتبہ مولوی عبدالحق بن فضل حق خیر آبادی۔

تین حاشیے، القدیمہ، الجدیدہ، الاجد، مرتبہ ملا عبدالعلی بحر العلوم بن ملا نظام الدین فرنگی محلی لکھنوی۔

حاشیہ، مرتبہ قاضی مبارک بن ادہم فاروقی گوپاموی۔

یہ جملہ حواشی مذکورہ بالا سید میر محمد زاہد ہروی کے حاشیہ پر حاشیہ ہیں، سید میر زاہد ہروی کا حاشیہ شرح مواقف پر ہے، قاضی کے حاشیہ پر حاشیہ، مرتبہ قاضی عبدالحق بن محمد اعظم کابلی مالوی۔

وہ کتابیں جو مستقل طور پر علم کلام میں ہیں

العقائد الشرفیہ، مرتبہ شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری۔

قواعد العقائد، مرتبہ سید اشرف بن ابراہیم سمنانی کچھوچھوی۔

العقائد مرتبہ شیخ حسین بن محمد بن یوسف حسینی دہلوی مدفون گلبرگہ۔

العقائد السنیہ، مرتبہ شیخ عثمان صدیقی سندھی۔

بحر المذاہب، مرتبہ شیخ عبدالوہاب عرف منعم خاں راجگیری۔

تکمیل الایمان وتقویۃ الایقان، بزبان فارسی مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

فیوض القدس، مرتبہ شیخ احمد بن سلیمان حنفی گجراتی۔

مفتاح فتوح العقائد، مرتبہ شیخ فتح محمد سندھی برہان پوری سن تصنیف ۱۰۶۰ھ ہے۔

الدرۃ الثمینۃ فی اثبات علم الواجب، مرتبہ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔

تلخیص شرح المقاصد، تلخیص شرح المواقف، تلخیص شرح العضدیہ، علم کلام میں ایک مستقل کتاب، یہ چاروں کتابیں شیخ محمد حسین بن خلیل اللہ بیجاپوری کی ہیں۔

تلخیص المرام فی علم الکلام، مرتبہ شیخ محمد باقر بن محمد علی بیجاپوری۔

مدار الاسلام فی الکلام، مرتبہ شیخ محمد صدیق لاہوری۔

منہج الرشاد لنجاۃ المعاد، بزبان فارسی مرتبہ شیخ محمد شجاع بن معزالدین حسینی ہتگامی فتح پوری۔

الاعتقادیہ، مرتبہ شیخ محمد شاکر فاروقی لکھنوی۔

عقائد الصوفیہ، مرتبہ سید محمد حسینی ترمذی کالپوی۔

ملاک الاعتقاد، ماخذ الاعتقاد فی الصحابہ واہل البیت، یہ دونوں کتابیں شیخ یحییٰ بن امین عباسی الہ آبادی کی ہیں۔

کتاب الخمسین فی مشکلات الکلام، مرتبہ شیخ فخرالدین ضرادی متوفی ۷۴۸ھ۔

درر الفرائد فی غرر العقائد، مرتبہ شیخ عبدالقادر بن خیرالدین عمادی جون پوری۔

زبدۃ العقائد، مرتبہ شیخ محمد غوث بن ناصرالدین شافعی مدراسی۔

العقائد الشمسیہ، مرتبہ شمس الدین حسینی لاہر پوری متوفی ۱۲۸۴ھ۔

کشف الغطا، فارسی زبان میں ایک عمدہ رسالہ ہے، مرتبہ شیخ عبدالعزیز بن عبدالرشید اکبر آبادی۔

البدور البازغہ، علم کلام میں بڑی جلیل القدر کتاب ہے، مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

حسن العقیدۃ، ایک عمدہ رسالہ علم کلام میں، مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

میزان الکلام، علم کلام میں ایک جامع ومانع متن، مرتبہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔

التکمیل، مرتبہ شاہ رفیع الدین دہلوی۔

النجاتیہ منظوم، بزبان فارسی، مرتبہ شیخ فاخر بن یحییٰ عباسی الہ آبادی۔

انتخاب العقیدہ، مرتبہ سید علی کبیر بن علی جعفر الہ آبادی۔

المعتقد المنتقد، بزبان عربی مرتبہ مولوی فضل رسول بن عبدالمجید بدایونی۔

احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام، مرتبہ مولوی عبدالقادر بن فضل رسول بدایونی۔

الجوامع القادریہ، مرتبہ مولوی عبدالقادر بن ادریس سلہٹی۔

احسن العقائد، بزبان اردو، مرتبہ مولوی عبدالرحمٰن ادریس سلہٹی۔

عقائد الاسلام، بزبان اردو، مرتبہ مولوی عبدالحق بن محمد میر دہلوی۔

الکلام، اردو زبان میں علم کلام پر ایک جامع کتاب، مرتبہ مولوی شبلی نعمانی۔

فطرۃ الاسلام، بزبان اردو مرتبہ نواب سید علی حسن بن نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

القول الاظہر ترجمہ الفوز الاصغر، مرتبہ مولوی محمد بخش فاروقی اندوری۔

کتاب در اثبات واجب الوجود، بزبان اردو، مرتبہ مولوی انوار الحق بن عبداللہ ٹونکی۔

دعوۃ الحق، مرتبہ حافظ محبّ الحق عظیم آبادی۔

عقیدۃ المسلمین، ایک مختصر رسالہ، مرتبہ سید اشرف علی نو آبادی، متوفی ۱۲۷۳ھ۔

تحفۃ الہند، مرتبہ شیخ عبید اللہ پایلی، مصنف ۱۲۶۴ھ میں ایمان لائے، جب یہ ہندو تھے تو ان کا نام انت رام بن کوئی مل تھا۔

المعتقد المنتقد، بزبان اردو، علم کلام پر ایک جامع کتاب، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

مصنف نے اس میں وہ تمام مسائل جمع کر دیے ہیں جو علم کلام کی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں، سن تصنیف ۱۳۰۶ھ ہے۔

اساس التوحید رسالہ بزبان فارسی، مرتبہ مولوی عبدالعلیم بن باب اللہ مبارکپوری سن تصنیف ۱۳۰۴ھ ہے۔

براہین عزیزیہ، بزبان اردو، واجب الوجود کے اثبات میں مرتبہ مولوی عبدالعزیز دیوبندی یہ مولانا قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے، کتاب کی تصنیف کے زمانہ میں ۱۳۰۸ھ سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا، ممتاز علی نے اس کو ۱۳۰۸ھ میں شائع کیا۔

ضیاء البصائر فی ذکر الایمان والکبائر، رسالہ بزبان اردو مرتبہ مولوی شوکت علی بن امیر علی شاہ جہاں پوری، مصنف نے یہ رسالہ ۱۲۸۵ھ میں تصنیف کیا ہے، مصنف شاگرد ہیں مولوی وزیر علی بجنوری اور مولوی محمد نظام شاہ جہاں پوری کے۔

الفاروق بین الحق والباطل، بزبان عربی، سن تصنیف ۱۲۶۸ھ۔

خلیفۃ الرحمٰن، بزبان عربی، یہ دونوں کتابیں شیخ نورالدین حنفی رام پوری کی تصنیف ہیں۔

شہاب ثاقب، ایک جامع کتاب چند ضخیم جلدوں میں، اردو زبان میں مرتبہ مولوی مہدی علی بن حمایت علی شیعی میرٹھی، اس کتاب میں مصنف نے کلامی مباحث کو اپنے زمانہ کے انداز سے لکھا ہے۔

ہدیۃ الاصنام وہدایۃ الاسلام، فارسی زبان میں ایک جامع کتاب ہے، اندرمن مرادآبادی ہندو مصنف کے تحفۃ الاسلام کی تردید میں یہ کتاب ہے۔

الظفر المبین، ایک ضخیم جلد میں، اندرمن ہندو کی کتاب صولۃ الہند کی تردید میں، یہ دونوں کتابیں مولوی سید محمد علی بچھرایونی مرادآبادی کی تصنیف ہیں۔

صولۃ الہند، تحفۃ الہند کی تردید میں ہے۔

سوط اللہ الجبار علی متن الکفار، بزبان فارسی چار جلدوں میں، مرتبہ مولوی سید محمد علی بچھرایونی، مرادآبادی، اس کتاب میں ہندوؤں کے مذہب کی بھرپور تردید ہے۔

الحق الیقین شرح کشف الغطا، بزبان فارسی مرتبہ مولوی ایزدبخش اکبرآبادی۔

شرح معرفۃ المذاہب، بزبان عربی مرتبہ شیخ محمد عقیق برہان پوری۔

درۃ التحقیق فی نصرۃ الصدیق، مرتبہ شیخ فاخر بن یحییٰ عباسی الہ آبادی۔

زبدۃ التحقیق فی فضل ابی بکر الصدیق، بزبان اردو، مرتبہ مولوی ریاست علی شاہ جہاں پوری۔

معیار المذاہب، بزبان فارسی، فضائل صحابہ پر، مرتبہ سید علی اعظم حسینی بخاری پھلواروی۔

اصول الایمان فی حب النبی وآلہ من اہل السعادۃ والایقان، شیخ ابوالخیر محمد سالم بن سلام اللہ دہلوی کی تصنیف ہے۔

خلاصۃ البیان شرح عقیدۃ عبدالرحمٰن، مرتبہ قاضی محمد غوث بن ناصر الدین شافعی مدراسی۔

شرح میزان الکلام، ترجمہ حسن العقیدہ، دونوں کتابیں شیخ عبدالقادر بن محمد اکرم رام پوری کی ہیں۔

رسالہ فی العقائد، مرتبہ شیخ جان محمد حنفی لاہوری۔

رسالہ فی اثبات الخرق والالتیام للافلاک، مرتبہ شیخ محمد بن احمد اللہ فاروقی تھانوی۔

ازالۃ الشبہات، نیچریوں کی تردید میں، مرتبہ سید ابوالحسن بن تقی شاہ شیعی کشمیری لکھنوی۔

الجانب الشرقی فی کفر فرعون الغرقی، بزبان فارسی، مرتبہ سید قطب الہدیٰ بن محمد واضح حسنی حسینی رائے بریلوی۔

نظم الدرر فی سلک شق القمر، بزبان عربی مرتبہ مولوی عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی۔

جنۃ الفردوس رسالہ بزبان عربی مصنف نے اس میں دلائل عقلی ونقلی سے جنت کا اثبات کیا ہے، مرتبہ شیخ غلام حسین بن نور علی صمدنی۔

البراہین الساطعہ فی اثبات مذہب اہل السنۃ اللامعہ۔

ہل من مزید فی جواز اللعن علی یزید، دونوں کتابیں مولوی نصیر الدین برہان پوری کی ہیں۔

کف الالسنۃ عن تکفیر الرفقۃ، مرتبہ مولوی فخر الدین حسینی الہ آبادی۔

رسالہ، مرتبہ قاضی عبیداللہ بن صبغۃ اللہ مدراسی، مصنف نے اس رسالہ میں ثابت

کیا ہے کہ معراج جسمانی اور نزول عیسیٰ کا انکار کفر ہے۔

تنزیہ الفؤاد عن سوء الاعتقاد، مرتبہ شیخ محمد عادل ناروی کان پوری۔

رسالہ فی جواز اللعن علی یزید بن معاویہ، مرتبہ سید اشرف بن ابراہیم سمنانی کچھوچھوی۔

الانصاف فی امر فرعون، رسالہ فی ایمان فرعون، یہ دونوں رسالے شیخ محمد افضل بن عبدالرحمٰن عباسی الہ آبادی کی تصنیف ہیں۔

الکلام علی فلسفۃ الاسلام، بزبان اردو، مرتبہ مولوی رضا حسین شیعی لکھنوی۔

حمایت الاسلام، بزبان اردو، جدید علم کلام میں مرتبہ سید احمد بن ابراہیم نقوی شیعی لکھنوی، یہ علامہ ہندی کے لقب سے مشہور ہیں۔

تحقیق الملۃ علی ان الاسلام لیس دون الفطرہ، بزبان اردو، مرتبہ مولوی غلام مصطفٰے بن امین الدین مئوی الہ آبادی۔

حقیقۃ الازدواج، بزبان اردو، مرتبہ مولوی مظہر الحق مئوی الہ آبادی۔

انتقاد الرجیح فی شرح الاعتقاد الصحیح، بزبان عربی۔

قطب الثمر من عقائد اہل الاثر، بزبان عربی۔

اخلاد الفواد الی توحید رب العباد، بزبان اردو۔

اخلاص التوحید للحمید المجید، بزبان اردو۔

التکفیک عن انحاء التشکیک، بزبان اردو۔

سائق العباد الی صحۃ الاعتقاد، بزبان اردو۔

فتح الباب بعقائد اولی الالباب، بزبان اردو۔

اللواء المعقود لتوحید الرب المعبود، بزبان اردو۔

دعایۃ الایمان الی توحید الرحمٰن، بزبان اردو۔

دعوۃ الداعی الی ایثار الاتباع علی الابتداع، بزبان اردو۔

مذکورہ بالا جملہ کتب نواب سید صدیق حسن بھوپالی کی تصنیف ہیں۔

تعلیم الدین، تکمیل الیقین، الانتباہات المفیدہ فی الاشتباہات الجدیدہ، یہ کتابیں مولانا اشرف علی تھانوی کی ہیں۔

کتاب عصمۃ الانبیا، بزبان عربی، مرتبہ قاضی دوست محمد کابلی ٹونکی۔

رسالہ، مرتبہ قاضی نجم الدین علی خاں کاکوروی، مصنف نے اس میں ابن کمونہ بغدادی کے شبہات کا جواب دیا ہے۔

رسالہ در بحث برہان تمانع، بزبان عربی مرتبہ شاہ رفیع الدین دہلوی۔

رسالہ فی اثبات شق القمر، بزبان فارسی، مرتبہ شاہ رفیع الدین دہلوی، اس رسالہ میں شاہ صاحب نے معجزۂ شق القمر کو دلیل عقلی سے ثابت کیا ہے اور فلاسفہ کے دلائل کو انہیں کے اصول سے باطل کیا ہے۔

عمدۃ الکلام فی اثبات الخرق والالتئام، مرتبہ مولوی مجیب اللہ لکھنوی۔

قصد السبیل الی ذم الکلام والتاویل، عقیدۃ السنی، یہ دونوں رسالے نواب سید صدیق حسن بھوپالی کی تصنیف ہیں۔

التحقیق المقبول فی اثبات ایمان آباء الرسول، مرتبہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری۔

التحقیق المزید فی لعن یزید، رفع الشقاق عن اعجاز الانشقاق، یہ دونوں کتابیں بھی مولوی وکیل احمد سکندر پوری کی ہیں۔

التنبیہ علی التنزیہ، مرتبہ مفتی محمد سعید بن صبغۃ اللہ مدراسی۔

التشئید بالادلۃ المعقولہ والمنقولہ بمالامزید علیہ، یہ کتاب قاضی فضل الرحمٰن قریشی بردوانی کی کتاب کلمۃ الحق کی تردید میں ہے۔

تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین، اقامۃ القیامۃ علی طاعن بنی تہامہ، سلطۃ المصطفٰے علی کل الوریٰ، نافی الفئ عمن نبورہ أنار کل شیء، ہدی الحیران عن نفی الفئ عن شمس الاکوان،

اجلال جبرئیل بجعلہ خادماً للمحبوب الجلیل، منتہی التفصیل فی مبحث التفضیل، مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی، الکلام البہی فی تشبیہ الصدیق بالنبی، وجد المعشوق بجلوۃ اسماء الصدیق والفاروق، رفع العروش الخاویہ من ادب الامیر معاویہ، اظلال السحابہ باجلال الصحابہ، احیاء القلب لمیت بنشر فضائل اہل البیت، یہ جملہ کتب مولوی احمد رضا خاں بریلوی بن نقی علی کی ہیں۔

الدلائل القاطعہ فی تحقیق الفرقۃ الناجیہ، مرتبہ مولوی عبدالسبحان بن محسن ناروی الہ آبادی۔

امداد السنین بانتصارہم من المبتدعین، مرتبہ مولوی سید امداد العلی اکبر آبادی۔

تبشیر الاصفیاء باثبات حیاۃ الانبیا، مرتبہ مولوی مشتاق احمد حنفی انبیٹھوی۔

مصابیح الظلام، مرتبہ مولوی نجم الدین حسین قادری، مصنف نے اس کتاب میں ان لوگوں کی تردید کی ہے جو تینوں پہلے خلفا کو حضرت علی سے بہمہ وجوہ افضل مانتے ہیں۔

وہ رسالے جن میں یہ بحث ہے کہ زمین کے ہر طبقہ میں انبیاء کرام کا وجود ہے

دفع الوسواس فی اثر ابن عباس، مرتبہ مولوی عبدالحئی فرنگی محلی لکھنوی۔

زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس، الآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات، یہ دونوں کتابیں بھی مولانا عبدالحئی فرنگی محلی کی تصنیف ہیں۔

فتاویٰ بے نظیر، مرتبہ مولوی عبدالغفار کان پوری، اس فتویٰ میں حضرت ابن عباس کے اثر کی تردید ہے۔

استواء علی العرش کی بحث پر کتابیں

الاحتواء فی مسئلۃ الاستواء، بزبان اردو، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

الانتہاء فی مسئلۃ الاستواء، مرتبہ مولوی وحید الزماں لکھنوی بن مسیح الزماں۔

بشارۃ اہل الایمان، القول الفاصل بین الحق والباطل، یہ دونوں کتابیں مولوی عبدالقادر ارکاٹی کی ہیں۔

وہ کتابیں جو مسائل امکان کذب باری اور امتناع کذب باری میں لکھی گئی ہیں

عجالۃ الراکب فی امتناع کذب الواجب، بزبان عربی، مرتبہ مفتی عبداللہ بن صابر علی ٹونکی، مصنف نے اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ہے۔

تحفۃ العلما، بزبان عربی، مرتبہ مولوی سکندر علی خاں خالص پوری۔

دوصد تازیانہ برسر جہود زمانہ، مرتبہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی۔

حفظ الایمان، مرتبہ مولوی محمد حسین تمنا، یہ کتاب مولانا اسماعیل شہید دہلوی اور اس مسئلہ میں ہم خیال علما کی تردید میں لکھی گئی ہے۔

دافع البہتان، بزبان اردو، ایک عالم کی کتاب ہے، حفظ الایمان کی تردید میں۔

جہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل، مرتبہ مولانا محمود حسن محدث دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ۔

نوٹ: ہندوستان میں امکان کذب اور امتناع کذب کا مسئلہ ایک زمانہ میں علما کے درمیان نزاع و جدال کا باعث رہا ہے، بعض علما کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے، یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ہے، اس کے برخلاف کچھ علما کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قدرت ہے، لیکن وہ جھوٹ بولتا نہیں، اس گروہ کے سرخیل مولانا اسماعیل شہید دہلوی ہیں۔ (مترجم)

امکان نظیر اور امتناع نظیر کے مسئلہ پر کتابیں

یک روزی، مرتبہ مولانا اسماعیل شہید دہلوی اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ومثل عقلاً ممکن ہے، لیکن پایا نہیں جائے گا۔

رسالہ فی امتناع النظیر، مرتبہ مولانا فضل حق بن فضل امام خیر آبادی، مصنف نے اس رسالہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مثل ونظیر کا وجود محال ہے اور مصنف نے اس رسالہ میں شاہ اسماعیل شہید دہلوی کی رائے کی سخت تردید کی ہے۔

رسالہ در تردید مولانا فضل حق وتائید شاہ اسماعیل شہید دہلوی، مرتبہ مولوی سراج الدین بجنوری۔

آنحضور ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت پر کتابیں

منتہی المقال شرح حدیث لاتشدوا الرحال، بزبان عربی، مرتبہ مفتی صدر الدین خاں آزردہ دہلوی۔

احسن المقال شرح حدیث لاتشدوا الرحال، مرتبہ قاضی بشیر الدین عثمانی قنوجی۔

القول المحقق المحکم فی زیارۃ قبر الحبیب المکرّم، مرتبہ مولوی بشیر بدر الدین سہسوانی۔

الکلام المبرم، القول المحکم کی تردید میں، مرتبہ مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلی لکھنوی، بعضوں نے مولانا عبد الحیٔ کے شاگرد عبد الجبار کو اس کتاب کا مصنف بتلایا ہے۔

القول المنصور فی زیارۃ سید القبور، مرتبہ مولوی بشیر الدین بدر الدین سہنسوانی، یہ

کتاب الکلام المبرم کی تردید میں ہے۔

الکلام المبرور، مرتبہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی، یہ کتاب القول المنصور کی تردید میں ہے، بعضوں نے اس کتاب کا مصنف مولانا عبدالحیٔ کے شاگرد عبدالعزیز کو بتلایا ہے۔

اتمام الحجۃ علی من اوجب الزیارۃ کالحجۃ، اس کتاب کا دوسرا نام، المذہب الماثور فی زیارۃ سید القبور ہے، مرتبہ مولوی بشیر بن بدرالدین سہسوانی۔

السعی المشکور، مرتبہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی سن تصنیف ۱۲۹۴ھ ہے، یہ کتاب المذہب الماثور کی تردید میں ہے۔

تقریب المرام الی زیارۃ سید الانام، مرتبہ مولوی عبداللہ قندھاری مدرس درآگرہ یہ کتاب القول المحقق المحکم کی تردید میں ہے۔

وہ کتابیں جو شرک وبدعت کے مسائل ومباحث میں ہیں

ردالاشراک، رسالہ بزبان عربی، تقویۃ الایمان شرح ردالاشراک باب اول، بزبان اردو، دونوں کتابیں شاہ اسماعیل شہید دہلوی کی ہیں۔

تذکیر الاحوال ردالاشراک کے باب ثانی کی شرح مرتبہ مولوی محمد سلطان بریلوی۔

نصیحۃ المسلمین، بزبان اردو مرتبہ مولوی خرم علی بلہوری۔

راہ سنت رسالہ منظوم، بزبان اردو مرتبہ مولوی اولاد حسن حسینی بخاری قنوجی۔

الشوارق المکیہ لدفع الکلمات البدعیہ، بزبان عربی مرتبہ مولوی انوار اللہ بن محمد سلیم حنفی چاٹگامی۔

نسیم الحرمین، بزبان عربی، مرتبہ مولوی کرامت علی جون پوری۔

قوۃ الایمان، بزبان عربی، مرتبہ مولوی کرامت علی جون پوری۔

رسالہ، مرتبہ مولوی عبدالجبار بن جمال اللہ کماسوی، یہ رسالہ قوۃ الایمان کی تردید میں ہے۔

البوارق المحمدیہ، ترجمہ رجم الشیاطین النجدیہ، تصحیح المسائل فی الرد علی مأۃ مسائل۔

سیف الجبار، فوز المومنین، تلخیص الحق، احقاق الحق، یہ جملہ کتابیں شیخ فضل بن رسول بن عبدالمجید بدایونی کی ہیں اور یہ سب کتابیں سید احمد شہید اوران کے شیوخ اوران کے مریدین کی تردید میں لکھی گئی ہیں۔

تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل الاربعین، مرتبہ شیخ احمد سعید بن ابوسعید مجددی دہلوی۔

صیانۃ الاناس عن وسوسۃ الخناس، مرتبہ علامہ حیدر علی حسینی ٹونکی۔

السوائق الالٰہیہ فی الرد علی اللہابیہ، مرتبہ قاضی بشیر الدین عثمانی قنوجی، فضل بن رسول کی البوارق المحمدیہ کی تردید میں یہ کتاب ہے۔

الطّوارق الاحمدیہ، بزبان فارسی، مرتبہ مولوی محبّ احمد بدایونی سن تصنیف ۱۲۸۸ھ ہے، یہ کتاب السوائق الالٰہیہ کی تردید میں لکھی گئی ہے، اس میں وہابیت کی تردید کی گئی ہے۔

تفہیم المسائل، مرتبہ قاضی بشیر الدین عثمانی قنوجی۔

سراج الایمان، تقویۃ الایمان کی تردید میں جو کتاب لکھی گئی ہے اس کا یہ جواب ہے، مرتبہ مولوی سراج احمد حسینی سہسوانی۔

تزکیۃ الایقان، تقویۃ الایمان کی تردید میں، مرتبہ مولوی نقی علی بن رضا علی بریلوی۔

ازالۃ الشکوک والاوہام، تقویۃ الایمان کی تردید میں، مرتبہ مولوی فخر الدین حسینی الہ آبادی۔

العجالہ فی ازالۃ الازالہ، ازالۃ الشکوک والاوہام کی تردید میں، مرتبہ مولوی شکر اللہ اعظم گڑھی۔

خیر المقالہ فی ازالۃ العجالہ، مرتبہ مولوی عبدالسجان بن محسن ناروی۔

منجی المومنین، مرتبہ قاضی محمد حسین۔

الدین الخالص، بزبان عربی، دو جلدوں میں، مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا، مطبع احمدی میں نواب سید صدیق حسن خاں بھوپالی کے مصارف سے یہ کتاب چھپی ہے اور عام طور پر ان کی تصنیفات کی فہرست میں سمجھی جاتی ہے۔

ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح، بزبان فارسی مرتبہ مولانا اسماعیل شہید دہلوی۔

اصباح الحق الصریح فی احکام المحد ث والقبیح، الوسیلۃ الجلیلہ، یہ دونوں کتابیں مولوی وکیل احمد سکندر پوری کی ہیں۔

احقاق الحق، وہابیوں کی تردید میں، مرتبہ سید بدرالدین متوفی ۱۲۵۷ھ۔

سیف المبتدعین، مرتبہ قاضی عبدالنبی احمد نگری۔

الصاعقۃ الرابیۃ علی الفرقۃ الوہابیۃ الکذابیۃ، مرتبہ مولوی نصیرالدین برہان پوری۔

صیلۃ المومنین عن شرالمبتدعین، مرتبہ مولوی عبدالعزیز بن احمد اللہ رحیم آبادی بہاری۔

سفینۃ النجاۃ، بزبان فارسی ایک ضخیم جلد میں، مرتبہ شیخ محمد سعید اسلمی مدراسی۔

فصل الخطاب فی المحاکمہ، مرتبہ شیخ عبداللطیف قادری ویلوری۔

تفرقۃ السنۃ والبدعہ، بزبان فارسی، مرتبہ مولوی فخرالدین حسینی الہ آبادی۔

ردالشرک رسالہ، بزبان فارسی، مرتبہ شیخ مجاہد ولایت علی بن فتح علی عظیم آبادی۔

تبیان الشرک والبدعہ، مرتبہ شیخ مجاہد ولایت علی بن فتح علی عظیم آبادی۔

بت شکن رسالہ فی ابطال بدعۃ الصرائح، مرتبہ مولوی عنایت علی عظیم آبادی۔

الدعوۃ الی سید الامام، مرتبہ مولوی ولایت علی بن فتح علی عظیم آبادی۔

تحقیق الحقیقۃ، رسالہ بزبان اردو، مرتبہ ظہور علی، یہ کتاب بھرت پور میں شائع

ہوئی، مأۃ مسائل اور تقویۃ الایمان کی تردید میں لکھی گئی ہے، اس کتاب میں تصریح ہے کہ شاہ اسماعیل شہید اور شاہ اسحاق محدث دہلوی، نجدیہ وہابیہ مذہب پر تھے اور تقویۃ الایمان در حقیقت شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کی شرح ہے۔

طریقۃ المسلمین، بزبان اردو رسالہ کے مصنف کا نام نہیں معلوم ہوا، یہ ایک بڑا مفید اور عمدہ رسالہ ہے، بدعت سے اجتناب کی تحریض اور سنت کی اتباع پر بڑے عمدہ انداز سے لکھا گیا ہے، ۱۲۷۱ھ میں دہلی میں یہ رسالہ چھپا ہے۔

عجالہ نافعہ، رسالہ بزبان فارسی اس میں بدعت کے مفہوم کی وضاحت وتحقیق کی گئی ہے، اس کے مصنف مولوی سید ابوالحسن نقشبندی ہیں، غالباً یہ سید ابوالحسن نصیر آبادی ہیں۔

میلاد وقیام کے مسائل ومباحث پر کتابیں

اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام، مرتبہ مولوی سلامت اللہ بن برکت اللہ بدایونی کان پوری۔

اذاقۃ الآثام لمانعی المولد والقیام، مرتبہ مولوی نقی علی بن رضا علی حنفی بریلوی۔

مظاہر الحق رسالہ اثبات میلاد وقیام میں، مرتبہ مولوی رضا علی بن سخاوت علی بنارسی۔

سیف الاسلام المسلول علی المناع لعمل المولد والقیام، مرتبہ مولوی عبدالقادر بن فضل اللہ رسول عثمانی بدایونی۔

الطریقۃ الحسنہ فی اثبات المولد والقیام، مرتبہ مولوی رحمان علی بن شیر علی ناروی۔

الانوار الساطعہ فی اثبات المولد والفاتحہ، مرتبہ مولوی عبدالسمیع رام پوری سہارن پوری۔

دافع الاوہام فی المولد والقیام، مرتبہ مولوی عبدالسمیع رام پوری سہارن پوری۔

ہدایۃ العباد الی آداب محفل المیلاد، مرتبہ مولوی عبدالغفار بن عالم علی لکھنوی کان پوری۔

رسالہ فی تحقیق المولد والقیام، بزبان عربی، مرتبہ مولوی عبدالعلی نگرامی۔

غایۃ الکلام فی ابطال عمل المولد والقیام، بزبان فارسی مرتبہ مولوی بشیرالدین عثمانی قنوجی۔

کلمۃ الحق، بزبان فارسی مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

اعلاء کلمۃ الحق، مرتبہ سید سبط احمد سہسوانی۔

قامع البدعہ، مرتبہ سید محمد ظاہر بن غلام جیلانی حسنی حسینی رائے بریلوی۔

البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ، مرتبہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔

ارشاد العنود الی ادب المولود، مرتبہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری۔

نہایۃ الارشاد الی محفل المیلاد، عربی زبان میں ایک جامع کتاب، سن تصنیف ۱۳۲۷ھ، ان دونوں کتابوں کے مصنف مولوی عین القضاۃ حیدر آبادی لکھنوی بن محمد وزیر ہیں۔

ہادی المضلین، مرتبہ مولوی ناصر الدین قادری دہلوی، یہ کتاب میلاد قیام کے اثبات میں اور مولانا اسماعیل شہید دہلوی شاہ اسحاق دہلوی مہاجر مکی کی تردید میں ہے۔

سماع موتیٰ، نذور ذبیحہ، استعانت، شفاعت، تبرکات، تعزیہ، اذان کے وقت انگوٹھوں کو بوسہ دینے پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں

بصارۃ العینین، مرتبہ قاضی بشیرالدین عثمانی قنوجی، اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ اذان کے وقت انگوٹھوں کو بوسہ دینا منع ہے۔

رسالہ، مرتبہ مولوی سلامت اللہ کان پوری۔

رسالہ، مرتبہ مولوی تراب علی لکھنوی۔

ان دونوں رسالوں میں عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ ومعانقہ کو جائز ثابت کیا گیا ہے۔

تحقیق الامور فی حدوث الفاتحہ والنذور، مرتبہ مولوی عبدالعلی نگرامی۔

رسالہ، مرتبہ سید اعظم حسینی پھلواروی سن تصنیف ۱۲۸۲ھ ہے، اس رسالہ میں تعزیہ

کو باطل کہا گیا ہے۔

زبدۃ النصائح فی احکام الذبائح، مجموع الرسائل فیما اہل بہ لغیر اللہ، اس مجموعہ کا ایک رسالہ اوراس سے اوپر مذکورہ کتاب مولوی تراب علی لکھنوی کی تصنیف ہے۔

تحریم الحرام فیما اہل بہ لغیر اللہ، مرتبہ سید محمد زاہد حسنی حسینی رائے بریلوی۔

کتاب، مرتبہ مولوی عنایت العلی بن کرامت العلی اسرائیلی حیدرآبادی، مصنف نے اس کتاب میں سماع موتی، نذور، ذبیحہ، استعانت، شفاعت اور تبرکات کے مسائل پر بحث کی ہے۔

رسالہ فی تقبیل الابہامین عند الاذان، مرتبہ مولوی عنایت العلی بن کرامت العلی اسرائیلی حیدرآبادی۔

کتاب، مرتبہ مولوی غلام رسول محدث قلعوی، مصنف نے اس کتاب میں جمعۃ الوداع میں قضاء عمری کے نام سے چار رکعت نماز پڑھنے کو باطل کہا ہے۔

الفائحہ فی جواز الفاتحہ، مرتبہ مولوی فخر الدین حسینی الہ آبادی۔

رسالہ فی ابطال الضرائح، مرتبہ شیخ شمس الحق امیر علی محدث ڈیانوی عظیم آبادی، مصنف نے اس میں تعزیہ کو حرام بتلایا ہے۔

شفاعۃ السائل بتحقیق المسائل، حقیقۃ الشفاعہ، یہ دونوں کتابیں مولوی عبد القادر بن فضل رسول بدایونی کی ہیں۔

الاستشفاع والتوسل بآثار الصالحین وسید الرسل، مرتبہ شیخ عمر بن فرید حنفی دہلوی۔

النتیجہ فی جواز التیجہ[1]، مرتبہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری۔

لباب النقائح فی احکام الذبائح، مرتبہ مولوی نصیر الدین برہان پوری۔

رسالہ مرتبہ مولوی عبد الحکیم پنجابی، اس رسالہ میں مصنف نے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی تفسیر ما اہل بہ لغیر اللہ کی تردید کی ہے۔

السیف المسلول علی من انکر قد الرسول، مرتبہ شیخ فرید الدین شہید دہلوی۔

رسالہ مرتبہ مولوی بشیر بن بدر الدین فاروقی سہسوانی، اس رسالہ میں مصنف نے صوفیہ کے یہاں مروجہ بیعت کو واجب بتلایا ہے۔

الاہلال لفیض الاولیاء بعد الوصال، انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار، ازہار الانوار من ضیاء صلوات الاسرار، طوالع النور فی حکم السرج علی القبور، حیاۃ الموات فی سماع الاموات، منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوباء، السعی المشکور فی ابداء الحق المہجور، البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقہ، یہ جملہ کتب مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی ہیں۔

ہفت مسئلہ، مرتبہ شیخ الکل حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب اصلاً مولانا اشرف علی تھانوی کی تصنیف ہے، حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو اپنی طرف منسوب کیے جانے کو قبول فرمالیا تھا۔

اصلاح الخیال، مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی۔

بنیان الایمان، وحدۃ الوجود کی تردید میں بزبان اردو، مرتبہ محمد شاہ مرزا مہدی شیعی۔

---

[1] مرنے والے کے انتقال کے تیسرے دن قرآن پڑھا جاتا ہے اور کھانا پکتا ہے جس میں میت کے اعزہ و احباب اور فقراء و مساکین مدعو ہوتے ہیں، ہندوستان میں اس رسم کے جواز و عدم جواز پر اختلاف ہے۔

تیسرا باب

علوم عقلیہ اور فنون نظریہ میں

اس میں چھ فصلیں ہیں

۱۔ علم مباحثہ ومناظرہ میں

۲۔ علم منطق میں

۳۔ طبعیات والٰہیات میں

۴۔ علم ریاضی میں

۵۔ فن حکمت عملی میں

۶۔ فن طب میں

پہلی فصل
فن مباحثہ ومناظرہ میں

فن مناظرہ وہ علم ہے جس میں بحث کرنے والوں کے درمیان گفتگواور بحث کا طریقہ بتلایا جائے، اس علم کا موضوع وہ دلائل ہیں جن سے مخالف کے سامنے اپنا دعویٰ ثابت کیا جائے۔

اس علم کے اصول ومبادی وہ معلومات ہیں جو ظاہراور بدیہی ہوتے ہیں اوراس علم کی غرض طریقہ مناظرہ میں مہارت حاصل کرنا تا کہ حق بات ثابت ہو جائے، اور خلط مبحث نہ ہو۔

علم منطق کی طرح یہ علم بھی تمام علوم کا خادم اور آلہ ہے، کیوں کہ اس علم میں فریقین کسی چیز کے بارے میں حق بات معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس علم کا مقصد مخالف پر محض الزام رکھنا نہیں ہے۔

مسائل علمیہ کی تعداد دن بدن بڑھتی رہتی ہے اور نئے نئے سوالات سامنے آتے رہتے ہیں، چوں کہ لوگ ذہن ومزاج کے اعتبار سے ایک معیار پر نہیں ہوتے ہیں، اس لیے مسائل ومباحث میں اختلافِ رائے ناگزیر ہے اور ہر فریق اپنے دعوے کے اثبات اور فریق ثانی کے خیال کی تردید کی فکر کرتا ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ایسی گفتگوان اصول وشرائط

کے ساتھ ہو جو فریقین کے نزدیک تسلیم شدہ ہوں، ورنہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بات ہوگی، اس لیے ضروری ہے کہ کچھ ایسے اصول وقواعد ہوں جن کی رعایت دونوں فریق کے لیے ضروری ہوتا کہ غلط اور صحیح کے درمیان امتیاز ہو سکے، اس فن پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے کچھ متن ہیں اور کچھ متاخرین کی شرحیں ہیں، ان میں سے شمس الدین سمرقندی کی آداب، عضد الدین ایجی کی آداب، سید شریف جرجانی کی شریفیہ اور طاشبکریٰ زادہ کی آداب ہیں۔

فن بحث ومناظرہ میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

رشیدیہ، مرتبہ شیخ دیوان محمد رشید بن مصطفےٰ عثمانی جون پوری متوفی ۱۰۸۳ھ یہ کتاب میر سید شریف جرجانی کی شریفیہ کی شرح ہے، ہندوستان کے مدارس عربیہ میں یہ کتاب بہت زیادہ متداول ہے۔

الآداب الباقیہ، مرتبہ شیخ عبدالباقی بن غوث الاسلام صدیقی جون پوری یہ بھی شریفیہ کی شرح ہے، اس کا سن تصنیف ۱۰۶۰ھ ہے۔

الابحاث الباقیہ، شیخ عبدالباقی صدیقی جون پوری نے اپنے استاد ملا محمد بن محمد جون پوری کے حسب حکم وایما شریفیہ کی دوسری شرح بھی لکھی ہے، اس کتاب میں مصنف نے رشیدیہ کے بعض مندرجات پر بڑی فاضلانہ بحث کی ہے۔

نور الانوار، مرتبہ شیخ نور الدین جعفر بن عزیز اللہ مداری جون پوری متوفی ۱۰۹۳ھ یہ کتاب ''الابحاث الباقیہ'' کی تردید میں ہے۔

الآداب الرسولیہ، مرتبہ شیخ عبدالرسول۔

حاشیہ رشیدیہ، مرتبہ ملا امان اللہ بنارسی بن نور اللہ۔

الہدیۃ المختاریہ، مرتبہ مولانا عبدالحئ فرنگی محلی یہ العضدیہ کی شرح ہے، سن تصنیف ۱۲۸۲ھ ہے۔

الآداب المعینیہ مرتبہ شیخ معین الدین حسینی کاظمی کڑوی فارسی زبان میں فن مناظرہ پر یہ ایک رسالہ ہے۔

الآداب الصادقیہ، مرتبہ شیخ محمد صادق بن ابوالبقا حسینی جون پوری۔

حاشیہ عضدیہ، مرتبہ شیخ محمد صادق بن ابوالبقا حسینی جون پوری۔

مبادی المناظرہ، اصول المناظرہ، فن مناظرہ پر اردو زبان میں دو رسالے ہیں، دونوں کے مرتب مولوی تراب علی بن غلام علی بن نورالدین صدیقی خان پوری بلندشہری ہیں۔

دوسری فصل
علم منطق میں

منطق نام ہے ان قواعد کلیہ کا جن کی پابندی سے ذہن نظر وفکر میں غلطی سے بچتا ہے، اس علم کا موضوع وہ معلوم تصورات و تصدیقات ہیں جن سے مجہول تصورات و تصدیقات حاصل ہوں، اس علم کی غرض جیسا کہ تعریف سے ظاہر ہے، ذہن انسانی کا فکر ونظر کی غلطی سے بچنا اوراس علم کا نفع علوم عقلیہ کو صحیح طور سے حاصل کرنا ہے، فارابی نے اس علم کو رئیس العلوم اورابن سینا نے خادم العلوم کہا ہے۔

منطق کے بنیادی اصول نو ہیں، کلیات، تعریفات، تصدیقات، قیاس، برہان، خطابت، جدل، مغالطہ، شعر۔

تاریخ سے یہ بات معلوم ہے کہ اس علم کا موسس اور مدون ارسطو ہے اوراسی وجہ سے ارسطو کو معلم اول کہا جاتا ہے، اس علم کی ترقی پراس عہد کے بادشاہ نے پانچ سو دینار اور سالانہ ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ کرتا تھا، ارسطو کی جملہ کتب مشرقی رومن امپائر کے علاقہ مورہ میں محفوظ تھیں، عباسی خلیفہ مامون رشید کو علوم عقلیہ اور متقدمین کے علوم سے دلچسپی ہوئی ہے تو اس نے رومی شہنشاہ کے پاس قاصد بھیج کر یہ کتابیں اس سے طلب کیں، ابتدا میں رومی شہنشاہ نے کتابیں بھیجنے سے انکار کیا، مامون کو غصہ آیا اور اس نے رومی مملکت

پر فوج کی چڑھائی کا حکم دے دیا، جب رومی شہنشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے پادریوں اور عیسائی مذہب کے دوسرے پیشواؤں کو بلا کر مشورہ کیا اور ان لوگوں نے اپنے بادشاہ کو یہ مشورہ دیا کہ آپ مسلمان بادشاہ کے پاس کتابیں بھیج دیں، کیوں کہ یہ کتابیں مسلمانوں کے عقائد میں کمزوری پیدا کردیں گی اور دین پر سے ان کا عقیدہ متزلزل ہوجائے گا، رومی بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا اور مامون کے پاس کتابیں بھجوادیں، مامون نے لائق مترجمین کے ذریعہ ان کتابوں کا ترجمہ کرایا، ان مترجمین میں حنین بن اسحاق ثابت بن قرہ وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

ان مترجمین نے ان کتابوں کے ترجمہ کیے لیکن ہر ایک کا ترجمہ ایک دوسرے سے بہت مختلف تھا اور یہ باقاعدہ مہذب و مرتب نہیں تھے، منصور بن نوح سامانی نے ابونصر فارابی کو ان تراجم کی تلخیص وتہذیب کا حکم دیا، فارابی نے ان کو مہذب وملخص کیا، اسی وجہ سے فارابی کو معلم ثانی کہا جاتا ہے لیکن اب بھی یہ ترجمے مبیضہ کی شکل میں نہیں آئے تھے اور یہ سارا ذخیرہ اصفہان کے کتب خانہ میں سلطان مسعود کے زمانہ تک محفوظ رہا، اصفہان کے کتب خانہ کا نام صوان الحکمت تھا، فارابی نے ان ترجموں کو باقاعدہ مہذب و مرتب اور کتابی شکل میں اس لیے نہیں کیا کہ اس کے مزاج میں سیر وسیاحت کا غلبہ تھا۔

سلطان مسعود کے شاہی طبیب کی حیثیت سے ابن سینا نے دربار میں رسوخ حاصل کیا اور درجہ وزارت تک پہنچا اور اس کتب خانہ سے استفادہ کیا، چنانچہ اس نے اس کتب خانہ کی کتابوں کا خلاصہ لکھا اور کتاب الشفا کے نام سے ایک کتاب فن معقولات میں لکھی۔

بوعلی سینا سلطان مسعود کے دربار ہی میں تھا کہ کتب خانہ میں آگ لگ گئی، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خود بوعلی سینا نے ان کتابوں کو اس لیے ضایع کردیا کہ اب وہ جو کچھ لکھے گا اپنی طرف منسوب کرے گا، لیکن یہ بوعلی سینا کے دشمنوں کی رائے ہے، اس کی کوئی اصلیت نہیں جیسا کہ مدینۃ العلوم میں مذکور ہے، فن منطق میں جو مبسوط اور جامع کتابیں لکھی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

البحر الخضم و منطق الشفا، مرتبہ بوعلی سینا، شیخ بوعلی سینا نے یہ کتاب بغیر کسی کتاب کی

مراجعت کے لکھی ہے۔

بیان الحق، مطالع الانوار، المناہج، کشف الاسرار، ان سب کتابوں کے مصنف خونجی ہیں۔

جامع الدقائق، مرتبہ کاتبی۔

تعدیل المیزان، مرتبہ صدر الشریعہ۔

معیار الافکار، محک النظر، یہ کتاب امام غزالی کی تصنیف ہے۔

شمسیہ، تہذیب، یہ دونوں ملا سعد الدین تفتازانی کی تصنیف ہیں۔

میزان المنطق، ایساغوجی، صغریٰ، کبریٰ، یہ چاروں کتابیں میر سید شریف میر جرجانی کی تصنیف ہیں۔

فن منطق میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

سلم العلوم، مصنفہ قاضی محبّ اللہ بہاری، ہندوستان میں اس کتاب کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، نصاب درس میں یہ کتاب بڑی اہمیت رکھتی ہے، اس کی بے شمار شرحیں لکھی گئی ہیں۔

غایۃ العلوم و معارج الفہوم، مصنفہ شیخ حسن بن غلام مصطفےٰ انصاری لکھنوی، یہ کتاب بھی دقت ومتانت میں سلم کے مثل ہے۔

مرقاۃ، فن منطق میں ایک بہترین رسالہ ہے، مصنفہ مولانا فضل امام فاروقی خیرآبادی بن محمد ارشد۔

اسلم، فن منطق میں ایک جامع متن ہے، مرتبہ مولانا سخاوت علی جون پوری۔

فن منطق میں ایک بہترین متن، مرتبہ شاہ رفیع الدین دہلوی۔

رسالۃ العرفان، مرتبہ مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی۔

معیار المنطق، اردو زبان میں فن منطق میں ایک جامع کتاب ہے اور شاید اردو

میں منطق پر یہ پہلی کتاب ہے، مصنف نے بہت عمدہ طریقہ سے اس کتاب میں منطق کے مسائل بیان کیے ہیں۔

البناء المرفوع، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

الدرۃ البہیۃ مختصر شمسیہ، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

مبادی الحکمت، مرتبہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی۔

رسالہ فن منطق میں، مرتبہ شیخ حبیب اللہ قنوجی۔

الدرر المنظور فن منطق میں، مرتبہ مولوی تراب علی خیرآبادی، متوفی ۱۲۸۲ھ نواب مدراس نے اس رسالہ کی تصنیف پر مصنف کو بطور انعام سات ہزار روپئے دیے تھے۔

الانوار المشرقیہ فی الاسرار المنطقیہ، التالیفات التمثیلیہ، یہ دونوں کتابیں عبدالرحیم بن مصاحب علی گورکھ پوری ساکن کلکتہ کی ہیں۔

رسالہ در منطق، مرتبہ مولوی حیدر بن ملا مبین لکھنوی۔

ہدایۃ المسلمین، فن منطق میں، فارسی زبان میں ایک منظوم رسالہ ہے، مرتبہ مولوی عبدالاعلا بن کریم اللہ بنارسی متوفی ۱۲۷۴ھ۔

مطالع خورشید، مرتبہ مولوی غلام امام بن مشہور خاں حیدرآبادی۔

رسالہ در منطق، مرتبہ شیخ نظام الدین بن مہدی علی دہلوی۔

معین الغائصین فی رد المغالطین، مرتبہ مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی۔

نبراس الفطانہ، مصنفہ مولوی علی عباس چریاکوٹی۔

تصدیق الصدوق، مصنفہ مولوی علی محمد بن سید محمد شیعی لکھنوی۔

المنطق، رسالہ بزبان اردو، مصنفہ حافظ عبداللہ غازی پوری۔

اصول المنطق، مصنفہ ابوصالح کان پوری۔

التحقیق الانیق فی التصور والتصدیق، مصنفہ قاضی عبدالرحمٰن۔

مرقات الاذہان فی علم المیزان، مرتبہ سید معین الدین کاظمی کڑوی۔

دوحۃ المیزان، مصنفہ مولوی یوسف علی گوپامئوی۔

حل المغلق فی بحث المجہول المطلق، مرتبہ مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی لکھنوی۔

الکلام الوہبی، مرتبہ مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی لکھنوی، یہ کتاب قطبی کی بعض عبارتوں کی توضیح وتفسیر میں ہے۔

شروح وحواشی

شرح مطالع، مرتبہ شاہی بیگ صاحب سندھ۔

شرح مطالع، مرتبہ شیخ نورالدین بن محمد صالح گجراتی۔

شرح شمسیہ، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

حاشیہ شرح شمسیہ، مرتبہ سید محمد بن علی بن شہاب ہمدانی۔

حاشیہ شرح شمسیہ، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

حاشیہ شرح شمسیہ، مرتبہ شیخ نورالدین بن محمد صالح گجراتی۔

حاشیہ شرح شمسیہ، مرتبہ شیخ جمال الدین بن رکن الدین گجراتی۔

حاشیہ شرح شمسیہ، مرتبہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔

شمسیہ کی بحث مختلطات کی شرح مصنفہ شیخ محمد قائم بن شاہ میر الہ آبادی، اتضاحات، شرح مختلطات، مرتبہ شیخ عبدالحلیم بن امین اللہ۔

حاشیہ شرح مختلطات، مرتبہ مولوی افہام الدین بن انعام اللہ لکھنوی۔

بدیع المیزان شرح میزان المنطق، مصنفہ شیخ عبداللہ الہ داد تلبنی۔

سراج المیزان شرح میزان المنطق، مرتبہ مفتی شرف الدین رام پوری۔

الکلام الفائق شرح میزان المنطق، بزبان فارسی مرتبہ مولوی احمد حسن بن عظیم الدین ارکاٹی۔

شرح میزان المنطق، مرتبہ شیخ سراج الحق بن فیض احمد بدایونی۔

شرح میزاج المنطق، مرتبہ مولوی محمد سعید بن واعظ علی عظیم آبادی۔

شرح تہذیب المنطق، مرتبہ مفتی عبدالسلام دیوی۔

شرح تہذیب المنطق، مرتبہ شیخ نورالدین بن محمد صالح گجراتی۔

شرح تہذیب المنطق، مرتبہ شیخ عبدالباسط بن رستم علی قنوجی۔

شرح تہذیب المنطق، مرتبہ شیخ شرف الدین پھلواروی۔

شرح تہذیب المنطق، بزبان اردو، مرتبہ شیخ عبدالرحمٰن غازیپوری۔

شرح تہذیب المنطق، مرتبہ مولوی عبدالغفور رمضان پوری۔

شرح ضابطۃ التہذیب، مرتبہ علامہ بحرالعلوم بن ملا نظام الدین فرنگی محلی لکھنوی۔

شرح ضابطۃ التہذیب موسوم، غایۃ التقریب، مرتبہ مفتی سلطان حسن بریلوی۔

البیان العجیب شرح ضابطۃ التہذیب، مرتبہ مولانا عبدالحلیم امین اللہ لکھنوی۔

شرح ضابطۃ التہذیب، مرتبہ شیخ محمد قائم بن شاہ میر الہ آبادی۔

شرح ضابطۃ التہذیب، مرتبہ مولوی عالم علی بن کفایت علی مرادآبادی۔

شرح البہاری الحری، التعلیقات الیومیہ، شرح ایساغوجی، یہ دونوں کتابیں مولوی محمد حسن سنبھلی کی ہیں۔

حاشیہ شرح تہذیب، مرتبہ شیخ عمادالدین لبکنی۔

حاشیہ شرح تہذیب، مرتبہ شیخ عبدالنبی احمد نگری۔

حاشیہ شرح تہذیب، مرتبہ شیخ عبدالنبی بن عبداللہ گجراتی۔

حاشیہ شرح تہذیب، مرتبہ مفتی اسماعیل بن وجیہ الدین مرادآبادی۔

حاشیہ شرح تہذیب، مرتبہ شیخ برہان الدین دیوی۔

تحفۂ شاہ جہانی حاشیہ شرح تہذیب، مرتبہ شیخ الٰہی بخش فیض آبادی، یہ ایک جامع حاشیہ ہے۔

نوٹ: تہذیب کی دو شرحیں ہیں، ایک ملا یزدی کی اور ایک ملا دوانی کی، اب تک جس شرح تہذیب کے حاشیوں کا تذکر تھا وہ ملا یزدی کی شرح تہذیب ہے جو عام طور سے مدارس عربیہ میں شرح تہذیب کے نام سے قطبی سے پہلے پڑھائی جاتی ہے، تہذیب کی دوسری شرح ملا جلال الدین دوانی کی لکھی ہوئی ہے، اس کو عام طور سے شرح ملا جلال کہا جاتا ہے اور یہ ملا حسن اور ملا حمد اللہ کے بعد فن منطق کے منتہی طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے، ذیل میں ملا جلال دوانی کی شرح تہذیب کے حواشی کا تذکرہ ہے۔

حاشیہ شرح تہذیب، مرتبہ سید اسماعیل بن قطب حسینی بلگرامی۔

حاشیہ شرح تہذیب، مرتبہ سید محمد زاہد بن محمد اسلم ہروی۔

ان دونوں حواشی پر علمائے ہند نے تعلیقات وحواشی لکھے ہیں، مثلاً:

حاشیہ، شیخ احمد عبدالحق لکھنوی۔

حاشیہ، قاضی احمد علی سندیلوی۔

حاشیہ، شیخ فتح علی قنوجی۔

حاشیہ، شیخ محمد وارث بنارسی۔

حاشیہ، مولوی محمد قائم الہ آبادی۔

حاشیہ، ملا حسن غلام بن مصطفےٰ لکھنوی۔

حاشیہ، ملا مبین بن محب اللہ لکھنوی۔

حاشیہ، قاضی عبدالنبی احمد نگری۔

حاشیہ، ملا محمد عظیم ملانوی۔

حاشیہ، شیخ احمد پھلواروی۔

حاشیہ، قاضی ارتضیٰ علی خان گوپاموی۔

یہ سب حاشیہ پر حواشی تھے۔

حاشیہ، شرح تہذیب، مرتبہ مولوی محمد حسین بن قاضی محمد اکبر بن محمد غوث مجددی معصومی زبیری ضیاء الالٰہی۔

حاشیہ، مولوی حیدر علی بن حمد اللہ سندیلوی۔

حاشیہ، مفتی ظہور اللہ لکھنوی۔

حاشیہ، ملا بحر العلوم بن ملا نظام الدین فرنگی محلی لکھنوی۔

حاشیہ، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔

حاشیہ، شیخ عبد الحکیم بن عبد الرب لکھنوی۔

حاشیہ، مولوی نجف علی شیعی نونہروی۔

حاشیہ، مولوی ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی۔

حاشیہ، مولوی فضل امام خیر آبادی۔

التعلیق العجیب حاشیہ تہذیب، مرتبہ مولانا عبد الحئ فرنگی محلی لکھنوی۔

حاشیہ میر زاہد بر قطبی مبحث علم پر علم کی بحث اصلاً فن فلسفہ سے متعلق ہے لیکن عام طور سے مصنفین نے منطق کی کتابوں میں علم کی بحث کا ذکر کیا ہے، اس لیے ہم بھی میر زاہد کے حاشیہ کو اور اس سے متعلق تعلیقات کو فن منطق میں ذکر کر رہے ہیں۔

میر زاہد کے حاشیہ پر علمائے ہند نے بہت سے حواشی لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں:

حاشیہ، شیخ احمد عبد الحق۔

حاشیہ، قاضی احمد علی۔

حاشیہ، ملا مبین۔

حاشیہ، مولوی برکت بن عبد الرحمٰن الہ آبادی۔

حاشیہ، مولوی محمد عظیم۔

حاشیہ، مولوی امان اللہ نگر نہنسوی۔

حاشیہ، قاضی ارتضٰی علی خاں۔

حاشیہ، مولوی حیدر علی۔

حاشیہ، شاہ رفیع الدین دہلوی۔

حاشیہ، شاہ عبدالعزیز دہلوی۔

حاشیہ، مولوی رستم علی رام پوری۔

حاشیہ، قاضی محمد ولی بن غلام مصطفٰے لکھنوی۔

حاشیہ، مفتی ظہور اللہ۔

حاشیہ، مولوی غلام نبی شاہ جہاں پوری۔

حاشیہ، مولوی نور الاسلام بن سلام اللہ رام پوری۔

حاشیہ، ملا بحر العلوم عبد العلی۔

التعلیقات المرضیہ شرح حاشیہ سید زاہد، مرتبہ مولوی عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی۔

حاشیہ، مولوی فضل امام خیر آبادی۔

حاشیہ، شیخ غلام یحیٰی بہاری، اس حاشیہ کا نام ''لواء الہدیٰ فی اللیل والدجیٰ'' ہے۔

حاشیہ، حسین علی قائنی اخباری بریلوی۔

حاشیہ مولوی ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی۔

حاشیہ، مولوی عبدالوہاب بن احسان علی بہاری، اس حاشیہ کا نام ''الصحیفۃ الملکوتیہ'' ہے۔

حاشیہ مولوی سعادت حسین بن رحمت اللہ بہاری۔

شرح حاشیہ سعادت حسین بزبان فارسی، مرتبہ مولوی علاء الدین بن انوار الحق لکھنوی۔

حاشیہ لواء الہدیٰ، مرتبہ شیخ تراب علی لکھنوی۔

حاشیہ لواء الہدیٰ، مرتبہ مولانا عبدالحق خیر آبادی۔

حاشیہ لواء الہدیٰ، مرتبہ شیخ علی اصغر فیض آبادی۔

حاشیہ لواء الہدیٰ مرتبہ مولوی محمد سعید بن واعظ علی عظیم آبادی۔

ہدایۃ الوریٰ حاشیہ لواء الہدیٰ، مرتبہ مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی لکھنوی سن تصنیف ۱۲۸۰ھ ہے۔

مصباح الدجیٰ، مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی کا دوسرا حاشیہ لواء الہدیٰ کا سن تصنیف ۱۲۸۶ھ ہے۔

نور الہدیٰ، لواء الہدیٰ کا تیسرا حاشیہ، مرتبہ مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی لکھنوی، سن تصنیف ۱۲۸۷ھ ہے۔

علم الہدیٰ، لواء الہدیٰ کا چوتھا حاشیہ، مرتبہ مولانا عبد الحیؒ فرنگی محلی لکھنوی، سن تصنیف ۱۳۰۲ھ ہے۔

میر زاہد کے حاشیہ پر ملا بحر العلوم نے جو حاشیہ لکھا ہے، اس حاشیہ پر حاشیہ، اس کے مرتب شیخ عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی ہیں اور اس کا نام ''کشف المکتوم'' ہے۔

حاشیہ لواء الہدیٰ، مرتبہ مولوی محمد احسن گیلانی۔

غایۃ العلوم ومعارج الفہوم پر حاشیہ، مرتبہ شیخ ولی اللہ لکھنوی۔

شرح مرقاۃ، مرتبہ شیخ مولانا عبدالحق خیر آبادی۔

شرح مرقاۃ (بزبان فارسی) مرتبہ شیخ الٰہی بخش فیض آبادی، عام طور پر یہ کتاب نواب علی حسن بھوپالی کی تصنیف سمجھی جاتی ہے۔

حد العرفان، مرتبہ مولوی وکیل احمد سکندر پوری، یہ کتاب ''العرفان'' کی شرح ہے، کتاب العرفان شیخ عبدالحلیم کی تصنیف ہے۔

شرح سراج المیزان، مرتبہ مولوی عبدالغنی بن عبدالعلی رام پوری۔

حاشیہ بر تتمہ اخوند یوسف، مرتبہ حافظ محمد احسن پشاوری۔

سلم العلوم کی شروح وحواشی

شرح سلم، مرتبہ قاضی مبارک پوری بن دائم گوپامئوی۔

شرح سلم، مرتبہ مولوی حمد اللہ سندیلوی۔

شرح سلم، مؤلفہ ملا حسن لکھنوی۔

مرأۃ الشروح شرح سلم، مؤلفہ ملا مبین لکھنوی۔

شرح سلم، مؤلفہ ملا بحر العلوم، سلم کی یہ شرحیں جامع اور مقبول ومتداول ہیں، ہندوستان کے نصاب درس میں یہ ساری شرحیں داخل ہیں اور عرصہ دراز سے پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔

شرح سلم، مؤلفہ شیخ احمد عبد الحق۔

شرح سلم، مؤلفہ قاضی احمد علی سندیلوی۔

شرح سلم، مؤلفہ قاضی محمد ولی لکھنوی۔

تنویر السلم شرح سلم، مرتبہ مولوی محمد حنیف دھموری، یہ کتاب ۱۲۷۰ھ میں دہلی میں چھپی ہے۔

شرح سلم، مؤلفہ مفتی شرف الدین رام پوری۔

شرح سلم، بحث تصدیقات، مؤلفہ نعیم الدین بن فصیح الدین قنوجی۔

ملا حسن کی شرح سلم کا تکملہ، مؤلفہ شیخ ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی۔

احمد عبد الحق کی شرح سلم کا تکملہ، مؤلفہ شیخ ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی۔

شرح سلم قاضی کا حاشیہ، مرتبہ مولوی نور الاسلام بن سلام اللہ رام پوری۔

حاشیہ قاضی، مؤلفہ مفتی یوسف بن اصغر لکھنوی۔

حاشیہ قاضی، مؤلفہ حافظ محمد احسن پشاوری۔

حاشیہ قاضی، مؤلفہ مولوی فضل امام خیر آبادی۔

شرح قاضی، مرتبہ مولوی تراب علی لکھنوی۔

حاشیہ قاضی موسوم التعلیق المرضی، مرتبہ مولوی تراب علی۔

القول المسلم حاشیہ سلم، مرتبہ استاذ محترم عبدالحق کابلی۔

حاشیہ سلم، مرتبہ شیخ عبدالحق بن فضل حق خیرآبادی۔

حاشیہ شرح سلم حمداللہ، مؤلفہ شیخ محمد قائم الہ آبادی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ شیخ ابوالحسن بن نعمت اللہ پھلواروی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ شیخ تراب علی لکھنوی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ مولوی جعفر علی کسمنڈوی۔

حاشیہ شرح سلم، مرتبہ حیدر علی بن حمداللہ سندیلوی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ حکیم شریف خاں دہلوی۔

حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ شیخ عبدالحکیم بن عبدالرب لکھنوی۔

کشف الانتباہ حاشیہ شرح سلم، مؤلفہ مولانا عبدالحق خیرآبادی۔

حاشیہ شرح سلم، مرتبہ مولوی عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی۔

حاشیہ شرح سلم مرتبہ مولوی الٰہی بخش فیض آبادی۔

حاشیہ شرح سلم، مرتبہ مولوی عبداللہ ٹونکی۔

حاشیہ شرح سلم، مرتبہ مولوی احمد حسن کان پوری۔

حاشیہ شرح سلم ملاحسن، مرتبہ مفتی یوسف بن اصغر لکھنوی۔

حاشیہ شرح سلم ملاحسن موسوم بہ القول الاسلم، مؤلفہ مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی۔

حاشیہ شرح سلم ملاحسن، مرتبہ مولوی تراب علی لکھنوی۔

سوانح الزمن حاشیہ شرح سلم ملاحسن، مرتبہ مولوی محمد حسن سنبھلی۔

تیسری فصل

علم طبیعیات والٰہیات میں

حکمت (فلسفہ) اس علم کا نام ہے جس میں موجودات کے صحیح احوال سے بحد بشری بحث کی جائے، اس علم کا موضوع موجودات حقیقیہ ہیں، خواہ وہ ذہنی ہوں یا خارجی اور اس علم کی غرض و غایت دنیا میں انسان کا اخلاق وفضائل سے آراستہ ہونا اور آخرت میں فوز و سعادت حاصل کرنا ہے۔

موجودات خارجی یا ایسے افعال واعمال ہوں گے جن کا وجود انسان کی قدرت واختیار میں ہے یا ایسے اعمال وافعال ہوں گے جن کا وجود انسان کی قدرت واختیار میں نہیں ہے۔

پہلی قسم کی موجودات یا ان موجودات کے احوال کا جاننا جن کا وجود انسان کی قدرت واختیار میں ہے تاکہ انسان دنیا وآخرت کی اچھائیوں سے ہم کنار ہو، حکمت عملی کہلاتا ہے اور دوسری قسم کے افعال واعمال یعنی جن افعال واعمال کا وجود انسان کی قدرت واختیار میں نہیں ہے، ان کے احوال کا جاننا حکمت نظری کہلاتا ہے۔

حکمت عملی کی تین قسمیں ہیں: تہذیب الاخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدن۔

تہذیب الاخلاق: وہ حکمت عملی ہے جس میں اشخاص کی اچھائیوں اور برائیوں سے بحث کی جائے۔

تدبیر منزل: وہ حکمت عملی ہے جس میں خاندان کے افراد کے مابین باہمی تعلق اور

خاندان کے مصالح ومنافع سے بحث کی جائے۔

سیاست مدن: وہ حکمت عملی ہے جس میں ایک شہر یا ایک ملک اور علاقہ میں بسنے والے افراد کے مابین تعلق اور ان کے مصالح ومفاد سے بحث کی جائے، حکمت عملی کی طرح حکمت نظری کی بھی تین قسمیں ہیں:

حکمت الٰہی، حکمت ریاضی، حکمت طبیعی۔

حکمت الٰہی وہ حکمت نظری ہے جس میں ان موجودات کے احول سے بحث ہو جو اپنے وجود خارجی اور ذہنی دونوں میں مادہ کی محتاج نہ ہوں، جیسے ذات واجب الوجود، عقول مجردہ وغیرہ، حکمت ریاضی وہ حکمت نظری ہے جس میں ایسے موجودات کے احوال سے بحث ہو جو صرف وجود خارجی میں مادہ کے محتاج ہوں، جیسے کرہ مثلث ومربع وغیرہ اس کو فن تعلیمی بھی کہتے ہیں۔

حکمت طبیعی وہ حکمت نظری ہے جس میں ایسے موجودات کے احوال سے بحث ہو جو اپنے وجود خارجی وذہنی دونوں میں مادہ کے محتاج ہوں، اس کو علم ادنیٰ بھی کہتے ہیں، جیسے انسان جمادات، نباتات وغیرہ۔

دوڈھائی ہزار سال پہلے یونان میں علوم فلسفیہ کا بڑا چرچہ وزور تھا اور مختلف مکاتب فکر کے فلاسفہ موجود تھے، ان میں زیادہ تر شہرت فلاسفہ مشائین اور اشراقین کو ہوئی، کہا جاتا ہے کہ فلسفیانہ علوم کی ابتدا لقمان حکیم سے ہوئی، یہاں تک کہ یہ علم سقراط تک پہنچا، سقراط کا شاگرد افلاطون ہے، افلاطون کا شاگرد ارسطو ہے اور ارسطو کا شاگرد اسکندر افردوسی ہے، علوم فلسفیہ میں سب سے زیادہ مہارت ارسطو کو حاصل تھی اور اسی نے سب سے پہلے فن منطق کو مرتب ومدون کیا اور اسی وجہ سے ارسطو کا لقب معلم اول ہے۔

یونانیوں کو جب زوال ہوا اور یونان رومی حکومت کے قبضہ میں آیا اور رومی شہنشاہ اور رومی باشندوں نے جب عیسائی مذہب اختیار کرلیا تو یہ فلسفیانہ علوم بھی متروک اور مہجور ہوگئے،

اس علم کی کتابیں اور مخطوطات کتب خانوں میں محفوظ کردی گئیں، پھر جب مسلمانوں کا عہد آیا اور مسلمانوں کواس علم سے واقفیت ہوئی اور مسلمانوں کو عیسائیوں پر غلبہ حاصل ہواتو پھر خالد بن یزید بن معاویہ نے (جو خاندان مروان کا حکیم وفلسفی کہا جاتا تھا اور جس کو فلسفیانہ علوم سے بہت محبت وشیفتگی تھی اوراس کو کیمیا سازی کی دھن تھی) فن کیمیا سے متعلق کتابوں کو یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کرایا، اصطفن قدیم نے کیمیا کی کتابوں کو خالد اموی کے لیے عربی زبان میں منتقل کیا اور یہ اسلامی تاریخ میں یونانی زبان سے عربی زبان میں پہلا ترجمہ ہے۔

عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے رومی شہنشاہ کے پاس قاصد بھیج کر فلسفہ کی کتابیں منگوائیں، کتاب اقلیدس اور طبیعیات کی بعض کتابیں رومی شہنشاہ نے منصور کے پاس بھیج دیں، عیسائی مترجمین نے ان کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ کردیا، مسلمانوں نے ان کتابوں کو پڑھا اور مباحث فلسفیہ سے آگاہ وواقف ہوئے تو ان کا شوق اور رغبت اس علم کی طرف اور زیادہ بڑھ گئی اور ماقبی کتب کے بھی وہ طالب ہوئے۔

عباسی خلیفہ مامون الرشید کو فلسفیانہ علوم سے بہت زیادہ دلچسپی تھی، اس نے رومی شہنشاہ کے پاس اس مقصد سے قاصد بھیج کر تمام فلسفیانہ علوم کی کتابیں طلب کیں، رومی شہنشاہ نے تھوڑے سے تذبذب وانکار کے بعد یونانی فلاسفہ کی کتابیں مامون کے پاس بھیجنا منظور کرلیا، مامون نے روم سے کتابیں لانے کا کام ایک جماعت کے سپرد کیا، جن میں حجاج بن مطر ابن البطریق اور سلما مہتمم بیت الحکمت خاص طور سے قابل ذکر ہیں، اس جماعت نے روم جاکر جو کتابیں پسند کیں وہ لے آئے اور مامون نے اس جماعت کو حکم دیا کہ ان کتابوں کا عربی میں ترجمہ کریں، اصحاب ذیل نے فلسفہ کی کتابوں کا یونانی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا، ابن یحییٰ، حجاج بن مطر، ابن ناعمہ، عبدالمسیح حمصی، سلام بن ابرش، حسین بن بہریق، ہلال بن ابوہلال حمصی، ابن آوی، ابونوح بن صلت، ابن بطوطہ بن نوح، قسط بن لوقا بعلبکی، حسنین بن اسحاق، ثابت بن قرہ، ابراہیم بن صلت، یحییٰ بن عدی،

ابن المقفع نے فارسی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا، کنکا ہندی نے سنسکرت زبان سے عربی میں ترجمہ کیا اور ابن وحشیہ نے نبطی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا۔

لیکن یہ سب ترجمے ایک دوسرے سے گڈمڈ اور صاف وواضح نہیں تھے اور ہر ایک کا ترجمہ دوسرے سے مختلف اور متضاد تھا، یہ سب ترجمے اسی طرح غیر واضح شکل میں محفوظ تھے اور امتداد زمانہ کی وجہ سے قریب تھا کہ ضائع ہو جائیں، منصور بن نوح سامانی نے ابونصر فارابی سے ان ترجموں کی تلخیص وتہذیب کی درخواست کی، چنانچہ فارابی نے اس کام کوانجام دیا اور اسی وجہ سے فارابی کو معلم ثانی کہا جاتا ہے۔

لیکن فارابی کے ترجمے بھی ابھی تہذیب وتلخیص کے آخری شکل میں نہیں آئے تھے اور کتابی شکل نہیں اختیار کی تھی، کیوں کہ فارابی کے مزاج پر سیر وسیاحت کا غلبہ تھا اور ایک جگہ جم کر بیٹھ کر کام کرنے کا عادی نہیں تھا، یہ سب کتابیں اصفہان کے کتب خانہ میں جس کا نام صوان الحکمت تھا، سلطان مسعود کے زمانہ تک اسی طرح محفوظ رہیں، بوعلی سینا سلطان مسعود کے دربار میں شاہی طبیب کی حیثیت سے آیا اور کچھ دنوں بعد وزیر بھی ہو گیا، اس کتب خانہ پر اس کا عمل ودخل ہوا اور اس نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا اور کتاب الشفا اور اپنی دوسری کتابیں اسی کتب خانہ کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد لکھیں، کچھ دنوں کے بعد یہ کتب خانہ آگ سے جل گیا، کچھ لوگوں نے بوعلی سینا پر الزام لگایا کہ اسی نے یہ کتب خانہ جلایا ہے تاکہ آئندہ یہ جو کچھ لکھے وہ اس کے ذاتی فکر کا نتیجہ سمجھا جائے لیکن یہ بات صحیح نہیں۔

مسلمانوں میں مشہور فلاسفہ ابونصر فارابی ابوعلی بن سینا مشرق میں اور قاضی بن رشد اور ابوبکر صائغ اندلس میں گزرے ہیں، ان لوگوں کے ہمسر علوم فلسفیہ میں شہاب الدین مقتول فخر الدین رازی، نصیر الدین طوسی، قطب الدین شیرازی، جلال الدین دوانی، فاضل مرزا جان میر زاہد ہروی اور بہت سے دوسرے علما بھی ہیں۔

ہندوستان میں منطق وفلسفہ

نویں صدی ہجری تک ہندوستان میں عام طور پر فلسفہ ومنطق کی طرف اعتنا وتوجہ کم رہی ہے، نصاب درس میں صرف شرح شمسیہ داخل تھی، سب سے پہلے نصاب درس میں کتب معقولات کا اضافہ شیخ عبداللہ تلبنی ملتانی اوران کے بھائی شیخ عزیز اللہ نے کیا، یہ دونوں بھائی ملتان سے روانہ ہوکر اول الذکر دہلی اور ثانی الذکر نے سنبھل کواپنی اقامت گاہ بنایا، یہ لودھیوں کی سلطنت کا زمانہ ہے، اس عہد میں مطالع ومواقف نصاب درس میں داخل کی گئیں، جب کتب معقولات کی طرف لوگوں کی توجہ اور زیادہ بڑھی تو پھر شرح مطالع وشرح مواقف کا بھی نصاب درس میں اضافہ کیا گیا، اس کے بعد خطیب اور طارمی گجرات اور فضل اللہ شیرازی دکن اور فتح اللہ شیرازی بیجاپور آئے، یہ لوگ اپنے ساتھ دوانی شیرازی فاضل مرزا جان وغیرہ کی تصنیفات اپنے ہندوستان لائے اور یہاں کے نصاب درس میں ان کتابوں کو رائج کیا۔

ملا فتح اللہ شیرازی دربار بیجاپور سے آگرہ دربار اکبری میں آگئے، معقولات کے عمومی رواج اور درس میں اس کی اہمیت کا زمانہ یہی ہے اور ملا فتح اللہ شیرازی کو اس حیثیت سے بڑی اہمیت حاصل ہے، اب ہندوستان میں فلسفہ ومعقولات کے فضلا پیدا ہونے شروع ہوئے، جنھوں نے اس فن کی تدریس اوراس کی اشاعت میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے، سب سے زیادہ مشہور شخصیتیں یہ ہیں:

گجرات میں شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی، لاہور میں مفتی عبدالسلام لاہوری، سیالکوٹ میں کمال الدین کشمیری اوران کے شاگرد ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، جون پور میں ملا افضل عثمانی، مفتی عبدالسلام دیوی، قاضی ضیاء الدین نیوتنی، شیخ جمال کوڑوی، شیخ محبّ اللہ الہ آبادی، شیخ قطب الدین سہالوی، شیخ لطف اللہ کوڑوی، شیخ قطب الدین شمس آبادی، حافظ امان اللہ

بنارسی، قاضی محبّ اللہ بہاری اور ایک بڑی تعداد ایسے فضلا کی بھی ہے جو تمام علوم درسیہ میں مرجع وسند کی حیثیت رکھتے تھے۔

ہندوستان میں فلسفہ ومعقولات کے جو فضلا اوپر ذکر کیے گئے ہیں، ان کے حلقہ درس میں اور ان کے شاگردوں میں سے ایسے باکمال فضلا پیدا ہوئے جو اپنے عہد کے ابن سینا اور فارابی تھے، مثلاً ملا محمود جون پوری، قاضی محبّ اللہ بہاری، شاہ ولی اللہ دہلوی، ملا نظام الدین سہالوی، ملا حسن لکھنوی، شیخ کمال الدین فتح پوری، ملک العلما ملا بحر العلوم لکھنوی، قاضی مبارک گوپا مئوی، ملا حمد اللہ سندیلوی، شیخ برکت بن عبدالرحمٰن الہ آبادی، شیخ فضل حق خیر آبادی، یہ لوگ اپنے وقت میں اپنی اپنی جگہ پر معقولات کے امام تھے اور اس فن میں بلند مقام پر فائز تھے۔

ہندوستانی مصنّفین کی فلسفہ میں کتابیں

سب سے زیادہ مشہور کتاب ملا محمود جون پوری کی شمس بازغہ ہے۔

الدوحۃ المیادہ فی الصورۃ والمادہ، مؤلفہ ملا محمود جون پوری۔

الجوہر الفرد، جز لایتجزی کی بحث میں مصنفہ قاضی محبّ اللہ بہاری۔

غایۃ العلوم، فن طبیعیات میں مؤلفہ ملا حسن لکھنوی۔

العجالۃ النافعہ، فن الٰہیات میں، مؤلفہ ملا بحر العلوم فرنگی محلی لکھنوی۔

تکمیل الصناعہ، رسالہ فی الامور العامہ، رسالہ اسرار المحبہ، مقدمۃ فی العلم، یہ جملہ کتب شاہ رفیع الدین دہلوی کی تصنیف ہیں۔

تلخیص الشفا، مؤلفہ مولانا فضل امام خیر آبادی۔

حاشیہ تلخیص الشفا، ہدیہ سعیدیہ، یہ فن طبیعیات میں، الجنس الغالی فی الجوہر العالی فن الٰہیات میں، الروض المجود فی حقیقۃ الوجود، رسالہ فی تحقیق العلم والمعلوم، رسالہ فی تحقیق الاجسام، رسالہ فی تحقیق الکلی الطبعی، رسالہ فی التشکیک، رسالہ فی الماہیات، یہ جملہ کتب

مولانا فضل حق بن مولانا فضل امام خیر آبادی کی ہیں۔

العقدۃ الوثیقہ فی بعض المسائل الحکمیۃ، رسالہ فی تحقیق العلم، رسالہ فی المقولات العشرہ یہ تینوں کتابیں شیخ عماد الدین لبکنی کی ہیں۔

الاصول الراسخہ، الدوحۃ الشامخہ شرح الاصول الراسخہ، یہ دونوں کتابیں شیخ محمد اشرف بن نعمت اللہ لکھنوی کی ہیں۔

مسئلہ حدوث دہری میں میر باقر داماد صاحب الافق المبین اور ملا محمود جون پوری صاحب شمس بازغہ کے درمیان اختلاف پر محاکمہ، مؤلفہ حافظ امان اللہ بناری۔

فارابی کی نصوص کی شرح کشف الفصوص، مؤلفہ شیخ رفیع الدین بن نیک مراد دہلوی۔

ہرمس الہرامہ کی ینبوع الحیاۃ کی شرح، مؤلفہ شیخ رفیع الدین بن نیک مراد دہلوی۔

دیوان محمد رشید جون پوری کی ہدایۃ الحکمہ کی شرح، مرتبہ مولانا عبدالحق خیر آبادی۔

دیوان محمد رشید جون پوری کی ہدایۃ الحکمۃ کی شرح، مرتبہ مولوی عبدالوہاب بن احسان علی بہاری۔

رسالہ در بحث قوس وقزح، مؤلفہ مفتی سعد اللہ مراد آبادی۔

رسالہ در بحث قوس وقزح، مؤلفہ مرزا حسن علی محدث لکھنوی۔

الکتاب المبین فن الٰہیات میں، مؤلفہ شیخ محب اللہ الہ آبادی۔

علوم مشرقیہ اور مغربیہ کے درمیان محاکمہ، مؤلفہ شیخ عبدالقادر بن خیر الدین جون پوری۔

ماکول المغزلی کی تردید میں ایک کتاب، کتاب فی الکیمیاء الحدیث، کتاب العالم والمتعلم، یہ تینوں کتابیں شیخ خیر الدین جون پوری کی ہیں۔

تبصرۃ الحکمت، فن طبعیات والٰہیات میں، مؤلفہ شیخ حسن ہلی ماہولی متوفی ۱۲۵۸ھ۔

رسالہ جعل مرکب اور جعل بسیط کی تحقیق میں، مؤلفہ سید غلام حسین دکنی۔

خورشید دانش فن طبعیات میں، مؤلفہ مولوی غلام امام بن متہور خان حیدر آبادی۔

القول المحیط فیما یتعلق بالجعل المؤلف والبسیط، کاشف الظلمہ فی بیان اقسام الحکمہ، یہ دونوں کتابیں مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی کی ہیں۔

برہان الحکمت، بزبان فارسی، مؤلفہ شیخ محمد غوث مدراسی۔

رسالہ فن طبعیات میں، مرتبہ شیخ نظام الدین بن مہدی علی دہلوی سن تصنیف ۱۲۰۸ھ ہے۔

ایثار الحق رسالہ در بحث زمان، رسالہ در بحث مکان، یہ دونوں رسالے شیخ نورالاسلام بن سلام اللہ رام پوری کے ہیں۔

رسالہ در بحث مثنات بالتکریر، مؤلفہ شیخ نورالاسلام بن سلام اللہ رام پوری۔

رسالہ در بحث مثنات بالتکریر، مؤلفہ مولوی نجف علی نیواروی۔

سراج الحکمت، مرتبہ شیخ سراج الحق بن فیض احمد بدایونی۔

مرأة الاذہان بحث علم باری میں، مرتبہ سید معین الدین حسینی کاظمی کڑوی۔

رسالہ در بحث مثنات بالتکریر، مرتبہ سید معین الدین حسینی کاظمی کڑوی۔

رسالہ در بحث وجود رابطی، مرتبہ مولوی محمد احسن گیلانی۔

میسر العسیر در بحث مثنات بالتکریر، الکلام المبین، غیر متناہی کے وجود کے ابطال پر یہ دونوں رسالے مولانا عبدالحئی فرنگی محلی لکھنوی کے ہیں۔

البوارق، بزبان عربی، مرتبہ میر نوراللہ احراری اکبرآبادی۔

الحقائق، مرتبہ سید علی بلگرامی، عمدۃ الحکمت، مؤلفہ سید شاہ علی حیدرآبادی سن تصنیف ۱۲۵۱ھ۔

معراج العقول شرح دواء المسلول، بزبان عربی فن الٰہیات میں، ایک ضخیم جلد میں، مؤلفہ سید مرتضیٰ حسینی نونہروی۔

الحکمۃ الیمانیہ فی المعارف الایمانیہ، علم اور وجود کی بحث میں مؤلفہ مولوی

عبدالعزیز امروہوی۔

رسالہ الامور العامہ، مرتبہ مولوی کرامت حسن کنتوری۔

فلسفہ ومنطق کے شروح وحواشی

حاشیہ شمس بازغہ، مرتبہ حمداللہ بن شکراللہ سندیلوی۔

حاشیہ شمس بازغہ، مرتبہ ملاحسن لکھنوی۔

حاشیہ شمس بازغہ، مرتبہ شیخ نظام الدین سہالوی۔

حاشیہ شمس بازغہ، مرتبہ شیخ احمدی بن وحید پھلواروی۔

حاشیہ شمس بازغہ، مرتبہ مفتی ظہوراللہ لکھنوی۔

حاشیہ شمس بازغہ، مرتبہ مفتی یوسف بن اصغر لکھنوی۔

ملاحسن کے حاشیہ شمس بازغہ کا تکملہ، مرتبہ مفتی یوسف بن اصغر لکھنوی۔

حاشیہ الدوحۃ المیادہ، مرتبہ مفتی ظہوراللہ لکھنوی۔

حاشیہ صدرا، مرتبہ شیخ پیر محمد لکھنوی، متوفی ۱۰۸۵ھ اس حاشیہ کا نام سراج الحکمت ہے۔

حاشیہ صدرا، مؤلفہ شیخ نظام الدین سہالوی۔

حاشیہ صدرا، مؤلفہ ملا حمداللہ سندیلوی۔

حاشیہ صدرا، مرتبہ ملاحسن لکھنوی۔

حاشیہ صدرا، مرتبہ شیخ احمدی پھلواروی۔

حاشیہ صدرا مرتبہ شیخ امجد قنوجی۔

حاشیہ صدرا، مرتبہ شیخ سعداللہ سلونی۔

حاشیہ صدرا، مرتبہ شیخ محمد شاکر سندیلوی۔

حاشیہ صدرا، مرتبہ مولانا بحرالعلوم لکھنوی۔

حاشیہ صدرا، مؤلفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی۔

حاشیہ صدرا، مؤلفہ شیخ تراب علی لکھنوی۔

حاشیہ صدرا، مؤلفہ ملا مبین لکھنوی، یہ حاشیہ صدرا کے بحث مثنات بالتکریر پر ہے۔

حاشیہ صدرا، مرتبہ شیخ ولی اللہ لکھنوی۔

حاشیہ صدرا، مرتبہ شیخ نعیم الدین قنوجی۔

حاشیہ در بحث مثنات بالتکریر، مرتبہ شیخ عبدالحق بن محمد اعظم کابلی بھوپالی۔

حاشیہ صدرا، مؤلفہ شیخ فیض احمد بن غلام احمد بدایونی۔

حاشیہ صدرا، مؤلفہ سید حسین بن دلدار علی شیعی لکھنوی۔

حاشیہ میبذی، مرتبہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی۔

حاشیہ میبذی، مرتبہ مفتی اسماعیل مرادآبادی۔

حاشیہ میبذی، مرتبہ شیخ تصدق حسین نگرنہسوی۔

حاشیہ میبذی، مرتبہ مولانا عین القضاۃ حیدرآبادی، لکھنوی، یہ ایک جامع حاشیہ ہے،

حاشیہ شرح حکمت العین، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

حاشیہ شرح حکمت العین، مرتبہ شیخ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔

حاشیہ شرح حکمت العین، مرتبہ شیخ قطب الدین سہالوی۔

حاشیہ ہدیہ سعیدیہ موسوم التحفۃ العلیہ، مرتبہ شیخ عبداللہ بن آل احمد بلگرامی۔

حاشیہ کتاب الشفا بحث طبیعیات، پر مرتبہ سید امیر حسن حسینی سہسوانی۔

حاشیہ کتاب الشفا بحث طبیعیات پر، مرتبہ مفتی یوسف بن محمد اصغر لکھنوی۔

حاشیہ فصوص، مرتبہ شیخ فیض احمد بدایونی۔

حاشیہ الافق المبین، مؤلفہ مولانا فضل حق خیرآبادی۔

چوتھی فصل
فن ریاضی میں

فن ریاضیات حکمت نظری کی ایک قسم ہے، ریاضیات وہ علم ہے جس میں ایسے مادی امور سے بحث کی جائے جن کو مادہ سے بحث وگفتگو میں علاحدہ کیا جا سکے، اس علم کو علم ریاضی اس لیے کہتے ہیں کہ یونانی فلاسفہ اپنے بچوں کو ابتدائی تعلیم کی مشق اس فن ریاضی سے کراتے تھے اور اس کو اسی لیے علم تعلیمی بھی کہا جاتا ہے اور علم اوسط بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ یہ علم علم طبیعی اور علم الٰہی کے بین بین ہے، اس لیے کہ طبیعیات وہ امور ہوتے ہیں جو ذہناً اور خارجاً مادہ کے محتاج ہوتے ہیں اور الٰہیات وہ امور ہیں جو ذہناً اور خارجاً مادہ کے محتاج نہیں ہوتے ہیں لیکن ریاضیات جیسا کہ پہلے بتلایا گیا ہے وہ امور ہیں جو ذہناً مادہ کے محتاج نہیں اور خارجاً مادہ کے محتاج ہیں، پس یہ علم الٰہیات اور طبیعیات کے بین بین ہے، فن ریاضیات کی چار قسمیں ہیں، فن ہندسہ، فن ہیئت، فن حساب، فن موسیقی، کیوں کہ فن ریاضی کا موضوع مقدار ہے، مقدار متصل ہوتی ہے یا منفصل، مقدار متصل اگر متحرک ہے تو اس کا نام علم ہیئت ہے اور اگر مقدار متصل ساکن ہے تو اس کا نام علم ہندسہ ہے، مقدار منفصل کے اجزا کے درمیان اگر تناسب ملحوظ ہے تو وہ موسیقی ہے، ورنہ حساب ہے، پھر علم ریاضی کی بہت سی فروعات ہیں اور وہ عام طور پر چھ بتائی جاتی ہیں، علم جمع وتفریق، علم جبر ومقابلہ، علم مساحت، علم جراثقال، علم زیچات وتقاویم، علم ارغونہ یعنی آلات عجیبہ بنانے کا علم۔

فن ہندسہ

علم الہندسہ وہ علم ہے جس میں مقدار متصل کی احوال و کیفیات اور آپس میں بعض کا بعض سے تعلق اور مقدار کی اشکال کے خواص اور ان پر براہین یقینیہ سے دلیل کے حالات بیان کیے جائیں، اس علم کا موضوع خط سطح جس میں تعلیمی نقطے اور اشکال وغیرہ ہیں۔

اس علم کی غرض اعداد و مقادیر کے احوال سے واقفیت اور ذہن میں جلا پیدا کرنا ہے تا کہ اس سے انسانی فکر کو دقیق مسائل پر سوچنے کی عادت ہو، ہندسہ فارسی کے لفظ اندازہ کا معرب ہے، یونانی زبان سے عربی زبان میں اس فن کی سب سے پہلی کتاب اقلیدس کا ترجمہ عباسی خلیفہ منصور کے زمانہ میں ہوا، کتاب اقلیدس کا ترجمہ چند مترجمین نے کیا، اس لیے اس کتاب کے عربی نسخہ میں بہت اختلاف ہے، ایک ترجمہ حنین بن اسحاق کا ہے، ایک ثابت بن قراہ کا ہے اور ایک یوسف بن حجاج کا ہے، کتاب میں پندرہ مقالے ہیں، چار سطح پر ایک مقادیر متناسبہ پر، ایک سطحوں کے باہمی تعلق پر، تین مقالے اعداد پر دسواں مقالہ منطقات وقوی علیٰ المنطقات پر پانچ مقالہ مجسمات پر، علما نے اس کتاب کے بہت سے خلاصے مرتب کیے ہیں، ابن سینا نے اپنی کتاب شفا میں ایسا ہی کیا ہے، ایسے ہی ابن صلت نے اپنی کتاب الاختصار اور بہت سے لوگوں نے اس کتاب کی بہت شرحیں لکھی ہیں، اس فن کی ایک شاخ کروی اور مخروطی اشکال ہیں، اشکال کرویہ پر یونانی مصنّفین کی دو کتابیں ہیں، ایک کے مصنف کا نام ثاؤذوسیوس اور دوسری کتاب کے مصنف میلاؤس ہیں، یہ دونوں کتابیں کرہ کی سطح اور اس کے تقطیعات پر ہیں، علم ہیئت کے شوقین کے لیے ان دونوں کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے کیوں کہ علم ہیئت کے دلائل و براہین کا بڑا حصہ انہیں دو کتابوں سے ماخوذ ہے۔

ثاوذوسیوس کی کتاب پہلے پڑھائی جاتی ہے اور میلاوس کی کتاب بعد میں۔

اشکال مخروطی کا فائدہ فن دستکاری اور صنعت کاری میں ظاہر ہوتا ہے، مثلاً بڑھئی اور تعمیر کے کام میں اس میں بتایا جاتا ہے کہ نادر تصویریں اور مجسمے کیسے بنائے جاتے ہیں اور شانداز اسٹیچو کیسے گڑھے جاتے ہیں اور اس فن میں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ زیادہ بوجھ والی چیزیں کس طرح سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاتی ہیں۔

اس فن کے بعض مصنّفین نے مخصوص طور پر اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں کہ کن عملی تدابیر کے ذریعہ اعلاقسم کی چیزیں بنائی جاتی ہیں، یہ کتاب موجود ہے، عام طور پر کہا جاتا ہے کہ بنی شاکراس کے مصنف ہیں، علم ہندسہ میں مسلمان مصنّفین نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں، سب سے زیادہ مشہور اور مستند کتاب نصیرالدین طوسی کی تحریر اقلیدس ہے اور سب سے زیادہ مختصر کتاب ابہری کی شرح اشکال التاسیس ہے اور قاضی زادہ رومی کی شرح کتاب ابہری ہے۔

ہندوستانی علمائے ہندسہ نے اس فن میں بڑی دلچسپی لی اور عجیب وغریب معلومات اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں۔

متقدمین علمائے ہندسہ کے متعلق معلومات کم ملتی ہیں، لیکن متقدمین علمائے ہندسہ نے ہندوستان میں دہلی آگرہ، بیجاپور، احمد آباد اور دوسرے شہروں میں اپنے کمال فن کا مظاہرہ جن عمارات ومحلات کے ذریعہ کیا ہے، انہیں ہم کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، ہندوستان کے متاخرین علمائے ہندسہ کے متعلق بھی ہماری معلومات بہت مختصر ہیں، ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

میرک عبدالباقی ٹھٹھوی، بہت ماہر انجینئر تھے، بہترین نقشے بنائے ہیں، اشکال اقلیدس پر بھی اضافہ کیا ہے، لطف اللہ مہندس لاہوری، امام الدین لاہوری، مرزا خیر اللہ معمار رصدگاہ دہلی، محمد علی بن خیر اللہ، خواجہ احمد دہلوی، شاگرد محمد علی، علامہ تفضّل حسین خاں، انہوں نے اقلیدس کی پانچ جدید شکلیں ایجاد کی ہیں، غلام حسین بن فتح محمد جون پوری انہوں

نے چوبیس نئی شکلیں ایجاد کی ہیں، جس کی تفصیل اس مختصر کتاب میں ممکن نہیں۔

خواجہ فریدالدین کشمیری دہلوی۔

علامہ تفضّل حسین خاں نے ایلونیوس دیونبال، سمسن کی مخروطات پر شرحیں بھی لکھی ہیں اوران کی اس فن پراور بھی تصنیفات ہیں۔

شمس الہندسہ فن انجینئری میں ایک جامع کتاب ہے، اس کے مصنف نواب فخرالدین خان حیدرآبادی ہیں، سن تصنیف ۱۲۴۱ھ ہے۔

منتخب التحریر فن ہندسہ میں، مؤلفہ مولانا حسن علی ماہلی جون پوری۔

حاشیہ تحریر اقلیدس، مرتبہ شیخ برکت بن عبدالرحمٰن الہ آبادی۔

حاشیہ تحریر اقلیدس، مؤلفہ سید حسن بن دلدار علی نصیر آبادی۔

حاشیہ تحریر اقلیدس، مؤلفہ مرزا فخرالدین لکھنوی۔

حاشیہ تحریر اقلیدس، مؤلفہ مولوی غلام حسین جون پوری۔

المخروطات الہندسیہ، مؤلفہ مفتی علی کبیر جون پوری۔

المقولات العهدیہ، مؤلفہ قاضی رسول بن علی اکبر چریاکوٹی، یہ تین جلدوں میں ہے اور ہر جلد میں چھ مقالے ہیں، مصنف نے اس میں تحریر اقلیدس پر بہت زیادہ اضافہ کیا ہے۔

ثاوذوسیوس کی کتاب الاکر پر حاشیہ، مرتبہ مولوی غلام احمد نعمانی کوٹی بن شیخ احمد۔

کتاب الاقلیدس، بزبان اردو چند جلدوں میں، مرتبہ مولوی ذکاءاللہ دہلوی۔

رائض النفوس، ثاوذوسیوس کی کتاب الاکر کا فارسی میں ترجمہ مرتبہ مولوی غلام حسین۔

علم المناظر

یہ علم فن ہندسہ کی ایک شاخ ہے، یہ وہ علم ہے جس میں دیکھنے والے کے قرب اور بعد کی وجہ سے کمیت، کیفیت اور شکل ووضع کے فرق کی وضاحت کی جائے، اس علم کا فائدہ

دیکھی جانی والی چیز کا مختلف زاویوں سے دیکھنے کے درمیان فرق معلوم کرنا ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ فاصلہ کی اشیا کی مقدار اور حجم اور فاصلہ کی مقدار معلوم ہوتی ہے، اس موضوع پر سب سے مختصر کتاب اقلیدس کی ہے اور متوسط درجہ کی کتاب وزیر علی بن عیسیٰ کی ہے اور اس فن پر مبسوط اور جامع کتاب ابن ہیثم کی ہے، جیسا کہ مدینۃ العلوم میں ہے، کتاب اقلیدس میں سترہ شکلیں ماہانی کے رسالہ میں سات شکلیں اور ابوالمنصور کے رسالہ میں سات شکلیں ابو ریحان بیرونی کی کتاب میں چار شکلیں اور طوسی کی کتاب میں نو شکلیں ابوجعفر خازن مکی کی کتاب میں چار شکلیں اور بنوموسیٰ بغدادی کی کتاب میں تین شکلیں درج ہیں۔

ہندوستانی علما نے اس فن میں بڑی دلچسپی لی اور نئی اشکال کا اضافہ کیا، خاص طور سے غلام حسین جون پوری نے آٹھ نئی شکلیں ایجاد کی ہیں جو ان کی کتاب میں درج ہیں۔

فن ہندسہ میں اہل ہند کے کمالات وعجائبات اگر کوئی بچشم خود دیکھنا چاہے تو اس کو دہلی اور آگرہ جانا چاہیے اور مساجد و مقابر کے کتبات پڑھنا اور قبروں و مناروں کو دیکھنا چاہیے، آگرہ کا تاج محل فن ہندسہ کا غیر معمولی کارنامہ ہے، اس کو دیکھ کر عقل وذہن دنگ و حیران رہ جاتے ہیں، علم مناظر پر ایک رسالہ شمس الامراء نواب فخر الدین حیدرآبادی کا ہے۔

رفیع البصر، بزبان فارسی ایک ضخیم جلد میں مصنفہ عمدۃ الملک نواب رفیع الدین بن فخر الدین حیدرآبادی سن تصنیف ۱۲۵۰ھ ہے، کتاب میں چھ مقالات ہیں، پہلا مقالہ ہندسہ تقطیع مخروط میں، دوسرا تیسرا اور چوتھا علم انظار میں، پانچواں مقالہ چیزوں کے سایوں میں جو سورج اور چراغ کی روشنی کی وجہ سے ہوتے ہیں، چھٹا مقالہ پانی اور آئینہ میں عکس کے بیان میں، کتاب کا خاتمہ مجسموں پر مجسم تصویروں کے بیان میں۔

نور النواظر فی علم المناظر، مؤلفہ شیخ احمد علی عباسی چریا کوٹی۔

نور الانظار فی علم الابصار، مؤلفہ قاضی عنایت رسول چریا کوٹی۔

اقلیدس کی کتاب المناظر پر حاشیہ، مرتبہ مولوی غلام احمد کوٹی لاہوری۔

فن جرثقیل

علم ہندسہ کی ایک شاخ فن جرثقیل ہے، اس علم میں ان تدابیر اور آلات سے بحث کی جاتی ہے جن کے ذریعہ ثقیل اور وزن دار چیزوں کو آسانی سے منتقل کیا جا سکے، اس علم کا نفع واضح ہے، ہندوستان کے علما نے اس فن پر بھی کتابیں لکھی ہیں، چند درج ذیل ہیں:

معیار العقول فی جرالثقیل، مؤلفہ مولوی ابوعلی حیدرآبادی، یہ کتاب ۱۲۵۰ھ میں حیدرآباد سے چھپی ہے۔

اصول جرالثقیل، مؤلفہ نواب خاں جہاں خان بہادر مدراسی۔

تحفۂ گردوں، بزبان اردو، مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

التسہیل فی جرالثقیل، مؤلفہ سرسید احمد خان دہلوی۔

علم الحساب

وہ علم ہے جس میں ایسے قواعد درج ہوں جن کے ذریعہ نامعلوم عدد جمع وتفریق ضرب وتقسیم جوڑ اور گھٹاؤ کے ذریعہ معلوم کی جائے، علم الحساب کی بہت سی شاخیں ہیں:

۱-حساب التخت والمیل، ۲-حساب الخطائین ۳-حساب الدود والوصایا، ۴-حساب الدرہم والدینار، ۵-حساب الہوا، ۶-حساب العقود، ۷-علم اعداد الوفق، ۸-علم خواص الاعداد المتحابہ والمتباغضہ، ۹-علم التعابی العددیہ، ۱۰-علم حساب نجوم۔

اس فن میں ہندوستانی علما نے بہت سی نئی دریافتوں کا اضافہ کیا ہے، مثلاً غلام حسین جون پوری نے ارقام ستینی کے حساب میں تجنیس اور رفع کے لیے کچھ نقشے بنائے ہیں، جس سے لکھنے کی زحمت دور ہو جاتی ہے، ارقام ستینی کے حساب کی ضرورت زیچ اور تقویم والوں کو پیش آتی ہے، قاضی نجم الدین کاکوروی نے مکعب بنانے کا نیا طریقہ دریافت

کیا ہے، قدما کا طریقہ بہت ہی کٹھن اور دشوار تھا۔

فن حساب میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

ضابط القواعد، مرتبہ شیخ عصمت اللہ سہارن پوری۔

ترجمہ لیلاوتی، مرتبہ شیخ فیضی ناگوری، یہ سنسکرت سے فارسی زبان میں ترجمہ ہے۔

علم الحساب پر فارسی زبان میں ایک منظوم رسالہ مرتبہ شیخ محمد ہاشم انبالوی۔

نقود الحساب، مؤلفہ قاضی ارتضٰی علی خاں گوپامئوی۔

اعظم الحساب، زبدۃ الحساب، یہ دونوں کتابیں قاضی احمد بن محمد مالکی مدراسی کی ہیں۔

حساباً یسیرا، عربی زبان میں فن حساب پر ایک عمدہ رسالہ مرتبہ سید احمد بن مسعود ہرگامی۔

رسالہ در علم حساب، مرتبہ شیخ نیاز احمد بریلوی۔

شرح خلاصۃ الحساب، مرتبہ شیخ عصمت اللہ سہارن پوری۔

شرح خلاصۃ الحساب، بزبان فارسی مرتبہ شیخ روشن علی جون پوری۔

شرح خلاصۃ الحساب، بزبان فارسی، مرتبہ سید گلشن علی جون پوری۔

شرح خلاصۃ الحساب، مرتبہ شیخ رحمت اللہ بن نور اللہ لکھنوی۔

حاشیہ خلاصۃ الحساب، مرتبہ شیخ برکت بن عبد الرحمٰن الہ آبادی۔

حاشیہ خلاصۃ الحساب، مرتبہ سید احمد بن مسعود ہرگامی۔

حاشیہ خلاصۃ الحساب، مرتبہ شیخ نظام الدین بن عبد اللہ مدراسی۔

دستور المحاسبین، مرتبہ مولوی رفیع الدین سن تصنیف ۱۱۶۴ھ۔

الخلاصہ، مرتبہ امیر کبیر فخر الدین حیدر آبادی۔

کنز الحساب، مرتبہ شیخ رفیع الدین مرادآبادی۔

ملخصات الحساب، مرتبہ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔

خورشید حساب، مرتبہ مولوی غلام امام بن متہور خان حیدر آبادی۔

مجموعۂ رسائل در علم حساب، مرتبہ خواجہ محمد نصیر بن میر کلو دہلوی۔

کتاب در علم حساب، مرتبہ قاضی عنایت رسول چریا کوٹی۔

رسالہ در علم حساب، مرتبہ مولوی فتح محمد لکھنوی۔

کتاب در علم حساب، چار جلدوں میں، مرتبہ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

بدیع الحساب، بزبان فارسی، مرتبہ مرزا رجب علی بن فاضل بیگ۔

دستور الحساب، مرتبہ حکیم سراج الدین حسن سن تصنیف ۱۲۰۵ھ۔

نور الحساب، مرتبہ سید نور الاصفیا حسینی حیدر آبادی۔

عمدۃ الحساب، مرتبہ مولوی کریم حسن بخش۔

میزان الحساب، مرتبہ قادر علی خاں حیدر آبادی۔

تسہیل الحساب، مرتبہ مولوی ذو الفقار علی۔

الحسابات الضیائیہ، مرتبہ منشی ضیاء اللہ حیدر آبادی۔

الحسابات العباسی، مرتبہ مرزا عباس بیگ۔

حساب الکلیات، مرتبہ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

سیاق الدکن، مرتبہ احمد عبد العزیز جنگ نائطی حیدر آبادی۔

عظمۃ الحساب، مرتبہ عظمت جنگ بن جسارۃ الدولہ حیدر آبادی۔

الکسور الاعشاریہ، مرتبہ شمس الامراء فخر الدین خاں حیدر آبادی۔

رفیع الحساب، سن تصنیف ۱۲۵۲ھ تکملہ رفیع الحساب، دو جلدوں میں سن تصنیف ۱۲۵۴ھ۔

یہ دونوں کتابیں عمدۃ الملک رفیع الدین بن فخر الدین حیدر آبادی کی ہیں، یہ دونوں کتابیں فن لاگرتم میں ہیں، یہ حساب کے اس قسم سے متعلق ہے جس کی ضرورت علم ہیئت ہندسہ اور جرِ اثقال میں پیش آتی ہے۔

فن جبر ومقابلہ

فن جبر ومقابلہ فن حساب کی ایک شاخ ہے، اس فن میں مجہول اعداد کو معلومات مخصوصہ کے ذریعہ معلوم کرنے کا طریقہ بتلایا جاتا ہے، جبر کے معنی ہیں کسی عدد کے مجموعہ میں اس قدر عدد کا اضافہ کہ یہ عدد کے دوسرے مجموعہ کے برابر ہو جائے اور مقابلہ کا مطلب ہے عدد کے دو مجموعوں میں سے جس میں زائد عدد ہو اس سے اس قدر حصہ کو کم کر دیا جائے تا کہ دونوں مجموعے برابر ہو جائیں۔

اس علم کی غرض مجہول اعداد کا جاننا اور ذہن کی مشق ہے، اس فن کی مشہور کتابوں میں ابوفلوس ماردینی کی نصاب الجبر اور ابن المحلی کی المفید طوسی کی کتاب الظفر ابن المحلی کی جامع الاصول ابوشجاع بن اسلم کی الکامل ہیں جیسا کہ مدینۃ العلوم میں درج ہے۔

ہندوستانی مصنّفین کی اس میں کتابیں درج ذیل ہیں:

کفایۃ الجبر، مرتبہ مرزا اصلاح الدین دہلوی۔

جبر ومقابلہ میں دو رسالے، مرتبہ علامہ تفضّل حسین خان لکھنوی۔

رسالہ جبر ومقابلہ، مرتبہ شیخ روشن علی جون پوری۔

رسالہ در جبر ومقابلہ، مرتبہ قاضی محمد سلیم بن محمد عطا جون پوری۔

الستۃ الجبریہ منظوم، رسالہ، مرتبہ مولوی قاضی نجم الدین علی خاں کاکوروی۔

شرح الستۃ الجبریہ، بزبان فارسی، مرتبہ قاضی نجم الدین علی خاں کاکوروی۔

کتاب در جبر ومقابلہ، مرتبہ قاضی عنایت رسول چریاکوٹی۔

کتاب در جبر ومقابلہ، مرتبہ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

المخروطات الجبریہ، مرتبہ مفتی علی کبیر جون پوری۔

اصول الہندسہ درفن جبر، مرتبہ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ دہلوی۔

کتاب در جبر و مقابلہ، مرتبہ مولوی کریم بخش دہلوی، یہ کتاب ۱۸۶۱ء میں دہلی میں چھپی ہے۔

کتاب در جبر و مقابلہ، مرتبہ مولوی محمد علی حیدر آبادی۔

علم المساحت

زمین کی پیمائش میں اس علم کی ضرورت ہوتی ہے، اس علم کا مقصد گز اور بالشت کے حساب سے زمین کی مقدار معلوم کرنا ہے یا دو زمینوں کے درمیان مقدار کا تناسب معلوم کرنا ہے، اس علم کی ضرورت زمین پر مال گزاری کی تشخیص میں پیش آتی ہے، باغات کھیت اور زمین کو شرکا اور ورثہ کے درمیان ان کے حق واجب کی تعیین میں بھی اس علم کی ضرورت پیش آتی ہے، اس فن پر مختصر کتاب ابن مجلی موصلی کی ہے اور متوسط کتاب ابن مختار کی ہے، ہندوستان میں اس فن پر سب سے زیادہ مشہور عاملی کی ''خلاصۃ الحساب'' کا باب مساحت ہے، اس علم میں ہندوستان کے لوگوں کو بڑا دخل رہا ہے اور اس فن سے انہوں نے عملی فائدہ ہر زمانہ اور ہر عہد میں بہت اٹھایا، خاص طور سے التمش بلبن علاء الدین خلجی فیروز شاہ تغلق شیر شاہ سوری اور اکبر و عالم گیر کے زمانہ میں فن مساحت میں ہندستان والوں کے مخصوص طریقے ہیں، جن کو ہم نے اپنی کتاب جنۃ المشرق میں وضاحت سے ذکر کیا ہے۔

ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں اس فن میں لیلاوتی کا ترجمہ خلاصۃ الحساب کی بہت سی شرحیں اور حواشی اور شمس العلما مولوی ذکاء اللہ دہلوی کی کتاب المساحت ہے۔

علم الہیئت

علم ہیئت وہ علم ہے جس میں اجرام بسیطہ علویہ وسفلیہ کے حالات ان کی شکلیں ان کا محل وقوع اوران کی تعداداوران کے حجم وغیرہ بتلائے جائیں۔

بطلیموس کی کتاب المجسطی ابوریحان بیرونی کی القانون المسعودی، نصیرالدین طوسی کی التذکرہ، قطب الدین شیرازی کی التحفہ اورنہایۃ الادراک محمودرومی کی الملخص اورقوشجیہ اور التشریح اس فن کی مشہور کتابیں ہیں۔

ہندوستانی مصنّفین نے اس فن پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

حاشیہ شرح چغمنی، مرتبہ شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔

شرح چغمنی، مؤلفہ علامہ محمد زماں دہلوی۔

حاشیہ شرح چغمنی، مرتبہ امام الدین بن لطف اللہ دہلوی۔

حاشیہ شرح چغمنی، مرتبہ سید محمد قائم الہ آبادی۔

حاشیہ شرح چغمنی، مرتبہ مفتی سعداللہ مرادآبادی۔

حاشیہ شرح چغمنی، مرتبہ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھنوی۔

حاشیہ شرح چغمنی، مرتبہ محمد سلیم بن محمد عطاجون پوری۔

شرح رسالہ قوشجی، مرتبہ مولاناوجیہ الدین علوی گجراتی۔

باب تشریح الافلاک، عاملی کی تشریح کی ایک جامع شرح ہے، مرتبہ شیخ عصمت اللہ سہارن پوری۔

تصریح شرح تشریح، مرتبہ امام الدین بن لطف اللہ دہلوی سن تصنیف ۱۰۳ھ ہے۔

شرح تشریح، مرتبہ مولوی عبدالغنی رام پوری۔

حاشیہ تشریح، مرتبہ مفتی اسماعیل بن وجیہ الدین مرادآبادی۔

حاشیہ التصریح، مرتبہ شیخ حفیظ اللہ بندوی اعظم گڑھی۔

حاشیہ تصریح، مرتبہ شیخ ایوب اسرائیلی علی گڑھی۔

حاشیہ مجسطی، مرزا خیر اللہ مہندس دہلوی۔

حاشیہ مجسطی، مرتبہ مرزا فخر الدین لکھنوی۔

حاشیہ کتاب التسہیلات، یہ حاشیہ ملا چاند نے اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مرتب کیا ہے۔

حاشیہ مجسطی، مرتبہ مولوی غلام حسین جون پوری۔

جامع بہادرخانی، ایک جامع کتاب ضخیم جلد میں، مرتبہ غلام حسین جون پوری۔

حدائق النجوم، مرتبہ راجہ رتن سنگھ باشندہ قصبہ محمدی لکھنوی۔

رسالہ در علم ہیئت، مرتبہ قاضی احمد بن محمد مالکی مدراسی۔

القویم، علم ہیئت وتقدیم پر فارسی زبان میں بطور مقدمہ ایک رسالہ مرتبہ مرزا محمد علی بن خیر اللہ مہندس مصنف نے یہ رسالہ اپنے لڑکے زین العابدین کے لیے لکھا ہے۔

رسالہ در علم ہیئت، مرتبہ مولانا سخاوت علی جون پوری۔

مرأۃ الاقالیم، رسالہ بزبان فارسی طول بلد عرض بلد معلوم کرنے میں۔

عنایۃ النہار رسالہ در ابطال ظل مثلث، یہ دونوں کتابیں مفتی خلیل الدین کاکوروی کی ہیں۔

رسالہ در تحقیق دائرہ ہندیہ، مرتبہ مولوی خادم احمد لکھنوی۔

نقشے دن اور رات کی تحقیق میں، مرتبہ مولوی شمس الدین حیدرآبادی متوفی ۱۲۸۳ھ۔

رسالہ فی اثبات سکون الشمس وسط العالم، مرتبہ شیخ عبدالرحیم گورکھ پوری ساکن کلکتہ بن مصاحب علی۔

مواقع النجوم، مرتبہ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔

رسالہ فن ہیئت میں اس میں دم دار ستاروں سے بحث ہے، مرتبہ مولوی غلام احمد بن متہور خاں حیدرآبادی۔

رسالہ فی تحقیق الشہور، مرتبہ شیخ محمد سلیم جون پوری۔

نقشہ طلوع وغروب شمس، مرتبہ مولوی مسیح الدین کاکوروی۔

علم ہیئت کی ایک شاخ علم رصد اور علم اصطرلاب ہے۔

علم رصد

مسلمانوں میں سب سے پہلی رصدگاہ ۲۱۴ھ میں خلیفہ مامون کے زمانہ میں دمشق میں قائم کی گئی اس رصدگاہ کا انتظام واہتمام یحییٰ بن ابومنصور، خالد بن عبدالملک، سند بن علی اور عباس بن سفیہ کے ہاتھ میں رہا، ان میں سے ہرایک نے زیچ بھی بنائی اس کے بعد رصد گاہوں کے قائم کرنے کا ایک سلسلہ قائم ہوگیا، سب سے مشہور رصدگاہ مراغہ کے مقام پر ۶۶۳ھ میں ہلاکوں کے زمانہ میں قائم کی گئی، اس رصدگاہ کا انتظام واہتمام خواجہ نصیر الدین محقق طوسی کے ہاتھ میں تھا، مشہور رصدگاہوں میں سمرقند کی رصدگاہ بھی ہے، جو ۸۲۳ھ میں تیمورلنگ کے پوتے الغ بیگ کے زمانہ میں قائم کی گئی، غیاث الدین جمشید کے سپرد تعمیر کا انتظام ہوا لیکن مکمل ہونے سے پہلے ہی ان کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد قاضی زادہ رومی کے سپرد یہ کام ہوا، لیکن رصدگاہ کی تکمیل سے پہلے ہی ان کا بھی انتقال ہوگیا، اس کے بعد علی بن محمد قوشجی نے اس رصدگاہ کو مکمل کیا۔

ہندوستان کے علما ان رصدگاہوں سے بڑا استفادہ کرتے تھے، فیروز شاہ بہمنی نے دولت آباد دکن کے قریب بالا گھاٹ میں ایک رصدگاہ بنانے کا حکم دیا اور سید محمد قاذرونی

اور حکیم حسن بن علی گیلانی اور بعض دوسرے لوگوں کو اس کی تعمیر پر مامور کیا، چنانچہ ان لوگوں نے رصدگاہ کی تعمیر کا کام شروع کیا لیکن حکیم حسن گیلانی کا رصدگاہ کی تکمیل سے پہلے انتقال ہو گیا اور اس کے علاوہ بھی کچھ ایسے واقعات پیش آئے جس کی وجہ سے رصدگاہ کی تکمیل نہیں ہو سکی، شاہ جہاں کے زمانہ میں ملا محمود جون پوری نے اس رصدگاہ کی تکمیل کا ارادہ کیا اور وہ اس سلسلہ سے اکبرآباد تشریف لے گئے اور شاہ جہاں کے وزیر آصف جاہ سے مل کر ان سے اس کام کی تکمیل میں امداد و تعاون کے خواہش مند ہوئے، شاہ جہاں بادشاہ کو اس زمانہ میں بلخ اور بدخشاں کے معاملات کی بہت فکر تھی اور وہاں ایک فوج بھیجنے کے انتظامات کر رہا تھا، اس لیے شاہ جہاں نے اس وقت کوئی مالی مدد دینے سے معذرت کر دی۔

جب محمد شاہ بادشاہ ہوا ہے تو اس نے ملک کے علمائے ہیئت کو جمع کیا اور ان کو ہدایت کی کہ آلات رصدیہ تیار کریں اور ان کے ذریعہ ستاروں کے حالات کا اندازہ لگائیں، چنانچہ ان علما نے اس کام کو انجام دیا، دہلی کی رصدگاہ کی تعمیر و تکمیل کا انتظام مرزا خیر اللہ دہلوی مولانا محمد عابد دہلوی اور سید نعمت اللہ جزائری کے ہاتھ میں تھا، مرزا خیر اللہ دہلوی اس جماعت کے افسر اعلا تھے، یہ واقعہ ۱۱۳۱ھ کا ہے، محمد شاہ نے اس رصدگاہ کی تعمیر اور اس کے انتظام پر تیس لاکھ روپیہ صرف کیا، اس رصدگاہ سے دہلی کے علمائے ہیئت نے وہ معلومات حاصل کیں جو پچھلے لوگوں کو نہیں حاصل ہوئی تھیں، مثلاً قدیم علمائے ہیئت کا خیال تھا کہ وہ مدار جو مرکز سے خارج ہے، وہ دائرہ کی شکل میں ہے لیکن مرزا خیر اللہ مذکور نے اس کی تردید کی اور کہا کہ خارج عن المرکز مدار بیضوی شکل کے ہیں، زیچ محمد شاہی میں مرزا خیر اللہ نے اپنے اس دعوے پر دلائل دیے ہیں۔

متقدمین علمائے ہیئت کا خیال تھا کہ خمسہ متحیرہ کے اوجات و جوزہرات کی حرکتیں ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں، اس معاملہ میں یہ لوگ اپنے متقدمین کی رائے پر تھے کہ ان کی حرکتیں فلک البروج کی حرکت کی طرح بطئ ہیں، محمد شاہی رصدگاہ کے ذریعہ علمائے

ہنداس نتیجہ پر پہنچے کہ خمسہ متحیرہ کے اوجات وجوزہرات کی حرکتیں باہم مختلف ہیں۔

محمد شاہی عہد کے علمائے ہیئت نے قمری مہینوں کی مدت انتیس درجہ انتالیس دقیقہ پچاس ثانیہ چار ثالثہ چوبیس رابعہ اور چونتیس خامسہ مقرر کی، متقدمین علمائے ہیئت کا خیال تھا کہ فلک زحل دوسرے افلاک کی طرح کروی شکل کا ہے، لیکن محمد شاہی رصد گاہ کے ذریعہ علمائے ہیئت نے یہ انکشاف کیا کہ فلک زحل کروی نہیں ہے، بلکہ ایلیلجی شکل کا ہے۔

ان لوگوں نے یہ بھی تحقیق کی کہ مشتری سیارہ کے اردگرد چار چاند چکر کاٹتے ہیں، انہوں نے یہ بھی تحقیق کی کہ ثوابت ستارے جو آلات رصدیہ کی زد میں ہیں، ان میں سے اکثر متحرک ستاروں کی طرح حرکت کرتے ہیں، ان کی یہ بھی تحقیق ہوئی کہ جرم شمس کی مختلف جہتیں ہیں اور ہر ایک کی حرکت وضعیہ ہے، وہ اس نتیجہ پر بھی پہنچے کہ زہرہ اور عطارد چاند کے مانند ہیں، جس طرح چاند ہلال، بدر اور محاق میں تبدیل ہوتا رہتا ہے، اسی طرح، زہرہ اور عطارد بھی مختلف شکل و ہیئت بدلتے رہتے ہیں، ان علما نے علم ہیئت و نجوم میں ایسے انکشافات کیے جو متقدمین کو نہیں معلوم تھے۔

نصیر الدین حیدر شاہ اودھ کے زمانہ میں لکھنؤ میں ایک رصد گاہ قائم کی گئی، اس رصد گاہ کو قائم کرنے والے وزیر حکیم مہدی علی خاں ہیں، جنہوں نے ۱۲۴۷ھ میں اس کو مکمل کرایا، اس رصد گاہ کی تعمیر کا انتظام ہرورٹ نامی ایک انگریز انجینئر کے سپرد ہوا اور اس کے لیے سترہ سو روپے ماہانہ تنخواہ مقرر کی گئی۔

اس رصد گاہ کی تعمیر خورشید منزل کے قریب اس کوٹھی میں شروع ہوئی جس کو جنرل مکلوڈ انجینئر نے سعادت علی خاں کے زمانہ میں تعمیر کیا تھا، رصد گاہ کی تکمیل سے پہلے ہرورڈ مر گیا اور حکام سلطنت اس رصد گاہ کی طرف سے ایک طویل مدت کے لیے بے تعلق ہو گئے، شاہ اودھ محمد شاہ لکھنوی نے پھر دوبارہ اس کی طرف توجہ کی اور چار لاکھ روپے اس رصد گاہ پر صرف کیے، آلات رصدیہ کی تنصیب و تعمیر کے لیے مرزا پور سے پچاس ہزار روپے کے صرفہ

سے پتھر منگائے گئے اور رصد گاہ کے آلات ومشین ایک لاکھ روپے کے صرفہ سے لندن سے منگائے گئے، لندن کی گرین وچ کی رصد گاہ میں جس طرز کے آلات اور مشین لگی تھیں، ویسے ہی آلات ومشین اس رصد گاہ کے لیے منگائے گئے تھے، اس کام کے لیے ولکاکس انگریز کو مقرر کیا گیا تھا جس نے دس سال کی مدت میں اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا، بہت سے انگریزوں اور ہندوستانیوں کی خدمات اس کام میں حاصل کی گئیں، ہندوستانیوں میں خاص طور پر مولوی عبدالرب، کمال الدین حیدر اور مفتی اسماعیل بن وجیہ مرادآبادی قابل ذکر ہیں، کمال الدین حیدر نے فن ریاضی کے انیس رسالوں کا ترجمہ بھی کیا، انگریز مہتمم رصد گاہ ولکاکس کا ۱۸۴۸ھ میں واجد علی شاہ کے زمانہ میں انتقال ہوگیا، چودہ سال تک اس رصد گاہ پر محنت وصلاحیت اور انیس لاکھ روپۓ کی گراں قدر رقم کے صرف کے بعد پھر اس رصد گاہ کا نظام بگڑ گیا، واجد علی شاہ کو ان کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، انہوں نے اپنے وزیر مجد الدولہ کو حکم دیا کہ رصد گاہ سے کتب خانہ ہٹالیا جائے اور کوٹھی وزیر نقی علی خاں کو دے دی جیسا کہ قیصر التواریخ میں ہے۔

علم رصد پر ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

زیج شاہ جہانی اس کو شیخ فرید الدین ابراہیم دہلوی نے ۱۰۴۸ھ میں تصنیف کیا ہے، مصنف نے اس میں نقشوں کی تصحیح اور نقوش کی تسہیل اور پرانے نقوش کی اصلاح پر کوشش صرف کی ہے۔

زیج محمد شاہی، مصنفہ مرزا خیر اللہ بن لطف اللہ مہندس دہلوی۔

زیج بہادر خانی، مرتبہ غلام حسین جون پوری۔

زیج سلیمان جاہی، مرتبہ شیخ رستم علی بن طفیل علی سنبھلی مصنف نے یہ کتاب شاہِ اودھ نصیر الدین حیدر کے زمانہ میں لکھی ہے، چوں کہ ان کا لقب سلیمان جاہ تھا، اس لیے

کتاب کا نام زیج سلیمان جاہی رکھا ہے، مصنف کا کتاب کی تبییض سے پہلے انتقال ہو گیا، اس لیے اس کی ترتیب وتہذیب اور تبییض کا کام امام الدین حجۃ اللّٰہی نے انجام دیا، یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں ہے اور امام الدین کے ہاتھ کا لکھا اور صاف کیا ہوا نسخہ میں نے مرزا ہمایوں قدر تیموری کے پاس دیکھا ہے۔

تسہیل زیج محمد شاہی، بزبان فارسی مرتبہ مہارت خاں دہلوی۔

زیج میر عالمی، مرتبہ مولوی صفدر شیرازی۔

زیج نظامی، مرتبہ خواجہ بہادر حسین خاں۔

فن اصطرلاب

اصطرلاب فن ہیئت سے متعلق ایک مخصوص آلہ کا نام ہے، فن اصطرلاب اس فن کا نام ہے جس میں آلۂ اصطرلاب کے طریقہ استعمال کو بتایا جائے، اس آلہ کے ذریعہ ستاروں کے وہ حالات زیادہ آسان طریقہ سے معلوم ہو جاتے ہیں جو کتبِ ہیئت میں مذکور ہیں، مثلاً ارتفاع شمس، طالع کی معرفت، سمت قبلہ کی معرفت، ارض البلد کی معرفت وغیرہ اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے اس فن کا عالم ابراہیم بن حبیب فزاری ہوا ہے۔

فن اصطرلاب میں تحفۃ الناظر، بہجۃ الافکار، ضیاء الاعین اور طوسی کی بست ابواب وغیرہ کتابیں ہیں، علمائے ہند میں اس فن کے بڑے ماہرین گزرے ہیں، شہنشاہ ہمایوں اصطرلاب کے استعمال اور اس کے بنانے م یں بڑی مہارت رکھتا تھا، فرید بن ابراہیم دہلوی مصنف زیج شاہجہانی اصطرلاب کے فن کے بڑے مشہور عالم گزرے ہیں، اسی طرح ان کے بھائی طیب بن ابراہیم کو بھی اصطرلاب کے استعمال اور اس کے بنانے میں مہارت حاصل تھی، طیب بن ابراہیم نے عبدالرحیم خانخاناں کے لیے ایک عجیب وغریب اصطرلاب

بنایا تھا، عبدالرحیم خانخاناں نے اس اصطرلاب کے ہم وزن چاندی طیب بن ابراہیم کو اس کام پر بطور انعام دی، ضیاء الدین بن محمد بن قائم بن عیسیٰ بن الہ داد اصطرلابی ہمایونی بھی فن اصطرلاب کے مشاہیر علما میں ہیں، ان کا اصطرلاب جو شاہ جہاں کے زمانہ میں بنایا تھا، ندوۃ العلما لکھنؤ کے کتب خانے میں موجود ہے۔

فن اصطرلاب میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں درج ذیل ہیں: کتاب بزبان فارسی مؤلفہ مولوی خان محمد بن عبدالغنی قرشی گجراتی، یہ کتاب بہت ادق اور تحقیقی مباحث پر مشتمل ہے۔

کتاب درفن اصطرلاب، مرتبہ شمس الامرا نواب فخر الدین خاں حیدرآبادی۔

جوہر فرید، مرتبہ عزیز الدین بن محمد اشرف کشمیری دہلوی۔

رفیع الصنعۃ، بزبان فارسی، مرتبہ عمدۃ الملک رفیع الدین خاں سن تصنیف ۱۲۶۹ھ ہے۔

کتاب درفن اصطرلاب، مرتبہ استاد مکرم عبدالحق بن محمد اعظم کابلی مالوی۔

علم موسیقی

فن موسیقی وہ علم ہے جس میں نغمے اور ان کو سنانے اور ادا کرنے کے حالات اور مختلف راگوں کے امتزاج وترکیب اور آلات موسیقیہ سے بحث کی جائے، اس علم کا موضوع آواز ہے، آواز انسان کے جذبات کو مبدا سے حرکت دیتی ہے، اس کے نتیجہ میں بسط اور سرور وانبساط پیدا ہوتا ہے یا آواز نفس انسانی کو مبدأ کی طرف لے جاتی ہے، اس کے نتیجہ میں قبض، انجام کی فکر اور اس طرح کے دوسرے جذبات پیدا ہوتے ہیں، اس فن میں مسلمان مصنّفین کی مشہور کتابوں میں سب سے زیادہ عمدہ اور بہتر فارابی کی کتاب ہے،

ابن سینا کی کتاب الشفا کے وہ ابواب جوفن موسیقی سے متعلق ہیں اوراسی طرح صفی الدین عبدالمومن ثابت بن قراء ابوالوفا اور جوزجانی کی کتابیں اس فن کی اہم کتابوں میں ہیں، ہندوستان میں اس فن کے ماہرین میں اور متقدمین سے سبقت لے جانے والوں میں حضرت امیر خسرو دہلوی کا نام بہت مشہور ہے، وہ اس فن میں بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں، ان کے زمانہ میں اس فن میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا، انہوں نے پرانے راگوں میں نئے نئے تصرفات کیے ہیں اوراس فن میں نئی نئی ایجادات واختراعات کی ہیں، اس فن میں جن نئی چیزوں کا انہوں نے اضافہ کیا ہے، وہ قول، ترانہ، خیال، نقش ونگار، بسیط، تلانہ، سویلہ راگوں کی ایجاد ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اس فن پر کتنا اقتدار حاصل تھا، جون پور کی مشرقی سلطنت کا بادشاہ سلطان حسین بھی اس فن کے بڑے باکمالوں میں گزرا ہے، ہندوستانی راگ ''دھرپد'' جو چار اجزا یا چار ٹکڑوں پر مشتمل تھا اس کو مختصر کر کے دوٹکڑوں میں کردیا، اس طرح ''آہنگ'' میں بہترین تصرف وایجاد کی اوراس کا نام خیال وچٹکلہ رکھا اور مجاز کو زیادہ صریح اور واضح کیا، سلطان حسین شرقی نے فن موسیقی پر تحفۃ الہند نامی ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

سوری بادشاہ محمد شاہ عدلی بھی فن موسیقی کے ماہرین میں گزرا ہے، اس فن میں اس کی مہارت وتفوق پر سب کا اتفاق ہے اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے بڑا اس فن کا عالم وماہر تھا، جس کی اس کے عہد میں کوئی نظیر نہیں تھی۔

حاکم مالوہ باز بہادر شاہ کے زمانہ میں جیسا کہ آصفی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے، منجھو گجراتی اس فن کا استاد تھا، آصفی نے لکھا ہے کہ آج تک اس کا مثل ونظیر کوئی نہیں ہوا اور نہ آئندہ توقع ہے، جب مغلوں نے مانڈو مالوہ کو فتح کیا ہے اور منجھو گجراتی کو گرفتار کر کے ہمایوں کے دربار میں لایا گیا ہے تو اس وقت ہمایوں سرخ پوشاک پہنے ہوئے تھا جو اس بات کی نشانی ہوتی ہے کہ اس وقت قتل عام شروع ہونے والا ہے، منجھو جب ہمایوں کے

دربار میں سامنے لایا گیا تو منجھو کے بعض جاننے والوں نے ہمایوں سے اس کی مہارت و صاحب فن ہونے کا تذکرہ کیا، ہمایوں نے منجھو کو حکم دیا کہ وہ کوئی عمدہ چیز سنائے، منجھو نے اپنے کو تیار کر کے گانا شروع کیا، منجھو نے جب گانے میں اپنے فن کے کمال کا مظاہرہ کیا تو ہمایوں پر بہت سخت اثر ہوا اور جب منجھو گا کر خاموش ہوا تو ہمایوں پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ اس نے سرخ پوشاک بدل کر سبز پوشاک پہن لی جو رضا اور خوشی کی علامت تھی اور منجھو کو خلعت خاص سے نوازا اور منجھو کی وجہ سے باز بہادر کے بڑے بڑے عہدہ داران اور افسران جو گرفتار ہو کر لائے گئے تھے چھوڑ دیے گئے۔

تان سین گوالیاری فن موسیقی کا اپنے عہد میں بہت زبردست ماہر شخص گزرا ہے، متقدمین و متاخرین میں اس کی کوئی نظیر نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ فن موسیقی میں تان سین فارابی سے بہت فائق تھا۔

شیخ معمر بہاء الدین زیادی متوفی ۱۰۳۴ھ کا شمار بھی ماہرین علم موسیقی میں ہے، علم ''مارگ'' میں پورے دکن میں اس کا کوئی مدمقابل نہیں تھا، فن موسیقی میں اس نے بہت سی نئی چیزوں کا اضافہ کیا، کبت، دھرپد، خیال اور ترانہ پر ان کی تصنیفات ہیں، رباب اور بین اور امرتی کے بجانے میں اس کو مہارت تامہ حاصل تھی، سیف الدین محمود نے راگ درپن میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ پیر محمد علم موسیقی کے بڑے ماہر گزرے ہیں، سلطان حسین شرقی کے چٹکلہ اور خیال کو انہوں نے از سر نو زندہ کیا اور اس میں وہ اس مرتبہ تک پہنچ گئے جس پر دوسرے کا پہنچنا مشکل ہے، جیسا کہ راگ درپن میں مذکور ہے۔

محمود نائک بھی فن موسیقی کے ماہرین میں گزرے ہیں، یہ راجہ مان سنگھ گوالیاری کے زمانہ میں تھے اور اپنے زمانہ میں فن موسیقی میں سب سے فائق تھے، ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری بھی فن موسیقی میں بہت فائق تھے اور اپنے زمانہ میں ان کو اس فن میں سیادت و

امامت کا درجہ حاصل تھا، فن موسیقی پر ان کی ایک کتاب نورس نامی ہے۔

باز بہادر خاں حاکم مالوہ بھی فن موسیقی میں کامل و ماہر تھا، اس فن میں اس کے کمال کی شہرت اس قدر ہے کہ اس پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

ہندوستان میں فن موسیقی کے ماہرین اور باکمالوں کے کچھ نام اوپر ذکر کیے گئے، ان کے علاوہ بھی اور کچھ لوگ ہیں جن کو اس فن میں خصوصیت و امتیاز حاصل ہے، جن کے نام درج ذیل ہیں:

سبحان خاں، نور ہاسر کیان خاں، چاند خاں فتح پوری، ان کے بھائی سورج خاں فتح پوری، میاں چندا شاگرد تان سین، تان برنگ خان، بلاس خاں، صورت سین، یہ تینوں تان سین کے لڑکے ہیں، داؤد خاں محمد خاں ملا اسحاق ان کے بھائی خضر، بنات خاں، حسن خاں، عاقل خاں بن باقر خاں، یہ سب عہد اکبری کے نام ور ماہرین موسیقی ہیں۔

میاں دالو، دھر پد میں ان کا جواب نہیں تھا، لعل خان، ان کا لقب گن سمندر خاں تھا، یہ تان سین کے لڑکے ہلاس خاں کے شاگرد اور ان کے داماد بھی ہیں، سوہل سین تان سین کے پوتے، سدھین سین ولد سو، بل سین مصری خاں شاگرد ہلاس خاں حسن خاں توہار، میر صالح دہلوی، خواجہ محمد صلاح یہ فن موسیقی کے بڑے ماہر تھے، انہوں نے اس فن پر راگ پرکاش نامی ایک کتاب بھی لکھی ہے، جیسا کہ راگ درپن میں مذکور ہے۔

افضل خاں نائک ان کا لقب گن سین تھا، یہ فن موسیقی کی شاخ فن مارگ میں بھی بڑے ماہر تھے۔

شیخ کمال شاگرد میاں دالو یہ ۱۰۷۶ھ عہد عالم گیری میں زندہ تھے، نجف خاں گجراتی شاگرد تان سین رنگ خاں کلاونت، خوشحال خاں بن لعل خاں ان کے زمانہ میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا، یہ ۱۰۷۶ھ میں زندہ تھے، غلام محی الدین یہ علاقہ چندی کے طبقہ اشراف میں تھے، سواد خاں فتح پوری، کسن خاں کلاونت فن مارگ کے زبردست ماہر ہیں، ولی وہاری، شیخ

سعد اللہ لاہوری، محمد باقی، پوجا برادر شیخ پیر محمد، بازید خاں، کبیر قوال، زورا قوال رحیم داد ان کو فن مارگ میں بڑی مہارت تھی، میر عماد ہروی سید طیب بدھ اور سبحان خاں کے پوتے سید خاں یہ تمام لوگ عہد شاہجہانی کے ماہرین موسیقی ہیں، مرزا روشن ضمیر دہلوی فن موسیقی کے یہ بڑے ماہر اور باکمال گزرے ہیں، چودہ ہزار گانوں کی قسمیں ان کو معلوم تھیں اور اکثر پر انہوں نے عربی فارسی اور ہندی زبانوں میں کتابیں لکھی ہیں، جیسا کہ مرأۃ الخیال میں ہے۔

سیف الدین محمود سرہندی متوفی ۱۰۹۵ھ فن موسیقی کے بہت زبردست ماہر تھے، فارسی زبان میں اس فن کی مشہور کتاب راگ درپن کے یہی مصنف ہیں، اس کتاب کا ایک نسخہ ندوۃ العلما کے کتب خانے میں بھی ہے، خواجہ میر درد دہلوی صاحب تصانیف مشہورہ، ان کے بھائی میر محمد اسد، خواجہ محمد نصیر خواجہ میر درد کے نواسے ہیں، انہوں نے فن موسیقی پر کچھ رسالے بھی لکھے ہیں، ہمت خاں ناصر احمد نواسہ ہمت خاں راگ رس خاں، قائم خاں نظام خاں، امیر خاں، نور خاں، مسیط خاں، چھوٹے صاحب، خالق داد، الہ داد، مراد بخش، غلام غوث اقبال الدولہ، احمد علی، میر علی، حسین علی خاں، نعمت اللہ اور ان کے لڑکے کرامت اللہ۔

فن موسیقی میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

کتاب عروض الموسیقی، یہ کتاب سنسکرت زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ ہے، فیروز تغلق کے حکم سے اعزالدین خالد خانی نے یہ ترجمہ کیا ہے۔

تحفۃ الہند، بزبان فارسی مرتبہ سلطان حسین شرقی فن موسیقی پر ایک جامع کتاب ہے۔

راگ ساگر، فن موسیقی پر اکبر بادشاہ کے زمانہ میں یہ کتاب لکھی گئی، سیف الدین محمود نے راگ درپن میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

نورس، بزبان ہندی مرتبہ سلطان ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری کہا جاتا ہے کہ فن

موسیقی پر اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔

راگ درپن، بزبان فارسی مرتبہ سیف الدین محمود سرہندی۔

راگ پرکاش، مرتبہ خواجہ محمد صلاح دہلوی، یہ مصنف سیف الدین محمود سرہندی کے معاصر ہیں۔

اصول النغمات الآصفیہ، فارسی زبان میں ایک جامع کتاب ہے، مرتبہ غلام رضا بن صابر علی۔

مرأۃ الخیال میں فن موسیقی پر مقالہ ہے، مرتبہ بشیر خاں بن امجد خاں۔

مہر جہاں تاب میں فن موسیقی پر مقالہ مرتبہ والد محترم حکیم سید فخر الدین بن عبدالعلی حسنی رائے بریلوی۔

غنچۂ راگ، مرتبہ نواب مروان علی خاں۔

اسرار کرامت، بزبان اردو کرامت اللہ اور ان کے والد نعمت اللہ کی مشترک تصنیف، معارف النغمات بزبان اردو فن موسیقی پر ایک جامع کتاب ہے، مرتبہ نواب علی خاں لکھنوی۔

رسالہ در فن موسیقی، مرتبہ خواجہ محمد نصیر الدین بن میر کلو حسینی دہلوی۔

صوت الناقوس، بزبان فارسی مرتبہ محمد عثمان قیس۔

نائکا بھید، بزبان فارسی مرتبہ امیر الدولہ لائق۔

پانچویں فصل
حکمت عملی میں

حکمت عملی جیسا کہ اوپر گزر چکا، فلسفہ کی ایک قسم ہے، یہ اس علم کا نام ہے جس میں ان موجودات کے احوال سے بحث کی جائے جن کا وجود انسان کی قدرت واختیار میں ہے اور جن سے انسان کے معاش ومعاد کی اصلاح وابستہ ہے، اس علم کی تین قسمیں ہیں:

تہذیب الاخلاق: وہ حکمت عملی ہے جس میں ان حالات اور افعال و اعمال سے بحث کی جائے جن کا تعلق اشخاص کی اصلاح اور ان کے اچھے اور برے ہونے سے ہے، اس کو حکمت خلقیہ بھی کہتے ہیں۔

تدبیر منزل: وہ حکمت علمی ہے جس میں ایسے افعال واعمال سے بحث کی جائے جو خاندان اور کنبہ میں شریک لوگوں کے مصالح ومنافع سے متعلق ہے، اسی کو الحکمۃ المنزلیہ بھی کہتے ہیں۔

سیاست مدنیہ، وہ حکمت عملی ہے جس میں ایک شہر اور ایک ملک کے باشندوں کے امور واحوال سے بحث کی جائے، جس کا تعلق ان کے مصالح سے ہے۔

تہذیب الاخلاق

تہذیب الاخلاق وہ علم ہے جس میں انسانی فضائل اور کمالات کی قسمیں اور ان کو حاصل کرنے کے طریقے اور رذائل، برائیاں اور ان سے بچنے کے طریقے بتلائے جائیں، تاکہ انسان اچھائیوں سے آراستہ ہو اور برائیوں سے محفوظ رہے، اس علم کا موضوع اخلاق و ملکات اور نفس انسانی جو اخلاق سے متصف ہو، تہذیب الاخلاق کی ضرورت کو شریعت محمدی نے مکمل طور پر پورا کر دیا ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''میری بعثت مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے ہوئی ہے'' حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک مرتبہ اخلاق نبوی کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے جواب دیا، آنحضورؐ کا اخلاق قرآن ہے، یعنی قرآن انسان کے اندر جن صفات اور مکارم اخلاق کا تقاضا کرتا ہے، آنحضورؐ اس کے مکمل نمونہ تھے۔

اس فن پر علمائے اخلاق نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے ابن سینا کی کتاب البر والاثم، ابن مسکویہ کی کتاب الفوز، امام رازی کی الاخلاق، ایجی کی الاخلاق، طوسی کی الاخلاق اور دوانی کی الاخلاق بہت مشہور ہیں۔

فن اخلاق میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

طوطی نامہ، بزبان فارسی ایک ضخیم کتاب مرتبہ شیخ ضیاء الدین بخشی بدایونی، کتاب بہت شستہ عبارت اور لطیف استعارات کی زبان میں ۷۳۰ھ میں تصنیف کی گئی ہے۔

موارد الکلم، بزبان عربی مرتبہ شیخ فیضی ناگوری یہ کتاب صنعت اہمال میں ہے، یعنی پوری کتاب میں کہیں نقطے والے حروف نہیں استعمال کیے گئے ہیں۔

اخلاق حمیدی، مرتبہ مولوی حمید الدین کاکوروی بن غازی الدین۔

الاخلاق، مرتبہ مولوی معشوق علی جون پوری۔

تحسین الاخلاق، مرتبہ مولوی مہدی مدراسی۔

الوصایا بزبان فارسی، بزبان فارسی ایک ضخیم جلد میں مصنفہ نواب وزیر الدولہ محمد وزیر خاں ٹونکی۔

الاخلاق الانسانیہ، مرتبہ سید عبدالغنی استھانوی بہاری۔

الحقوق والفرائض، بزبان اردو مرتبہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی۔

اخلاق ضیائی، مرتبہ سید محمد شاہ بن احمد شاہ، سن تصنیف ۱۳۱۰ھ۔

تہذیب اخلاق، مرتبہ مولوی نجم الحق۔

بستان التہذیب، مرتبہ مولوی عمر دراز علی خاں۔

اخلاق محمدی، مرتبہ سعید احمد فاروقی۔

اساس الاخلاق، مرتبہ سید محب الحق عظیم آبادی۔

اخلاق احمدی، مرتبہ مرزا سلطان احمد بن غلام احمد قادیانی۔

الاخلاق، مرتبہ مولوی احمد مکرم عباسی چریاکوٹی۔

اخلاق اسدی، مرتبہ میر بہادر علی حسینی۔

جامع الاخلاق، مرتبہ مولوی امانت اللہ کلکتوی۔

معدن التہذیب، مرتبہ مرزا حبیب حسین لکھنوی۔

علم آموز وعقل افروز، مرتبہ حکیم سراج الدین دہلوی سن تصنیف ۱۲۹۰ھ۔

الاصلاح، مرتبہ عبد ضعیف بندہ عبدالحی حسنی۔

توبۃ النصوح، ابن الوقت، الموعظۃ الحسنہ، یہ تینوں کتابیں اردو زبان میں ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کی ہیں۔

تہذیب الخصائل و تہذیب الفضائل، بزبان اردو مرتبہ سید ظفر مہدی جرولی، یہ کتاب ابن مسکویہ کی تہذیب الاخلاق سے منقول ہے، کچھ کمی وزیادتی کے ساتھ۔

رسالہ علم الاخلاق، مرتبہ مولوی کرامت حسین کنتوری۔

تدبیر منزل

تدبیر منزل وہ علم ہے جس میں گھر اور خاندان کے لوگ یعنی میاں بیوی اولاد اور والدین، خادم اور آقا کے درمیان باہمی اور مناسب تعلق کی کیفیات بیان کی جائیں اور ان لوگوں کے درمیان جو چیزیں اعتدال سے ہٹی ہوئی ہوں، ان کا علاج اور تدبیر بتلائی جائے، اس علم کا موضوع وہ لوگ ہیں جو ایک گھر میں مشترک طور پر رہتے ہیں، اس علم کا نفع بہت واضح ہے جو کسی سے پوشیدہ نہیں کیوں کہ اس علم کا حاصل یہ ہے کہ انسان کی گھریلو زندگی کے حالات منظم اور ٹھیک ہوں تا کہ انسان گھر میں رہنے والوں کے حقوق اور ان کے فرائض و واجبات کا لحاظ رکھے اور اس علم پر انسان کی دینی و دنیوی سعادت کا انحصار ہے، مختصر لفظوں میں یہ کہا جائے گا کہ اس علم میں اس گروہ کے مصالح و منافع سے بحث کی جاتی ہے جو ایک گھر میں رہتا ہے، اس علم میں ہندوستانی مصنفین کی کتابیں درج ذیل ہیں:

دستور العمل فی تدبیر المنزل، مرتبہ شیخ وکیل احمد سکندر پوری۔

تہذیب نسواں، مرتبہ نواب شاہ جہاں بیگم والیہ ریاست بھوپال۔

مرأۃ العروس، بنات النعش، یہ دونوں کتابیں ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کی ہیں۔

فلسفۂ ازدواج، مرتبہ سید علی اصغر بلگرامی۔

انتظام خانہ داری، مختصر رسالہ بزبان اردو مرتبہ نواب علی حسن ولد نواب صدیق حسن بھوپالی۔

عنوان

یہ وہ علم ہے جس میں شہر اور ملک کے اجتماعی اور سیاسی حالات سے بحث کی جائے، اس علم کا موضوع شہری زندگی اور اس کے احکام و معاملات ہیں۔

اس علم کی منفعت متمدن سوسائٹی کا وجود ہے، اس علم کی شاخ قضا اور احتساب ہے، فارابی کی آراء المدنیۃ الفاضلہ اور ماوردی کی الاحکام السلطانیہ ابن تیمیہ کی السیاسۃ الشرعیہ اس فن کی مشہور کتابیں ہیں، اس فن پر ہندوستانی مصنفین کی کتابیں درج ذیل ہیں:

تحفۃ الملوک، مرتبہ ملک سیف الدین غوری مصنف نے یہ کتاب سلطان علاء الدین حسن بہمنی کے لیے لکھی ہے۔

نصاب الاحتساب، مرتبہ قاضی ضیاء الدین عمر سنامی۔

آداب الحسبۃ، مرتبہ شیخ عصمت اللہ سہارن پوری۔

التوریۃ السلطانیہ، مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مصنف نے یہ کتاب جہاں گیر بادشاہ کے لیے لکھی ہے۔

آئین اکبری، مرتبہ ابوالفضل ناگوری۔

دستورِ جہاں کشائے، مرتبہ مولانا خیر اللہ دہلوی مصنف نے یہ کتاب شاہ جہاں بادشاہ کے لیے لکھی ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب تحفۃ الملوک سے ماخوذ ہے۔

روزنامچۂ عالم گیری، مرتبہ بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر۔

حکم نامہ، مرتبہ ٹیپو سلطان۔

اس موضوع پر سب سے بہتر اور مفید کتاب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ازالۃ الخفا ہے، منصب امامت، مرتبہ شاہ اسماعیل شہید دہلوی۔

اکلیل الکرامہ فی مقاصد الامامہ، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی سن تصنیف ۱۲۹۴ھ۔

ظفر اللاضی بما یجب فی القضا علی القاضی، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی سن تصنیف ۱۲۹۴ھ۔

آداب السلاطین، مرتبہ مولوی ولی اللہ لکھنوی۔

حسن المساعی الی نصح الرعیہ والراعی، بزبان اردو مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی مصنف نے یہ کتاب ابوحفص محمد عتیق اللہ بن ابی احمد بن اسد اللہ حسینی مدینی کے نام سے لکھی ہے، ابوحفص میں اشارہ اپنی صاحبزادی حفصہ کے نام سے اپنی کنیت کا ہے اور عتیق نام میں اشارہ صدیق کی طرف ہے، کیوں کہ حضرت صدیق کا لقب عتیق تھا اور ابن ابی احمد میں اشارہ اپنے باپ ابواحمد کی طرف ہے، کیوں کہ ان کی یہی کنیت تھی اور اسد اللہ سے اشارہ اپنے دادا اولاد علی کی طرف ہے، مصنف نے یہ کتاب ۱۳۰۱ھ میں لکھی ہے۔

رسالہ اسباب بغاوت ہند، مرتبہ سر سید احمد خاں دہلوی۔

معلم السیاسۃ، مولوی ابوالحسن فرید آبادی۔

ذخر المحتی من آداب المفتی، مرتبہ نواب سید صدیق حسن بھوپالی۔

چھٹی فصل

فن طب میں

فن طب وہ علم ہے جس میں انسان کے بدن کے تندرست و مریض ہونے کی حیثیت سے بحث کی جائے تاکہ مرض دور کیا جائے اور صحت قائم رکھی جائے، اس علم کا موضوع انسان کا بدن اور اس کے متعلقات و مشتملات ہیں، مثلاً اعضا، مزاج، اخلاط، قوی اور افعال وغیرہ اور انسانی بدن کی صحت و مرض کی حالتیں اور صحت و مرض کے اسباب و حرکات وسکنات استفراغ واحتقانات اور مطعومات ومشروبات کے ذریعہ تدبیر عمل جراحی اور امراض کا علاج ممکن حد تک وغیرہ اس علم کا موضوع ہیں، اس علم کی ابتدا کی تحقیق بہت مشکل ہے، کیوں کہ یہ علم بہت قدیم ہے اور متقدمین کی رائیں اس سلسلہ میں بہت ہی متضاد ہیں جن میں سے کسی ایک رائے کو ترجیح دینا بہت مشکل ہے، جو لوگ جسم انسانی کے حادث ہونے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب انسانی جسم حادث ہے تو لامحالہ یہ علم بھی انسان کے وجود کے بعد ہی پایا گیا ہوگا، پھر اس میں بھی دو گروہ ہیں، ایک کا کہنا ہے کہ یہ علم انسانی وجود کے ساتھ ساتھ موجود ہوا ہے اور دوسرا گروہ جو تعداد میں بڑا ہے وہ کہتا ہے کہ انسانی وجود کے بعد یہ علم وجود میں آیا ہے، بقراط و جالینوس اور دوسرے عقلیین کا کہنا ہے کہ اس علم کی ابتدا بندوں کو اللہ کی طرف سے الہام سے ہوئی اور اصحاب تجربہ و حیل کا کہنا ہے کہ

یہ علم انسانی تجربہ کی پیداوار ہے۔

اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ یہ علم سب سے پہلے کس علاقہ اور کس ملک میں پایا گیا، بعضوں کے نزدیک سب سے پہلے اہل مصر نے اس علم کو حاصل کیا اور وہ اپنے اس دعوے کی تائید میں کہتے ہیں کہ ایک دوا کا نام راسن ہے جو مصری لفظ ہے۔

بعضوں کے نزدیک اس علم کا بانی اور موجد ہرمس ہے، بعضوں کے نزدیک اہل ٹیونس، بعضوں کے نزدیک اہل شام اور بعضوں کے نزدیک اہل افروجیہ اس علم کے موجدین میں ہیں، اہل افروجیہ آلات غنا کے بھی موجد مانے گئے ہیں، وہ لوگ بیماریوں کا علاج راگ اور غنا سے کیا کرتے تھے، بعضوں کے نزدیک فن طب کے موجد اہل قو ہیں قو ایک جزیرہ ہے جو بقراط اور اس کے آباواجداد کا مسکن تھا، اکثر قدما نے لکھا ہے کہ فن طب ابتداً ان جزیروں میں پایا گیا ہے، روہڈس فنڈس اور قو میں بعضوں کے نزدیک اس فن کے موجد کلدانی ہیں، بعضوں کے نزدیک ساحران یمن ہیں، بعضوں کے نزدیک اس کی ابتدا بابل میں ہوئی ہے، بعضوں کے نزدیک فارس میں، بعضوں کے نزدیک اس کے موجد اہل ہند ہیں، بعضوں کے نزدیک مشرقی یورپ کے سغلاب قوم، بعضوں کے نزدیک جزیرہ کریٹ والے لوگ ہیں اور بعضوں کے نزدیک وادیٔ سینا کے لوگ اور اسی طرح بہت سے اقوال وآرا ہیں اس علم کی اشاعت وشہرت اسقلبیوس حکیم سے ہوئی ہے، اس نے نوے سال عمر پائی، اس طبیب نے اپنے بعد اپنے دو لڑکوں کو چھوڑا جو دونوں فن طب میں بہت ماہر تھے اور اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو وصیت کی کہ وہ یہ علم اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں کے علاوہ کسی کو نہیں بتائیں گے، یہاں تک کہ یہ علم خستہ اور کم زور حالت میں بقراط تک پہنچا اور اس نے یہ دیکھا کہ اس کے خاندان کے لوگوں کی تعداد بہت مختصر ہے اور اس کا خطرہ ہے کہ صرف ایک خاندان میں اس علم کے محدود ہو جانے سے یہ علم ختم نہ ہو جائے، اس نے فن طب پر کتابیں بہت ہی مختصر اور متن کے طور پر لکھنی شروع کیں، اس نے دوسرے ملک کے لوگوں کو بھی یہ فن سکھایا اور ان کو اپنی اولاد کی طرح رکھا، بقراط

کا زمانہ شاہ بابل بخت نصر کے جلوس شاہی کا چھیانواں سال ہے اور بہمن بادشاہ کا چودھواں سال بقراط ۹۵ سال زندہ رہا، اس نے فن طب میں بڑی مفید کتابیں لکھی ہیں، جن کا عربی میں ترجمہ کیا جا چکا ہے، اسی وجہ سے بقراط کو کہا جاتا ہے کہ وہ فن طب کا سب سے پہلا معلم ہے اور اس کو معلم اول کا لقب دیا گیا، بقراط کے بعد فرغاموس شہر میں جالینوس ہوا ہے اس نے بقراط کے علم کی تجدید کی اور فن جراحی میں اس نے بڑی مہارت حاصل کی، اگر جالینوس نہ ہوتا تو علم طب ختم ہو گیا ہوتا لیکن جالینوس نے اس علم کو صحیح راستہ پر چلایا، اس فن کی مشکلات کو حل کیا اور اس فن کی کٹھن بحثوں کو زیادہ وضاحت اور صفائی سے بیان کیا۔

فن طب پر جالینوس نے ساٹھ سے زائد کتابیں لکھیں، بقراط کی وفات کے ۶۶۵ سال بعد جالینوس کا زمانہ ہے اور جالینوس حضرت عیسیٰ کے ۵۷ سال بعد پیدا ہوا۔

مسلمانوں میں فن طب

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پوتے خالد بن یزید کو علوم فلسفہ سے بڑی دلچسپی تھی، اس کو کیمیا سازی کا شوق ہوا اور اس فن کی کتابیں عصطفن قدیم نے اس کے لیے عربی زبان میں ترجمہ کیں، مسلمانوں کی تاریخ میں یہ پہلی ترجمہ کی ہوئی کتاب ہے، اس کے بعد عباسی خلیفہ ابو جعفر المنصور نے بعض کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ کرایا، بطریق نے چند کتابوں کا منصور کے حکم سے ترجمہ کیا، عباسی خلیفہ مامون نے قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ کو ایک سفارت اس غرض سے بھیجی کہ اس کے پاس متقدمین کے فلسفیانہ علوم کی جو کتابیں محفوظ ہیں، وہ بھیج دیں، رومی شہنشاہ نے کچھ تذبذب کے بعد مامون کی اس درخواست کو منظور کر لیا، مامون نے اس کے بعد کچھ لوگوں کو وہاں سے کتابیں منتخب کرنے اور لانے کا کام سپرد کیا، جب یہ کتابیں مامون کے پاس آ گئیں تو مامون نے ان کے ترجمہ کا حکم دیا، بقراط

کی کتاب جو جالینوس کی توضیحات کے ساتھ تھی اس کا ترجمہ حسنین بن اسحاق نے یونانی زبان سے سریانی زبان میں کیا اور اپنی طرف سے اس میں کچھ اضافہ بھی کیا، پھر حبیش اور عیسیٰ بن یحییٰ نے سریانی زبان سے عربی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کیا، بقراط کی کتاب الفصول بتفسیر جالینوس کا ترجمہ حنین نے عربی زبان میں اس کے سات مقالات کا ترجمہ محمد بن موسیٰ کے لیے کیا، بقراط کی کتاب تقدمۃ المعرفہ مع تفسیر جالینوس بقراط کی اصل کتاب کا ترجمہ عربی میں حنین نے کیا اور اصل کتاب جالینوس کی جو تفسیر وتوضیح تھی اس کا ترجمہ عربی میں عیسیٰ بن یحییٰ نے کیا، بقراط کی الامراض الحادہ مع تفسیر جالینوس جو پانچ مقالات پر مشتمل ہے، اس کے تین مقالات کا ترجمہ عربی زبان میں عیسیٰ بن یحییٰ نے کیا، بقراط کی کتاب الکسر بتفسیر جالینوس حنین بن اسحاق نے اس کے چار مقالات کا ترجمہ محمد بن موسیٰ کے لیے کیا۔

بقراط کی کتاب ابیذ یمیا بتفسیر جالینوس، کتاب کے پہلے حصہ کی تفسیر تین مقالات پر دوسرے حصہ کی تین مقالات پر اور تیسرے حصہ کی چھ مقالات اور چھٹے حصہ کی آٹھ مقالات میں جالینوس نے کی تھی اور چوتھے پانچویں اور ساتویں حصہ کو بلا تفسیر چھوڑ دیا تھا، عیسیٰ بن یحییٰ نے اس سب کا عربی زبان میں ترجمہ کیا، بقراط کی کتاب الاخلاط جس کی تفسیر جالینوس نے تین مقالات میں کی ہے، ان مقالات کا عربی ترجمہ عیسیٰ بن یحییٰ نے احمد بن موسیٰ کے لیے کیا۔

بقراط کی کتاب قاطیطیون جالینوس نے جس کی تفسیر تین مقالات کی کتاب اور مقالات کا ترجمہ حنین نے عربی زبان میں محمد بن موسیٰ کے لیے کیا۔

بقراط کی کتاب الماء والھوا جالینوس نے جس کی تفسیر تین مقالات میں کی ہے، اصل کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں حنین نے اور جالینوس کی تفسیر کا عربی ترجمہ حبیش بن حسن نے کیا، بقراط کی طبیعۃ الانسانی جس کی تفسیر جالینوس نے تین مقالات میں کی ہے، اصل کتاب کا ترجمہ حنین نے اور بقراط کی تفسیر کا ترجمہ عیسیٰ بن یحییٰ نے عربی زبان میں کیا ہے، جالینوس کی اکثر کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں حبیش بن حسن اعسم اور عیسیٰ بن یحییٰ وغیرہ

نے کیا ہے اوران ترجموں کی اصلاح حنین بن اسحاق نے کی ہے، جالینوس کی جن کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا وہ درج ذیل ہیں:

کتاب الفرق، کتاب الصناعہ، کتاب الی طرثرن نبض میں، کتاب ابواغلوقن شفاء المراض میں، کتاب المقالات الخمس تشریح اعضا میں، کتاب الاستقصاء ات، کتاب المزاج، کتاب القوی الطبعیہ، کتاب العلل، کتاب الاعراض، کتاب تعرف علل الاعضاء الباطنہ، کتاب النبض الکبیر کتاب الحمایات، کتاب البحران، کتاب ایام البحران، کتاب تدبیر الاصحاء، کتاب حیلۃ البرء، کتاب التشریح الکبیر، کتاب اختلاف التشریح، کتاب التشریح الحیوان المیت، کتاب التشریح الحیوان الحیٔ، کتاب فی علم بقراط التشریح، کتاب فی علم بقراط بالتشریح، کتاب فی علم ارسطو بالتشریح، کتاب تشریح الرحم، کتاب حرکۃ الصدر والریٔۃ، کتاب علل النفس، کتاب الصوت، کتاب حرکۃ العضل، کتاب الحاجۃ الی النبض، کتاب الحاجۃ الی النفس، کتاب العادات، کتاب آراء بقراط و افلاطون، کتاب الحرکات المجهولہ، کتاب الامتلاء، کتاب افضل الھییات، کتاب خصب البدن، کتاب سوء المزاج المختلف، کتاب الادیۃ المفردہ، کتاب الاورام، کتاب المنی، کتاب المولود لسبعۃ اشہر، کتاب المرۃ السوداء، کتاب دولۃ التنفس، کتاب تقدمۃ المعرفہ، کتاب الفصد، کتاب الذبول، کتاب صفات لصبی یصرع، کتاب قوی الاغذیہ، کتاب التدبیرا لملطف، کتاب الکیموس، کتاب ارسطراطن فی مداواۃ الامراض، کتاب تدبیر بقراط فی الامراض الحادۃ، کتاب ترکیب الادویہ، کتاب الادویہ المقابلہ للأ دواء، کتاب التریاق، کتاب الی شراسابولوس، کتاب الریاضۃ بالکرۃ الصغیرۃ، کتاب الریاضۃ بالکرۃ الکبیرۃ، کتاب فی ان الطبیب الفاضل فیلسوف، کتاب کتب بقراط الصحیحہ، کتاب الحث علی تعلیم الطب، کتاب محنۃ الطبیب، کتاب مایعتقدہ رایٔا، کتاب البرہان، کتاب تعریف المرء عیوب نفسہ، کتاب الاخلاق، کتاب انتفاع الاخیار باعدائہم، کتاب ماذکرہ فلاطون فی طیماوس، کتاب فی ان قوی النفس تابعۃ المزاج البدن، کتاب المدخل الی المنطق، کتاب المحرک الاول لایتحرک، کتاب عدد المقاییس، کتاب

تفسیر الثانی من کتب ارسطاطالیس۔

اور روفس کی کتابوں میں سے جو جالینوس سے پہلے کا ہے، جن کتابوں کا عربی میں ترجمہ ہوا ہے، وہ یہ ہیں: کتاب تسمیۃ اعضاء الانسان، کتاب فی العلۃ التی یعرض معہا الفزع من الماء، کتب الیرقان والمرار، کتاب الامراض التی تعرض فی المفاصل، کتاب تنقیص اللحم، کتاب تدبیر من لایحضرہ الطبیب، کتاب الذبحہ، کتاب طب بقراط، کتاب استعمال الشراب، کتاب علاج اللواتی لایحبلن، کتاب فی وصایا حفظ الصحۃ، کتاب الصرع، کتاب التریاق، کتاب الحمی الربع، کتاب المرۃ السوداء، کتاب ذات الجنب وذات الرئۃ، کتاب التدبیر، کتاب الباء، کتاب الطب، کتاب فی الاعمال التی تعمل فی المارستانات، کتاب اللبن، کتاب الفرق، کتاب الباہ (اس مصنف کی اس نام ایک کتاب کا ذکر پہلے آچکا ہے غالباً اس موضوع پر اس کی یہ دوسری کتاب ہے) کتاب فی الابکار، کتاب فی التین، کتاب فی تدبیر المسافر، کتاب فی الجز، کتاب فی القی، کتاب فی الادویۃ القاتلۃ، کتاب فی علل الکلی والمثانۃ، کتاب ہل کثرۃ شراب الدواء فی الولاء نافع، کتاب فی الاورام الصلبۃ، کتاب فی الذکر، کتاب فی علۃ دیونیوس وہوالقیح، کتاب فی الجراحات، کتاب تدبیر الشیخوخۃ، کتاب وصایا الاطبا، کتاب الحق، کتاب الولادۃ، کتاب الخلع، کتاب احتباس الطمث، کتاب الالمراض المزمنۃ علی رأی بقراط، کتاب فی مراتب الادویۃ۔

فیلفربوس کی جن تصنیفات کا عربی زبان میں ترجمہ ہوا ہے، درج ذیل ہیں:

کتاب من لایحضرہم طبیب، کتاب وجع النقرس، کتاب الحصاۃ، کتاب الماء الاصفر، کتاب وجع الکبد، کتاب القولنج، کتاب الیرقان، کتاب خناق الرحم، کتاب عرق النساء، کتاب السرطان، کتاب صنعۃ تریاق الملح، کتاب عضۃ الکلب، کتاب علامات الاسقام، کتاب فی القوبا، کتاب فیما یعرض لللثۃ والاسنان اور یاسیوس کی جن کتابوں کا عربی میں ترجمہ ہوا ہے، یہ ہیں:

کتاب الی انبہ اسطاث، کتاب الی ابیہ اوتافیس، کتاب تشریح الاعضا، کتاب الادویۃ المستعملہ ، کتاب السبعین ، ادارس کی کتاب العلل المہلکۃ ، افلاطون کی کتاب الکی ، اس سے جالینوس نے بھی استفادہ کیا ہے، ارسجانس کی کتاب طبیعۃ الانسان، بقراط کے شاگرد مغنس حمصی کی کتاب البول، فولس قوابلی کی کتاب الکباش اور کتاب فی علل النساء، دلبقوریدس کی کتاب الحشائش، اقریطون کی کتاب الزینۃ ، اسکندروس کی کتاب علل العین وعلاجاتہا اور کتاب الرسام اور کتاب الصغار اور کتاب الحیات والدیدان التی تتولد فی البطن، سقالس کی کتاب الرحم، سورنوس کی کتاب الحقل اور تیادروس عیسائی کی کتاب قناش، تیادروس کے ترجمے بھی عربی زبان میں کیے گئے، تیادروس عیسائی ایران میں ساسانی حکومت کے زمانے میں بہت مشہور طبیب تھا۔

فن طب میں ہندوستانی اطبا اور حکما کی وہ کتابیں جو سنسکرت میں لکھی گئی ہیں

اور بعد میں عربی زبان میں ان کا ترجمہ کیا گیا

کتاب سسرد دس مقالات پر مشتمل ہے، یحییٰ برمکی نے منکہ ہندی کو اس کتاب کے ترجمہ کا حکم دیا، یہ کتاب شفاخانہ کے موضوع پر ہے اور کتاب الکناش کے قائم مقام ہے، کتاب استانکر ابن دھن کے ترجمہ کے ساتھ کتاب سیرک عبداللہ بن علی نے اس کتاب کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا، کیوں کہ اس کتاب کا ترجمہ فارسی میں ہوا تھا۔

کتاب سندستاق مہتمم شفاخانہ اس میں سو امراض اور ان کی سو دوائیں درج ہیں، کتاب روسا ہندی عورتوں کے علاج میں، کتاب عسکر، کتاب اسماء عقاقیر الہند اس کتاب کا ترجمہ منکہ نے اسحاق بن سلیمان کے لیے کیا ہے، کتاب رای الہندی سانپ کی قسموں اور ان کے زہر کے بیان میں، کتاب التوہم فی الامراض والعلل توقشتل ہندی کی ابن الندیم نے کتاب الفہرست میں مذکورہ بالا کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

طبقات الاطبا بروایت ابن اصیبعہ

ابن اصیبعہ نے اپنی کتاب طبقات الاطبا میں ہندوستانی اطبا کا تذکرہ کیا ہے، مثلاً کنکہ ضجہل، شاناق، منکہ، صالح بن بہلا، ابن اصیبعہ نے اپنی کتاب میں ان اطبا کے حالات بھی لکھے ہیں، ان لوگوں کے علاوہ بھی کچھ ہندوستانی اطبا کے نام بغیر حالات وسوانح کے درج کیے ہیں، مثلاً باکھر راجہ، صکہ، داہ، نکر ذنکل جہرہ اندی، جاری ابن اصیبعہ نے لکھا ہے کہ یہ تمام اطبا صاحب تصانیف ہیں اور اکثر نے طب کی ہندی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا ہے۔

ابوبکر زکریا رازی نے اپنی کتاب الحاوی میں اور اپنی بعض دوسری تصانیف میں ہندوستانی اطباٗ کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے، مثلاً شرک ہندی کی کتاب، اس کا ترجمہ عبداللہ بن علی نے فارسی سے عربی زبان میں کیا ہے، کیوں کہ پہلے اس کتاب کا ترجمہ ہندی سے فارسی زبان ہو چکا تھا۔

کتاب سسرد، اس میں امراض کی علامتیں، ان کا علاج اور ان کے لیے دواؤں کا تذکرہ ہے، یہ کتاب دس مقالات پر مشتمل ہے، یحییٰ برمکی نے منکہ ہندی کو اس کے ترجمہ کا حکم دیا تھا، کتاب بدان اس میں چار سو چار امراض کی علامات کا ذکر ہے، کتاب سند ہشان اور اس کا عربی ترجمہ کتاب صورۃ النجح ایک کتاب جس میں ان چیزوں کا تذکرہ ہے جن کے حار اور بارد ہونے میں یونانی اور ہندوستانی اطبا مختلف الرای ہیں۔

قوی الادویہ، تفصیل السنہ، کتاب تفسیر اسماء العقار دس ناموں کے ساتھ کتاب اسانکر جامع کتاب علاجات الحبالی للہند، کتاب المختصر فی العقاقیر للہند کتاب توقشتل اس میں سو امراض اور ان کی سو دوائیں درج ہیں، کتاب اوسی الہندیہ عورتوں کے علاج میں، کتاب السکر رای الہندی کی کتاب، سانپوں کے اقسام اور ان کے زہر کے بیان میں،

کتاب التوہم فی الامراض والعلل، ابوقبیل ہندی کی، ابن ابو اصیبعہ نے ساناق طبیب ہندی کے بیان میں، اس کی کتاب السموم کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ کتاب میں پانچ مقالات ہیں، ہندی سے فارسی زبان میں کتاب السموم کا ترجمہ منکہ ہندی نے کیا ہے، فارسی زبان میں اس کو منتقل کرنے کا انتظام ابوحاتم بلخی کے ہاتھ میں تھا، ہندی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ یحییٰ برمکی کے لیے کیا ہے، پھر مامون کے لیے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ اس کے غلام عباس بن سعید جوہری نے کیا ہے۔

ابن ابی اصیبعہ نے ہندی طبیب جودر کے حالات میں لکھا ہے کہ اس کی تصنیفات میں ایک کتاب الموالید بھی ہے جس کا عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

عباسی سلطنت کے زمانہ کے اطبا

ابوزید حنین بن اسحاق عبادی، فن طب میں اس کی تیس کتابیں ہیں اور یہ علاوہ ہیں ان کتابوں کے جوانہوں نے طب کی قدیم کتابوں کا ترجمہ کیا ہے۔

قسط ابن لوقا بعلبکی ترجمہ شرح اور تفسیر کے علاوہ ۳۴ مستقل کتابوں کے مصنف ہیں، یوحنا ماسویہ ۱۹ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

یحییٰ بن فراسیون، انہوں نے سریانی زبان میں فن طب میں کتابیں لکھی ہیں اور ان کی دو کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں بھی ہوا ہے۔

علی بن ذیل یہ معتصم کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے، فن طب میں چار کتابوں کے مصنف ہیں۔

عیسیٰ بن ماسرفن طب میں اس کی دو کتابیں ہیں جورجس ابوبختیشوع ایک کتاب کے مصنف ہیں، سلویہ ایک کتاب کے مصنف ہیں۔

بختیشوع نے ایک کتاب اپنے لڑکے کے لیے تصنیف کی ہے، مسیح دمشقی چند کتابیں تصنیف کی ہیں، یہ پادری اہرن نے سریانی زبان میں ایک کتاب لکھی جس میں تیس مقالات ہیں، ماسرجیس نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا اور دو مقالے اس میں اپنی طرف سے اضافہ کیے، ماسرجیس دو کتابوں کے مصنف ہیں، سابور بن سہل جندی سابور کے شفاخانہ کا مہتمم دو کتابوں کا مصنف ہے، عیسیٰ بن قسطنطین ایک کتاب کا مصنف ہے، عیسیٰ بن ماسرجیس دو کتابوں کے مصنف ہیں، عیسیٰ بن علی ایک کتاب کا مصنف ہے، حبیش بن حسن ایک کتاب کا مصنف ہے اور بعض کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا ہے، عیسیٰ بن یحییٰ نے کچھ کتابیں خود لکھی ہیں اور کچھ کتابوں کا ترجمہ کیا ہے، طیفوری چند کتابوں کے مصنف ہیں، یحییٰ بن ابوحکیم حلاجی عباسی خلیفہ معتضد کے طبیبوں میں ہے، ایک کتاب کا مصنف ہے، عیسیٰ صہار بخت ایک کتاب کا مصنف ہے، ابن ماہان ایک کتاب کا مصنف ہے، اسحاق بن حنین بن اسحاق چار کتابوں کا مصنف ہے اور کچھ کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا ہے، ابوعثمان دمشقی چند کتابوں کا مصنف اور کچھ کتابوں کا مترجم ہے، یوسف ساہر عباسی خلیفہ مکتفی کے زمانہ میں تھا، ایک کتاب کا مصنف ہے، فہرست ابن ندیم میں ان اطبا کا تذکرہ ہے، مذکورہ بالا اطبا کے علاوہ بھی کچھ اطبا عباسی عہد سلطنت میں گزرے ہیں جن کے اسما درج ذیل ہیں:

ثابت بن قرہ حرانی صابی فن طب میں اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، سنان بن ثابت بن قرہ فن طب میں اپنے باپ کی طرح لائق تھا بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں، ابوالحسن ثابت بن ابراہیم حرانی سعید بن یعقوب دمشقی، محمد بن خلیل رقی، علی بن عباس مجوسی مصنف کتاب الملکی ابوالفرج عبداللہ بن طیب بغدادی صاحب تصانیف کثیرہ، احمد بن ابی الاشعث، علی بن عیسیٰ کحال مصنف تذکرۃ الکحالین، سعید بن ہبۃ اللہ نصرانی، ابوسہل، عیسیٰ بن یحییٰ مسیحی جرجانی مصنف المائۃ، قطب الدین مصری شارح کلیات کے نزدیک عیسیٰ بن یحییٰ فن طب میں ابن سینا سے فائق ہے، جیسا کہ طبقات الاطبا میں ہے۔

بعض مسلمان طبیبوں کا ذکر

وہ مسلمان اطبا جو فن طب میں درجہ امتیاز ومہارت کو پہنچے اور جنہوں نے کتابیں تصنیف کیں اور طبی مسائل پر تحقیقات کیں نئی چیزیں اور نئی راہیں ایجاد کیں اور فن طب میں ایسے مرتبہ پر پہنچے جہاں تک ان کے پیش رو نہیں پہنچے تھے، ان کی تعداد بے شمار ہے، ان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

یعقوب بن اسحاق کندی عرب فلسفی فن طب اور بعض دوسرے علوم وفنون میں درجہ مہارت کو پہنچا ہوا تھا، مسلمانوں میں اس کے علاوہ کوئی ایسا فلسفی نہیں گذرا ہے جس نے اپنی تصنیفات میں ارسطو کا انداز اختیار کیا ہو، مامون معتصم اور واثق کے دربار میں اس کی بہت قدر ومنزلت تھی۔

ابوبکر محمد بن زکریا رازی فن طب میں اپنے وقت کا امام گزرا ہے اور اپنے زمانہ میں اس کو اس فن میں خصوصیت وامتیاز حاصل تھا، بغداد اور ری کے شفاخانے اسی کے انتظام و اہتمام میں قائم کیے گئے، فن کیمیا بہت عمدہ جانتا تھا، فن طب اور دوسرے بعض فنون میں اس کی تصنیفات کی تعداد ایک سو سولہ ہے، فن طب میں اس کی شہرۂ آفاق کتاب الحاوی ہے، اس نے اس کتاب میں قدیم اطبا اور اس کے زمانہ تک کے طبیبوں نے امراض اور ان کے علاج پر جو کچھ لکھا تھا ان سب کو جمع کر دیا ہے، اس کا سن وفات ۳۲۰ھ ہے۔

ابوداؤد سلیمان بن حسان مغربی معروف بہ ابن جلجل فن طب میں بہت ہی ہنر مند اور مشاق تھا، دیسقوریدس کی کتاب میں مفرد دواؤں کے حصے کی اس نے توضیح وتشریح کی ہے اور اس کتاب کو اس نے ۳۷۲ھ میں قرطبہ میں لکھا ہے۔

اس نے ایک مقالہ بھی لکھا ہے جس میں ان دواؤں کا اضافہ کیا ہے جن کا تذکرہ

دیسقوریدس نے اپنی کتاب میں نہیں کیا ہے، یا دیسقوریدس کو ان ادویہ کا علم اور تجربہ نہیں تھا اور اس کے زمانہ میں یہ دوائیں استعمال نہیں ہوتی تھیں، ابوداؤد کی ایک کتاب المطبین ہے جس میں بعض اطبا کی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

شیخ بوعلی حسین بن سینا، یہ فن طب کا امام ہے، اس کی کتاب القانون چند جلدوں میں ہے اور یہ کتاب مدت دراز تک طبی حلقہ میں مقبول و متداول رہی ہے، اس کی دوسری کتاب ''کتاب القولنج'' کتاب الادویۃ القلبیہ اور فن طب اور طبی مسائل پر بہت سے رسالے، ابن سینا کا سن وفات ۴۲۸ھ ہے۔

ابوالحسن علی بن رضوان مصری صاحب تصانیف کثیرہ، جالینوس اور بقراط وغیرہ کی کتابوں پر اس نے شرحیں لکھی ہیں، مثلاً کتاب الفرق، کتاب الصناعۃ لصغیرہ، کتاب النبض، کتاب الاسطقسات کتاب المزاج وغیرہ ہیں، کتاب الاصول جو چار مقالات پر مشتمل ہے، کتب بالا مذکورہ کے علاوہ بھی بہت سی کتابیں اس کی تصنیف ہیں، اس کا سن وفات ۴۵۳ھ ہے۔

ابوالقاسم عبدالرحمٰن نیشاپوری فن طب میں بہت ہی تجربہ کار تھا، فن طب کے اصول و فروع کی تحقیق کرنے والا تھا، حنین بن اسحاق اور جالینوس و بقراط کی کتابوں پر اس کی شرحیں ہیں، جالینوس کی کتابوں پر زکریا رازی کے شکوک کے جواب میں بھی اس کی ایک کتاب ہے، ۴۵۹ھ تک اس کی حیات کا پتہ چلتا ہے۔

ابوالمطرف عبدالرحمٰن لخمی مغربی، مفرد ادویات پر ان کی کتاب کا کوئی جواب نہیں، دیسقوریدس اور جالینوس کی کتابوں میں اس موضوع پر جو کچھ لکھا تھا اس نے اپنی کتاب میں سب کو جمع کر دیا ہے، دواؤں کے نام ان کی صفات، ان کے خواص اور ان کے درجات کی تحدید و تعیین اور ان چیزوں کی تصحیح و جمع میں بیس برس صرف کیے، حاسہ بصر پر ان کی کتاب تدقیق النظر ہے اور اس کے علاوہ بھی بعض کتابیں ہیں، ۴۵۰ھ تک ان کا زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے۔

ابوجعفر احمد غافقی مغربی مفرد ادویات کے خواص و منافع کے سب سے بہتر جاننے

والے تھے اور اس موضوع پر ان سے بہتر کتاب کسی نے نہیں لکھی ہے، دیسقوریدس اور جالینوس نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا تھا ان سب کو بہت ہی مختصر اور جامع طور پر اپنی کتاب میں سمودیا ہے اور ان دونوں کے بعد متاخرین نے جو کچھ مفرد دواؤں کے خواص ومنافع کے بارے میں نئی معلومات حاصل کی تھیں اور جانی تھیں، اس کتاب میں غافقی نے ان سب کو بھی درج کردیا ہے۔

ابوالقاسم خلف بن عباس زہراوی، اپنے زمانہ میں آپریشن اور سرجری کا بہت بڑا ماہر تھا، اس نے کتاب التصریف لمن عجز عن التالیف نامی کتاب لکھی ہے جو لکھنؤ سے باتصویر شائع ہوچکی ہے۔

ابوعلی یحییٰ طبیب مصنف کتاب المنہاج مصنف نے اس کتاب میں عقاقیر وادویہ اور تمام جڑی بوٹیوں کے نام درج کردیے ہیں، ان کا سن وفات ۴۹۳ھ ہے، موفق الدین ابونصر عدنان اپنے زمانہ میں فن طب کے سب سے بڑے عالم اور درجہ مشیخت کو پہنچے ہوئے تھے، انہوں نے چند کتابیں بھی تصنیف کی ہیں، جن میں سے کافی جالینوس کی کتاب الصنعۃ کی شرح اور مجربات فی الطب مشہور ہیں، ان کا سن وفات ۵۹۲ھ ہے، امین الدولہ ابوالحسن ہبۃ اللہ بغدادی فن طب میں یکتائے روزگار تھے، ان کی بہت سی تصنیفات ہیں، سریانی اور فارسی زبان جانتے تھے اور عربی زبان کے ماہر تھے، ۵۶۰ھ سن وفات ہے۔

ابوالعباس احمد بن محمد نباتی مغربی عرف ابن رومیہ کی ادویات کے منافع وخواص اور ان کے مختلف حالات اور دواؤں کے پائے جانے کی جگہوں پر محققانہ نظر تھی، ۶۱۳ھ میں مصر و شام اور عراق کا سفر کیا اور ان علاقوں میں انہوں نے ایسی جڑی بوٹیاں دیکھیں جو بلاد مغرب میں نہیں پائی جاتیں اور ان دواؤں کو انہوں نے ان جگہوں پر جاکر دیکھا جہاں وہ اگتی تھیں، دیسقوریدس کی الادویۃ المفردہ پر انہوں نے حاشیہ لکھا ہے اور ادویہ کی ترکیب پر ایک کتاب لکھی ہے، ان دو کے علاوہ بھی ان کی تصنیفات ہیں، ضیاء الدین عبداللہ نباتی

عرف ابن بیطار دواؤں کے خواص وحالات کے علم میں یکتا تھے،انہوں نے اغارقہ، بلاد روم اور بلاد مغرب کا سفر کیا اور ان لوگوں سے ملے جو ادویات کے خواص ومنافع کی تحقیق کرتے تھے اور ان سے جڑی بوٹیوں کے فن کو حاصل کیا اور جڑی بوٹیوں کو ان کے پیدا ہونے کی جگہوں پر جاکر دیکھا، دیسقوریدس کی کتاب پر انہوں نے شرح بھی لکھی ہے، ادویہ مفردہ پر ان کی کتاب الجامع بہت مشہور ہے، اس میں مفرد دواؤں کے نام، ان کے خواص، ان کے منافع اور جن دواؤں کے ناموں میں مشابہت ہے، ان کا تذکرہ کیا ہے، اس موضوع پر اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے، ان کی ایک کتاب کتاب المغنی ہے جس میں مفرد دواؤں کا تذکرہ اعضائے انسانی کے امراض کے تذکرے کے ساتھ ہے، ان کی ایک اور کتاب الافعال الغریبہ والخواص العجیبہ ہے، ۶۴۳ھ تک یہ زندہ رہے، رشید الدین ابوالمنصور رصوری اپنے زمانہ میں فن طب میں یکتائے روزگار تھے، مفرد دواؤں پر انہوں نے ایک کتاب لکھی جس میں متقدمین نے جو کچھ لکھا تھا اور ان دواؤں کو جن کا متقدمین نے تذکرہ نہیں کیا سب جمع کر دیا ہے، دواؤں اور جڑی بوٹیوں کی تحقیق کا شوق ان کو اس قدر تھا کہ اپنے ساتھ ہر وقت ایک مصور رکھتے تھے اور جس علاقہ میں جو جڑی بوٹی پائی جاتی تھی وہاں جاکر خود دیکھتے اور تحقیق کرتے اور مصور کو دکھلاتے مصور اس جڑی بوٹی کے رنگ اس کی پتیوں کا سائز اور اس کی شاخوں اور جڑوں کو دیکھ کر اندازہ کرتا، پھر اس کی تصویر بناتا، مصور کو جڑی بوٹی اس وقت دکھائی جاتی جب وہ شاداب اور اپنے نشو ونما کے زمانہ میں ہوتی تھی اور مصور اس کی تصویر بناتا، پھر جب وہ جڑی بوٹی اپنے نشو ونما کی آخری منزل پر پہنچتی تو اس کی تصویر بنائی جاتی اور پھر اس کے بعد جب جڑی بوٹی خشک ہو جاتی تو تیسری بار اس کی تصویر بنائی جاتی، اس طرح ان کی کتاب میں ایک دوا کی تین تین تصویریں اس کی ہر ممکن شکل وصورت کے ساتھ آجاتی، اس کتاب کے علاوہ بھی انہوں نے کچھ کتابیں لکھی ہیں، ۶۳۹ھ سن وفات ہے۔

ابو الثنا محمود ابن عمر اپنے وقت کے بہت بڑے طبیب تھے، امراض چشم کے علاج

اور اس کی جراحی میں ید طولیٰ حاصل تھا، امراضِ چشم کے علاج میں لوہے کے آلات استعمال کرتے تھے، نشتر کے جس آلہ کو یہ آنکھ کے لیے استعمال کرتے تھے اس میں خول ہوتا تھا اور تھوڑا سا مڑا ہوتا تھا تا کہ نشتر لگانے کے وقت نشتر میں آنکھ کا پانی منتقل ہو جائے اور علاج کامیاب ہو، بہت سی کتابیں انہوں نے لکھی ہیں، ان کی ایک کتاب کا نام الغرض المطلوب فی تدبیر الماکول والمشروب ہے، ان کا سن وفات ۶۳۵ھ ہے، علی بن ابوحزم مصری فن طب میں بڑی اعلا کتابوں کے مصنف ہیں، موجز شرح کلیات قانون اور کتاب الشامل مشہور کتابیں ہیں، آخر الذکر کتاب نامکمل ہے اور اسّی جلدوں میں ہے، اگر مکمل ہوتی تو تین سو جلدوں میں ہوتی، کہا جاتا ہے کہ فن معالجہ میں یہ ابن سینا سے فائق تھے، ان کا سن وفات ۶۸۷ھ ہے۔

نجیب الدین ابوحامد سمرقندی فن طب کے مشہور عالم ہیں، قرابادین کبیر اور قرابادین صغیر ان کی تصنیفات ہیں، ان کی تیسری تصنیف کتاب الاسباب والعلامات ہے جو طبی حلقوں میں عرصہ سے مقبول ومتداول ہے، تاتاری جب ہرات میں داخل ہوئے ہیں تو ان کو قتل کر دیا۔

بدرالدین محمد بن بہرام قلانسی فن طب کے بہترین جاننے والوں میں ہیں، امراض کے علاج میں ان کو بڑی مہارت تھی، ان کی کتاب القرابادین انچاس ابواب پر مشتمل ہے، مرکب دواؤں میں جن اجزا اور مفرد دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے، ان کی مکمل تفصیل اس کتاب میں درج ہے۔

عزالدین ابواسحاق ابراہیم انصاری عائدی اپنے زمانہ میں شیخ الاطبا تھے، ان کی کتاب التذکرہ الہادیہ تین جلدوں میں ہے، بڑی مفید اور اہم کتاب ہے، جسم انسانی کے مختلف اعضا اور ان کی بیماریوں کی ترتیب سے مفرد دواؤں کا تذکرہ کیا ہے اور کتاب میں اپنے اور دوسرے ماہرین کے تجربات کا اضافہ کیا ہے، موجز پر ان کی ایک جامع شرح بھی ہے، سن وفات ۶۹۰ھ ہے۔

قطب الدین ابراہیم مصری عرف رازی فن طب اور فلسفہ میں انہوں نے بہت سی

کتابیں لکھی ہیں، ابن سینا کی کلیات قانون پر شرح بھی لکھی ہے، یہ تاتاری حملہ میں نیشاپور میں قتل کردیے گئے۔

شرف الدین اسماعیل خوارزمی صاحب وجاہت اور صاحب علم طبیب تھے، علاء الدین محمد خوارزم شاہ کے دربار میں ان کی بڑی منزلت ووجاہت تھی، الذخیرۃ الخوارزم شاہیہ بزبان فارسی چند جلدوں میں الخف العلائی بزبان فارسی، کتاب الاغراض بزبان فارسی کتاب یادگار بزبان فارسی ان کی تصنیفات ہیں۔

برہان الدین نفیس بن عوض کرمانی فن طب کے مشہور عالم ہیں، سمرقندی کی الانساب والعلامات کی شرح تصنیف ۸۲۷ھ اور شرح موجز ان کی تصنیفات میں ہیں۔

شیخ داؤد بن عمر ضریر انطاکی فن طب میں فاضل و ماہر تھے، تذکرہ اولی الالباب، الجامع للعجب والعجاب اور استقصاء العلل اور بعض دوسری کتابیں ان کی تصنیفات میں ہیں، ۱۰۰۸ھ میں مکہ مکرمہ میں ان کا انتقال ہوا، حکیم محمد مومن دیلمی اپنے وقت کے کبار اطبا میں ہیں، ادویۂ مفردہ پر ان کی کتاب تحفۃ المومنین مصنفہ ۱۰۸۰ھ بہت اہم اور مفید کتاب ہے۔

فن طب میں مسلمانوں کی نئی تحقیقات

مسلمان اطبا کو فن طب میں بڑا عمل دخل حاصل رہا ہے اور اس میں بڑی مہارت اور حذاقت حاصل کی ہے، مسلمانوں میں ایسے باکمال اطبا پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے اپنی وسعت معلومات اور اپنی تصنیفات کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کی اور انہوں نے ایسی نئی تحقیقات بھی کی ہیں جو زمانہ ماضی میں لوگوں کو نہیں معلوم تھیں، چیچک اور خسرہ پر نئی تحقیقات سب سے پہلے مسلمانوں نے کیں، حمیٰ قرمزیہ کی دریافت بھی مسلمانوں کا کارنامہ ہے، مسہل دواؤں کو لطیف اور خوشگوار سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی بنایا ہے، کشید اور تخمیر بھی مسلمانوں

کی ایجاد ہے، اسی طرح ادویہ سازی کے لیے ایسے برتن جن سے آسانی سے دوائیں بن سکیں، مسلمانوں نے سب سے پہلے ایجاد کیے، املاح معدنیہ سب سے پہلے انہوں نے دریافت کیے، دواؤں کی ترکیب اور اس کے اصول کو مسلمانوں نے وضع کیا، سواغات کے موجد مسلمان ہیں، انبیق کی ایجاد بھی مسلمانوں نے کی ہے، فن طب میں ایسے نئے ناموں اور اصطلاحات کا اضافہ کیا جو آج تک یورپ میں مستعمل ہیں، جیسے الکحل اور شراب اور انہوں نے لوہا، گندھک، تانبہ، چونا اور پارا وغیرہ کی ترتیب کی علم الکیمیا کے ذریعہ انہوں نے بہت سے نئے فوائد کا اضافہ کیا، مفرد ادویہ کے نام ان کے خواص واثرات اور متقدمین نے جو نام لکھے تھے، ان کی تصحیح دواؤں کے درجات کی تحدید وتعیین اور نئی دواؤں کی دریافت جو متقدمین کو نہیں معلوم تھیں کا کام کیا، انہوں نے اس سلسلہ میں ان جگہوں کا بھی سفر کیا جہاں کوئی خاص جڑی بوٹی پیدا ہوتی تھی، روم، شام، مصر، عراق اور افریقہ کے انتہائی سرے تک کا انہوں نے سفر کیا، جڑی بوٹیوں کا خود مشاہدہ کیا، ان کا رنگ، ان کے پتوں کا سائز وحجم اور شاخوں اور جڑوں کی تحقیقات کی اور ان جڑی بوٹیوں کی شادابی اور نشو ونما کے زمانہ کی تصویریں بنائیں پھر جب وہ جڑی بوٹیاں اپنے کمال کی منزل میں تھیں اور نشو ونما کی تکمیل کے وقت کی تصویریں بنائیں اور پھر جب وہ خشک ہوگئیں تو اس وقت بھی تصویریں بنائیں اور اس موضوع پر باتصویر کتابیں لکھیں۔

امراض چشم اور فن جراحی اور سرجری میں انہوں نے بڑا امتیاز حاصل کیا، سرجری کے پرانے آلات کی اصلاح وتصحیح کی اور دوسرے نئے آلات ایجاد کیے تاکہ سرجری آسان ہو اور ان آلات کی تصویریں اپنی کتابوں میں درج کیں، جیسا کہ زہراوی نے اپنی کتاب التصریف میں کیا ہے، بیطرہ یعنی جانوروں بالخصوص گھوڑوں کے علاج اور زردقہ یعنی چڑیوں کے علاج میں بھی انہوں نے دلچسپی لی۔

بستانی نے دائرۃ المعارف میں لکھا ہے کہ مسلمان اطبا نے فن طب میں بہت سے ایسے ناموں اور اصطلاحات کا اضافہ کیا جو اس سے پہلے نہیں موجود تھیں، جیسے کحول، رُبّ،

لعوق، جلاب، شراب، کافور، زیت النفط اور عطر وغیرہ الفاظ ہیں، سواغات کی ایجاد انہوں نے کی، اسی طرح انبیق، تقطیر اور تسالمی کی ایجاد بھی مسلمانوں نے کی، خلفا کے زمانہ میں قرابادین کے کچھ اصول بھی مسلمانوں نے بنائے تھے اور قرابادین کے نسخے حکومت کی طرف سے تصدیق شدہ ہوتے تھے، جن کے خلاف نہیں کیا جاسکتا تھا۔

قرابادین میں ابن سینا کی تصنیفات دوافروشوں کے لیے دستور کا کام دیتی تھیں، پھر ابن التلمیذ کی کتاب آئی، ساتویں صدی ہجری کے اطبا نے اس کتاب کو دستور بنایا اور اسی پر سب کا عمل تھا، اس کتاب میں ہر قرابادینی نسخے کے اوزان درج تھے، پھر ابن رشد کی اس فن میں شہرت ہوئی، اس نے بہت سے نئے مشروبات معاجین، مربہ جات وغیرہ ایجاد کیے، ابن رشد کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مفرد دواؤں اور جڑی بوٹیوں کے فن میں بڑا ماہر تھا اور اس کو ان کے موثر اور نافع حصوں سے اور ان کو حاصل کرنے کے طریقوں سے بڑی واقفیت تھی، رازی نے اپنی کتاب میں ذبیح اصغر، احمر اور بورق کا ذکر کیا ہے۔

مذکورہ بالا اطبا کے علاوہ بھی بہت سے مسلمان اطبا گزرے ہیں جنہوں نے فن طب میں کتابیں لکھی ہیں، ان کو ذکر کرنا طول عمل ہے۔

مسلمان اطبا میں جو متقدمین تھے، انہوں نے جواہرات کے خواص دریافت کیے، یہ جواہرات چین، ہند شرقی اور بلاد عرب وعجم اور افریقہ سے آتے تھے کچھ اطبا نے علم الکیمیا پر اپنی توجہ صرف کی اور اس فن کے ذریعہ معدنی اشیا کے حاصل کرنے میں مدد لی اور اسی طرح رنگین اور عام شیشوں کے بنانے میں مدد لی۔

ہندوستان میں فن طب

مسلمانوں نے جب ہندوستان کو فتح کیا اور اس کے بڑے حصے پر ان کا قبضہ و

اختیار مسلم ہوگیا اور بذل وعطا کا دور شروع ہوا تو باہر سے مختلف عہدوں میں ہندوستان میں اطبا کی آمد شروع ہوئی، ان لوگوں نے ہندوستان کو اپنا مسکن بنایا اور اپنے علم کی اشاعت شروع کی، عالم گیر کے زمانہ تک ہندوستان کے مسلمانوں نے اس فن کی طرف بہت کم توجہ کی لیکن پھر اس کے بعد لوگوں کا رجوع اس کی طرف بڑھا اور ہندوستان میں کثرت سے اطبا پیدا ہونے لگے، جیسا کہ عنقریب ہم بیان کریں گے۔

باہر سے جو اطبا ہندوستان میں آئے اور یہاں سکونت اختیار کی، ان کے نام درج ذیل ہیں: ابراہیم بن فرازون، بنوفرازون کی یہ بزرگ ہستی تھے، یہ تیسری صدی ہجری کے آدمی ہیں، غسان بن عباد کوفی کے ساتھ ۲۱۳ھ میں عباسی خلیفہ مامون کے زمانہ میں ہندوستان میں آئے، شیخ امام حمید الدین مطرزری حسام الدین معریکلی ساتویں ہجری کے ہیں، مولانا بدرالدین دمشقی، علم الدین شیرازی، علیم الدین تبریزی نصیرالدین شیرازی اعزالدین بدایونی، حکیم یمنی اور ان کے علاوہ بھی آٹھویں صدی ہجری کے دوسرے اطبا نویں صدی ہجری کے اطبا میں مولانا فضل اللہ مندوی اور حسن بن علی گیلانی اور ان کے علاوہ بہت سے اطبا ہیں، دسویں صدی ہجری میں حکیم الملک شمس الدین گیلانی، ابوالفتح بن عبدالرزاق گیلانی، حکیم رستم جرجانی، حکیم شعراللہ، حکیم احمد اعمیٰ شیرازی اور حکیم شاہ احمد شیرازی اور بہت سے اطبا ہیں، گیارہویں صدی ہجری کے اطبا میں حکیم حسن گیلانی، داؤد بن عنایت شیرازی، حکیم دوائی گیلانی، صدرالدین شیرازی، علی بن ابوعلی گیلانی شمس الدین علی شیرازی، عین الملک فتح اللہ بن ابوالقاسم شیرازی، حکیم محمد مصری، محمد بن احمد بن شمس الدین گیلانی، سید محمد حسین لاہجانی، حکیم محمد معصوم تستری محمد ہاشم گیلانی مسیح الملک شیرازی، حکیم ہمام بن عبدالرزاق گیلانی ان کے بھائی لطف اللہ حکیم ظہیرالدین اردستانی، حکیم محمد شفیع حکیم محمد ہیں۔

باہر سے آنے والے اطبا میں حکیم الملک محمد مہدی اردستانی حکیم الملوک حاذق خاں، حکیم الممالک حسین شیرازی عبدالرزاق اصفہانی، جلال الدین احمد برجندی، معتمد

الملوک محمد ہاشم شیرازی مشہور بہ علوی خاں ہیں، آخرالذکر پر دہلی میں اس علم کی تدریس کی امامت ختم ہے، ان کے بہت سے ہندوستانی شاگرد ہوئے اوراب ان کے بعد باہر سے آنے والے اطبا کی ضرورت نہیں رہی۔

ہندوستانی اطبا

ہندوستانی اطبا کے اسمادرج ذیل ہیں:

خواجہ ضیاءالدین بخشی بدایونی، صدرالدین بن حسام الدین دہلوی شیخ صدرالدین بن شہاب دہلوی متوفی ۷۵۹ھ، شیخ منصور بن محمد بن احمد کشمیری، حکیم بہوہ بن خواص خاں متوفی ۹۳۲ھ شہاب الدین محمود سندھی متوفی بگجرات ۹۹۲ھ حکیم سراج الدین گجراتی، احمد بن نصر اللہ ٹھٹھوی متوفی ۹۹۶ھ ابوالفیض فیضی ناگوری متوفی ۱۰۰۴ھ ابوبکر صدیق ناگوری، ابوالقاسم بن شمس الدین گیلانی، نواب امان اللہ دہلوی متوفی ۱۰۴۶ھ بنیا بن حسن عثمانی سرہندی حسن بن بنیا کرانوی، رزق اللہ بن حسن کیرانوی، قاسم بن عبدالرحیم بن بینا کیرانوی شیخ تاج الدین جھونسوی متوفی ۱۰۳۰ھ حکیم حاذق بن ہمام اکبرآبادی متوفی ۱۰۶۷ھ نواب خیر اندیش خاں میرٹھی مصنف خیرالتجارب، احمد بن عبداللہ لاہوری متوفی ۱۰۷۷ھ شیخ عثمان بن عیسیٰ سندھی برہان پوری متوفی ۱۰۰۸ھ، علیم الدین لاہوری مشہور بہ وزیر خاں متوفی ۱۰۵۰ھ، عین الملک صفی الدین عبداللہ اکبرآبادی، محمد صادق بن کمال الدین کشمیری، محمد قاسم بن غلام علی بیجاپوری مشہور بہ فرشتہ سید معصوم بن صفائی سندھی، نورالدین محمد بن عبداللہ اکبرآبادی، اسحاق بن اسماعیل بن بقا خاں دہلوی، شیخ اہل اللہ بن عبدالرحیم دہلوی متوفی ۱۱۸۷ھ، جلال الدین امرہوی، جلال محمد سندھی، دائم علی کڑوی متوفی ۱۱۹۸ھ، شیخ عبدالقادر لاہوری متوفی ۱۱۵۴ھ، عنایت اللہ بن محمد شریف کشمیری متوفی ۱۱۲۵ھ، حکیم محمد جعفر جون پوری، حکیم

غریب اللہ نیوتنی، حکیم غلام علی دہلوی فخر الدین بن عبدالباقی دہلوی، شیخ کلیم اللہ جہان آبادی متوفی ۱۱۴۳ھ، حکیم محمد بن ابو محمد سندھی متوفی ۱۱۷۴ھ، حکیم محمد اکبر دہلوی مشہور بہ شیخ ارزانی، حکیم محمد عابد سرہندی محمد علی عبداللہ مرشد آبادی، محمد قائم گوالیاری، محمد کاظم بن حیدر علی دہلوی متوفی ۱۱۴۹ھ، حکیم عطاء اللہ اکبر آبادی متوفی ۱۱۵۹ھ اور ان کے لڑکے حکیم سناء اللہ میرک خاں کحال دہلوی۔

یہ بارہویں صدی ہجری تک کے ہندوستانی اطبا کی ایک مختصر فہرست ہے، اس کے بعد ہندوستان میں اطبا کی تعداد اس قدر بڑھ گئی کہ ہمارے شمار سے باہر ہے، اس لیے اب ہم ان کے ناموں کی تفصیل نہیں بیان کریں گے اور اب فن طب سے متعلق بعض دوسری تفصیلات کا تذکرہ کریں گے۔

بارہویں صدی ہجری کے ہندوستانی اطبا کے کچھ حالات وتذکرے

بارہویں صدی ہجری میں ہندوستانی مسلمانوں کو فن طب کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ ہوئی اور بخت واقبال نے بھی اس میں بڑی مدد کی بیرون ہند سے اس صدی میں محمد ہاشم بن محمد علوی شیرازی عرف علوی خاں ہندوستان میں تشریف لائے، سلاطین ہند نے ان کا بڑا اعزاز واکرام کیا اور ان کو انعامات سے مالا مال کر دیا، انہوں نے درس وافادہ کی مسند بچھائی اور خلق کثیر نے ان کے علم ومعلومات سے فائدہ اٹھایا، ان کے حلقۂ درس سے بہت سے فاضل اطبا فارغ ہو کر نکلے اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں یہ فضلا پھیل گئے اور اپنی اپنی جگہ پر درس وافادہ کی مسند بچھائی۔

دہلی میں حکیم علوی خاں کو فن طب کی تعلیم میں ریاست وسیادت حاصل تھی۔

اسی صدی میں حکیم بقا خاں دہلوی ان کے لڑکے اسماعیل دہلوی اور ان کے لڑکے

اسحاق دہلوی بھی گذرے ہیں، ان تینوں حضرات نے بھی فن طب کا درس دیا اور ان کے بھی بہت سے شاگرد فارغ وکامل ہوکر نکلے اور تینوں حضرات نے فن طب پر کتابیں تصنیف کیں۔

اس صدی میں حکیم محمد اکبر بن محمد مقیم دہلوی عرف حکیم ارزانی کا نام بھی ہے، وسعت معلومات، اخلاص نیت اور فیض رسانی میں یکتائے روزگار تھے، انہوں نے فن طب کی تلخیص وتوضیح کی اور اس فن کی تمام شاخوں پر کتابیں تصنیف فرمائیں، اطبا اپنی جن خصوصی تجربات ومعلومات کو لوگوں پر نہیں ظاہر کرتے تھے، ان کو انہوں نے عام کیا اور اپنے تجربات کی اشاعت کی ان کے تجربہ میں جو ہندوستانی دوائیں اور جو قرابادینیں آئی تھیں ان پر کتابیں لکھیں، اس طرح ان کی تصنیفات سے بے شمار مخلوقات نے فائدہ اٹھایا، حکیم واصل خاں اور ان کے صاحبزادہ اجمل خاں بھی بارہویں صدی ہجری کے مشہور اطبا میں ہیں، انہوں نے بھی فن طب پر کتابیں لکھیں اور دہلی میں فن طب کا درس دیا اور بہت سے لوگ مستفید ہوئے، حکیم عطاء اللہ اکبرآبادی متوفی ۱۱۵۹ھ بارہویں صدی کے اطبا میں ہیں عرصۂ دراز تک انہوں نے فن طب کی تعلیم دی اور بہت سے اطبا نے ان سے فائدہ اٹھایا۔

تیرہویں صدی ہجری کے ہندوستانی مسلمان اطبا

تیرہویں صدی ہجری میں فن طب ہندوستان میں بہت زیادہ پھیل گیا تھا اور بہت سے باکمال اطبا اس فن کے ماہر ہندوستان میں پیدا ہوگئے تھے، جنہوں نے درس وافادہ کے ذریعہ اور تصانیف کے ذریعہ اس علم کی اشاعت اور ترقی میں حصہ لیا، ان میں سے کچھ اطبا کے نام درج ذیل ہیں:

حکیم محمد حسین بن محمد ہادی عقیلی مرشدآبادی متوفی ۱۲۰۵ھ انہوں نے بہت مفید تصنیفات لکھی ہیں، ان کی مشہور کتابوں میں مفردات پر مخزن الادویہ، قرابادین کبیر، خلاصۃ

الحکمت وغیرہ ہیں اور کچھ مفید رسالے مختلف امراض پر تصنیف کیے ہیں۔

حکیم ذکاء اللہ اکبر آبادی متوفی ۱۲۰۹ھ، حکیم بقاء اللہ برادر حکیم ذکاء اللہ متوفی ۱۲۱۵ھ اکبر آباد میں ان دونوں بھائیوں کا ایک حلقۂ درس تھا جہاں سے بہت سے اطبا فارغ ہوکر نکلے، حکیم درویش محمد صدیقی بھی مصنف مباحث الاطباو فن طب کا سمندر اور غیر معمولی ذکی گزرے ہیں جن کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، حکیم رحم علی سکندر پوری متوفی ۱۲۲۶ھ ان کا مشغلہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف دونوں تھا، ان کی مفید کتابوں میں بضاعۃ الاطبا، بدائع النوادر، بدیع التجارب وغیرہ ہیں اور ان کے علاوہ بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔

حکیم شرف الدین سہاروی متوفی ۱۲۲۴ھ یہ حکیم رحم علی سکندر پوری کے شاگرد ہیں، ان کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت ہے، مفردات الہندیہ ایک ضخیم جلد میں ان کی تصنیف ہے۔

حکیم ارشد بن عبدالباقی دہلوی متوفی ۱۲۳۰ھ در شہر لکھنؤ، فن طب کے زبردست عالم تھے، طب کی کتابوں پر ان کے بہت سے شروح وحواشی ہیں، ان میں سے موجز القانون کی شرح اور کتاب الاسباب والعلامات کی شرح بہت مشہور ہے۔

حکیم رضی الدین امروہوی متوفی ۱۲۳۳ھ فن طب کے درس وافادہ میں ان کی شہرت ہے، ان کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، نفیسی کی شرح موجز پر ان کا ایک حاشیہ ہے، حکیم ثناء اللہ ہمدانی متوفی ۱۲۰۱ھ یہ حکیم جعفر کے شاگرد ہیں، ان کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، جو روہیلکھنڈ کے علاقہ میں پھیلے ہوئے ہیں، حکیم امام بخش کرتپوری مصنف معرکۃ الآرا حکیم اسحاق بن اسماعیل دہلوی کے شاگرد ہیں مدتوں لکھنؤ میں فن طب کا درس دیا اور ان کے بہت سے شاگرد ہوئے، حکیم محمد اصغر دہلوی متوفی لکھنؤ، لکھنؤ میں فن طب کا درس دیا، اودھ کے علاقہ میں فن طب کی سیادت وامامت ان پر ختم ہے، حکیم محمد مرتعش لکھنوی ولد حکیم محمد اصغر یہ بھی اپنے باپ کی طرح صاحب درس و افادہ گزرے ہیں، حکیم محمد شریف خاں

دہلوی متوفی ۱۲۲۲ھ، یہ فن طب کے مجدد، اس فن پر ان کو عبور کلی حاصل تھا، فن طب میں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، شرح اسباب اور قانون شیخ پر حاشیے لکھے ہیں، ان کی بے شمار مفید تصنیفات ہیں جن میں سے علاج الامراض، العجالۃ النافعۃ اور التالیف الشریفی قابل ذکر ہیں، فن طب کا درس بھی دیتے تھے اور ان سے بہت سے لوگوں نے استفادہ کیا ہے، دہلی میں فن طب کی ریاست ان پر ختم ہے، حکیم علوی خاں اور حکیم ارزانی کے بعد ہندوستان میں تصنیفات کی کثرت اور فن طب کی تعلیم دینے میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

حکیم صادق علی خاں دہلوی ولد حکیم محمد شریف خاں دہلوی متوفی ۱۲۶۴ھ یہ فن طب کا درس دینے میں اپنے باپ کے مثل تھے، مخازن التعلیم اور کتاب فی التشریح ان کی تصنیفات ہیں، حکیم احسن اللہ دہلوی متوفی ۱۲۹۰ھ نام ور اطبا میں ان کا شمار ہے، مدتوں دہلی میں فن طب کا درس دیا ہے، حکیم امام الدین دہلوی مدتوں دہلی میں فن طب کی تعلیم دی، ان کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، حکیم غلام نجف شیخوپوری ملقب بہ عصبۃ الادلۃ مدتوں دہلی میں فن طب کی تعلیم دی، حکیم شفائی خاں حیدرآبادی متوفی ۱۲۵۴ھ حیدرآباد میں عرصہ تک فن طب کی تعلیم دی، ان کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، حکیم علی شریف دہلوی متوفی ۱۲۳۱ھ در شہر لکھنؤ فن طب میں ماہر و حاذق تھے، درس و تدریس کا مشغلہ تھا، مفتی الٰہی بخش کاندھلوی ۱۲۴۵ھ پوری زندگی اس فن کی تعلیم و تدریس میں گزار دی، ان کے شاگردوں کی تعداد حد و شمار سے باہر ہے، حکیم ثناء اللہ دہلوی دہلی کے بڑے طبیبوں میں ہیں، ان کے بہت سے شاگرد ہیں، حکیم مرزا علی لکھنوی ملقب بہ حکیم الملوک درس و تدریس ان کا خاص مشغلہ تھا، ان کے بہت سے شاگرد ہوئے ہیں، سن وفات ۱۲۴۹ھ ہے، حکیم محمد علی اصم لکھنوی متوفی ۱۲۶۲ھ فن طب میں ان کو بڑا تفوق حاصل تھا، ان کا دلچسپ مشغلہ درس و تدریس اور دن و رات کا بڑا حصہ اسی مشغلہ میں گزرتا تھا، ان کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، حکیم محمد علی لکھنوی عرف حکیم بتّا اپنے زمانہ میں فن طب کے کبار اساتذہ میں تھے، حکیم محمد یعقوب

لکھنوی متوفی ۱۲۸۶ھ اپنے زمانہ میں فن طب کے مشہور علما میں ہیں، ایک مدت تک درس و تدریس کا مشغلہ رہا، آپ کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، حکیم حسن علی بن مرزا علی لکھنوی ملقب بہ مسیح الدولہ اپنے وقت کے مشہور اطبا میں ہیں، آپ کا سن وفات ۱۲۵۸ھ ہے، حکیم منصور علی نجیب آبادی متوفی ۱۲۶۸ھ مشہور اطبا میں ہیں آپ کا مشغلہ درس وتدریس تھا۔

حکیم نور کریم دریا آبادی متوفی ۱۲۸۸ھ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، تدریس وتعلیم آپ کا خاص مشغلہ تھا، حکیم محمد جعفر بن علی شریف لکھنوی متوفی ۱۲۹۸ھ فن طب کے کبار اساتذہ میں ہیں، زندگی بھر درس وتدریس آپ کا مشغلہ رہا، حکیم مظفر حسنی بن مسیح الدولہ لکھنوی متوفی ۱۲۹۸ھ آپ کو تدریس وتعلیم سے زیادہ دلچسپی تھی، ایک بڑی تعداد آپ کے شاگردوں کی ہے، حکیم ابراہیم بن یعقوب لکھنوی متوفی ۱۳۰۰ھ آپ کا مشغلہ درس و تدریس تھا، آپ کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ہے، اس صدی میں۔

اس فن کے یہ لوگ ماہرین میں گزرے ہیں اوران کواس فن کے علمی اور عملی حصوں پر بڑا عبور تھا، لوگوں نے ان بزرگوں سے بڑا فائدہ اٹھایا، انہیں کے حلقۂ درس کی وجہ سے ہندوستان میں فن طب کی اشاعت ہوئی ہے اور ہم تک اس طرح یہ علم پہنچا اور آج تک محفوظ ہے۔

چودہویں صدی ہجری کے ہندوستانی اطبا

شفاء الدولہ حکیم فضل علی خاں فیض آبادی اپنے وقت کے مشہور طبیبوں میں ہیں، انہوں نے ایک انگریز ڈاکٹر کیمرون سے ڈاکٹری بھی سیکھی اور ڈاکٹری کو یونانی سے ملانے کی کوشش کی اور اس موضوع پر انہوں نے کچھ کتابیں بھی لکھی ہیں اور اس کے مطابق کام بھی شروع کیا لیکن علاج و دوا کا یہ نیا طریقہ یونانی جڑی بوٹیوں کا اختلاط وآمیزش انگریزی

دواؤں سے لوگوں میں مقبول نہیں ہوا، حکیم اصغر حسین فرخ آبادی فن طب کے بڑے عالم گزرے ہیں، سن وفات ۱۳۱۴ھ ہے، درس و تدریس ان کا مشغلہ تھا، فن طب میں کچھ کتابیں بھی تصنیف کی ہیں، ڈاکٹری طریقۂ علاج بھی سیکھا تھا اور انگریزی علاج کی بعض چیزوں کو انہوں نے اختیار بھی کیا تھا وہ اس صدی کے بڑے اچھے اور معقول اطبا میں تھے۔

حکیم محمود بن صادق علی خاں اپنے وقت کے بہت زیادہ مشہور لوگوں میں ہیں، ان کو رجوع اور حسن وقبول کی جو نعمت حاصل تھی وہ دوسرے اطبا کو نہیں تھی، حکیم عبدالمجید بن محمود دہلوی متوفی ۱۳۱۹ھ فن طب کے کبار اساتذہ میں ہیں، ۱۳۰۹ھ میں دہلی میں ایک طبیہ کالج بھی قائم کیا، یہ علم طب کے مجدد اور اس فن پر ان کو بڑا اقتدار و اختیار حاصل تھا، انگریزی حکومت نے ان کو حاذق الملک کا خطاب دیا ہے، حکیم واصل بن محمود دہلوی، یہ حکیم عبدالمجید دہلوی کے بھائی ہیں اور فن طب کی تعلیم اور اس کے افادہ میں بھائی کے مثنیٰ ہیں، حکیم اجمل بن محمود دہلوی فاضل کبیر علوم عربیہ اور فن طب میں زبردست ماہر ہیں، فن دایہ گیری کی تعلیم کے لیے دہلی میں ایک اسکول قائم کیا اور عورتوں کا ایک شفاخانہ بھی قائم کیا ایک انجمن طبیہ کی بنیاد رکھی، وہ آج کل اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان کے بھائی حکیم عبدالمجید نے جس مدرسہ کو قائم کیا تھا اس کو ترقی کے مرتبہ اور کمال تک پہنچائیں اور اس سلسلہ سے آپ نے یورپ کا سفر کیا اور وہاں کے میڈیکل کالجوں اور شفاخانوں کا معائنہ کیا، انگریزی حکومت نے آپ کو حاذق الملک کا لقب دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر دراز فرمائے۔

حکیم غلام رضا خاں دہلوی متوفی ۱۳۳۱ھ اپنی پوری زندگی میں تدریس وتعلیم میں مشغول رہے، شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، حکیم محمد اعظم خاں رام پوری متوفی ۱۳۲۰ھ فن طب میں وسیع النظر اور بڑے فاضل تھے، انہوں نے بہت اہم کتابیں تصنیف کی ہیں، ان کی کتابوں میں اکسیر اعظم، فن علاج میں چار ضخیم جلدوں میں، قرابادین اعظم ایک ضخیم جلد میں، رموز اعظم، رکن اعظم، نیر اعظم، محیط اعظم وغیرہ ہیں، حکیم سید محمد بن محمد ولی مہانی لکھنوی

متوفی ۱۳۰۴ھ لکھنؤ میں فن طب کا درس دیتے تھے، ان کے بہت سے شاگرد ہیں، حکیم حیدر حسین لکھنوی فن طب میں ایک ممتاز عالم ہیں، لکھنو میں فن طب کی تعلیم دیتے تھے، حکیم باقر حسین لکھنوی لکھنؤ میں فن طب کی تعلیم دیتے تھے، حکیم نور الدین بھیروی متوفی ۱۳۳۲ھ اپنے زمانہ میں فن طب کے مشاہیر میں تھے، حکیم معز الدین خالص پوری فن طب کی تعلیم وتدریس ان کا مشغلہ تھا، قانون شیخ پر حاشیہ بھی لکھا ہے، حکیم عبد العلی بن ابراہیم لکھنوی متوفی ۱۳۲۳ھ فن طب میں بڑے فاضل اور یکتائے روزگار تھے، ساری عمر فن طب کی تعلیم و تدریس میں گزاری، ان کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے، کلیم عبد العزیز بن اسماعیل لکھنوی متوفی ۱۳۲۹ھ فن طب کو بڑی ترقی دی، تدریس وتعلیم ان کا مشغلہ تھا، فن طب میں بعض رسالے بھی تصنیف کیے، لکھنؤ کا تکمیل الطب کالج آپ ہی کا قائم کردہ ہے، حکیم عبد الولی بن عبد العلی لکھنوی متوفی ۱۳۳۳ھ یہ فن طب میں اپنے باپ اور چچا کے شاگرد ہیں فن طب میں فراغت کے بعد بہت دنوں تک فن طب کی تعلیم دی ہے، آپ کے درس سے بہت سے اطبا فاضل ہو کر نکلے، شفاء الملک حکیم رضی الدین دہلوی دہلی میں فن طب کی تعلیم دیتے تھے، آپ کا سن وفات ۱۳۳۳ھ ہے۔

فن طب میں ہندوستانی مصنّفین کی کتابیں

ہندوستان کے مسلمان اطبا کا جب یہاں کے ہندو ویدوں سے اختلاط بڑھا ہے اور اس کے نتیجہ میں ویدک دواؤں سے واقفیت و اطلاع اور دواؤں کے بنانے کا شوق ویدک طریقہ پر بڑھا تو ان لوگوں نے ہندو اطبا کے فن سے استفادہ کیا اور اپنے یونانی اصول اوران کا تجربہ کیا اوراس کے نتیجہ میں ہندوستان کے یونانی اطبا نے ویدک دواؤں کو مفردات وقرابادین میں اضافہ کیا اور اس پر کتابیں لکھیں مثلاً بخشی اور بقالی اور قادری کی

الکلیات والجزئیات اور نفع العوام وعلاج الامراض اور قرابادین اعظم وغیرہ، بعض اطبا نے ویدک طریقہ، علاج پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، ہمیں جن کتابوں کا علم ہے وہ درج ذیل ہیں:

جامع فیروز شاہی، یہ کتاب فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں لکھی گئی ہے جس میں طب کے جملہ ابواب ومسائل ہیں۔

طب محمود شاہی، ویدک کتاب وباگ بھت کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے، محمود شاہ دکنی کے حکم سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے، اس کتاب کا نسخہ خزانہ آصفیہ حیدرآباد میں موجود ہے۔

معدن الشفا الاسکندری، مرتبہ حکیم بھوا ابن خواص خاں ایک ضخیم جلد میں مصنف نے یہ کتاب ۹۱۸ھ میں سکندر لودی کے حکم سے لکھی ہے، ویدک طریقۂ علاج پر سنسکرت زبان کی مختلف کتابوں کا یہ کتاب خلاصہ ہے، ویدک کی جن کتابوں سے یہ کتاب تیار کی گئی ہے، ان کے نام یہ ہیں:

سسرت وجوگ درس، رتنا گر، سارنگ دھر، مادھوبدان، چنتامن، بنک سین، چکردت، کیتد، ماکھت، یوکرت، بھوج، بھید وغیرہ۔

اختیارات قاسمی، مرتبہ محمد قاسم بن غلام علی بیجاپوری، کتاب ایک ضخیم جلد میں بزبان فارسی ہے، کتاب میں ایک مقدمہ تین مقالات اور ایک خاتمہ ہے، مقدمہ میں اعضا بدن اور اخلاط وغیرہ کا ذکر ہے، پہلا مقالہ دواؤں اور غذاؤں کے بیان میں، دوسرا مقالہ مرکب ادویہ کے بیان میں اور تیسرا مقابلہ جملہ امراض از سرتا قدم کے علاج کے بیان میں ہے اور خاتمہ میں غذا کی قسمیں اور زمین کے آباد حصوں کی تقسیم کا بیان ہے۔

کتاب درفن معالجہ، یہ ایک منظوم کتاب ہے، جس کو ۱۰۲۴ھ میں ابوبکر صدیق ناگوری نے نظم کیا، اس کتاب کا ایک نسخہ میرے پاس موجود ہے۔

طب ہندی، مصنفہ حکیم محمد اکبر دہلوی مشہور بہ حکیم ارزانی۔

تالیف شریفی، مرتبہ حکیم محمد شریف خاں دہلوی، ہندوستانی دواؤں اور جڑی

بوٹیوں کے بیان میں۔

سفر لطیف، بزبان فارسی، التکملۃ الہندیہ فن معالجات میں بزبان فارسی مرتبہ شیخ اہل اللہ بن شاہ عبدالرحیم دہلوی (برادر شاہ ولی اللہ دہلوی)

یادگار رضائی، مرتبہ حکیم رضا علی بن محمود حیدر آبادی ہندوستانی دواؤں کے تذکرے میں۔

قرابادین ویدک، بزبان اردو مرتبہ حکیم مرزا احمد اختر، کتب مذکورہ بالا ویدک طریقۂ علاج سے متعلق ہیں۔

مفرد دواؤں پر تصنیفات

مخزن الادویۃ، ایک ضخیم جلد میں یہ کتاب اپنے موضوع پر سب سے زیادہ جامع اور وسیع ہے، اس کے مصنف حکیم محمد حسین مرشد آبادی متوفی ۱۲۰۵ھ۔

مفردات ہندی، ایک ضخیم جلد میں مرتبہ حکیم شرف الدین سہاروی متوفی ۱۲۲۵ھ۔

مفردات معصومی، مرتبہ حکیم بن صفائی حسینی سندھی، یہ کتاب اپنے موضوع پر مختصر اور عمدہ ہے۔

تالیف شریفی، مرتبہ حکیم محمد شریف بن اکمل خاں دہلوی کتاب کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔

جامع المفردات، مرتبہ حکیم بندہ حسن بن امام بخش امروہوی۔

مفردات ناصری، مرتبہ حکیم ناصر علی غیاث پوری۔

معین المعالجین، مرتبہ محمد یٰسین بن ناصر علی غیاث پوری۔

محیط اعظم، مرتبہ حکیم محمد اعظم خاں رام پوری۔

بستان المفردات، مرتبہ شیخ عبدالحکیم لکھنوی۔

مخزن المفردات، مرتبہ حکیم فضل اللہ بن عبداللہ لکھنوی۔

العجالۃ النافعہ، حیوانات کے خواص میں مرتبہ حکیم عبدالغنی بن محمد احمد فتح پوری۔

یادگار رضائی، ہندی دواؤں کے تذکرہ میں حکیم رضا علی بن محمود حیدر آبادی سن تصنیف ۱۲۳۵ھ ہے۔

میزان الادویہ، حکیم تابع محمد بن مفتی محمد سعید لکھنوی۔

فرہنگ نصیریہ، مرتبہ حکیم محمد نصیر گوپاموی۔

مقالات احسانی، مرتبہ حکیم احسان علی بن شیر علی ناروی فتح پوری۔

تحقیقات نادرہ، ہندی دواؤں کے تذکرہ میں مرتبہ حکیم بشیر احمد گوپاموی۔

زبدۃ المفردات، مرتبہ سید علی حسن۔

حسن البیان فی تفسیر الالبان، مرتبہ حکیم امان علی بن شیر علی ناروی متوفی ۱۲۷۷ھ۔

خلاصۃ المفردات، مرتبہ حکیم عبدالغفور رمضان پوری۔

خواص الادویہ، مرتبہ حکیم غیاث الدین رام پوری۔

منتخب الادویہ، مرتبہ حکیم قمر الدین حسینی حیدر آبادی۔

مصباح الادویہ، مرتبہ حکیم محمد حسن۔

تلخیص البیان مفردات پر فارسی زبان میں ایک رسالہ مرتبہ حکیم شفاء الدولہ فضل علی فیض آبادی اس کتاب میں انگریزی دواؤں کی ایک مختصر تفصیل ہے۔

التذکرۃ الشفائیہ، انگریزی دواؤں کے تذکرہ میں، اس میں انگریزی کی مفرد اور مرکب دواؤں کی تفصیل ہے، مرتبہ حکیم شفاء الدولہ فضل علی فیض آبادی۔

رسالہ بزبان عربی مفرد دواؤں کے مزاج کے تذکرہ میں، مرتبہ حکیم شفاء الدولہ فیض آبادی۔

طبق الحکمۃ، مفرد اور مرکب غذاؤں کے تذکرہ میں مرتبہ حکیم شفاء الدولہ فیض آبادی۔

مختصر الادویہ، مفرد دواؤں اور انگریزی دواؤں کے تذکرہ میں مرتبہ حکیم شفاء الدولہ فیض آبادی۔

یادگار ضیائی، مرتبہ حکیم ضیاء الدین بن محی الدین حیدر آبادی سن تصنیف ۱۳۰۸ھ۔

قرابادین پر کتابیں

(مشہور اور اہم مرکب دواؤں کے نسخہ جات)

قرابادین قادری، مرتبہ شیخ محمد اکبر دہلوی مشہور بہ حکیم ارزانی یہ ایک جامع اور وسیع کتاب ہے، اس میں طریقۂ علاج کا بھی تذکرہ ہے، سن تصنیف ۱۱۲۶ھ ہے۔

مجربات اکبری، مرتبہ شیخ محمد اکبر ارزانی دہلوی۔

تاج المجربات، مرتبہ شیخ تاج الدین جھونسوی۔

قرابادین کبیر، دو جلدں میں مرتبہ حکیم محمد حسین مرشد آبادی۔

علاج الامراض مرتبہ حکیم محمد خاں دہلوی۔

العجالۃ النافعہ، مرتبہ حکیم محمد شریف دہلوی (اس نام کی ایک کتاب پہلے بھی گزر چکی ہے، یہ کتاب پہلی کتاب سے مختصر ہے۔)

قرابادین بقائی، دو جلدوں میں، مرتبہ حکیم محمد بن اسماعیل دہلوی عرف بقا خاں۔

قرابادین ذکائی، مرتبہ حکیم ذکاء اللہ اکبر آبادی۔

قرابادین جلالی، مرتبہ حکیم جلال الدین امروہوی۔

قرابادین اعظم، مرتبہ حکیم محمد اعظم رام پوری۔

قرابادین سلامی، مرتبہ حکیم عبد السلام برہان پوری۔

یاقوتی، مرتبہ حکیم وکیل احمد سکندر پوری۔

قرابادین احسانی مرکتاب احسانی، یہ دونوں کتابیں حکیم احسان علی بن شیر علی ناروی کی ہیں۔

تیسیر العسیر فی ترکیب الاکاسیر، مرتبہ حکیم امان علی بن شیر علی ناروی۔

مجربات غیاثیہ، مرتبہ غیاث الدین رام پوری۔

مجربات جمالی، مرتبہ حکیم جمال الدین مدراسی۔

جامع المجربات، مرتبہ حکیم منعم خاں۔

قرابادین ممتازی، مرتبہ حکیم محمد عارف پٹنی۔

گنج بادآور، مرتبہ حکیم امان اللہ بن مہابت خاں جہاں گیری عرف نواب خاں زماں خاں۔

المجربات، مرتبہ حکیم بہنا۔

طب کے علمی اور عملی مباحث پر کتابیں

الکلیات والجزئیات، مرتبہ خواجہ ضیاء الدین بخشی بدایونی۔

الکفایۃ المجاہدیۃ، مرتبہ حکیم منصور کشمیری، مصنف نے یہ کتاب کشمیر کے سلطان زین العابدین کے لیے لکھی ہے، اس کتاب کا نسخہ لندن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

میزان الطبائع قطب شاہی، مرتبہ حکیم تقی الدین محمد حیدرآبادی۔

شفائے خانی، طب شہابی منظوم، فرہنگ شہابی، یہ تینوں کتابیں حکیم شہاب الدین بن عبدالکریم ناگوری کی ہیں۔

عین الشفا، مرتبہ حکیم مقرب خاں جہاں گیری۔

تحفۃ الاطبا منظوم، بزبان فارسی، طب کے علمی اور عملی مباحث میں شیخ احمد قنوجی نے عالم گیر کے زمانہ میں تصنیف کیا ہے۔

جامع الاطبا، سبب ستہ رشیدی، طب دارا شکوہی، یہ تینوں کتابیں حکیم نور الدین عبداللہ اکبر آبادی کی ہیں۔

مجرب الشفا، مرتبہ حکیم احمد بن محمد حسینی ملتانی گجراتی۔

ام العلاج، مرتبہ حکیم امان اللہ بن مہابت خاں جہاں گیری عرف نواب خان زماں خاں۔

ہمدم لخت، مرتبہ حکیم عبداللہ اکبر آبادی مصنف نے یہ کتاب ۱۰۹۱ھ میں بختاور خاں کے لیے لکھی ہے۔

کتاب در امراض چشم، مرتبہ حکیم محمد بن ابو محمد سندھی۔

طب اکبر، دو جلدوں میں مرتبہ شیخ محمد اکبر حکیم ارزانی سن تصنیف ۱۱۱۲ھ۔

تلخیص الطب النبوی، حدود الامراض، میزان الطب، یہ تینوں کتابیں بھی حکیم ارزانی کی تصنیف ہیں۔

صحۃ الامراض، مرتبہ شیخ پیر محمد گجراتی۔

انوار قاسمی، مرتبہ سید نور علی اکبر آبادی۔

خیر التجارب، مرتبہ نواب خیر اندیش خاں، عالم گیری، سن تصنیف ۱۰۴۷ھ۔

انوار العلاج، مرتبہ سید نور اللہ۔

انتخاب العلاج، مرتبہ حکیم ذکاء اللہ اکبر آبادی۔

معالجات افضلی، مرتبہ حکیم محمد افضل دہلوی۔

اللب اللباب، مرتبہ حکیم صدر الدین دہلوی۔

دستور المعالج، مرتبہ حکیم معالج خاں فیض آبادی۔

اکمل الصناعہ، جامع الصناعہ، یہ دونوں کتابیں حکیم محمد کاظم بن حیدر علی تستری دہلوی کی ہیں۔

جامع الجوامع، مرتبہ سید محمد ہاشم عرف حکیم علوی خاں دہلوی۔

ریاض عالم گیری، مرتبہ حکیم محمد رضا شیرازی دہلوی۔

ریاض الفوائد، مرتبہ حکیم محمد امان بن محمد افضل دہلوی۔

ریاض العلاج، مرتبہ حکیم محمد اجمل بن محمد واصل دہلوی۔

دستور العمل، مرتبہ حکیم محمد اکمل بن محمد واصل دہلوی۔

طب ثنائی، مرتبہ حکیم ثناء اللہ بریلوی۔

موارد الحکم، سر سے پیر تک جملہ امراض کے بیان میں، مرتبہ حکیم محمد اسحاق بن اسماعیل دہلوی عرف حکیم بقا خاں۔

نفع العوام، مرتبہ حکیم ببر علی خان موہانی۔

الحمیات و مجموع رسائل در طب، مرتبہ حکیم علی شریف بن محمد زمان دہلوی لکھنوی۔

جامع الرضی، بزبان عربی، رسالہ در فن جماع، یہ دونوں کتابیں حکیم رضی الدین امروہوی کی ہیں۔

طب رضائی، مرتبہ حکیم محمد رضا اکبر آبادی۔

مجموع رسائل در علم علاج، مرتبہ سید حسن شاگرد حکیم علوی خاں۔

مجموع رسائل در علم علاج، مرتبہ حکیم غلام امام۔

الشفا الجمیل، الشفائیہ، علاج الاطفال، المجربات والحمیات، جامع الاصول الطبیہ بزبان فارسی، رسالہ در استعمال دار چینی، یہ جملہ کتابیں حکیم شفائی خاں کی تصنیف ہیں۔

اسرار العلاج، بزبان عربی، مرتبہ حکیم شریف خاں دہلوی۔

رسالہ فی معرفۃ الامزجہ، رسالہ فی معرفۃ البحران، یہ دونوں رسالے حکیم نصر اللہ

بن ثناء اللہ دہلوی کی تصنیف ہیں۔

علاج الغربا، فن طب کے علمی اور عملی مباحث پر مرتبہ حکیم غلام امام۔

آداب الاطبا، معرکۃ الآرا شرح آداب الاطبا، دونوں کتابیں عربی زبان میں ہیں۔

خلاصۃ الطب درستہ ضروریہ، حفظ الصحۃ، یہ دونوں کتابیں فارسی زبان میں ہیں، جملہ چاروں کتابیں حکیم امام بخش کرت پوری کی تصنیف ہیں۔

مباحث الاطبا، مرتبہ حکیم درویش، محمد بن عالم خاں رام پوری۔

عجالہ نافعہ، مرتبہ حکیم درویش محمد بن عالم خاں رام پوری۔

علی المباحث، مرتبہ حکیم محمد علی اصم لکھنوی۔

حل المباحث، مرتبہ حکیم کوچک لکھنوی۔

حل المباحث، مرتبہ حکیم فتح الدین گوپامئوی۔

حل المباحث، مرتبہ حکیم علی اصم لکھنوی۔

حل المباحث، مرتبہ حکیم کوچک لکھنوی۔

حل المباحث، مرتبہ حکیم فتح الدین گوپاموی۔

النتائج الحسینیہ، حل مباحث پر ایک جامع کتاب، مرتبہ حکیم مظفر حسین بن مسیح الدولہ لکھنوی۔

بضاعۃ الاطبا، بدائع النوادر، بدیع التجارب، یہ تینوں کتابیں حکیم رحم علی سکندری متوفی ۱۲۲۶ھ کی ہیں۔

تحقیق النبض، مرتبہ حکیم احمد اللہ مدراسی سن تصنیف ۱۲۰۵ھ۔

تفریح القلوب، امراض قلب کی دواؤں کے ذکر میں، اسی موضوع پر ایک دوسرا رسالہ، یہ دونوں حکیم احمد اللہ مدراسی کی کتابیں ہیں۔

خلاصۃ الحکمہ، سن تصنیف ۱۱۹۵ھ رسالہ فی الجدری والحصبہ والحمیقاء، رسالہ ام صبیان،

رسالہ اطفال کے ذات الجنب میں، رسالہ فی العرق المدنی، رسالہ درختان یہ جملہ کتابیں حکیم محمد حسین عقیلی مرشدآبادی کی ہیں۔

اکل بیض الدجاجہ للمجذوم، مرتبہ حکیم حسن علی مسیح الدولہ لکھنوی۔

الدرالنفیس، مولوی حکیم مظفرحسین بن مسیح الدولہ لکھنوی۔

تسہیل العلاج، مرتبہ حکیم حیدرعلی۔

قانون العلاج، مؤلفہ حکیم سراج الدین۔

التکملۃ الیونانیہ، مؤلفہ شاہ اہل اللہ دہلوی برادرشاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

مستحضر الطبیب و مستبشر اللبیب، مؤلفہ حکیم سعید بخت کشمیری۔

اکسیراعظم، چارضخیم جلدوں میں رموزاعظم دوجلدوں میں۔

نیراعظم، علامات نبض میں، رکن اعظم بحرانی، بخار کے ذکر میں، یہ جملہ کتابیں حکیم محمد اعظم رام پوری کی ہیں۔

رسالہ تکشیف الحکمہ، بزبان فارسی، مؤلفہ حکیم سلیم خاں دہلوی۔

مخازن التعلیم کتاب فی التشریح، یہ دونوں کتابیں حکیم صادق علی خاں دہلوی کی ہیں۔

شفاءالامراض، بزبان اردو مرتبہ حکیم نورکریم دریاآبادی۔

البحر المحیط، طب قدیم و جدید میں، تریاق اکبر، دستور النجاۃ، بخار کے علاج میں طب قدیم و جدید میں، رسالہ درجنین، رسالہ فی البیضہ والقوانین الشفائیہ، وبائی بخار کے علاج میں، تذکرۃ الوفاق آگ سے جل جانے کے علاج میں، یہ جملہ کتابیں حکیم اصغرحسین بن غلام غوث فرخ آبادی کی ہیں۔

جامع شفائی، طب قدیم وجدید میں، الجنۃ الواقیہ عن سہام الامراض الوبائیہ، جامع الاصول، کلیات پرایک جامع کتاب طب جدید وقدیم کے اصول پر چشمۂ حیات، رسالہ طول عمر اور علامات عمر کے بیان میں بذریعہ قیافہ، رسالہ فی تقدمۃ المعرفۃ من احکام الامراض، رسالہ فی

تدبیر الغریق، یہ جملہ کتابیں حکیم شفاء الدولہ فیض آبادی کی ہیں۔

شفاء الاطفال، مرتبہ حکیم احسان علی فیض آبادی۔

ضیاء الابصار فی حدا الالباہ، مرتبہ حکیم محمود دہلوی۔

بحر العلاج، مرتبہ حکیم محمد اشرف کاندھلوی۔

معالجات احسانی، مرتبہ حکیم احسان علی ناروی۔

عجاب التدابیر بواسیر ونواسیر کے علاج میں، مرتبہ حکیم امان علی ناروی۔

صحت جسمانی وطب رحمانی، مرتبہ حکیم رحمان علی ناروی۔

التشخیص الکامل، بزبان عربی تسکین الانفس در تحقیق مرض ذیابیطس، تحقیق مرض الجذام، یہ تینوں کتابیں حکیم احمد سعید امروہوی متوفی ۱۳۱۳ھ در شہر حیدر آباد کی ہیں۔

مجمع البحرین طب قدیم وجدید میں، مرتبہ حکیم حیدر علی خاں کپور تھلوی۔

حرج البحرین طب قدیم و جدید میں، تین جلدوں میں مرتبہ حکیم عبد المجید بن محمد سورتی مالوی۔

مخزن سلیمانی، مرتبہ مولوی عبد العزیز تھرپاری ملتانی، سن تصنیف ۱۲۲۹ھ۔

تشریح الاسباب، مرتبہ حکیم الٰہی بخش امرتسری۔

رموز الحکمت، بزبان اردو، علامات موت کے بیان میں، مرتبہ قاضی رجب علی بن قاسم علی کلانوری۔

رسالہ فی الطاعون، رسالہ فی ترکیب الادویہ واستخراج درجاتہا، ایقاظ النعسان فی اغالیط الاستحسان، ازالہ المحن عن اکسیر البدن، القول المرغوب فی الماء المشروب، التحفۃ الحامدیہ فی الصناعۃ الکلیسیۃ، الاوراق المزہرہ، الساعاتیہ، اللغات الطبیہ المحاکمہ بین القرشی والعلامہ، یہ جملہ کتابیں حکیم اجمل بن محمود شریفی دہلوی کی ہیں۔

تذکرۃ اللبیب فیما یتعلق بالطب والطبیب، ازالۃ المحن عن اکسیر البدن یہ دونوں

کتابیں مولوی وکیل احمد سکندر پوری کی ہیں۔

الماعون فی الطاعون، مرتبہ حکیم عبدالعزیز لکھنوی، مصنف نے یہ کتاب اپنے لڑکے عبدالرشید کے نام سے تصنیف کی ہے۔

رسالہ فی الطاعون، مرتبہ حکیم امداد امام عظیم آبادی۔

رسالہ فی الطاعون، مرتبہ حکیم نظیر حسن خاں لکھنوی۔

ترکیب العلاج، مرتبہ حکیم امیر الدین بلہروی۔

تنقیح الاسباب والعلامات، مرتبہ حکیم محمد حسین۔

جامع اللطافۃ، بزبان عربی، مرتبہ حکیم عزیز الرحمٰن۔

دستور العلاج، مرتبہ حکیم ابراہیم بن یعقوب لکھنوی۔

دستور العلاج، مرتبہ حکیم محمد علی اصم لکھنوی۔

دستور العلاج، مرتبہ حکیم امام الدین دہلوی۔

ترجمہ قانون شیخ، ترجمہ تکمیل الصناعہ، یہ دونوں اردو زبان میں ترجمے حکیم غلام حسین کنتوری کے ہیں۔

ترجمہ نفیسی، مرتبہ حکیم عابد حسین۔

ترجمہ اقصرائی، مرتبہ حکیم محمد حسن۔

ترجمہ سدیدی، مرتبہ حکیم عابد حسین۔

ترجمہ قرابادین قادری، مرتبہ حکیم نور کریم۔

ترجمہ طب اکبر، مرتبہ حکیم محمد حسین نانوتوی۔

ترجمہ مجربات اکبری، مرتبہ حکیم واجد علی موہانی۔

الحاذق فی الاسباب والمعالجات، بزبان اردو مرتبہ حکیم اجمل خاں بن محمود خاں دہلوی۔

نہج الحذاق رسالہ، بزبان فارسی در کلیات مرتبہ حکیم قدرت احمد فاروقی گوپامئوی۔

قدما کی کتابوں پر ہندوستانی اطبا کی شروح وحواشی

غایۃ المفھوم فی تدبیر المحموم شرحمیات قانون، مرتبہ حکیم اسحاق بن اسماعیل دہلوی۔

شرح حمیات، بزبان فارسی مرتبہ حکیم محمد شریف خاں دہلوی۔

حاشیہ معالجات قانون، مرتبہ حکیم معزالدین خالص پوری۔

الفوائد الشفائیہ شرح موجز القانون، مرتبہ حکیم شفائی خاں محمد ارشد دہلوی مدفون لکھنؤ۔

مفرح القلوب شرح قانونچہ، بزبان فارسی مرتبہ حکیم ارزانی دہلوی۔

شرح قانونچہ، مرتبہ سید عبدالفتاح لاہوری۔

کلیات موجز کی شرح نفیسی پر حاشیہ، مرتبہ حکیم محمد شریف خاں دہلوی۔

اوراق الرضی حاشیہ نفیسی، مرتبہ حکیم رضی الدین امروہوی۔

انوار الحواشی حاشیہ نفیسی، مرتبہ مولوی انور علی لکھنوی۔

حل النفیسی، مرتبہ مولوی عبدالحلیم بن امین اللہ انصاری لکھنوی۔

حاشیہ نفیسی، مرتبہ حکیم اسد علی بن وجہ اللہ سہوانی متوفی ۱۲۸۴ھ۔

شرح الاسباب والعلامات، مرتبہ حکیم محمد عابد سرہندی۔

شرح الاسباب العلامات، مرتبہ حکیم شفائی خاں دہلوی۔

نفیسی کی شرح اسباب کا حاشیہ، مرتبہ حکیم محمد شریف خاں دہلوی۔

حاشیہ شرح اسباب، مرتبہ حکیم رضی الدین امروہوی۔

حاشیہ شرح اسباب، مرتبہ حکیم محمد ہاشم بن محمد احسن بن محمد افضل دہلوی سن تصنیف ۱۱۸۴ھ۔

حاشیہ شرح اسباب، تا بحث سرسام، مرتبہ حکیم اجمل بن محمود شریفی دہلوی۔

الجوہر النفیس شرح ارجوزہ شیخ الرئیس، مرتبہ مولوی عبدالعزیز بن امیر الدین لاہوری۔
المعالج المؤدیہ، بالنسخ الجریۃ، شرح رباعیات یوسفی، مرتبہ حکیم نصر اللہ خاں خورجوی۔

حیوانات کے علاج میں بعض کتابوں کا تذکرہ

فیروز شاہی، پرندوں کے علاج میں، تحفۃ الافراس، بزبان فارسی مرتبہ قاضی حسن دولت آبادی۔

مفتاح الفرس، بزبان فارسی، مرتبہ قاضی حسن دولت آبادی۔
باز نامہ، بزبان فارسی مرتبہ محمد اسماعیل دہلوی۔
ترجمہ کتاب سالوتر، بزبان فارسی، مرتبہ سید عبداللہ خاں، فیروز جنگ۔
حیات الفرس، بزبان فارسی، مرتبہ سید محمد تقی ہاشمی لکھنوی۔
علاج الافراس، بزبان فارسی مرتبہ سید محمد بن قطب الدین۔
کبوتر بازی، بزبان فارسی مصنف کا نام نہیں معلوم۔
زبدۃ الفرس، بزبان فارسی، مرتبہ میر غلام مظہر علی۔
فرسنامہ، بزبان فارسی، مرتبہ فیروز جنگ سید عبداللہ خاں۔
فرسنامہ، بزبان فارسی، مرتبہ امیر سعادت یار خاں دہلوی۔
فرسنامہ، بزبان فارسی، مرتبہ رفیع الدین بن راج محمد بن قطب الدین۔
فیل نامہ، بزبان فارسی، مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔
کبوتر نامہ، بزبان فارسی، مرتبہ محمد اسماعیل۔
مرغ نامہ، منظوم بزبان فارسی، مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔
مقصد الرضا، بزبان فارسی، مرتبہ محمد رضا خاں۔

بیان الخیل والفیل فی زینۃ الجمیل، بزبان اردو مرتبہ سید نسیم الدین حسین۔

دستور العمل تازی داری، بزبان اردو مرتبہ سید سردار شاہ۔

دواء البہائم والطیور، بزبان اردو، حکیم احسان علی۔

علاج البقر، بزبان اردو، مرتبہ حکیم عبداللہ بن غلام قادر خان۔

طب المواشی، بزبان اردو، علاج الکلب، بزبان اردو، مرتبہ سید سردار شاہ۔

زینۃ الخیل، بزبان اردو، مرتبہ محمد مہدی۔

علاج البہائم، بزبان اردو مصنف کا نام معلوم نہیں ہوا۔

قرابادین الحیوانات، مرتبہ رحیم خاں۔

کیمیاء البہائم، مرتبہ حسن علی۔

حیاۃ الحمام، مرتبہ مولوی احمد عبدالعزیز نائطی حیدرآبادی ملقب بہ نواب عزیز جنگ۔

چوتھا باب

ہندوستان کے شعرا اور شاعری کے تذکرہ میں

اس میں چار فصلیں ہیں:

۱-شعر کی تعریف اور اس کی قسمیں

۲-فارسی شاعری کے تذکرہ میں۔

۳-اردو شاعری کے تذکرہ میں۔

۴-ہندی شاعری کے تذکرہ میں۔

پہلی فصل

شعر کی تعریف اور اس کے اقسام کے بیان میں

شعرش کے کسرہ اور عین کے جزم کے ساتھ لغت میں کلام موزوں ومقفی کو کہتے ہیں، اہل عرب کے نزدیک شعر وہ کلام ہے جس کا اولین مقصد وزن وقافیہ ہو اور جو ایسا کلام استعمال کرے گا اس کو شاعر کہیں گے۔

اہل منطق کے نزدیک شعر وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جس سے نفس کو قبض وبسط کی کیفیت حاصل ہو، اس کو قیاس شعری بھی کہا جاتا ہے۔

مثلاً اگر کہا جائے الخمر یاقوتیہ سیالہ تنبسط النفس یعنی شراب ایک سرخ وسیال مادہ ہے، جس سے نفس کو انبساط حاصل ہوتا ہے، یا کہا جائے **العسل مرة مهوعة تنقيض** شہد کڑوی قے لانے والی ہے جس سے انقباض پیدا ہوتا ہے اور اس کی غرض نفس میں ترغیب پیدا کرنا ہے اور یہی مفہوم ہے، اس بات کا جو کہی جاتی ہے کہ شعر قیاس ہے جو مرکب ہے خیالی چیزوں سے مخیلات کو مقدمات شعریہ کہا جاتا ہے اور جو ان قیاس شعری سے اپنے کلام کو مرتب کرے گا اس کو شاعر کہا جائے گا۔

اہل عرب کے نزدیک وزن وقافیہ شعر کی تعریف میں داخل اور شعر کے لیے لازمی اجزا ہیں، اس لیے ان کو عروض وقوافی کے جاننے کی بہت ضرورت ہے، خاص طور سے غیر

عرب جو عربی شاعری سے ذوق رکھتے ہیں، ان کے لیے علم العروض والقوافی ضروری ہے، ورنہ ان کے اشعار اوزان شعری سے ساقط ہو جائیں گے۔

اہل عرب اور اہل فارس اور اہل ہند کے یہاں اشعار کی بحریں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، بعض بحریں مشترک ہیں، مثلاً بحر متقارب، بحر رکض الخیل، بحر سریع، یہ تینوں زبانوں میں پائی جاتی ہیں، دونوں مصرعوں میں اعتدال کا لحاظ فارسی اور ہندی اشعار میں زیادہ کیا جاتا ہے، بخلاف عربی زبان کے، وہ لوگ دونوں مصرعوں میں اختلاف زحاف کو اہمیت نہیں دیتے ہیں لیکن ہندی اور فارسی شاعری میں ایسا نہیں ہے، فارسی اشعار کی بحریں زیادہ گٹھی اور منظم و مرتب ہوتی ہیں، بخلاف ہندی اور عربی شاعری کی بحروں کے، فارسی شعرا اور ان کی تقلید میں کہنے والے ہندی شعرا عام طور پر فارسی کے عروض وقوافی کو نہیں جانتے لیکن اس کے باوجود ان کے اشعار وزن سے ساقط نہیں ہوتے ہیں کیوں کہ فارسی اوزان و بحور اس قدر مرتب اور گٹھی ہوئی ہیں کہ معمولی سلیقہ رکھنے والا بھی ان سے آسانی سے واقفیت حاصل کر لیتا ہے، فارسی شعرا کے یہاں قافیہ کے علاوہ ایک چیز ردیف بھی ہوتی ہے جو قافیہ کے بعد بغیر کسی تبدیلی کے ہر شعر میں ہوتی ہے اور جن اشعار میں ردیف ہوتی ہے، ان کو مردف (باردیف) اشعار کہا جاتا ہے، ردیف شعر کے جمال کو اور بڑھا دیتی ہے اور اس کی وجہ سے فارسی شاعری کی بے شمار قسمیں ہو گئی ہیں۔

عربی شاعری میں ردیف بالکل نہیں اور اگر کوئی شخص ردیف کی کوشش کرتا ہے تو فارسی زبان جیسی حلاوت اس میں نہیں ہوتی ہے، اس کا سبب دونوں زبانوں کی خصوصیتیں ہیں، فارسی زبان میں ایک چیز حاجب بھی ہوتی ہے اور یہ دو قافیوں کے درمیان ردیف کا نام ہے اور جس شعر میں حاجب ہوتا ہے اس کو محجوب کہا جاتا ہے، اہل عرب واؤ اور ی کو قافیہ نہیں بناتے ہیں لیکن فارسی شاعری میں ایسا ہوتا ہے۔

ہندوستان کی اصل زبان سنسکرت ہے، ہندوستان کے باشندوں نے اپنے علوم و

فنون اسی زبان میں مرتب کیے ہیں، یہ زبان بائیں سے دائیں لکھی جاتی ہے اور کلمات الگ الگ لکھے جاتے ہیں، جس طرح یورپین زبانوں میں ہوتا ہے، عربی زبان کی طرح اس میں بھی تثنیہ کے صیغے ہیں اور مذکر اور مونث کے ساتھ ساتھ خنثیٰ کے لیے بھی الگ صیغے اور ضمیریں ہیں، اب یہ زبان روزمرہ کی زندگی میں متروک ہوگئی ہے، البتہ کتابوں میں موجود ہے، ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق اس زبان میں ان کی چار آسمانی اور مقدس کتابیں ہیں، جن میں احکام، مواعظ اور واقعات درج ہیں، سنسکرت اور ہندوستان کی دوسری متعارف زبانوں میں نثر کا معیار زیادہ بہتر نہیں ہے، اس لیے عام طور پر ان کی معیاری کتابیں جو علوم اور تاریخ وادیان پر مشتمل ہیں نظم ہوتی ہیں، نظم کو یہ لوگ اشلوک کہتے ہیں، اس میں چار مصرعوں پر مشتمل دوبیتیں ہوتی ہیں، بعد کے لوگوں نے اشلوک میں دوبیت سے زیادہ کا اضافہ بھی کیا ہے، سنسکرت کے علاوہ ہندوستان میں ایک اور زبان بھی ہے جس کو بھاشا اور بھاکا کہا جاتا ہے، گفتگو میں یہی زبان مستعمل ہوتی ہے اور اس زبان میں بہت سی مشہور کتابیں لکھی گئی ہیں، اس زبان کے اشعار بہت شیریں ہیں جس کو تھوڑی سی بھی زبان سے واقفیت ہوگی، اس کو اس زبان کی شیرینی اور حلاوت کا احساس ہوجائے گا، ہم ہندی زبان بول کر اسی بھاشا اور بھاکا کو مراد لیتے ہیں، ہندوستان میں ایک اور زبان بھی ہے جو عربی فارسی ترکی ہندی اور آخر میں انگریزی زبانوں کے اختلاط وامتزاج سے پیدا ہوئی ہے، یہ زبان ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے بہت بعد موجود ہوئی، اس زبان کو اردو کہا جاتا ہے، اس کی نظم اور اشعار انتہائی مرتب اور منظّم اور ڈھلے ہوئے ہوتے ہیں، یہ زبان فارسی رسم الخط میں داہنے سے بائیں لکھی جاتی ہے، اس کی نظم بحر اور اوزان وقوافی وردیف میں فارسی زبان کے تابع ہے۔

عربی زبان کے متعلق اس کتاب کے باب اول کی ایک فصل میں ہم لکھ چکے ہیں، اس لیے اب یہاں تطویل کے خیال سے نہیں ذکر کریں گے، اس وقت ہم فارسی اردو اور ہندی اشعار کا تذکرہ کریں گے۔

دوسری فصل

فارسی شاعری

عرب اور ہندوستانی شعرا کے برخلاف فارسی شاعری میں امارد سے تغزل کیا جاتا ہے، عربوں میں غزل کا مخاطب عورتیں اور ہندی شاعری میں غزل کا مخاطب عورتوں کی زبان سے مرد ہوتے ہیں، فارسی شاعری کے اوزان بہت ہی ہموار اور مرتب ہیں، اسی وجہ سے فارسی شاعری میں علم عروض جاننے کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی ہے، اسلام کے بعد سب سے پہلے فارسی زبان میں شعر کہنے والا عباس مروزی ہے جو عباسی خلیفہ مامون رشید کے زمانہ میں تھا، بعضوں نے سب سے پہلا شاعر یعقوب بن لیث صفار کو اور بعضوں نے ابوحفص سعدی کو کہا ہے، بہر حال اسلامی تاریخ کے تین سو سالوں تک فارسی شاعری بہت ہی کم اور نایاب تھی اور اس کی جمع وتدوین کا کسی کو خیال نہیں تھا، سامانی سلاطین کے زمانہ میں فارسی کا مشہور شاعر رودکی گزرا ہے، اس کے اشعار کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اس نے اپنے اشعار کو جمع بھی کیا پھر اس کے بعد تو ایک سلسلہ قائم ہو گیا، محمود غزنوی کے زمانہ میں ابوالقاسم فردوسی نے شاہ نامۂ ایران نظم کیا اور پھر فارسی شاعری نے پھلنا اور بڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ فارسی شاعری حسن ولطافت کے اعلا معیار پر پہنچ گئی، فارسی زبان کے مشہور شعرا میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

شیخ اوحد الدین انوری متوفی ۵۸۵ھ شیخ افضل الدین خاقانی متوفی ۵۸۴ھ شیخ نظامی گنجوی متوفی ۵۷۶ھ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، متوفی ۶۷۱ھ شیخ سلمان ساوَجی متوفی ۷۷۸ھ شیخ شمس الدین حافظ شیرازی متوفی ۸۹۲ھ مولانا عبدالرحمٰن جامی متوفی ۸۹۷ھ، مرزا جمال الدین عرفی شیرازی متوفی ۹۹۹ھ، مرزا محمد حسین نظیری نیشاپوری، متوفی ۱۰۲۳ھ، مرزا محمد علی صائب تبریزی متوفی ۱۰۸۰ھ ابوطالب کلیم ہمدانی متوفی ۱۰۶۱ھ طالب آملی متوفی ۱۰۳۶ھ مرزا محمد علی حزیں اصفہانی اور اس کے علاوہ ایک بڑی تعداد فارسی شعرا کی ہے، جن کا شمار مشکل ہے۔

ہندوستان میں فارسی شعرا

ہندوستان میں مسلمانوں کے داخلے اور اسلام کی نشر واشاعت کے زمانہ میں خراسان سے بہت سے فارسی زبان کے مسلمان ادبا ہندوستان آئے، ان کی زبان عام طور پر فارسی یا ترکی تھی، ان لوگوں نے اپنی مادری زبان کو ذریعۂ گفتگو اور ذریعۂ تحریر بنایا، فارسی زبان میں انہوں نے اشعار بھی کہے، یہ زبان ان لوگوں میں اس طرح رچ بس گئی کہ بعض ایران میں رہنے والے ادبا سے بھی فائق ہو گئے، ہندوستان میں سب سے پہلے ہندوستانیوں نے فارسی زبان میں شعر کہا ہے، وہ میری معلومات کے مطابق درج ذیل حضرات ہیں:

شیخ مسعود بن سعد بن سلمان لاہوری، یہ ابراہیم بن مسعود کے زمانہ میں تھے، ان کے شعر کے چند دواوین ہیں، ان کے اشعار لوگوں میں مقبول وزبان زد ہیں، ان کے اشعار کے نمونے درج ذیل ہیں:

اگر مواجہہ آید عدوت نشناسی — کہ ہیچ وقت ندیدی از وگر کہ قفا
سنان تست قدر گر مجسم است قدر — حسام تست قضا گر مصور است قضا

زہے سخائے مصور بروز بزم ونشاط | زہے قضائے مجسم بروز رزم و وغا
ہزار شعری و برباده روز جنگ ونبرد | بزار بحری و بر تخت روز جود و سخا
برفت کیں تو برآب از ونخاست غبار | گزشت مہر تو ز آتش از وترست گیا

گہ وداع بت من مرا کنار گرفت | بداں کنار دلم ساعتی قرار گرفت
بروئش اندر چنداں نگاہ کردم گرم | کہ دیدہ ام ہمہ دیدار آں نگار گرفت

شیخ ابوالفرج بن مسعود روسی لاہوری فارسی زبان کے بڑے عمدہ شاعروں میں ہیں، یہ سلطان ابراہیم بن مسعود کے زمانے میں تھے، ان کی ولادت وتعلیم وتربیت لاہور میں ہوئی، جیسا کہ عوفی کی لباب الالباب میں مذکور ہے، عوفی نے لکھا ہے آل محمد الوری ان کے دیوان کو برابر اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے اور ان کے اشعار کو نمونہ بناتے تھے، ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

اے نام تو بخشندۂ ارواح | آیات رسالت راز انفاس تو انواح
بر نامہ دیوان ہنر فضل تو عنوان | در کشتی دریائی بخارائی تو ملاح
انعام تو برخستہ دلی سائل مرہم | احسان تو بر فضل در روزی مفتاح
چوں قطب فلک عرض ترا راحت ساکن | چوں جرم قمر ذکر ترا سرعت سیاح
مہتاب نیارد کہ بتفاح دہد رنگ | تا خلق تو اندر ندہد بوئے بہ تفاح
درجاح عریض تو مساحت نہد پے | ہر چند کہ باوہم مسیح آید مساح

این پند نگاہ دار ہموار ای تن | بر گرد کسے کہ خصم تو ہست متن
عضو زتو گر یار شود با دشمن | دشمن دو شمر تیغ دو کش زخم دوزن

امیر خسرو دہلوی فارسی زبان وادب شعر وموسیقی میں یکتائے روزگار تھے، شیخ سعدی شیرازی ان کے فضل وکمال کے معترف ہیں، فارسی اشعار میں ان کے پانچ دیوان

ہیں اور پانچ مثنویوں کے دیوان ہیں جن میں خمسہ نظامی گنجوی کا مقابلہ کیا ہے، اس کے علاوہ بھی ان کی بہت سی مثنویاں ہیں، ان کے خمسہ کی ابیات کی تعداد اٹھارہ ہزار ہے اور ہر بیت میں چار ہزار سے زیادہ اشعار ہیں، جیسا کہ مراۃ الخیال میں ہے:

ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

باز دل گم گشت در کویش من دیوانہ را — از کجا کردم نگاہ آں شکل قلاشانہ را
گاہ گاہ ایں بادکا نجابات می افتد گزر — آشنایاں کہن یادی دہ آں پیمانہ را
ہر شب از صد سوئے درمی آیدم در دل خیال — از کدا میں سونگہدارم من ایں کاشانہ را
جان ز نظارہ خراب و ناز او زاندازہ بیش — ما بوئے مست وساقی پر دہد پیمانہ را
خسرو است وسوز دل وز ذوق عالم بیخبر — مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را

دلم در عاشقی آوارہ شد آوارہ تر بادا — تنم از بیدل بیچارہ شد بے چارہ تر بادا
رخت تازہ است بہر بردن جان تازہ تر خواہم — دلت خار است بہر کشتن من خارہ تر بادا
گرائے زاہد دعائے خیر میگوئی مرا ایں گو — کہ ایں آوارۂ کوئے بتاں آوارہ تر بادا
دل من پارہ پارہ شد ہوائے آں کہ بہ گردد — اگر جاناں بدیں شاد است یارب تازہ تر بادا

باغمش خوش بودم امشب گرچہ درخواری گزشت — یاد میکردم ازیں شبہا کہ دریاری گزشت
ماجرائے دوش پرسیدی کہ چوں بگذشت حال — اے سرت گردم چہ می پرسی بدشواری گزشت
ناخوش آں وقتی کہ بر زندہ دلاں بے عشق رفت — ضائع آں روزے کہ برمستاں ہشیاری گزشت

غارت عشقت رسید نقد دل از ما ببرد — تیغ بلا سر فگند فتنہ بخوں پا فشرد
جاں کہ بدنبال تست چند عنانش کشم — چوں زتنم رفتنی است ہم بتو باید سپرد
عشق اگر یکدم است سہل نباید گرفت — آتش اگر شعلہ ایست خورد نباید شمرد

شوق چو باقی بود یار چہ خوب و چہ زشت — دوست چو ساقی بود بادہ چہ صاف وچہ درد
خسرو اگر عاشقی فکر سر خود بکن — ہر کہ دریں راہ رفت سر بسلامت نبرد

یار قباچیت کر درخش بمیداں برید — ایں سرو ہر سر کہ ہست درخم چوگان برید
غمزہ زن مارسید ساختہ دارید جان — یوسف ما بازگشت مژدہ بکنعان برید
نیست دل چوں منے درخور شاہین شاہ — پارۂ مردار را بر سگ درباں برید

ہر شب منم زہجر پریشان دیدہ تر — دل از برم رمیدۂ ومن زاں رمیدہ تر
افغاں زتو کہ ہست بگوشت فغان من — چندانکہ بیش می شنوی ناشنیدہ تر
تو فتنہ زمانہ شدی ورنہ روزگار — بود است پیش ازیں قدری آمیدہ تر
شیریں غمیت عشق ولیکن زبان جاں — اے دل نگویمت کہ مخور لیک دیدہ تر

جاں زتن بردی و در جانی ہنوز — دردہا داری و درمانی ہنوز
آشکارا سینہ ام بہ شگافتی — ہمچناں در سینہ پنہانی ہنوز
ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ — نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

پائے طلب گر شبے بر سر کویت نہم — سرمۂ دیدہ کنم خام سرپائے خویش
حسن فروشی بدل ناز فروشی بجاں — اینہمہ ارزاں مکن قیمت کالائے خویش

ہستی زفرق تا بقدم آرزوئے دل — آب حیات راندہ خیالت بجوئے دل
دل بستمت بزلف ونداستم اینقدر — کزوے چنین دراز شود گفتگوئے دل
گر خون دل خوری نکنم جز دعائے تو — زیرا کہ من بسوئے توام نہ بسوئے دل

در رہ عشق بلا آزاد نتواں زیستن — باغمش در سینہ بنود شاد نتواں زیستن
دشمنی چوں عشق در بنیاد جاں افشردہ پا — بر امید صبر بے بنیاد نتواں زیستن

بفراغ دل زمانے نظرے بما ہروئے ۔ بہ از انکہ چتر شاہائی ہمہ عمر ہا و ہوئے
بخدا کہ رشکم آید برخت ز چشم خویشم ۔ کہ نظر دریغ باشد بچناں لطیف روئے

نفسی کہ با نگاری گزرد بشادمانی ۔ مفروش آں نفس را بحیات جاودانی
مکن اے امام مسجد من رند را ملامت ۔ تو بشہر بت پرستاں نرسیدۂ چہ دانی

نجم الدین حسن بن علا سنجری دہلوی متوفی ۷۳۷ھ فارسی زبان کے بہت ہی بلند مرتبہ شعرا میں ہیں، ان کے اشعار انتہائی شیریں ہوتے ہیں، لوگوں نے ان کو سعدیِ ہند کا خطاب دیا ہے، فارسی شاعری میں ان کا ایک دیوان ہے اور اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصنیفات ہیں، ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

ساقیا می دہ کہ ارے خاست از خاور سپید ۔ برگ را سرسبزی آمد سرو را چادر سفید
مادہ در جام بلوریں دہ مرا گرمی دہی ۔ خوب می آید شراب لعل را ساغر سفید
ابر چوں چشم زلیخا بہر یوسف ژالہ بار ۔ ژالہا چوں دیدۂ یعقوب پیغمبر سفید

چوں گرد طبع بر آیم صدا دہم ہمہ را ۔ کہ از کرم بنود طوف بوستاں تنہا
ولی ز طائفۂ میوہ دزدی ترسم ۔ کہ باغ سخت بزرگست و باغباں تنہا

ہرگز دلم بدرد تو از کس دوا نخواست ۔ کام تو جست و حاجت خود رو نخواست
مشتاق تو ہیچ جمالی نظر نہ کرد ۔ رنجور تو ہیچ طبیبی دوا نخواست
گفتی کہ چرا حال دل خویش نگوئی ۔ من خود کنم آغاز بپایاں کہ رساند

مشکل سروکاری است کہ بر وعدۂ معشوق ۔ صابر نتواں بود تقاضا نتواں کرد

من بودم و کنجے و حریفے و سرودے ۔ غم را کہ نشان داد بلا را کہ خبر کرد

دو سہ بار با تو گفتم کہ مرا ہیچ بستان ۔ نہ شد اتفاق شاید کہ بایں بہا گرانم

تو آفتابے ومن صبح میتواں دانست　　که بے تو من نتوانم نفس بر آوردن

از حسن ایں چه سوالست که معشوق تو کیست　　ایں سخن را چه جواب است تو ہم میدانی

ابوالفیض بن مبارک ناگوری معروف به فیضی متوفی ۱۰۰۴ھ شعر گوئی میں ان کے زمانہ میں ان کا ثانی نہیں تھا، ان کے دیوان میں نو ہزار ابیات ہیں اور ان کے قصائد کا بھی ایک دیوان ہے، دو مثنویاں ہیں، ایک کا نام مرکز ادوار اور دوسری کا نام نل دمن ہے، نمونۂ کلام درج ذیل ہے:

درد دل من ہوس وصل کسے افتاد است　　که از و در دل ہر کس ہوسے افتاد است

روش و راه بتاں از من سود از ده پرس　　که مرا کار بایں قوم بسے افتاد است

مسافران طریقت زمن جدا مشوید　　که دور بینم و چشم بمنزل افتاد است

خوش آں کسے که زعالم بآرزوئے تو رفت　　بجستجوئے تو آمد بگفتگوئے تو رفت

حیران فسون سازی عشقم که خیالت　　از دیده دروں آید و در سینه نگنجد

کعبه را ویراں مکن اے عشق کانجا یک نفس　　گه گہے پس ماندگانِ عشق منزل میکنند

ہم کعبه وہم بتکده سنگ ره مابود　　رفتیم و صنم برسر محراب شکستیم

شیخ محمد طاہر تخلص غنی متوفی ۱۰۷۹ھ زبردست شعرا میں ہیں، ان کے فضل وکمال کا اعتراف مرزا محمد صائب تبریزی نے بھی کیا ہے، ان کے اشعار کا ایک دیوان ہے، ان کے شعر کا نمونہ درج ذیل ہے:

حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر　　دام ہمرنگ زمیں بود گرفتار شدم

شیخ ناصر علی سرہندی متوفی ۱۱۰۸ھ ان کے شعر کا دیوان مقبول ومتداول ہے،

اچھے اور شیریں شعر کہتے تھے، ان کے اشعار کا نمونہ درج ذیل ہے:

امتیاز شہر وصحرا داشت از نقص جنوں ورنہ مجنوں را خرابہائے خود ویرانہ بود

مرزا عبدالقادر عظیم آبادی تخلص بیدل متوفی ۱۱۳۳ھ اپنے وقت کے مشاہیر شعرا میں ہیں، شاعری میں ان کی ایجادات بھی ہیں، ان کے دیوان میں ایک لاکھ اشعار ہیں نمونۂ کلام درج ذیل ہے:

بدل گفتم کدامیں شیوہ دشوار است در عالم نفس در خون طپید و گفت پاس آشنائیہا

سایہ کو بغارت رو آفتاب در کار است چوں منے اگر گم شد چوں توے بدل دارم

قطع سود و سودا کن ترک ہر تمنا کن می خورد طربہا کن من ہم ایں عمل دارم

مطلبی گر بود از ہستی ہمیں آزاد بود ورنہ در کنج عدم آسودگی بسیار بود

با کہ گویم ورنگویم کیست تا باور کند آں پریروئے کہ من دیوانۂ اویم منم

بیدل ہمہ تن خاک شدی لیک چہ حاصل در خاک نشستی و براں در نہ نشستی

گویند بہشت جائے خوبی است انجاہم اگر دماغ باشد

مردہ ہم فکر قیامت دارد آرمیدن چہ قدر دشوار است

اسد اللہ خاں دہلوی، تخلص غالب، فارسی زبان اور اس کی اصطلاحات کے علم میں نادرۂ روزگار تھے، ان کے دیوان میں دس ہزار سے زیادہ اشعار ہیں، نمونۂ کلام درج ذیل ہے:

مردم ز فرط شوق و تسلی نمی شوم یا رب بجا برم لب خنجر ستائے را

جنش نکند چارۂ افسردگیٔ دل تعمیر باندازۂ ویرانیٔ مانیست

بے خود بوقت ذبح طپیدن گناہ من | دانست دشنہ تیز نکردن گناہ کیست

آں راز کہ در سینہ نہاں است نہ وعظ است | بردار تواں گفت بمنبر نتواں گفت

دوست دارم گرہے را کہ بکارم زدہ اند | کایں ہمانست کہ پیوستہ درا بروئے تو بود

دل راز غم گریۂ میرنگ بجوش آر | اجزائے جگر حل کن و در چشم ترم ریز
گیرم کہ بافشاندن الماس نیرزم | مشتی نمک سودہ بزخم جگرم ریز

مرنج از وعدۂ وصلی کہ بامن درمیان داری | کہ خواہد شد بذوق وعدۂ دیگر فراموشم

لب بر لب دلبرنہم و جاں بسپارم | ترکیب یکے کردن صد ملتمس ایں است

تیسری فصل

اردو شاعری میں

ہندوستان کی اصل زبان سنسکرت ہے اور ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق اس زبان میں ان کی چار آسمانی اور مقدس کتابیں ہیں لیکن روزمرہ اور عام بول چال کی زبان دوسری ہے جو ہندوستان کے بڑے حصے میں بولی جاتی ہے اور اس کو بھاشا زبان کہتے ہیں، جب ہندوستان میں اسلام کی اشاعت ہوئی اور عرب وعجم سے یہاں مسلمانوں کی آمد ہوئی تو عربی وفارسی ترکی اور ہندی زبانوں کے اختلاط وآمیزش سے ایک نئی زبان پیدا ہوئی اور اس کو اردو کہا جاتا ہے، یہ زبان بتدریج ترقی کرتی رہی یہاں تک کہ شاہ جہاں کے زمانہ میں یہ فصاحت وبلاغت کے اچھے معیار پر پہنچ گئی، ابتداء میں دہلی اور اس کے اطراف کے لوگوں کا میلان فارسی شاعری کی طرف تھا اور اردو زبان میں شعر گوئی کا رجحان نہیں تھا، بیجاپور کے ابراہیم عادل شاہ کو موسیقی اور ہندی زبان سے بہت گہرا تعلق تھا اور اس نے ہندی زبان میں کچھ کتابیں بھی تصنیف کی ہیں، اس کے پاس اس زمانہ کے علوم ومعارف کا بڑا حصہ جمع ہوگیا تھا اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے تھے، یہ حالت ابراہیم عادل شاہ کے لڑکے محمد عادل شاہ اور پھر ان کے لڑکے علی عادل شاہ کے زمانہ تک قائم رہی، علی عادل شاہ کو اردو زبان سے بڑی دلچسپی تھی، اس لیے اس کے زمانے میں لوگ اس زبان کی طرف زیادہ مائل ہوئے اور اس زبان میں اشعار کہنا شروع کیے۔

شیخ نصرتی بیجاپوری نے علی عادل شاہ کی فتوحات کے تذکرے میں اردو نظم میں

ایک شاہ نامہ مرتب کیا، اردو زبان میں گلشن عشق نامی مثنوی اور اشعار کا ایک دیوان بھی مرتب کیا، شیخ ہاشمی بیجاپوری نے اردو شاعری میں ایک دیوان مرتب کیا اور قصہ یوسف زلیخا کے نام سے ایک مثنوی بھی مرتب کی، شیخ ہاشمی اپنے زمانہ کے بڑے شعرا میں ہیں۔

میرزان بیجاپوری اردو زبان میں مرثیہ نگاری پر ان کو بڑی قدرت حاصل تھی، شیخ ولی اللہ دکنی، اردو شاعری پر ان کا ایک دیوان ہے، مغل شہنشاہ محمد شاہ کے زمانہ میں یہ دیوان دہلی پہنچا اور لوگوں نے اس کو بڑی دلچسپی سے پڑھا، عام طور پر جو یہ بات کہی جاتی ہے کہ ولی اللہ دکنی نے سب سے پہلے اردو دیوان مرتب کیا ہے، یہ سراسر غلط ہے۔

بہر حال محمد شاہ کے زمانہ تک اردو شاعری کا رواج دہلی اور اس کے اطراف میں بہت کم تھا، اس کی طرف لوگوں کی توجہ اور دل بستگی شیخ ولی اللہ دکنی کے دیوان کے بعد ہی ہوئی ہے، پھر اس کے بعد تو ایک سلسلہ قائم ہو گیا اور شعرا کی ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت پیدا ہونے لگی، شروع میں صنعت ایہام کا استعمال اردو شاعری میں زیادہ تھا لیکن بعد میں لوگوں نے اس کو ترک کر دیا، سب سے پہلے جس نے اردو شاعری کو صنعت ایہام سے پاک کیا ہے، وہ مرزا مظہر جانجاناں علوی دہلوی ہیں جیسا کہ طبقات الشعرا میں مذکور ہے۔

اردو کے بڑے بڑے شعرا کے اسماء درج ذیل ہیں:

مرزا رفیع سودا متوفی ۱۱۹۵ھ ان کے زمانہ میں شاعری میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

میر محمد تقی میر اکبر آبادی متوفی ۱۲۲۵ھ اردو شاعری کے مشہور استاد ہیں، لوگوں کی رائے اس بات میں مختلف ہے کہ سودا اور میر میں کون بڑا شاعر ہے اور انصاف کی بات یہ ہے کہ کلام کی دقت ومتانت، ترتیب الفاظ اور معانی عجیبہ کے اعتبار سے سودا میر سے فائق ہیں اور غزل گوئی میں میر کو سودا اور بقیہ تمام شعرا پر تفوق حاصل ہے۔

خواجہ میر درد دہلوی متوفی ۱۱۹۵ھ ان کا دیوان بہت مقبول ہے، انشاء اللہ خاں انشاء نجفی مرشد آبادی متوفی ۱۲۳۵ھ ان کا دیوان شاعری کی مختلف اصناف پر مشتمل ہے، شعر

گوئی پران کو عجیب وغریب قدرت حاصل تھی۔

غلام ہمدانی مصحفی متوفی ۱۲۲۴ھ ان کے آٹھ دواوین ہیں، سید غلام حسین دہلوی ان کا ایک دیوان اور سحر البیان نامی ایک مشہور مثنوی ہے۔

محمد ابراہیم ذوق دہلوی متوفی ۱۲۷۱ھ فن شعر گوئی میں ان کے مہارت کی وجہ سے بہادر شاہ ظفر نے ان کو ملک الشعرا کا خطاب دیا ہے۔

محمد مومن خاں مومن دہلوی متوفی ۱۲۶۸ھ، ان کا دیوان لوگوں میں مقبول ومتداول ہے۔

اسد اللہ خاں غالب متوفی ۱۲۸۵ھ شعر گوئی میں ان کے رتبہ تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکا۔

امام بخش لکھنوی ناسخ متوفی ۱۲۵۴ھ دو جلدوں میں ان کا دیوان ہے۔

حیدر علی لکھنوی آتش متوفی ۱۲۶۳ھ ان کا ایک دیوان ہے، ان کے اشعار میں حلاوت وشیرینی ہے۔

نواب مرزا خاں داغ دہلوی متوفی ۱۳۲۲ھ نواب حیدر آباد دکن نے ان کو فصیح الملک کا خطاب دیا اور بارہ سو ماہوار ان کا وظیفہ مقرر کیا، ان کے تین ضخیم دیوان ہیں۔

امیر احمد مینائی امیر لکھنوی متوفی ۱۳۱۸ھ ان کے تین دیوان ہیں۔

الطاف حسن حالی پانی پتی متوفی ۱۳۳۳ھ ان کا ایک ضخیم دیوان ہے، فن تنقید شعر پر ان کی ایک کتاب ہے، انہوں نے نقد پر پرانے طریقوں کو چھوڑ کر نیا طریقہ اور فن نقد کا جدید انداز اختیار کیا ہے۔

سید اکبر حسین اکبر الہ آبادی متوفی ۱۳۴۰ھ لوگوں نے ان کو لسان العصر کا خطاب دیا ہے، ان کا ایک ضخیم دیوان ہے، والد محترم سید فخر الدین حسنی ان کے چند دواوین ہیں جن کے اشعار کی تعداد دس ہزار ہے۔

چوتھی فصل

ہندی شاعری

آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان کی ایک زبان سنسکرت کے علاوہ بھاشا بھی ہے، گفتگو اور روزمرہ کی زبان یہی ہے، اس زبان میں مشہور کتابیں لکھی گئی ہیں، اس زبان کی شاعری بہت ہی شیریں اور ہموار ہے، جس شخص کو اس زبان میں تھوڑا سا بھی لگاؤ ہو گا وہ اس کی شاعری کی عمدگی کو جان لے گا، ہندی شاعری کی خصوصیت یہ ہے کہ عورت کی زبان سے مرد سے تغزل کیا جاتا ہے، گویا اظہار عشق عورت کی طرف سے ہوتا ہے، عربی شاعری کے برعکس، اس زبان کے جاننے والوں میں بہت سے فصیح و بلیغ لوگ گزرے ہیں، مثلاً تلسی داس، سورداس، پدماکر پرہت، حکمت سنتھ کبگند، گردھر، گوردت، گردھاری، کبیر رہین، ان کے علاوہ بہت سے ہندو حضرات یہ سب لوگ مسلمانوں کی حکومت کے زمانہ کے ہیں۔

اسلام کی آمد سے پہلے ہندی زبان کے شعرا کے حالات ہم تک پہنچے ہیں لیکن ہندوستان کے اسلامی عہد میں مسلمان ہندی شعرا اور ادبا کی تعداد بے شمار ہے، جن میں سے بعض کے اسمادرج ذیل ہیں:

مسعود بن سعد بن سلیمان لاہوری، ہندی زبان میں ان کا ایک دیوان ہے لیکن ان کے دیوان اور اشعار ناپید ہیں، امیر خسرو بن سیف الدین دہلوی ان کے ہندی اشعار

کی معتد بہ تعداد موجود ہے۔

رزق اللہ بن سعد اللہ دہلوی متوفی ۹۸۹ھ آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے چچا ہیں، اخبار الاخیار کی روایت کے مطابق شیخ رزق اللہ کی ہندی زبان میں دو کتابیں ''پیائن'' اور ''جوت نرنجن'' آپ کی تصنیف ہیں۔

ملک محمد جائس ہندی زبان میں آپ کو ہندو علما پر بھی تفوق حاصل تھا، اس زبان میں ان کی تین کتابیں ہیں، کندوہات، چتراوت، پدماوت، تیسری کتاب بہت مشہور ہے، اس کے اشعار بہت شیریں ہیں، اس کتاب کا سن تصنیف ۹۴۷ھ ہے، جیسا کہ والد محترم کی کتاب مہر جہاں تاب میں ہے، شاہ محمد بلگرامی سرو آزاد میں درج ہے کہ ان کو ہندی زبان بہت ہی اعلا معیار کی آتی تھی اور ہندی شعر گوئی پر عجیب قدرت رکھتے تھے، نظام الدین بلگرامی سرو آزاد میں ہے کہ ہندی شاعری میں ان کا تخلص مدھنا یک تھا اور ہندی زبان میں آپ کے اشعار بہت ہی فصیح و بلیغ ہوتے تھے۔

رحمت اللہ بن خیر الدین بلگرامی متوفی ۱۱۱۸ھ سرو آزاد میں ہے کہ یہ ہندی زبان کے بہت عمدہ شاعر تھے، غلام نبی بلگرامی متوفی ۱۱۶۳ھ سرو آزاد کی روایت کے مطابق ہندی شاعری پر ان کا ایک دیوان بانگ درپن نامی ہے، شیخ برکت اللہ مارہروی متوفی ۱۱۴۲ھ معاصر الکرام میں ہے کہ ہندی شاعری پر ان کا ایک دیوان ''پریم پرکاش'' ہے اور ہندی ضرب الامثال میں تصوف کی زبان میں ایک رسالہ بھی ہے، شیخ عضد الدین امروہوی نخبۃ التواریخ میں ہے کہ یہ سنسکرت اور بھاشا زبان کے زبردست عالم تھے اور ان دونوں زبانوں میں ان کی کچھ تصنیفات ہیں۔

قاسم بن امان اللہ دریابادی، مہر جہاں تاب میں ہے کہ ہندی زبان میں ان کا ایک منظوم دیوان ہنس جواہر کے نام سے ہے جس کا سن تصنیف ۱۱۴۹ھ ہے، شیخ کاظم قلندر کاکوروی ان کا ایک ہندی دیوان ہے جو لوگوں میں بہت مقبول ہے، راحت علی بجنوری

ہندی زبان میں یکتائے روزگار تھے اورفن موسیقی میں بھی ان کو بڑی مہارت حاصل تھی، ان کے بہت سے اشعار ہیں، میرے والدمحترم کی ان سے ملاقات تھی، اپنی کتاب مہر جہاں تاب میں والدمحترم نے ان کا تذکرہ کیا ہے، مولانا محمد ظاہر رائے بریلوی متوفی ۱۲۷۸ھ میرے والدمحترم کے نانا تھے، ہندی زبان کے مشہور عالم تھے، اس زبان میں ان کا ایک دیوان ہے جس میں جملہ اصناف سخن موجود ہیں، سراج الدین بن محمد جامع رائے بریلوی مولانا سید محمد ظاہر رائے بریلوی کے شاگرد اور چچازاد بھائی ہیں، ہندی زبان میں ان کا ایک دیوان ہے، میرے والد معظم سید مولانا فخر الدین بن عبدالعلی رائے بریلوی، پریم راگ نامی ان کا ایک ہندی دیوان ہے، جہاں تاب کے ایک باب میں ہندی شعرا کا تذکرہ ہے۔

خاتمہ

(بعض ان علمی کتابوں کے نام جن کا ترجمہ کیا گیا ہے)

ہندوستانی علما نے ہر عہد اور ہر زمانہ میں بہت سی کتابوں کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کیا ہے، بالخصوص انگریزی اور عربی کتابوں کا ان تمام ترجمہ کی ہوئی کتابوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ہم ان سب کا تذکرہ نہیں کر سکتے ہیں، ہم اس جگہ ان چند علمی کتابوں کا ذکر کریں گے جن کا ترجمہ اردو زبان میں سنسکرت، ترکی، انگریزی اور فرانسیسی زبانوں سے ہوا ہے، عربی زبان سے اردو زبان میں جن کتابوں کا ترجمہ ہوا ہے، ان کی تعداد بھی بہت ہے، اس لیے ہم ان میں سے چند کا تذکرہ کریں گے۔

مذہبی کتابیں

ہندوؤں کی مذہبی کتاب اتھرین وید کا ترجمہ سنسکرت زبان سے فارسی زبان میں ملا عبدالقادر بدایونی فیضی، حاجی ابراہیم سرہندی نے شیخ بھاون کی مدد سے اکبر بادشاہ کے حکم سے کیا ہے۔

بھاگوت گیتا، شیخ ابوالفیض فیضی ناگوری نے اکبر بادشاہ کے حکم سے فارسی زبان

میں اس کا ترجمہ کیا۔

جوگ بشت، مصنفہ بالمیکی شیخ فیضی نے اکبر بادشاہ کے حکم سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا، فارسی ترجمہ کی ابتدا اس جملے سے ہے، ''سپاس وستائش تمام بپالش نثار حضرت است''

اپنشد، داراشکوہ کے حکم سے اس کا ترجمہ ہندو پنڈتوں کی مدد سے کیا گیا، یہ پنڈت بنارس سے بلائے گئے تھے۔

مہابھارت، ہندوؤں کی ایک تاریخی اور مقدس کتاب ہے، اس کا ترجمہ غیاث الدین قزوینی، ملاعبداللہ بدایونی اور شیخ سلطان تھانیسری نے اکبر بادشاہ کے حکم سے کیا ہے۔

رامائن، ہندوؤں کی ایک تاریخی اور مقدس کتاب ہے، ۹۹۷ھ میں ملا عبدالقادر بدایونی نے فارسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

بحرالحیات دراجاوتی، یہ کتاب سنسکرت زبان کی امرت کنڈ نامی کتاب کا فارسی میں ترجمہ ہے، اس کتاب میں ہندوؤں کے مذہب وعلوم کا تذکرہ ہے، اس کے مترجم شیخ محمد گوالیاری ہیں جنہوں نے حسین بن محمد سارینی حسینی کے حکم سے ترجمہ کیا ہے۔

مرج البحرین، مصنفہ داراشکوہ ولد شاہ جہاں مصنف نے اس کتاب میں ہندو مذہب اور اسلام کے درمیان تطبیق کی کوشش کی ہے۔

ہربنس، ہندوؤں کے بڑے اوتار کشن کے حالات میں اس کتاب کا ترجمہ ملا شیری بن یحییٰ لاہوری نے اکبر بادشاہ کے حکم سے کیا ہے۔

انجیل، ابوالفضل ناگوری نے اکبر بادشاہ کے حکم سے فارسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

تبیین الکلام، تین جلدوں میں انجیل کا ترجمہ سر سید احمد خاں دہلوی کا ہے۔

بوذاسف بلوہر، یہ کتاب مہاتما بدھ جس کو عرب بوذاسف کہتے ہیں کی سیرت پر ہے، عربی زبان سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ سید عبدالغنی استھانوی نے کیا ہے، اصل

کتاب سنسکرت زبان میں ہے۔

رہنمایانِ ہند، ہندوؤں کے بڑے لوگوں کے حالات میں، مصنفہ بابومَنْ مَتْھدث بنگالی، یہ کتاب انگریزی زبان میں ہے، اس کا انگریزی زبان سے کسی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔

انجیل بربناس، مصر کے کسی عالم نے انگریزی سے عربی میں ترجمہ کیا ہے اور کسی ہندوستانی عالم نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

تاریخی کتابیں

چار ہزار سال کی تاریخ کشمیر، ملا شاہ محمد شاہ آبادی نے شاہ کشمیر زین العابدین کے حکم سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

بحر الاسمار، شاہ کشمیر زین العابدین کے حکم سے ہندی زبان سے فارسی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہے، کتاب میں تاریخی واقعات وحالات ہیں۔

راج ترنگنی، تاریخ کی ایک کتاب ہے، مولانا عماد الدین نے فیروز شاہ تغلق کے زمانہ میں اس کتاب کا ہندی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

منظر الانسان، ترجمہ تاریخ ابن خلکان تاریخ کی مشہور کتاب ابن خلکان عربی کا ترجمہ فارسی زبان میں شیخ یوسف بن احمد بن محمد گجراتی نے ۸۸۹ھ میں کیا۔

تکملہ بحر الاسمار، مرتبہ ملا عبدالقادر بدایونی یہ بحر الاسمار کی دوسری جلد ہے۔

معجم البلدان، عربی زبان کی ایک مشہور کتاب ہے، ملا عبدالقادر بدایونی نے اکبر بادشاہ کے حکم سے اس کتاب کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

عجائب المخلوقات، قزوینی کی عربی زبان میں اس کا ترجمہ فارسی زبان میں ابراہیم

عادل شاہ بیجاپوری کے حکم سے کیا گیا ہے۔

نلدمن، ابوالفیض فیضی نے فارسی نظم میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

تمدن عرب، تمدن ہند، یہ دونوں کتابیں مشہور فرانسیسی مصنف گستاؤلی بان کی ہیں، سید علی بلگرامی نے ان دونوں کتابوں کا فرانسیسی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

سر تطور الامم، فرانسیسی مصنف گستاؤلی بان کی کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں کیا گیا ہے، مولوی عبدالسلام ندوی نے عربی زبان سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

واقعات تیموری، ترکی زبان سے فارسی زبان میں میر ابوطالب ترہٹی نے شاہ جہاں کے حکم سے ۱۰۴۷ھ میں ترجمہ کیا ہے۔

تزک بابری، ترکی زبان سے فارسی زبان میں عبدالرحیم خانخاناں نے اکبر بادشاہ کے زمانہ میں کیا ہے۔

کتاب الرحلۃ، فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیر کا سفر نامہ ہند محمد حسین پٹیالوی نے انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

نپولین کے حالات پر ایبٹ کی کتاب اس کا ترجمہ انگریزی زبان سے اردو زبان میں مولوی معین الدین شاہ جہاں پوری نے کیا ہے، اورنگ زیب کے حالات وسوانح پر لین پول کی کتاب کا ترجمہ انگریزی زبان سے اردو زبان میں مولوی معین الدین شاہ جہاں پوری نے کیا ہے۔

پروفیسر آرنلڈ کی انگریزی کتاب پریچنگ آف اسلام کا ترجمہ اردو زبان میں مولوی عنایت اللہ دہلوی بن ذکاء اللہ دہلوی نے کیا ہے۔

ہنری ٹامس بکل کی انگریزی کتاب ہسٹری آف سویلائی زیشن کا اردو زبان میں ترجمہ تاریخ تمدن کے نام سے احمد علی علوی کاکوروی کا کیا ہوا ہے۔

اولن کی تاریخ مصر قدیم کا ترجمہ انگریزی زبان سے اردو زبان میں سائنٹفک

سوسائٹی علی گڑھ کی طرف سے کیا گیا ہے۔

تاریخ یونان قدیم اولن کی انگریزی کتاب کا ترجمہ اردو زبان میں مفید حواشی کے اضافہ کے ساتھ سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ کی طرف سے کیا گیا ہے۔

خالد خلیل ترکی کی ڈائری آف دی ٹرک کا اردو ترجمہ معاشرۃ الاتراک کے نام سے

ابن بطوطہ طنجی کے عربی سفرنامہ کا اردو ترجمہ مولوی محمد حسین محمی، رہتکی کا کیا ہوا ہے، مترجم نے اپنے ترجمہ میں بہت سی مفید باتوں کا اضافہ بھی کیا ہے۔

مشہور عیسائی مصری مصنف جرجی زیدان کی عربی زبان میں تاریخ التمدن الاسلامی کا اردو ترجمہ مولوی محمد حلیم انصاری ردولوی کا کیا ہوا، مولوی شبلی نعمانی نے جرجی زیدان کی کتاب پر نقد ''**الانتقاد علی التمدن الاسلامی**'' کے نام سے کیا ہے۔

لارڈ کرزن کے سفرنامہ فارس ایران کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ خیابان فارس کے نام سے ایک ضخیم جلد میں مولوی ظفر علی خاں کا کیا ہوا ہے۔

الاودھ انگریزی مصنف مل کی تاریخ کے نویں باب کا ترجمہ مؤلفہ مولوی نظام الدین۔

انگریز مصنف جان سی مارٹین کی ہسٹری آف انڈیا کا ترجمہ انگریزی سے اردو زبان میں تاریخ ہند کے نام سے مولوی عبدالرحیم بن مصاحب علی گورکھ پوری کا کیا ہوا۔

خلاصۃ التواریخ، بنگال کی تاریخ میں انگریز مصنف کی کتاب کا ترجمہ انگریزی سے فارسی زبان میں ٹیپو سلطان کے پوتے کیقباد کے حکم سے مولوی عبدالرؤف توحید کلکتوی نے کیا ہے، عیسائی پادری اکسوس نے ۹۷۰ھ میں چین کا سفر کیا، چینی زبان اور چینی علوم وفنون حاصل کیے، انگریزی زبان میں چین کی تاریخ پر اس نے ایک کتاب لکھی، اس انگریزی کتاب کا ترجمہ فارسی زبان میں تاریخ چین کے نام سے محمد زماں ملقب بہ فرنگی خاں نے دہلی میں کیا۔

الفسٹن انگریز مصنف کی کتاب کا انگریزی سے اردو زبان میں ترجمہ علی گڑھ کی سائنٹفک سوسائٹی نے کرایا، اس کتاب میں ہندوستان کے ہندو مسلم عہد کی تاریخ ہے۔

عروج الاسلام، ابن اثیر جزری کی تاریخ الکامل کا ترجمہ عربی سے اردو میں مولوی عبدالغفوررام پوری نے حیدرآباد میں کیا۔

ٹرنر کے سفرنامہ کا اردو زبان میں ترجمہ سید علی بلگرامی کا کیا ہوا، ابن جبیر اندلسی کے سفرنامہ کا ترجمہ عربی زبان سے اردو زبان میں حافظ احمد علی خاں رام پوری کا کیا ہوا ہے، دبدبۂ امیری انگریزی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ سید حسن بلگرامی کا کیا ہوا، مصائب غدر بدایوں کے انگریز کلکٹر ایڈورڈس کی انگریزی کتاب کا ترجمہ اردو زبان میں ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کا کیا ہوا، انگریز مصنف غدر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ میں بدایوں کا کلکٹر تھا۔

تاریخ مراکش ومغرب اقصیٰ، اردو زبان میں دو جلدوں میں انشاء اللہ خاں اڈیٹر جریدۂ وطن کی تصنیف ہے، یہ کتاب امریکی مصنف میکنس اور مراکشی مصنف مولانا احمد کی کتابوں سے ماخوذ ہے۔

واقعات روم، اردو زبان میں متوسط سائز کی کتاب سلطان عبدالحمید خاں سلطان ٹرکی کے حالات وسوانح میں انشاء اللہ خاں کی تالیف ہے، یہ کتاب امریکی مصنّفین کی کتابوں سے ماخوذ ہے۔

تاریخ نجد واحساء، بزبان اردو تالیف انشاء اللہ خاں یہ کتاب انگریز میجر ولیم مقیم بمبئی کے سفرنامہ کا ترجمہ ہے۔

مستقبل الاسلام، انشاء اللہ خاں کی نگرانی وانتظام میں یہ کتاب لکھی گئی ہے، انگریز سیاح ولفرڈ بلنٹ کی کتاب فیوچر آف اسلام کا ترجمہ ہے، انگریزی کی اس کتاب کا ایک اور ترجمہ اردو زبان میں فیوچر آف اسلام کے نام سے اکبر حسین الہ آبادی نے کیا ہے۔

محاربات پلیونا، ۱۸۷۷ء میں عثمانی ترک اور روس کے درمیان جنگ کے حالات میں ولیم ہرورٹ نے جو اس لڑائی میں بحیثیت رضا کار شریک تھا، لکھی ہے، محاربات پلیونا اس کتاب کا ترجمہ ہے، جس کو انشاء اللہ خاں نے چھپوایا ہے۔

امریکی سفیر ایس جی ڈبلیو بنجمن کی تاریخ ایران کا ترجمہ بزبان اردو، انشاء اللہ خاں اس کے ناشر ہیں، امریکی پادری زویمر کی کتاب تاریخ عراق وعرب وعمان کا ترجمہ اس کے مترجم و ناشر انشاء اللہ خاں ہیں، انگریزی سیاح ایڈورڈ گارڈن کے سفر نامہ ایران کا ترجمہ، مترجم و ناشر انشاء اللہ خاں۔

بست سالہ عہد حکومت انگریز مصنف این ڈی لوسکنان کی انگریزی کتاب سے اردو زبان میں انشاء اللہ خاں کا ترجمہ ہے۔

ترکوں کی موجودہ ترقیات اردو زبان میں مؤلفہ انشاء اللہ خاں یہ کتاب انگریزی اخبارات کے مضامین واخبار سے ماخوذ ہے۔

سلطنت عثمانیہ اور اس کی باجگزار ریاستیں، مؤلفہ انشاء اللہ خاں انگریزی کتابوں سے ماخوذ ہے۔

تاریخ دولت عثمانیہ بزبان اردو، دو جلدوں میں، مؤلفہ انشاء اللہ خاں، انگریزی کتابوں سے ماخوذ ہے۔

سید امیر علی کی تاریخ اسلام بزبان انگریزی کا اردو ترجمہ انشاء اللہ خاں کا کیا ہوا۔

فارس کے مجوسیوں کے حالات میں اردو زبان میں ایک رسالہ شیخ ضیاء اللہ مدرس ہزارہ کا لکھا ہوا، کتاب انگریزی کتابوں سے ماخوذ ہے۔

مصر وانگلستان مصر کے نائب وزیر مالیات لارڈ ملز کی انگریزی کتاب کا اردو زبان میں ترجمۂ تاریخ مصر جدید انگریز مصنف سر ڈی مکنزی والس کی انگریزی کتاب کا اردو میں ترجمہ سید ابوالحسن لکھنوی کا کیا ہوا، کتاب ایک ضخیم جلد میں ہے۔

الفتوحات الحمیدیہ، یہ کتاب ترکوں اور یونانیوں کے درمیان ۱۸۹۷ء کی جنگ کے حالات پر ہے اور انگریز مصنف جی ڈبلیو اسٹوس کی کتاب کا اردو میں ترجمہ ہے، اس کے مترجم ابوالخیر فخر اللہ حسینی کڑوی ہیں۔

علوم فلسفیہ وعقلیہ کی کتابوں کے ترجمے

''باراہی سکنتھا'' مصنفہ اپٹل بھٹ کسوف وخسوف پچھتر اور فضائی حوادث و واقعات، قیافہ اور تفاؤل وغیرہ کے مباحث پر سنسکرت زبان کی کتاب ہے، اس کتاب کا ترجمہ فارسی زبان میں شمس الدین عبدالعزیز دہلوی نے فیروزشاہ تغلق کے حکم سے کیا۔

دلائل فیروز، فال نیک وبدفال، فال نجوم اور فلسفہ طبعیہ پر فارسی زبان میں ایک عظیم کتاب اعزالدین خالدخانی نے فیروزشاہ تغلق کے حکم سے سنسکرت میں اس کو نظم کیا ہے۔

کتاب درعروض موسیقی، اعز الدین خالد خانی نے فیروز شاہ تغلق کے حکم سے سنسکرت سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

کتاب فی المعاشرۃ بالنساء، فیروزشاہ تغلق کے حکم سے اعزالدین نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

طب محمودشاہی، سنسکرت کتاب ''وباگ بہت'' کا فارسی ترجمہ محمودشاہ کے حکم سے کیا گیا ہے۔

امرگرمہاویدک، ویدک فن پر سنسکرت زبان کی کتاب ہے، فارسی زبان میں اس کا ترجمہ سلطان بہلول لودی کے حکم سے کیا گیا ہے۔

للاوتی، فن حساب ومساحت پر ابوالفیض فیضی ناگوری نے سنسکرت زبان سے فارسی زبان میں اکبر بادشاہ کے حکم سے ترجمہ کیا ہے۔

ناجک فن نجوم میں مکمل خاں گجراتی نے اکبر بادشاہ کے زمانہ میں سنسکرت زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

راگ ساگر، فن موسیقی میں اکبر بادشاہ کے زمانہ میں یہ کتاب تصنیف کی گئی ہے،

جیسا کہ راگ درپن میں مذکور ہے۔

راگ درپن، فن موسیقی میں مرتبہ سیف الدین محمود سرہندی یہ کتاب لتونت کی تصنیف مان کتوہل کا ترجمہ مفید اضافہ کے ساتھ ہے۔

راگ پرکاش، فن موسیقی پر مرتبہ خواجہ محمد صلاح، سیف الدین محمود سرہندی نے اپنی کتاب راگ درپن میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

پنگل مین، فن عروض میں مرتبہ مولوی غلام حسین بن خلف علی بلگرامی یہ کتاب ہندی زبان سے ماخوذ ہے۔

شمس الهندسہ، اعمال ہندسیہ اور اشکال ہندسیہ میں شمس الامرا نواب فخر الدین حیدر آبادی نے ۱۲۴۱ھ میں لکھا ہے، یہ کتاب فرانسیسی مصنف موسی کلارک کی کتاب کا فرانسیسی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ ہے۔

خطوط الحبیب والمماس والمخرج، یہ کتاب انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے، اس ترجمہ میں دوسری کتابوں سے بعض اعمال واشکال کا اضافہ کیا گیا ہے، اس لیے یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت جامع اور ممتاز ہے۔

الستۃ الشمسیہ، انگریز مصنف ریوڈی رنٹ چارلیس کے چھ رسالوں کا مجموعہ جو جرثقیل، فیثا غورثی، ہیئت، علم الماء، علم الهوا، علم الانظار، علم البرق پر ہے، اس کا ترجمہ ۱۲۵۷ھ میں شمس الامرا نواب فخر الدین حیدر آبادی نے انگریزی سے اردو میں کیا ہے۔

رفیع البصر فی علم المناظر، فارسی زبان میں ایک ضخیم جلد میں نواب امیر کبیر عمدۃ الملک رفیع الدین بن فخر الدین حیدر آبادی نے ۱۲۵۷ھ میں تصنیف کی ہے، یہ کتاب انگریزی کی متعدد کتابوں سے ماخوذ ہے۔

رفیع الصنعہ، بزبان فارسی فن اصطرلاب میں مصنفہ عمدۃ الملک نواب رفیع الدین سن تصنیف ۱۲۶۹ھ۔

اصل میں یہ کتاب مولوی خاں محمد بن عبدالغنی گجراتی کی تصنیف ہے، لیکن یہ کتاب بہت ادق اور کٹھن تھی، اس لیے نواب عمدۃ الملک نے اپنے ایک ملازم رتن لال کو حکم دیا کہ اس کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ کرو، پھر نواب عمدۃ الملک نے خود اردو زبان سے آسان اور سہل فارسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا اور اس میں بہت سے قواعد و اصول کا اضافہ کیا اور بہت سی تصویروں سے مزین کیا۔

رفیع الحساب وتکملۂ رفیع الحساب، دوجلدوں میں بزبان فارسی مؤلفہ عمدۃ الملک نواب رفیع الدین یہ کتاب علم الحساب کے ''لاکرتم'' کے فن پر ہے، علم الحساب کی یہ قسم فن ہیئت ہندسہ اور جرثقیل میں معین ونافع ہے، یہ کتاب انگریزی کتابوں سے ترجمہ کی گئی ہے، پہلی جلد ۱۲۵۲ھ اور دوسری جلد ۱۲۵۴ھ میں مصنف نے لکھی ہے۔

کتاب درعلم کیمیا، انگریزی زبان سے اردو زبان میں میر شجاعت علی حیدرآبادی نے نواب شمس الامرا کے حکم سے ترجمہ کیا ہے۔

علم کیمیا پر ایک اور کتاب انگریزی زبان سے ترجمہ میر شجاعت علی حیدرآبادی کا۔

ڈاکٹر برنکل کی کتاب فن ہیئت میں، ڈاکٹر ولسن کا رسالہ فن ہیئت میں، فن ہیئت میں ایک تیسرا رسالہ کسی اور کا، رسالہ علوم طبعیہ میں، رسالہ آلات رصدیہ میں، رسالہ قوت مقناطیسیہ میں، پارکس کا رسالہ علم کیمیا میں، رسالہ علم المناظر میں، ایک اور رسالہ فن مناظر میں، رسالہ علم الماپر، ایک دوسرا رسالہ علم الماپر، ایک تیسرا رسالہ علم الماپر، رسالہ فن ہواپر، ایک اور رسالہ فن ہواپر، رسالہ فن حرارت پر، لارڈ بروہم چیف جسٹس لندن کا رسالہ مقاصد العلوم، جملہ کتب مذکورہ بالا کا ترجمہ انگریزی زبان سے اردو زبان میں کمال الدین حیدرآبادی لکھنوی ملازم رصدگاہ لکھنؤ نے کیا ہے۔

برنارڈ اسمتھ کی کتاب علم الحساب کا ترجمہ مولوی ذکاء اللہ دہلوی نے انگریزی سے اردو میں کیا ہے۔

ٹاٹ ہنٹر کی کتاب فن حساب جزئیات کا ترجمہ اردو میں مولوی ذکاء اللہ نے کیا ہے۔

ٹاٹ ہنٹر کی کتاب فن ہندسہ میں اس کے چھ مقالات اور گیارہویں بارہویں مقالات کے بعض ضروری حصوں کا ترجمہ مع شروح ونتائج وغیرہ کے کیا گیا ہے، پانچویں چھٹے گیارہویں، بارہویں مقالات کے نتائج میں کتاب کا ترجمہ، ٹاٹ ہنٹر کی کتاب میں بہت سے مسائل کا ترجمہ، ٹاٹ ہنٹر کی کتاب در علم مثلث کروی کا ترجمہ کتاب علم سکون میں، ٹاٹ ہنٹر کی کتاب المساحتہ کا ترجمہ، جملہ کتب مذکورہ بالا مولوی ذکاء اللہ دہلوی کا اردو زبان میں کیا ہوا ترجمہ ہیں۔

ہربرٹ اسپنسر کی فلسفۂ تعلیم، اصول فلسفۂ سیاسیات، ان دونوں کتابوں کا ترجمہ انگریزی سے سید غلام حسنین پانی پتی نے اردو میں کیا ہے۔

ڈریپر کی معرکۂ مذہب وسائنس کا ترجمہ انگریزی سے اردو میں مولانا ظفر علی خاں نے کیا ہے۔

سرولیم اسٹوہرس کا علم البرق کا ترجمہ انگریزی زبان سے اردو زبان میں مفید حواشی کے ساتھ سائنٹفک سوسائٹی نے کرایا ہے۔

الکزنڈر ڈارت کی کتاب کا اردو میں ترجمہ ''ملمع برقی'' کے نام سے سید محمد احمد کا کیا ہوا۔

رابرٹ اسکاٹ برن کی کتاب فن فلاحت میں کا ترجمہ اردو زبان میں سائنٹفک سوسائٹی کی طرف سے کیا گیا ہے۔

سیر الف کی کتاب کیرکٹر بلڈنگ کا انگریزی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ قوت خیالی کے خیال نام سے مفتی انوار الحق ٹونکی کا کیا ہوا۔

کتاب علم الاقتصاد، مرتبہ ڈاکٹر محمد اقبال لاہوری۔

فلسفۂ جذبات در علم نفسیات، انگریزی زبان سے اردو زبان میں مولوی عبد الماجد دریابادی بن عبد القادر دریابادی کا ترجمہ۔

فلسفۂ اجتماع علم نفسیات پر، مولوی عبد الماجد دریابادی بن عبد القادر دریابادی کی

ایک دوسری کتاب ہے۔

مبادیٔ سائنس ومعدنیات، معشوق حسین الہ آبادی نے انگریزی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

مقدمات الطبعیات، انگریز مصنف ہکسلے کی کتاب فزیا گرافی کا انگریزی سے ار.د میں ترجمہ مرزا مہدی حیدرآبادی نے کیا ہے۔

علم المعیشت، فن معاشیات پر محمد الیاس برنی استاد معاشیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی کتاب، کتاب اصول سود مندی بزبان اردو مرتبہ مہدی حسن خاں فتح نواز جنگ، یہ کتاب اورنٹیم کی کتاب یوٹلیٹی کا ترجمہ ہے۔

نسخۂ کیمیا فن کیمیا پر عبدالجلیل محمد پناہ اکبرآبادی کی تالیف ہے، یہ کتاب ترجمہ ہے، پرفیسر واسکو، پروفیسر علم الکیمیا وکٹوریہ یونیورسٹی کالج مانچسٹر کی انگریزی کتاب کا۔

اصول اسٹیم انجن، بزبان اردو، عبدالجلیل اکبرآبادی، لارڈنر کی کتاب کا ترجمہ ہے۔

کیمیائے زراعت فن زراعت پر سید امداد امام بن وحید الدین تیموری کا اردو میں ترجمہ انگریزی کتابوں سے۔

الجبر والمقابلہ کتاب، بزبان اردو مرتبہ مولوی کریم بخش دہلوی یہ کتاب انگریزی کتابوں سے ترجمہ کی گئی ہے، اس کا سن طباعت ۱۸۶۱ء ہے۔

رسالہ فی اصول السیاسۃ، جان اسٹوارٹ مل کی انگریزی کتاب کا ترجمہ اردو زبان میں دھرم نرائن دہلوی نے سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ کی طرف سے کیا ہے۔

فن طب کی بعض کتابوں کے ترجمے

علم فزیالوجی، یعنی اعضائے انسانی کے افعال کا علم انگریزی سے ترجمہ، علم الادویہ، طب رحیمی فن علاج میں یہ تینوں کتابیں ڈاکٹر رحیم خاں کی ہیں۔

تشریح انسانی، مرتبہ ڈاکٹر محمد حسین لاہوری۔

البشر فی التشریح، مرتبہ سید اصغر عباس۔

صحۃ النساء، ہدایۃ الموسم، یہ دونوں کتابیں ڈاکٹر غلام حسین کی ہیں۔

علاج ہیضہ، مرتبہ ڈاکٹر اشرف علی۔

طب کریمی، مرتبہ ڈاکٹر کریم بخش۔

معمول احمدی فی التشریح والعلاج، مرتبہ حکیم احمد علی خاں لاہوری۔

امراض الصبیان، مرتبہ ڈاکٹر رحیم خاں لاہوری۔

امراض العین، مرتبہ سید الطاف علی۔

اکسیر الصحۃ، مرتبہ ڈاکٹر سعید الدین حیدر آبادی۔

اسرار الاعضا، مرتبہ سید عزیز الدین فرخ آبادی۔

استیصال الطاعون، مرتبہ ڈاکٹر احمد علی خاں۔

آئینۂ قولنج، مرتبہ سید الطاف علی۔

امراض نسواں، مرتبہ ڈاکٹر رحیم خاں۔

منتخب بحر حکمت، مرتبہ ڈاکٹر رحیم خاں۔

پرنسپلز آف سرجری، بزبان اردو، سید باقر علی اور حکیم سید علی کی مشترکہ تصنیف، یہ دونوں حیدر آباد کے طبیبوں میں ہیں۔

ترجمہ سنیٹری پرائمر، مرتبہ حکیم یوسف علی خاں۔

ترجمہ ہومیو پیتھک، تسہیل المعالجات، یہ دونوں کتابیں حکیم عوض بخش کی ہیں۔

توضیح الولادۃ، مرتبہ سید الطاف علی۔

حفظ الصحۃ، مرتبہ ڈاکٹر رحیم خاں۔

انفلوائنزا، یعنی حمی نزلادی کا علاج، مرتبہ سید غلام حسین۔

رسالہ درانجکشن، ڈاکٹر تجمل حسین۔

صحت نمائے ازدواج، مرتبہ ڈاکٹر محمد اکبر لاہوری۔

علاج السمیات والحادثات، مرتبہ سید بندہ علی۔

فزیشین کمپنین، مرتبہ سید غلام حسین۔

الفصول الاربعہ، مرتبہ حکیم مہتاب الدین۔

قرابادین احمدی، مرتبہ حکیم احمد علی خاں۔

قرابادین مظہری، مرتبہ حکیم مظہر علی۔

گنجینۂ طب ممتازیہ، مرتبہ سید غلام حسین۔

مجموعۃ الطب، مرتبہ ڈاکٹر عوض بخش۔

یورپی ڈاکٹروں کے مجربات، مرتبہ سید الطاف علی۔

مڈوائفری، مرتبہ ڈاکٹر رحیم خاں۔

میزان الطب الجدید، مرتبہ حکیم نور الدین خاں سورتی۔

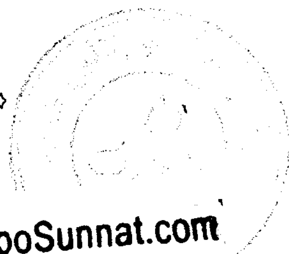
نیوفارماکوپیا، یعنی دواؤں کی ترکیب کا نیا علم، مرتبہ سید الطاف علی۔

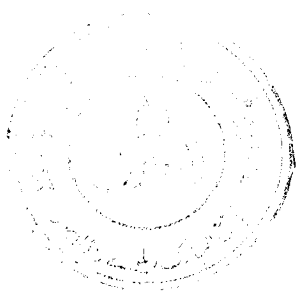
نیومن کلچر آف ڈیسیز، مرتبہ ڈاکٹر امام الدین۔

ہدایۃ الرضاعۃ، مرتبہ حکیم لقمان الدولہ حیدرآبادی۔

برکات عثمانیہ، فن ادویہ پر اردو زبان میں ایک مبسوط کتاب ڈاکٹر عبدالرزاق حیدرآبادی نے میر عثمان علی خاں نواب حیدرآباد کی نوابی کے زمانے میں تصنیف کیا۔







ISLAMI ULOOM-O-FUNOON HINDUSTAN MEIN

Author

Maulana Syed Abdul Hai Nadvi

Translation

Maulana Abul Irfan Nadvi

Darul Musannefin Shibli Academy
Post Box No: 19 , Shibli Road
Azamgarh

Email: shibli_academy@rediffmail.com
Website: www.shibliacademy.org

ISBN : 978-93-80104-35-5